تذکرۃ المعصومین

یہ کتاب تصنیفات سے جناب مولانا و مقتدانا
حاجی الحرمین الشریفین جناب مولوی سید
علی نقی صاحب جونپوری اعلی اللہ مقامہ کی ہے
جسمیں حالات ولادت و فضائل و شہادت جناب
رسولخدا صلعم سے لیکر دوازدہ امام علیہم الصلوۃ
والسلام تک کے مندرج ہیں

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین مالک مطبع طبع شد
رجسٹری شدہ ہے

فہرستِ کتبِ مذہبِ شیعہ موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد قسم اعلیٰ	عـہ
۲	ایضاً قسم دوم	عـہ
۳	ایضاً قسم سوم	عـہ
۴	تحفۃ الاثنا عشریہ سفید کاغذ	بے ۸ر
۵	ایضاً حنائی کاغذ	بے
۶	برق لامع کاغذ رنگین	۸ر
۷	ایضاً سفید کاغذ	۶ر
۸	ایضاً حنائی کاغذ	۵ر
۹	توضیح عزا فی مصائب الشہداء	۸ر
۱۰	شرح دیوان جناب امیر علیہ السلام	عـہ
۱۱	آیات محکمات جواب آیات بینات	۶ر
۱۲	مفید العوام در اثبات مسح پا و رفع یدین وغیرہ پانچ امر	۴ر
۱۳	تحفۂ جعفری	۳ر
۱۴	تجہیز الموتیٰ	۱۰ر
۱۵	تاج تنکہ مرزا فصیح جلد اول	۳ر
۱۶	تحفۃ الصائمین حلال و حرام جانور	۰ر
۱۷	نصر المومنین در باب ام [illegible] بعقد حضرت شہربانو	۰ر
۱۸	تحفۂ جمیلہ بنت عامر حسین جناب امیر علیہ السلام کے معجزہ کا ذکر ہے	ار
۱۹	ضربت حیدریہ از مجتہد لکھنؤ در باب ثبوت متعہ ہر دو جلد	للعہ
۲۰	عمدۃ الاثار	۶ر

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۲۱	فضائل مرتضوی کلاں	عـہ۴
۲۲	فضائل مرتضوی خرد زیر طبع	۸ر
۲۳	حسینیہ اردو	۲ر
۲۴	جریدۃ المراثی مجموعہ خسروی کاغذ رنگین	۱۲ر
۲۵	ایضاً سفید کاغذ	۱۰ر
۲۶	بیاض نوحہ جات کلاں	۱۴ر
۲۷	بیاض نوحہ جات خرد	۶ر
۲۸	بزم ماتم۔ مجموعہ سلام	۶ر
۲۹	جامع عباسی اردو	قیمتی ۴ر
۳۰	مصائب الشہداء	بے ۸ر
۳۱	انذار النافرین	۱۰ر
۳۲	خوان یغما	۱۰ر
۳۳	تحفۃ الحاجت	۴ر
۳۴	شمس المشرقین	۲ر
۳۵	تعبیہ در تعزیہ	ار
۳۶	دفع المغالطہ	عـہ۴
۳۷	ارشاد نعیم	۷ر
۳۸	فوائد بہیہ	۶ر
۳۹	دعاء عدیلہ	ـر
۴۰	خلاصۃ الطاعات	۴ر
۴۱	ارشاد العوام	۴ر
۴۲	مثنوی زاد آخرت	۱۰ر
۴۳	مثنوی فوائد آخرت	۴ر
۴۴	گلدستۂ نور	۳۰ر

Khuda Bakhsh O. P. Library
Patna
5893

إنّ الأبرار لفي نعيم

الحمد للہ کہ رسالہ شریفہ مشتمل سوانحات و فضائل حضرات چہاردہ معصومین المسمّی بہ

تذکرۃ المعصومین

من تصنیفات جناب مولانا الحاج مولوی سید علی نقی صاحب مجتہد جوری اعلی اللہ مقامہ

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

رجسٹری شدہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی خاتم الانبیاء والمرسلین وآلہ المعصومین

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد النبی صلی اللہ علیہ لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول فی عام الفیل یوم الجمعۃ مع الزوال

عمدۃ المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں رقم کیا ہے کہ جناب نبوت مآب محمد مصطفےٰ صلعم بارھویں کو ربیع الاول کی روز جمعہ وقت زوال جس سال کہ ابرہہ واسطے خرابی خانہ کعبہ کے مست ہاتھی کو لیکر گیا تھا پیدا ہوئے وذھب الشیخ والشہید فی الدروس الی انہ ولد یوم السابع عشر منہ عند طلوع الفجر فی یوم الجمعۃ اور شیخ ابو جعفر طوسی رحمہ اللہ نے اپنی بعض تصانیف میں اور شہید اول رحمہ اللہ نے دروس میں لکھا ہے کہ سترھویں کو ربیع الاول کی جمعہ کے روز وقت طلوع فجر حضرت پیدا ہوئے وحملت بہ امہ فی ایام التشریق عند الجمرۃ الوسطی وکانت فی منزل عبد اللہ بن عبد المطلب اور حاملہ ہوئیں ماں حضرت کی ایام تشریق میں نزدیک جمرہ وسطی کے منزل عبد اللہ بن عبد المطلب میں اور ایام تشریق عبارت ہے گیارھویں بارھویں تیرھویں سے ذیحجہ کی حضرات چونکہ علماء شیعہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایام حمل چھ مہینے سے کمتر اور ایک سال سے زیادہ نہیں ہوتی ہیں پس یہ قول مخالف ہوتا ہے اکثر احادیث کے اور تمامی اقوال علماء شیعہ کے مگر یہ کہ ہمکو خصائص نبی سے سمجھیں یا یہ کہ ایام تشریق سے مراد لیویں گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں ماہ جمادی الاولی کی ہو اسلئے کہ مشرکین اس مہینے میں بھی حج کیا کرتے تھے وولد ﷺ فی شعب ابی طالب فی دار محمد بن یوسف فی الزاویۃ القصوی عن یسارک وانت داخل الدار وقد اخرجت الخیزران ذلک البیت فصیرتہ مسجدا یصلی الناس فیہ

Acc. no. 5893

پیدا ہوے حضرت بیچ شعب ابیطالب کے مکان میں محمد بن یوسف کے بیچ زاویہ قصوی کے جسوقت تو داخل مکان
ہووے تو وہ تیرے بائیں واقع ہو خیزران یعنی خلیفہ مہدی باللہ عباسی کی ماں نے اُس زمین پر ایک مسجد
بنی ہے کہ جسمیں لوگ نماز پڑھتے ہیں وبقي بمكة بعد مبعثه ثلاث عشرة سنة ثم هاجر الى المدينة ومكث بها عشر سنين
ثم قبض لاثنتي عشرة ليلة مضت من ربيع الاول يوم الاثنين وهو ابن ثلث وستين سنة اور حضرت نے بعد
مبعوث ہونے کے ساتھ نبوت کے تیرہ برس اور مکہ میں تشریف رکھی بعد ہجرت کے مدینہ میں ہجرت فرمائی
دس برس تک اہل مدینہ حضرت کے وجود فائض الجود سے مشرف و کامیاب رہے بعد اسکے بارھویں کو ربیع الاول
دوشنبہ کے دن حضرت سوی جنت تشریف فرما ہوئے ہوقت حضرت کا سن شریف تریسٹھ برس کا تھا وقال الشيخ في
التهذيب قبض مسموما يوم الاثنين لليلتين خلتا من ربيع الاول حين زاغت الشمس اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے
تہذیب میں لکھا ہے کہ دوسری کو ربیع الاول کی دوشنبہ کے دن وقت زوال زہر سے منافقوں کے حضرت عازم عالم جاو
دانی ہوئے وتوفي ابوه عبد الله بن عبد المطلب بالمدينة عند اخواله وهو ابن شهرين اور حضرت کے
پدر بزرگوار عبداللہ بن عبدالمطلب نے شہر مدینہ میں اپنی ماموؤں کے گھر میں دار دنیا سے انتقال فرمایا ہوقت
سن شریف جناب رسول مقبول کا کل دو مہینے تھا وماتت امه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة
بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي بن غالب وهو ابن اربع سنين جب حضرت چار برس کے ہوئے ہوقت
اور ماں آمنہ بنت وہب بن عبدالمناف راہی جنت ہوئیں ومات عبد المطلب وللنبي صلى الله عليه وآله
نحو ثمان سنين جب حضرت کا سن شریف آٹھ برس کو پہنچا ہوقت حضرت کے جد نامدار یعنی حضرت عبدالمطلب
دار دنیا سے تشریف فرما ہوئے وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقية
وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام اور جسوقت جناب رسول خدا نے
حضرت خدیجہ سے نکاح کیا ہوقت اُس جناب کا سن شریف درمیان بیس اور تیس کے تھا اور حضرت
خدیجہ کا سن چالیس برس کا تھا پس پیدا ہوئے قبل نبوت کے قاسم و رقیہ و ام کلثوم اور بعد نبوت کے
طیب اور طاہر جناب فاطمہ پیدا ہوئیں وروي ايضا انه لم يولد بعد المبعث الا فاطمة عليها السلام وان
الطيب والطاهر ولدا قبل مبعثه اور ایک روایت میں ہے کہ بعد نبوت سوا جناب سیدہ کے اور کوئی
اولاد حضرت خدیجہ سے پیدا نہیں ہوئی اور طیب و طاہر قبل نبوت کے پیدا ہوئے وماتت خديجة حين خرج رسول
الله صلى الله عليه وآله من الشعب وكان ذلك قبل الهجرة بسنة اور جس سال کہ حضرت شعب ابوطالب
سے باہر نکلے اسی سال حضرت خدیجہ نے دار دنیا سے رحلت فرمائی اور یہ واقعہ ایک برس ہجرت سے قبل
واقع ہوا اور شعب ابوطالب اشارہ ہے اُس پہاڑ سے جہاں حضرت کافروں کے خوف سے مخفی رہے تھے وکانت
خديجة رضي الله عنها عاقلة فاضلة ذات اموال جمة وهي اول من اسلم بعث صلى الله عليه وآله

يوم الاثنين فاسلمت على ذلك اليوم ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت عاقلہ اور فاضلہ اور صاحب مال و جمیل
ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ پہلے جس شخص نے اسلام قبول کیا حضرت خدیجہ تھیں چنانچہ جناب رسول خدا
دوشنبہ کے دن ساتھ نبوت کے مبعوث ہوئے تھے اُن حضرت خدیجہ بہ اسلام مشرف ہوئیں تا ایام زیست
ہر حال میں حضرت کی شریک رہیں جو مصیبتیں کہ کافروں کے ہاتھ سے پہنچتی تھیں اُس پر صبر فرماتی تھیں اور جناب
رسول خدا بھی اُس مخدومہ کو بہت دوست رکھتے تھے چنانچہ تا ایام حیات اُنکی حضرت نے اور کوئی نکاح
نہیں کیا بلکہ بعد اُنکی انتقال کے بھی تین برس تک حضرت مجرد رہے و مات ابو طالب بعد موت خديجة بسنة
اور ایک سال بعد حضرت خدیجہ کے جناب ابو طالب نے بھی انتقال فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ کل تین دن کا فاصلہ
فلما فقدهما رسول الله صلعم سئم المقام بمكة ودخله حزن شديد فشكا ذلك الى جبرئيل عليه السلام جب
جناب ابو طالب اور خدیجہ نے انتقال فرمایا اُسوقت حضرت کو مکہ میں تشریف رکھنا دشوار معلوم ہوا ہمیشہ حضرت
محزون و مغموم رہتے تھے آخرش اس امر کی حضرت جبرئیل سے شکایت کی فاوحى الله تعالى اليه اخرج من هذه القرية
الظالم اهلها يعني مكة فليس لك ناصر بعد ابي طالب وامره بالهجرة ۔ اُسوقت حق سبحانہ تعالی نے وحی کی کہ
اس قریہ سے یعنی مکہ کے لوگ ظالم و زیاں کار ہیں یہاں سے نکل جاؤ کہ بعد ابو طالب کے اب کوئی یہاں تمہارا ناصر و مددگار
نہیں رہا اور حکم کیا حضرت کو ہجرت کا (۲) روى الشيخ وغيرهم عن الصادق قال اذا
اصابتك مصيبة فاذكر مصيبتك برسول الله ۔ شیخ ابو جعفر طوسی وغیرہ علما نے روایت کی ہے جناب صادق سے
فرمایا اُن حضرت نے کہ جسوقت تجھے کچھ مصیبت پہنچے تو یاد کر جناب رسول خدا کی مصیبت کو کہ آدمیوں کو ایسی
مصیبت نہ پہنچی ہے اور نہ کبھی پہنچیگی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس
شخص کو کچھ مصیبت پہنچے تو وہ یاد کرے میری مصیبت کو کہ بیشک عظیم ترین مصائب ہے کیونکہ یہ مصیبت عظیم ہوئی کہ
وہ جناب سید المرسلین اور رحمۃ للعالمین تھے اور لوگوں کو طریقۂ کفر و جاہلیت سے راہ ہدایت پر لائے اور
امت کی نجات کے لئے انواع اقسام کی مصیبتیں اور اذیتیں اٹھائیں اور قیامت میں بھی ہمہ تن امت کی دستگیری
اور حمایت میں مصروف ہونگے جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا فرماتی ہیں حقيق على من شم تربة احمد ان لا
يشم مدى الزمان غواليا ۔ صبت على مصائب لو انها ۔ صبت على الايام صرن لياليا ۔
یعنی جس شخص نے کہ جناب رسول خدا کی مرقد منور کی خاک سونگھی ہو زیبا ہے اسکے لیئے کہ کبھی غالیہ کی
خوشبو نہ سونگھے اس جناب کی وفات کے سبب سے مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں روز ہائے
روشن پر پڑیں تو وہ اندھیری راتوں کی طرح ہو جائیں وقال علي نزل بي من وفاة رسول الله ما لم
اكن اظن ان الجبال لو حملته ما كانت تحمله ۔ اور جناب امیر المومنین فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا کی وفات
سے مجھ پر ایسے صدمے پڑے کہ گمان نہیں کرتا میں کہ وہ صدمے پہاڑوں پر پڑیں اور وہ نہ سرک جائیں

... نفسی علی الصبر بعد وفاته ولزمت الصمت والاشتغال بما امرنی به من تجهیزه وتغسیله وجمع کتابه
پس میں نے بڑی تکلیف سے اس غم جانکاہ میں صبر کیا اور سکوت اپنے اوپر لازم کیا اور مشغول ہوا میں ان کاموں
میں جناب رسول مقبول نے مجھے مامور کیا تھا یعنی حضرت کے غسل دینے میں اور تجہیز و تکفین میں اور جمع کرنے میں
کتاب خدا کے لا یشغلنی عن ذلک بکاء دمعة ولا هاجم زفرة حتی ادیت فی ذلک الحق الواجب لله عز وجل علی
رسوله ٭ چنانچہ اس شغل کو میری آنسوؤں کی ریزش نے اور آہ و نالہ کی جوش نے سینہ میں موقوف نہیں کیا
یہانتک کہ میں نے اسی حالت میں حق واجب خداوند برتر کا جو اسکے رسول پر تھا ادا کیا عن ابی عبد الله الصادق
قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله ذات یوم لعلی الا ابشرك قال بلی بابی انت وامی وانك لم تزل
مبشراً بکل خیر ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے
کہ ایکدن جناب سالتمآب نے حضرت امیر المومنین سے ارشاد کیا کہ اے علی آیا بشارت دوں میں تمہیں ایک خبر کی جناب
امیر علیہ السلام نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فدا ہوں ماں باپ میرے آپ پر اسلئے کہ آپ ہمیشہ بشارت دینے والے ہیں ہر خبر
نیک کی فقال اخبرنی جبرئیل آنفا بالعجب فقال له علی وما الذی اخبرك یا رسول الله جناب سالتمآب
نے فرمایا کہ اسوقت خبر دی مجھے جبرئیل نے ایک امر عجیب کی جناب امیر نے استفسار کیا کہ یا حضرت وہ کیا خبر ہے مجھ کو
بیان فرمائیے فقال اخبرنی ان الرجل من امتی اذا صلی علی واتبع بالصلوة علی اهل بیتی فتحت له ابواب
السماء وصلت علیه الملائکة سبعین صلوة الخ رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اے علی بشارت دی مجھے جبرئیل نے کہ
جو شخص میری امت میں سے مجھ پر درود بھیجے اور شامل کرے اس درود میں میری اہلبیت کو تو کھولے جاتے ہیں اسکے لئے دروازے
آسمانوں کے اور درود بھیجتے ہیں ملائکہ اسپر ستر مرتبہ اور فرمایا تحاتت عنه الذنوب کما تتحات ورق الشجر یعنی ساقط
ہو جاتے ہیں گناہ اسکے جس طرح سے کہ گر جاتے ہیں پتے درختوں سے ویقول الله تبارك وتعالی لبیك یا عبدی وسعدیك
ویقول لملائکته یا ملائکتی انتم تصلون علیه سبعین صلوة وانا اصلی علیه سبع مائة صلوة
اور جناب باعزت اس درود بھیجنے والے سے فرماتا ہے کہ اے بندہ میرے میں تیری مساعدت اور معاونت کے لئے حاضر
ہوں اور ملائکہ کی طرف خطاب فرماتا ہے کہ اے ملائکہ تم درود بھیجتے ہو اس پر ستر مرتبہ اور میں اسپر درود بھیجتا ہوں سات سو
واذا صلی علی ولم یتبع بالصلوة علی اهل بیتی کان بینها وبین السماء سبعون حجابا اور اگر کوئی شخص
مجھ پر درود بھیجے اور میری اہلبیت کا ذکر نہ کرے تو حق سبحانہ تعالی اپنے قہر اور غضب سے ستر پردے آویزاں کرتا ہے کہ وہ درود
حاجب ہو جاتے ہیں درمیان آسمان کے اور اسکے درود کے کہ ملائکہ اسکو معرض قبول تک نہیں پہنچنے دیتے ویقول الله جل جلاله
لا لبیک ولا سعدیك یا ملائکتی لا تصعدوا دعاءه الا ان یلحق بالنبی عترته فلا یزال محجوبا حتی یلحق
بی اهل بیتی اور جناب اقدس الہی ارشاد کرتا ہے کہ اے ملائکہ میں اس درود بھیجنے والے سے ناراض ہوں اسکی
دعا قبول نہ کرو جب تک یہ بندہ میری نبی کی عترت کو ساتھ درود کے شامل کرے تم اسکی دعا کو مجھ تک پہنچنے نہ دینا

حضرت فرماتے ہیں پس تا وقتیکہ وہ شخص میری عترت پر درود نہیں بھیجتا ہے رحمت خدا سے محجوب رہتا ہے عن الصادق جعفر بن محمد قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وقد بلی ثوبہ فحمل الیہ اثنی عشر درھما فدفعھا الی علی فقال اشتر لی بہا قمیصا البسہ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص خدمت بابرکت جناب رسول خدا میں حاضر ہوا دیکھا کہ لباس حضرت کا بہت کہنہ اور بوسیدہ ہوگیا ہے اُسوقت اس شخص نے بارہ درہم حضرت کے نذر کیئے آپ نے اُن درہموں کو لیکر جناب امیرؑ کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ ان درہموں کا ایک پیراہن میرے لئے خرید کر لاؤ فدخل علی السوق فاشتری قمیصا باثنی عشر درھما فلما راٰہ النبی قال یا علی قمیص دون ہذا یکفینی اتری صاحبہ یقیلنا فقال لا ادری پس جناب امیرؑ نے حسب ارشاد جناب رسالتمآب بازار میں تشریف لیجا کر ان درہموں کا ایک کرتا خرید کر خدمت جناب رسول خدا میں حاضر کیا حضرت اسکو دیکھکر فرمانے لگے کہ اے علی یہ کرتا بیش قیمت ہے میرے لئے کم قیمت کفایت کرتا ہے مجھکو اسکا پہننا منظور نہیں ہے آیا ممکن ہے کہ بائع اسکا اسکو واپس کر لے حضرت امیرؑ نے عرض کی کہ تا وقتیکہ میں اُس سے استفسار نہ کروں عرض نہیں کر سکتا کہ پھیر لیگا یا نہیں فقام النبی ودخل مع السوق فاستقال التاجر فاقالہ واخذ الدراھم وانصرف فوجد جاریۃ علی الطریق تبکی غرض جناب رسول خدا حضرت امیرؑ کو ساتھ لیکر بازار میں تشریف لیگئے اور اُس تاجر سے ارشاد فرمایا کہ اس کرتے کو پھیر لے اُسنے بحکم جناب ختمی مآب اُس پیراہن کو واپس کر لیا اور درہموں کو حضرت کے حوالے کیا حضرت اُن درہموں کو لیکر روانہ ہوئے ناگاہ دیکھا کہ ایک عورت راستے میں کھڑی رو رہی ہے فقال لھا ما یبکیک قالت ان اھلی اعطونی اربعۃ دراھم لاشتری لھم بہا حاجۃ وقد ضیعتھا فاعطاھا رسول اللہ اربعۃ دراھم۔ حضرت نے اُس عورت سے استفسار فرمایا کہ تیرے رونیکا کیا باعث ہے اُسنے عرض کی کہ میرے مالکوں نے مجھکو چار درہم دئیے تھے کہ انکے لئے کچھ اسباب خرید کروں وہ درہم مجھسے گم ہوگئے ہیں اسلئے میں روتی ہوں کہ اب انکو کیا جواب دونگی حضرت نے اسکا حال زار سنکر چار درہم اسکو عطا فرمائے ثم دخل السوق فاشتری قمیصا باربعۃ دراھم ولبسہ وانصرف فوجد رجلا علی الطریق عریانا وھو یقول من کسانی کساہ اللہ من ثیاب الجنۃ بعد اسکے بازار میں تشریف لیجا کر چار درہموں کا ایک کرتا خرید فرمایا اور اسکو پہنکر روانہ ہوئے دیکھا کہ ایک شخص برہنہ راستے میں کھڑا ہوا کہتا ہے کہ جو شخص مجھکو کپڑا پہنا دے حق سبحانہ تعالیٰ اسکے بدن کو حلۂ بہشت سے آراستہ کرے فاعطاہ النبی قمیصہ ثم انصرف الی السوق فاشتری قمیصا باربعۃ دراھم فلبسہ وانصرف فوجد الجاریۃ تبکی حضرت کو اسکے حال پر رحم آیا وہ پیراہن جو خرید فرمایا تھا اُتار کر اُسکے حوالے کر دیا پھر بازار میں تشریف لیجا کر چار درہم جو باقی رہگئے تھے انکا ایک پیراہن اور خرید کر تبدیل لباس فرمایا اور وہاں سے روانہ ہوئے دیکھا کہ وہی عورت جسکو چار درہم عنایت کئے تھے پھر رو رہی ہے فقال لہا ما لک فقالت یا رسول اللہ ان اھلی قد ابطات علیھم فاخاف ان یضربونی حضرت نے اُس کنیز سے پوچھا کہ اب کسلئے روتی ہو اُسنے عرض کی کہ یا حضرت چونکہ مجھکو عرصہ بہت

ہو گیا ہے اسلئے ڈرتی ہوں کہ میرے مالک مجھکو ماریں نہیں فقال صلے اللہ علیہ و آلہ فامضی امامی و ارشدینی الی الطریق فلما جاء الی الباب قال السلام علیکم فلم یجیبوہ ثم قال السلام علیکم فلم یجیبوہ ثم قال السلام علیکم فقالوا و علیک السلام یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ حضرت نے اس عورت سے فرمایا کہ تو میرے ساتھ چل کہ میں چلکر تیری مالکوں سے تیری شفاعت کروں تا وہ لوگ تجھے نہ ماریں یہ فرما کر اس جاریہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے جب اُسکے دروازے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر آواز بلند فرمایا السلام علیکم کسی نے حضرت کے سلام کا جواب نہ دیا دوبارہ اس جناب نے پھر اسیطرح بآواز بلند فرمایا پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا تیسری بار جب اس جناب نے سلام کیا اسوقت اُن لوگوں نے جواب دیا کہ سلام ہو آپ پر اور رحمت خدا کی اور برکت اسکی اے رسول خدا صلعم فقال صلے اللہ علیہ و آلہ اسلمت علیکم فلم تجیبونی فقالوا سمعنا سلامک یا رسول اللہ فاحببنا ان نستکثر منہ جب اُن لوگوں نے جواب سلام دیا اسوقت جناب رسالتمآب نے انسے استفسار فرمایا کہ میں تمکو سلام کرتا ہوں اور تم لوگ میرے سلام کا جواب نہیں دیتے اُن لوگوں نے عرض کی کہ حضرت چونکہ آپکی آواز ہمارے کانوں میں خوش آتی تھی اور سُننا اسکا ہمارے لئے باعث یمن و برکت ہے اسواسطے جواب دینے میں تامل کیا کہ آواز مبارک کو مکرر سنیں فقال ہذہ الجاریۃ قد ابطأت علیکم فلا تؤاخذوہا فقالوا یا رسول اللہ ہی حرۃ لممشاک جناب رسالتمآب نے اُن لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اس کنیز کو بازار میں عرصہ بہت ہو گیا ہے میں تمسے اسکی سعی کرتا ہوں کہ تم لوگ اس سے کچھ مواخذہ نہ کرو اُن لوگوں نے ارشاد حضرت کا سنکر عرض کی کہ چونکہ حضرت نے اسکی سعی کے لئے قدم رنجہ فرمایا ہے اسواسطے ہمنے اسکو آزاد کیا فقال النبی ما رأیت اثنی عشر درہما اعظم برکۃ من ہذہ کسی اللہ جل و عز بہما عریانین و اعتق بہا نسمۃ اسوقت جناب رسول خدا نے ارشاد کیا کہ نہیں دیکھا مینے بارہ درہموں کو کہ عظیم ہوویں برکت میں ان درہموں سے کہ جنسے دو شخص برہنہ کو خدا تعالیٰ نے لباس عطا فرمایا اور آزاد کیا اس سے ایک بندہ کو و عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین علیہم السلام انہ دخل علیہ رجلان من قریش فقال الا احدثکما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ قالا بلی حدثنا عن ابی القاسم حضرت امام جعفر صادق روایت کرتے ہیں اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر سے فرمایا حضرت نے کہ روز دو شخص قبیلہ قریش سے میرے والد بزرگوار حضرت علی بن الحسین کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اُن دونوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ آیا بیان کروں میں تمسے کیفیت وفات جناب رسول خدا کو اُن دونوں شخصوں نے عرض کی کہ بلے یا حضرت ہمکو اس جناب کے احوال سے آگاہ فرمائیے قال سمعت ابی یقول لما کان قبل وفاۃ رسول اللہ بثلثۃ ایام ہبط جبرئیل فقال یا احمد ان اللہ ارسلنی الیک اکراما و تفضیلا لک و خاصۃ یسئلک عما ہو اعلم بہ منک یقول کیف تجدک یا محمد فرمایا حضرت نے کہ سنا میں نے اپنے پدر عالی مقدار جناب سید الشہدا سے فرماتے تھے حضرت کہ جب تین روز زمان وفات جناب رسول خدا کو باقی رہگئے اسوقت حضرت جبرئیل نے جانب رب العزت سے اس جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے تمہاری بزرگی اور مرتبہ کی رعایت سے مجھکو اسوقت تمہارے پاس بھیجا ہے

اور تم سے سوال کرتا ہے کہ تم اپنے تئیں دُنیا میں کیونکر پاتے ہو حالانکہ وہ تم سے عالم تر ہے مگر ساتھ اس شرف و بزرگی
کے تمکو خاص کیا ہے یعنی نہ ہوا ماسلف سے کسی نبی کو یہہ رتبہ حاصل ہوا کہ کوچ تمہارا دنیا سے مخصوص ہوا انکی مرضی پر
فقال النبی ﷺ اجدنی یا جبرئیل مغموماً واجدنی یا جبرئیل مکروباً و حضرت
نے پیغام خدا کو جبرئیل سے سنکر جواب دیا کہ اے جبرئیل میں اپنے تئیں دنیا میں مبتلائے غم و الم پاتا ہوں فلما
کان الیوم الثالث ھبط جبرئیل و ملک الموت و معہما ملک یقال لہ اسمعیل فی الھواء علی سبعین الف ملک
فسبقھم جبرئیل جب تیسرا دن ہوا اس روز حضرت جبرئیل اور ملک الموت اور اسمعیل کہ موکل ہوا ہے مع
ستر ہزار فرشتوں کو حضرت رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے تنہا حضرت جبرئیل نے حضرت کے سامنے جاکر
جس طرح سے کہ پہلے روز استفسار کیا تھا اسی طرح اس دن بھی سوال کیا حضرت نے وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا
فاستاذن ملک الموت فقال جبرئیل یا احمد ھذا ملک الموت یستاذن علیک لم یستاذن علی احد قبلک ولا
یستاذن علی احد بعدک قال ائذن لہ بعد اسکے ملک الموت نے اذن چاہا کہ داخل ہوں اسوقت حضرت جبرئیل
نے خدمت جناب رسالتمآب میں عرض کی کہ یا حضرت ملک الموت امیدوار اذن ہیں حالانکہ قبل اسکے
انہوں نے اپنے داخل ہونے میں کسی سے اجازت نہیں چاہی اور نہ بعد اسکے کبھی کسی سے امیدوار رخصت ہونگے
حضرت نے فرمایا کہ انکو بلالو فاذن لہ جبرئیل فاقبل حتی وقف بین یدیہ فقال یا احمد ان اللہ ارسلنی الیک و امرنی
ان اطیعک فیما تامرنی ان امرتنی بقبض نفسک قبضتہا و ان کرھت ترکتہا پس حضرت
جبرئیل نے موافق ارشاد جناب رسول خدا کے ملک الموت کو طلب کیا جب ملک الموت نے اجازت پائی
اسوقت آنکر سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت حق تعالی نے مجھے تمہاری خدمت میں بھیجا ہے اور
مجھ سے حکم کیا ہے کہ جو تم ارشاد کرو اسکو میں بجا لاؤں اگر تم حکم کرو تو تمہاری روح اقدس کو قبض کروں اور اگر
مرضی نہ ہو تو میں درگزروں فقال النبی اتفعل ذلک یا ملک الموت قال نعم بذلک امرت ان اطیعک فیما
تامرنی حضرت نے ملک الموت سے استفسار فرمایا کہ اے ملک الموت آیا تم میری کہنے پر عمل کروگے انہوں نے
عرض کی کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ جو آپ ارشاد کریں اسکو بجا لاؤں فقال لہ جبرئیل یا احمد ان اللہ تبارک
و تعالی قد اشتاق الی لقائک فقال رسول اللہ یا ملک الموت امض لما امرت بہ حضرت جبرئیل نے
سوال و جواب جناب رسالتمآب و ملک الموت کو سنکر خدمت اقدس جناب نبوی میں عرض کی کہ یا حضرت
خداوند برتر آپکی ملاقات کا مشتاق ہے اسوقت حضرت نے ملک الموت سے ارشاد کیا کہ جس امر میں تم مامور
ہوئے ہو اسکو بجا لاؤ فقال جبرئیل ھذا آخر وطئی الارض انما کنت حاجتی من الدنیا پھر حضرت
جبرئیل متکلم ہوئے کہ یہہ آخر نزول میرا ہے روئے زمین پر دنیا میں بس آپ ہی سے مجھے کام تھا فلما توفی
رسول اللہ صلی اللہ علی روحہ الطیبین و آلہ الطاہرین جاء التعزیۃ جاءھم آت یسمعون حسہ ولا یرون شخصہ

پس جناب ختمی مآب نے دارِ دنیا سے رحلت فرمائی لوگ مشغول عزائے رسولِ مقبول ہوئے اُسوقت ایک آواز آئی تھی کہ لوگ سب سُنتے تھے مگر آواز دینے والا کسی کو نظر نہ آتا تھا فقال السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت و انما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل هالک و درکا من کل مافات پس کہا اس شخص نے کہ اے اہلبیت رسالت سلام ہو تم پر اور رحمت و برکت خدا کی نازل ہو تم پر چاہیے کہ تم اس مصیبتِ عظمیٰ میں صبر کرو اور توکل اور اعتماد کرو خدا پر ہر ذی نفس چکھنے والا ہی شربتِ ناگوار موت کو البتہ حق سبحانہ تعالیٰ اجر اس مصیبت کا تمکو عطا فرمائیگا اسیطرح بہت سے کلمات تسلی اور تسکین کے اہلبیت سے بیان کئے قال علی بن ابیطالب هل تدرون من هذا هذا الخضر علیہ السلام اُسوقت جناب امیر المومنین نے لوگوں سے ارشاد کیا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کون شخص ہے یہ خضر علیہ السلام ہیں

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہم السلام عن جابر بن عبداللہ الانصاری عن علی بن ابیطالب علیہ السلام قال قالت فاطمۃ لرسول اللہ یا ابتاہ این القاک یوم الموقف الاعظم و یوم الاهوال و یوم الفزع الاکبر جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ ایک روز فاطمہ زہرا نے خدمتِ رسول مختار میں عرض کی کہ یا حضرت روزِ قیامت کو کہ لوگ واسطے حساب کے کھڑے کئے جائینگے اور ہر ایک شخص مبتلائے غم و اندوہ ہو گا میں آپ سے کہاں ملاقات کرونگی قال یا فاطمۃ عند باب الجنۃ و معی لواء الحمد و انا الشفیع لامتی الی ربی حضرت نے ارشاد کیا کہ اے فاطمہ تو ملاقات کریگی مجھسے بہشت کے دروازہ پر اور لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنی امت کی شفاعت میں مصروف ہونگا قالت یا ابتاہ فان لم القک هناک قال القینی علی الحوض و انا اسقی امتی جناب سیدہ نے پھر عرض کی کہ اگر وہاں بھی آپ سے ملاقات نہو تو کیا کروں آپ نے ارشاد کیا کہ ملاقات کر مجھسے حوض کوثر پر اور میں اپنی امت کو سیراب کرنے میں مشغول ہونگا قالت یا ابتاہ ان لم القک هناک فقال القینی علی الصراط و انا قائم اقول رب سلم امتی حضرت فاطمہ نے عرض کی کہ اگر وہاں بھی آپ کی زیارت سے مشرف نہوں تو کہاں تلاش کروں فرمایا حضرت نے کہ ملاقات کر مجھسے صراط پر اور میں وہاں کھڑا ہوا جناب باری میں عرض کرتا ہونگا کہ بار الٰہا میری امت بصحت سلامت اس سے عبور کر جاوے قالت فان لم القک هناک قال القینی و انا عند المیزان اقول رب سلم امتی جناب سیدہ نے عرض کی کہ اگر وہاں بھی فائز نہوں تو کہاں جاؤں جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ نزدیک میزان کے کہ میں اُسوقت جناب احدیت میں عرض کرتا ہونگا کہ پروردگارا میری امت کو سلامت رکھ قالت فان لم القک هناک قال القنی عند شفیر جهنم امنع شررها و لهبها عن امتی فاستبشرت فاطمۃ بذلک صلی اللہ علیها و علی ابیها و بعلها و بنیها حضرت خاتونِ قیامت نے عرض کی کہ یا حضرت اگر وہاں بھی یہ نعمت حاصل نہوئی تو کہاں جاؤں

حضرت خاتم الانبیاء شافع روز جزا نے ارشاد فرمایا کہ کنارہ جہنم پر اور میں اپنی امت سے آگ کے شرارے اور شعلے کو
دفع کرتا ہونگا اسوقت یہ مژدہ سنکر جناب سیدہ بہت خوشحال ہوئیں و درود خدا کا نازل ہوا تھا اور انکے پدر
گرامی منزلت اور شوہر عالی مرتبت اور فرزندان بلند رتبت پر الا لعنۃ اللہ علی القوم الظلمین

(مع) روی فی روضۃ الواعظین و غیرہ ان رسول اللہ صلعم ولد بمکۃ یوم الجمعۃ السابع عشر من ربیع الاول فی عام الفیل
کتاب روضۃ الواعظین اور اکثر کتب متقدمین امامیہ میں مذکور ہے کہ جس سال ابرہہ بادشاہ حبش ایک فیل سفید لیکر خرابی کیلئے خانہ کعبہ
کی آیا تھا اسی سال جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ بروز جمعہ سترہویں تاریخ ماہ ربیع الاول کی مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے و قیل
لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت منہ والاول اصح اکثر روایتیں اسپر ہیں کہ جناب بارہویں تاریخ ربیع الاول کی پیدا ہوئے لیکن روایت اول صحیح
وقبض رسول اللہ صلعم فی المدینۃ یوم الاثنین لیلتین بقیتا من صفر سنۃ عشر من الھجرۃ و قیل لثنتی عشر من ربیع الاول اور مشہور یہ ہے کہ جناب رسالتمآب
نے اٹھائیسویں تاریخ ماہ صفر کی کہ اس روز دس برس ہجرت سے اس جناب کو گزرے تھے جنت کی طرف انتقال
فرمایا اور بروایت غیر مشہور بارہویں تاریخ ربیع الاول کی یہ مصیبت عظیم واقع ہوئی اور روایت میں
وارد ہوا ہے کہ دوسری تاریخ ماہ ربیع الاول کی ان حضرت نے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت
فرمائی اور اس روایت کی جناب مولانا و مولی المحققین البری من الشین جناب سید العلماء مولانا السید حسین دامت
افاداتہ بدوام الثناء مین نے مجالس منجعہ میں ترجیح فرمائی ہے عن ابن عباس انہ قال قالت لی امنۃ لما اخذنی الطلق
واشتد علی الامر سمعت کلام الادمیین و رأیت علما من سندس علی قضیب من یاقوت قد ضرب بین السماء والارض
کتاب روضۃ الواعظین میں ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا ابن عباس نے سنا مینے حضرت آمنہ سے کہ وہ فرماتی تھیں
جب مجھے درد زہ عارض ہوا سنا مینے کلام مشابہ بہ کلام انسان اور دیکھا مینے ایک نشان کہ بیرق اسکی سندس
بہشت کی تھی اور چھڑ اسکی یاقوت کی تھی کہ وہ درمیان مین زمین و آسمان کے منصوب ہے و رأیت نورا یسطع
من رأسہ حتی بلغ السماء و رأیت قصور الشامات کانہا شعلۃ نار نورا و رأیت حولی من القطاۃ امرا عظیما قد
نشرت اجنحتہا اور دیکھا مینے ایک نور سر سے اس علم کے بلند ہوا اور تا آسمان پہنچا اور اس نور کی ایسی روشنی
تھی کہ مکانات شام کے مانند شعلہای نور دور سے دکھائی دیے اور دیکھا مینے گرد اپنے بہت سے پرندے قطوت
قطاۃ کہ وہ مشابہ کبوتر سے ہے پروں کو اپنے پھیلائے ہوئے ہیں و رأیت شابا من اتم الناس طولا و اشدہم
بیاضا و احسنہم ثیابا ما ظننتہ الا عبد المطلب قد دنا منی اور دیکھا مینے ایک جوان خوش رو کشیدہ قامت
سرخ و سفید بہترین جوانان روزگار قریب میری آیا اور میرے گمان میں وہ عبدالمطلب معلوم ہوئے فاخذ المولود
فتفل فی فیہ واستنطقہ فنطق فلم افہم ما قال الا انہ قال فی امان اللہ وحفظہ قد حشوت قلبک ایمانا
وعلما وحلما و یقینا و عقلا و شجاعۃ پس اس جوان نے میرے فرزند کو لیا اور آب دہن اپنا اسکے منہ
میں ڈالا اور اسنے کہا کہ کچھ باتیں کرو پس فرزند میرا بقدرت خدا گویا ہوا لیکن مین نہ سمجھی کہ کیا کہا مگر اتنی بات کہ

اس جوان نے مجھے کہا کہ تمہارا خدا حافظ اور نگہبان ہے، اور میں نے تمہارے دل کو ایمان اور علم اور حلم اور بردباری و یقین اور
عقل اور شجاعت سے بھر دیا انت خیر البشر طوبیٰ لمن تبعک وویل لمن تخلف عنک ثم اخرج صرۃ من
حریرۃ بیضاء ففتحہا فاذا فیہا خاتم فضرب علی کتفیہ پھر اس جوان نے کہا کہ تم سردار اور بہترین عالم ہو
خوشحال اس شخص کا کہ جو تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور وائے ہے اس پر کہ جو تمہاری مخالفت کرے جب
اسکے ایک صرہ کہ وہ حریر سفید کا تھا نکالا اور اس صرہ سے ایک انگوٹھی نکال کے میرے فرزند کے شانہ پر مہر کر دی
ثم قال امرنی ربی ان انفخ فیک من روح القدس فنفخ فیہ والبسہ قمیصا وقال ہذا امانک من آفات
الدنیا بعد اسکے اس جوان نے میرے فرزند سے کہا کہ مجھے خدا نے ارشاد کیا ہے کہ تمہارے دل کو مملو کروں عصمت
اور تقدیس سے پھر اس جوان نے حکم خداوند جلیل کی تعمیل کی اور ایک پیراہن انکو پہنایا اور کہا کہ یہ پیراہن
باعث رفع بلا ہے عن الصادق علیہ السلام انہ قال کان ابلیس لعنہ اللہ یخترق السموات السبع فلما ولد عیسی
حجب عن ثلث سموات وکان یخترق اربع سموات حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان
حضرت نے فرمایا کہ زمانِ سابق میں شیطان ملعون ساتوں آسمانوں تک پہنچتا تھا جب حضرت عیسیٰ پیدا
ہوئے اسی وقت سے شیطان تین آسمان سے ممنوع ہو گیا لیکن چوتھے آسمان تک جاتا تھا فلما ولد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ حجب عن السموات کلہا ورمیت الشیاطین بالرجوم جب کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
پیدا ہوئے اس وقت سے جانا ابلیس کا سب آسمانوں پر قطعاً موقوف ہو گیا اور اس زمانے سے جب کہ شیاطین آسمان کی
طرف جانیکا قصد کرتے ہیں تو ملائکہ انکو شعلہائے آتشیں سے تیر باراں کرتے ہیں اور ہٹا دیتے ہیں وقالت قریش ہذا قیام
الساعۃ التی کنا نسمع اہل الکتب یذکرونہ واصبحت الاصنام کلہا منکبۃ علی وجوہہا پس جب کفار
قریش نے عجائب اور معجزات ولادت باسعادت کے مشاہدہ کئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم جس قیامت کا حال اہل
کتاب سے سنتے تھے یہ اسکے آثار ہیں وارتجس فی تلک اللیلۃ ایوان الکسری وسقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ
وغارت بحیرۃ ساوۃ وخمدت نیران فارس ولم تخمد قبل ذلک بالف عام وبطل سحر السحرۃ اور
اس شب کو بارگاہ نوشیروان میں ایسا زلزلہ طاری ہوا کہ چودہ کنگرے اسکے گر پڑے اور دریاچہ ساوہ خشک ہو گیا
اور خود بخود آگ آتش پرستوں کی بجھ گئی جو کہ ہزار برس سے نہ بجھی تھی اور اثر سحر کا باطل ہو گیا وردی
انہ لما ولد النبی کان حوت من حیتان البحر یقال لہ طمطاسا وہو سید الحیتان روایت میں وارد ہے کہ
دریائے محیط کی مچھلیوں میں ایک مچھلی کہ نام اسکا طمطوسا ہے اور وہ سب مچھلیوں کی سردار ہے ولہ سبعمائۃ
الف ذنب یمشی علی ظہرہ سبعۃ الف ثور الواحد منہا اکبر من الدنیا اور خداوند عالم نے اس مچھلی کو سات
لاکھ دم عطا کی ہیں سات لاکھ مچھلیاں اسکی پشت پر چلتی پھرتی ہیں کہ انہیں کی ایک تمام دنیا سے بڑی ہے
ولکل ثور سبعمائۃ الف قرن من زمرد اخضر لا یشعر بہن اضطرب فرحا لمولدہ اور ہر مچھلی کے حق سبحانہ

نے سات لاکھ شاخیں تر و سبز کی عطا فرمائی ہیں با اینہمہ طیسوسا کو کچھ گرانی محسوس نہیں ہوتی تو وہ چھلی ولادت
باسعادت کی خوشی میں اچھل پڑی وَلَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَثْبَتَ جَعَلَ عَالِیَهَا سَافِلَهَا ۔ اور اگر حافظ
آسمان و زمین اسکو نہ روکتا تو دنیا کو الٹ دیتی وَمَا بَقِیَ جَبَلٌ اِلَّا نَادٰی صَاحِبَهٗ بِالْبِشَارَةِ وَیَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اور کوئی پہاڑ باقی نہ رہا مگر یہ کہ ایک پہاڑ نے دوسرے پہاڑ کو خوشخبری اور مبارک باد دی اور کلمہ توحید زبان پر
جاری کیا وَلَقَدْ قَدَّسَتِ الْاَشْجَارُ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا بِاَنْوَاعِ اَفْنَانِهَا وَثِمَارِهَا فَرَحًا بِمَوْلِدِهٖ اور اس نعمت عظیم کی
خوشی میں چالیس روز تک تمام درخت شاخ و ثمر سمیت تنزیہ اور تقدیس خداوند جلیل میں مشغول ہے وَلَقَدْ زُمَّ
اِبْلِیْسُ وَکُبِّلَ وَاُلْقِیَ فِی الْحِصْنِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَغُرِّقَ عَرْشُهٗ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اور جس روز کہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ پیدا ہوئے اس روز ابلیس سرکش کی ناک میں مہار ڈال کے اور زنجیروں میں جکڑ کر ایک قلعہ
مستحکم میں چالیس روز تک مقید کیا اور تخت ابلیس بدبخت چالیس روز تک ڈبو دیا گیا وَلَقَدْ اُنْکِبَتِ
الْاَصْنَامُ کُلُّهَا وَلَقَدْ سُمِعَ صَوْتًا مِّنَ الْکَعْبَةِ یَا اٰلَ قُرَیْشٍ جَاءَکُمُ الْبَشِیْرُ جَاءَکُمُ النَّذِیْرُ هُوَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَعِتْرَتُهٗ خَیْرُ النَّاسِ
بَعْدَهٗ اور شب ولادت باسعادت میں تمام بت مکہ کے سرنگوں ہو گئے اور تمام اہل مکہ نے کعبہ سے سنا کہ
کوئی شخص کہتا ہے کہ اے بزرگان قریش مسرور ہو کہ آج کی شب پیدا ہوا وہ سردار مرسلین کہ جو بشارت دیگا
تمکو نعمتوں سے بہشت کی اور خوف دلائیگا تمکو عذاب آخرت سے اور وہ خاتم انبیا ہیں یعنی دین انکا تا قیام
قیامت باقی رہیگا اور اولاد امجاد انکی بہترین خلق ہے رُوِیَ اَنَّهٗ لَمَّا تَغَیَّرَ حَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ بَکَتْ
فَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ بُکَاءً شَدِیْدًا وَاَخَذَتْ رَاْسَهٗ فِیْ حِجْرِهَا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب حال
جناب رسالتمآب کا شدت مرض سے متغیر ہوا اور حضرت کو غش پر غش آنے لگی جناب سیدہ یہ حال دیکھکر
نہایت مضطرب ہوئیں اور بہ آواز بلند رونے لگیں اور سر اقدس اپنے باپ کا اپنی چھاتی سے لگا کر منہہ پر
منہہ رکھدیا اِذْ نَادٰی رَجُلٌ خَلْفَ الْبَابِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَنَا رَجُلٌ غَرِیْبٌ
رَسُوْلٌ اِلَیْكَ فَاْذَنْ لِیْ حَتّٰی اَدْخُلَ عَلَیْكَ ناگاہ کسی مرد نے پس در سے صدا دی کہ سلام ہو آپ پر
یا رسول اللہ میں مرد مسافر ہوں کچھ پیام لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں کہ اجازت مجھکو
ہو کہ اندر حاضر ہوں اور جو کچھ عرض کرنا ہے وہ عرض کروں فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ فِیْ شِدَّةِ الْمَرَضِ قَدْ غُشِیَ عَلَیْهِ فَعَلَیْكَ اَنْ تَرْجِعَ فَسَکَتَ هُنَیْئَةً وَلَمْ یَبْرَحْ عَلَی الْبَابِ پس جناب سیدہ نے
جب آواز اس شخص کی سنی ارشاد فرمایا کہ اے مرد غریب یہ وقت ملاقات رسول خدا کا نہیں ہے اسلئے کہ وہ
حضرت شدت مرض سے اسوقت غش میں ہیں مناسب ہے کہ اب پھر جاؤ راوی کہتا ہے جب اس شخص نے یہ جواب
سنا ساکت ہو رہا مگر در دولت سے نہ ہٹا لیکن بعد تھوڑی دیر کے پھر اذن چاہا جناب سیدہ نے جو جواب کہ پہلے
دیا تھا وہی پھر ارشاد فرمایا یہ سنکر وہ شخص پھر چپ ہو رہا اور در پر کھڑا رہا ثُمَّ اسْتَاْذَنَ بِصَوْتٍ مَهِیْبٍ

وقال یا سیدتی الی رسول الیہ فلا یدلی من الدخول علیہ فغرغت بفاطمۃ علیہا السلام حتی افاق رسول
اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم بعد تھوڑی دیر کے اُس شخص نے تیسری مرتبہ باواز مہیب عرض
کیا کہ اے سیدۂ کونین اور اے مادر حسنین مجھے خدمت با سعادت رسول الثقلین میں اسوقت حاضر ہونا بہت ضرور ہے
اور بدون حصول شرفِ حضوری ممکن نہیں ہے کہ میں مرِ دولت سے پھر جاؤں پس اُمیدوار ہوں کہ مجھے
اجازت اندر آنے کی ملے اور میری مجال نہیں ہے کہ بدون اجازت کے اندر داخل ہوں پس منقول ہے کہ
اب کی مرتبہ جناب سیدۂ آواز سے اُس شخص کی ایسی خائف ہوئیں کہ کانپنے لگیں یہانتک کہ جناب
رسولِ خدا نے چشمِ مبارک غش سے کھول دی وقال یا قرۃ عینی مالی اراک فزعۃ مرعوبۃ قالت
فاطمۃ یا ابتاہ ان اعرابیا علی الباب یستاذن الدخول علیک وکلما اعتذرتہ لا یعذرنی جناب رسولخدا
نے دیکھا کہ فاطمۂ پر سقدر خوف طاری ہے کہ تمام بدن کانپ رہا ہے فرمایا کہ اے پارۂ جگر اے نور نظر کیا
ہوا کیوں خائف و ترساں ہے جناب سیدۂ نے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار ایک عرب بیرونِ دروازہ
اذنِ حضوری دیر سے طلب کر رہا ہے ہر چند میں نے مکرر اُس سے عذر کیا اور کہا کہ اے شخص یہ وقتِ ملاقات
نہیں ہے اور رسولِ خدا بسبب شدتِ مرض کے غش میں ہیں مگر وہ شخص کسیطرح عذر میرا قبول نہیں کرتا
اور کہتا ہے کہ میں کسیکا بھیجا ہوا آیا ہوں ممکن نہیں ہے کہ بدون حاضر ہوئے پھر جاؤں فقال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ والہ یا قرۃ عینی اما تعرفینہ وھو قاطع اللذات ومفرق الجماعات وھو ملک الموت یا فاطمۃ وھو
یحفظ حرمۃ بابک لا یمنعہ مانع من الدخول ولا یحجبہ حاجب من الخروج فاذن لہ یہ سنکر
جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اے نور نظر یہ وہ شخص ہے کہ جماعتوں کو متفرق کر دیتا ہے اور اطفال کو یتیم اور
عورات کو بیوہ کرتا ہے اے پارۂ جگر یہ وہ ہے کہ اگر قصد اندر آنیکا کرے تو کوئی اسکو منع نہیں کر سکتا اور اگر قصد
باہر جانیکا کرے تو کسیکی مجال نہیں ہے کہ اسکو روک سکے مگر حق سبحانہ تعالی نے تیرے دروازہ کو یہ رتبہ عطا
فرمایا ہے کہ ملک الموت بھی بے اجازت داخل نہیں ہوتا ہے اور نہ ہوگا اور اے فاطمہ یہ فرشتہ بحکم خدا وند جلیل
اسلئے آیا ہے کہ روح تیرے باپ کی قبض کرے یہ سنتے ہی جناب سیدہ رونے لگیں پس حضرت نے ملک الموت کو
حاضر ہونیکی اجازت دی فدخل ملک الموت وسلم علیہ وقال یا رسول اللہ ان اللہ تعالی یقرئک
السلام ویخیرک بلقائہ او الرجوع الی الدنیا پس جب ملک الموت حاضر خدمت باسعادت رسول خدا ہوئے
اُسوقت بعد تسلیم کے عرض کی کہ یا شفیع المذنبین جناب رب العالمین نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ اے
حبیب ہمارے تجھے اختیار ہے اگر ملاقات ہماری منظور ہے تو اپنی مرگ پر راضی ہو کہ تمام حور و غلمان اور جنت رضوان
تیری ملاقات کے مشتاق ہیں اور اگر ابھی مرگ اپنی نہ منظور ہو تو جب تک جی چاہے دنیا میں ہو کہ ہمیں خوشی
تمہاری ہر کیف منظور ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ یا ملک الموت امہلنی حتی یاتینی

جبرئیل فقال سمعا و طاعة فبینا کذالک اذ نزل جبرئیل فقال یا رسول اللہ ان ربک مشتاق الیک لسوف یعطیک ربک
فترضیٰ جب جناب رسالتمآب نے ارشاد جناب باری ملک الموت سے سُنا فرمایا کہ اے ملک الموت میں
چاہتا ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ جبرئیل امین میرے پاس آلیں اور میں کچھ خوشخبری انسے سن لوں ملک الموت
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تابع فرمان ہوں منقول ہے کہ اسی اثنا میں جبرئیل بھی حاضر خدمت باسعادت
ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوشخبری ہو آپکو کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور تمام فرشتہہائے مقربین اور حاملان عرش
اور حوران بہشت اور رضوان جنت مشتاق ملاقات ہیں اور تمام جنت کی آپکے لئے زینت کی گئی ہے اور حق سبحانہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ ای حبیب میرے خوش ہو تیری اُمت کو ہم اسقدر بخشینگے کہ جسمیں تیری رضا اور خوشنودی ہوگی اور
نعمتہای اخروی ہم اسقدر تجھے عطا کرینگے کہ ہمنے اسقدر نعمتیں کسیکو عطا نہیں کی ہیں فلما سمع رسول اللہ صلعم بہ
وقال یا ملک الموت واصنع بما تومر فبکی جبرئیل عن یمینہ و میکائیل عن یسارہ و ملک الموت جالس بین یدیہ
لیقبض روحہ فبکی جب حضرت نے جبرئیل امین سے یہ خوشخبری سُنی نہایت ہی مسرور ہوئے اور ملک الموت سے
فرمایا کہ یا عزرائیل اب بجالاؤ تم اسکو جو حکم دیا ہے تمکو خداوند جلیل نے یہہ سنتے ہی جبرئیل امین نے جانب راست سے
اور میکائیل نے جانب چپ سے آواز گریہ و بکا و صدا وامحمداہ کی بلند کی اور ملک الموت سامنے روے مبارک
کے بیٹھے تاکہ روح اقدس کو قبض کریں اور اس مصیبت عظیم پر روتے جاتے تھے وکان ید علی ابن ابی طالب تحت
حنکہ الاقدس حتی خرجت روحہ صلی اللہ علیہ والہ عن جسدہ الاطہر فبکی ونادی علی وامحمداہ لقد بقیت بعدک وحیدا
فریدا وانت فاطمة وخرنت معیشة علی الارض راوی کہتا ہے کہ اسوقت ہاتھ علی
بن ابیطالب علیہ السلام کا زیر رخسارہ مبارک تھا کہ دفعةً روح اقدس نے مثل بوئے گل جنت کی طرف انتقال فرمایا
اور ساتھ ہی اسکے جناب امیر علیہ السلام رونے لگے اور صدائے وامحمداہ و ارسول اللہ بلند کی اور بآواز بلند روتے
تھے اور کہتے تھے کہ اے سردار نہایت افسوس ہے کہ بعد آپکے میں تنہا رہ گیا اب تمام دنیا میری نظر میں تیرہ و
تاریک ہے اور اسوقت تمام اہلبیت گرد حضرت کے روتے تھے اور پیٹتے تھے خصوصًا جناب سیدہ نے جب یہہ
حال اپنے باپ کا دیکھا ایک آہ سرد کی اور ہائے بابا کہا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑیں غرض کہ خانہ رسول خدا میں
ایک قیامت برپا تھی اور اسوقت نظر اہلبیت میں تمام عالم تیرہ و تاریک ہوگیا قال مسعود امیر المومنین
علیہ السلام یدہ علی وجہ رسول اللہ وغمض عینیہ فغسلہ بیدہ وکفنہ وصلی علیہ مع ملائکة السموات
ومعہ بنی ہاشم المہاجرین والانصار فقط خطی جناب امیر علیہ السلام نے ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا اور چشم مبارک کو ان
حضرت کی بند کیا اور بعد اسکے اپنے ہاتھ سے رسول خدا کو غسل دیا اور کفن دیا اور ہمراہ ملائکہ اہل آسمان اور جماعت
بنی ہاشم و مہاجرین و انصار ان حضرت پر نماز پڑھی اور آپ نے ان حضرت کو دفن کیا پس جو حضرات جو مصائب کہ جناب
علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم السلام پر رسول خدا کی مفارقت میں گزری ممکن نہیں کہ بیان اسکا

کسو یہی ہو سکے خصوصاً جناب سیدہؑ نے اپنے باپ کی مفارقت میں اسقدر رنج اٹھائے کہ زیادہ چالیس روز سے
دنیا میں زندہ نرہیں الا لعنۃ اللہ علے القوم الظلمین (۴) قولہ تعالیٰ الم یجدک یتیما فآوی
جناب باری تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے کہ آیا نہیں پایا تجھے یتیم اے محمدؐ تو پناہ دی تجھے امتنھم بنعمۃ اللہ
علیہ حین مات ابوہ وبقی یتیما فآواہ الیہ بان سخر لہ اولا عبد المطلب اس آیہ میں بیان ہے اس نعمت کا جو خدا کی جانب سے اس
جناب کے شامل حال ہوئی جسوقت اس جناب کے والد ماجد حضرت عبد اللہ نے اس جہان سے انتقال فرمایا
اور وہ جناب یتیم ہو گئے پس خدا نے اس جناب کو پناہ دی یعنی پہلے حضرت عبد المطلب کو اس جناب کی پرورش کے لئے
مسخر کیا ثم لما مات عبد المطلب قیض لہ ابا طالب وسخرہ للاشفاق علیہ وحببہ حتے کان احب الیہ
من اولادہ وکفلہ وربّاہ بعد اسکے جب عبد المطلب نے دنیا سے رحلت کی خدا نے آمادہ کیا حضرت ابو طالب کو اور
مسخر کیا انکو اس امر پر کہ اس جناب پر شفقت اور محبت کریں چنانچہ حضرت ابو طالب اس جناب سے ایسی محبت کرتے تھے
کہ اپنی اولاد سے بھی یہ حال نہ تھا اور ہر حال میں اس جناب کے متکفل حال رہے اور پرورش کی ان حضرت کی
والیتیم من لا اب لہ وکان النبی مات ابوہ وھو فی بطن امّہ اور یتیم اس لڑکے کو کہتے ہیں کہ جسکے باپ نہ ہو
اور جناب رسول خدا اپنی والدہ کے شکم میں تھے کہ انکے والد ماجد حضرت عبد اللہ نے دنیا سے رحلت فرمائی وقیل
انہ مات بعد ولادتہ بمدۃ قلیلۃ وماتت امّہ وھو لست سنین ومات جدہ وھو لثمانی سنین
ثمانی سنین فسلمہ الی ابی طالب لانہ کان اخا عبد اللہ لامہ فاحسن تربیتہ اور دوسری روایت میں ہے کہ جناب
رسول خدا کے پیدا ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد حضرت عبد اللہ نے انتقال فرمایا اور جب جناب کا سن شریف
دو برس کا ہوا اسوقت اس جناب کی والدہ بھی دنیا سے راہی بہشت ہوئیں اور جب حضرت کے جد نامدار نے
وفات پائی اسوقت حضرت آٹھ سال کے تھے حضرت عبد المطلب نے وقت وفات اس جناب کو حضرت ابو طالب کے
سپرد کیا اسلئے کہ حضرت عبد اللہ وجناب ابو طالب حقیقی بھائی تھے پس ابو طالب نے حضرت کی تربیت بہت اچھی طرح
سے کی وسئل الصادق لم اوتم النبی عن ابویہ فقال لئلا یکون لمخلوق علیہ حق جناب صادقؑ سے کسی نے
پوچھا کہ جناب رسولؐ کے والدین اس جناب کے صغر سن ہی میں کیوں فوت ہو گئے حضرت نے فرمایا اسلئے کہ
کسی مخلوق کا حق حضرت پر نرہے قولہ تعالیٰ ووجدک ضالا فھدی اے جناب احدیت فرماتا ہے کہ اور پایا تجھے
اے محمدؐ کھویا ہوا تو ہدایت کی عبد المطلب کو جسوقت وہ تجھے تلاش کر رہے تھے ذکر انہ ضل فی شعاب مکۃ
وھو صغیر فرآہ ابو جہل وردہ الی جدہ عبد المطلب فمن اللہ سبحانہ بذلک علیہ
اذ ردہ الی جدہ علی یدی عدوہ عن ابن عباس ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب
رسول خدا کوہستان مکہ کے دروں میں گم ہو گئے اسوقت وہ جناب کم سن تھے ناگاہ ابو جہل نے حضرت کو
دیکھا اور اپنے ساتھ لا کر حضرت عبد المطلب کے پاس پہنچا دیا پس جناب باری نے اس امر کا حضرت پر احسان رکھا

ہاتھ کہ حضرتؐ کے دشمن جانی کے ذریعہ سے اس جناب کو حضرتؐ کے جد نامدار تک پہنچا دیا اور باوجود تنہا پانے کے اس ملعون کو حضرتؐ کے ضرر پہنچانے پر قدرت نہوئی وروی ان حلیمة بنت ابی ذویب لما ارضعتہ مدۃ وقضت حق الرضاع ثم ارادت ردہ الی جدہ جاءت بہ حتی قربت من مکة فضل فی الطریق فطلبتہ جزعة وکانت تقول لئن لم اردہ لارمین بنفسی من شاهق وجعلت تصیح وا محمداہ ..

اور کعب سے روایت ہے کہ حلیمہ بنت ابو ذویب نے جناب سرور کائناتؐ کو دودھ پلایا جب مدت دودھ پلانے کی منقضی ہوگئی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ حضرتؐ کو اس جناب کے جد نامدار تک پہنچا دے تو حضرت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی جب قریب مکہ کے پہنچی حضرت گم ہوگئے جب حلیمہ نے حضرتؐ کو نہ دیکھا تو جزع و بیتابی کرتی ہوئی ڈھونڈھتی پھرتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر میں نے محمد کو نہ دیکھا تو گرا دونگی اپنے تئیں پہاڑ کی بلندی سے اور ہلاک ہوجاؤنگی اور فریاد کرتی پھرتی تھی کہ وا محمد قالت فدخلت مکة علی تلک الحال فرأیت شیخا متوکیا علی عصا فسألنی عن حالی فاخبرتہ فقال لا تبکی فانا ادلک علی من یردہ علیک حلیمہ کہتی ہے کہ پس داخل ہوئی میں مکہ میں اسی حال سے اور دیکھا میں نے ایک مرد پیر کو اپنی عصا پر تکیہ کئے ہوئے اُسنے میری حال کا استفسار کیا میں نے اپنی سرگذشت سب بیان کی اس مرد پیر نے حال سنکر مجھ سے کہا کہ تو نہ رو میں تجھے ایسا شخص بتائے دیتا ہوں جو تجھ سے محمد کو ملا دیگا فاشار الی هبل الصنم الاعظم ودخل البیت وطاف بهبل وقبل راسه و قال یا سیداہ لم تزل منتک جسیمة ترد محمدا علی هذه السعدیة یہ کہکر اشارہ کیا اس بڈھے نے ہبل کی طرف جو کفار مکہ کا بڑا بت تھا اور داخل ہوا وہ خانہ کعبہ میں اور ہبل کے گرد پھرا اور طواف کیا اور اسکے سر کو چوما اور کہا کہ اے سید میرے ہمیشہ سے تیرے بڑے بڑے احسانات ہم پر ہیں ملادے اسوقت محمد کو اس سعدیہ سے قالت فتساقطت لما تفوہ باسم محمد وسمع صوت ان هلاکنا علی یدی محمد حلیمہ کہتی ہے کہ بمجرد اسکے کہ اسم گرامی جناب محمد مصطفےٰ کا اسکی زبان پر جاری ہوا تمام بت وہاں تھے سب گر پڑے اور ایک آواز سنی گئی کہ بیشک ہلاکت ہماری محمد کے ہاتھ سے ہوگی فخرج فلسانه تصطک جب اس بڈھے نے یہ کرامت اسم اقدس کی دیکھی فورا خانہ کعبہ سے باہر نکلا اسوقت خوف اور غصہ سے اسکے دانت بجتے تھے دخرجت الی عبد المطلب واخبرتہ بالحال فخرج وطاف بالبیت ودعا اللہ سبحانه فنودی واشعر بمکانه حلیمہ کہتی ہیں کہ ان بتوں کا یہ حال دیکھکر میں خانہ کعبہ سے باہر نکلی اور حضرت عبد المطلب کی خدمت میں جاکر ساری سرگذشت عرض کی حضرت عبد المطلب مجھ سے یہ حال سنکر گھر سے باہر نکلے اور خانہ خدا کا طواف کیا اور درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی پس انکو غیب سے آواز آئی کہ محمد فلاں جگہ ہیں واقبل عبد المطلب وتلقاه ورقة بن نوفل فی الطریق فبینما هما یسیران اذا النبی قائم تحت شجرة یجذب الاغصان ویعبث بالورق فقال عبد المطلب فداک نفسی وردہ الی مکة من تعب جناب عبد المطلب

یہ مژدہ سنکر آگے بڑھے راستے میں ورقہ بن نوفل سے ملاقات ہوئی یہ دونو صاحب چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ جناب رسول خدا صلعم ایک درخت کی شاخوں کو جھکائے ہوئے اُسکے پتوں سے بازی کر رہے ہیں حضرت عبدالمطلب جناب رسولِ خدا کو دیکھکر بہت شاد ہوئے اور کہنے لگے فدا ہو جان میری تجھپر سے اے فرزند گرامی بعد اسکے آں جناب کو اپنے ہمراہ مکہ میں لائے (۵) روی البیہقی فی کتاب دلائل النبوۃ باسنادہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ان اللہ خلق الخلائق قسمین فجعلنی فی خیرھما قسما بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ میں اپنی سندوں کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہا اُنہوں نے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ پیدا کیا جناب اقدس الٰہی نے خلائق کو دو قسم پر تو مجھکو بہترین قسم میں سے کیا وذلک قولہ تعالی واصحاب الیمین واصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین وانا من خیر اصحاب الیمین اور دلیل اسکی قول خدا ہے ترجمہ فرمایا ہے کلام مجید میں اصحاب یمین اور اصحاب شمال تو ہم اصحاب یمین میں سے ہیں بلکہ بہتر اصحاب یمین میں ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرھا ثلثا وقد رواہ ابن الاحضر الجنابذی وذکرہ فی کتاب معالم العترۃ النبویۃ فذلک قولہ فاصحب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون فانا من السابقین وانا خیر السابقین پھر خدا نے دو قسموں کے تین فرقے کر دیئے تو مجھکو بہتر فرقہ میں سے کیا روایت کی ہے ابن احضر جنابذی نے کتاب معالم العترۃ میں جناب احدیت فرماتا ہے اصحاب داہنے اور بائیں اصحاب اور پہلے لوگ تو میں پہلوں میں سے ہوں بلکہ پہلوں میں افضل ہوں ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرھا قبیلۃ وذکر قولہ تعالی وجعلناکم شعوبا وقبائل فانا اتقی ولد آدم واکرمھم علی اللہ ولا فخر پھر ان تین فرقوں میں قبیلے قرار دیئے تو مجھکو بہتر قبیلے میں سے کیا اس مطلب پر حضرت نے ایک آیہ کو پڑھا جسکا یہ مضمون ہے کہ ہمنے تم لوگوں میں شعبے اور قبیلے کئے پس میں برگزیدہ ہوں اولاد آدم میں اور خدا تعالی کے نزدیک تمام فرزندان آدم سے بزرگ ہوں مگر میں اسکو فخریہ نہیں کہتا ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرھا بیتا وذلک قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فانا واھل بیتی مطھرون من الذنوب حضرت فرماتے ہیں پھر ان قبیلوں میں گھرانے قرار دیئے تو مجھکو طیب و طاہر گھرانے میں سے کیا شاہد اسکا قول خدائے برتر ہے فرماتا ہے کہ یہی ارادہ کیا اللہ نے کہ دفع کرے تم سے برائیوں کو اے اہلبیت اور پاک کر دے تمکو تو پس میں اور میری اہلبیت گناہوں سے پاک ہیں فی کتاب الیواقیت عن جعفر بن محمد علیہما السلام عن ابائہ الطاھرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ الا لیقم من اسمہ محمد فلیدخل الجنۃ لکرامۃ سمیۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب یواقیت میں مذکور ہے جناب صادق علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرینؑ سے اور انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فرمایا جب روز قیامت ہوگا ایک منادی ندا کریگا کہ ہاں جس جس کا نام محمد ہو اٹھو اور جنت میں داخل ہو اپنے ہمنام کے سبب سے عاشق صلے اللہ

علیہ وآلہ ثلثا وستین منہا مع ابیہ سنتان واربعة اشہر ومع جدہ عبد المطلب
ثمانی سنین ثم کفلہ عمہ ابو طالب بعد موت عبد المطلب جناب رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ نے ترسٹھ برس
دنیا میں زندگانی کی دو برس چار مہینے کے سن تک حضرت کے والد ماجد زندہ رہے جب حضرت کا سن آٹھ برس کا
ہوا تو جد نامدار آپ جناب کے حضرت عبد المطلب نے بناسی برس رحلت کر گئے بعد انکے حضرت کے عم وفادار حضرت ابو طالب
اپنی تمام عمر آپ جناب کے کفیل اور معین رہے وکان یکرمہ ویحمیہ وینصرہ بیدہ ولسانہ ایام حیوتہ حضرت
ابو طالب مدت العمر اپنی جناب رسول خدا کی تعظیم اور تکریم اور حمایت ونصرت میں ہاتھ اور زبان سے مصروف رہے
یہی سبب تھا کہ جبتک حضرت ابو طالب زندہ رہے کفار کو قدرت نہ تھی کہ حضرت کو ضرر پہنچاویں وقیل ان اباہ
مات وعمرہ سبعة اشہر وماتت امہ وعمرہ ست سنین اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت کا سن کل
سات مہینے کا تھا جب حضرت عبد اللہ نے رحلت فرمائی اور جب سن اقدس چھہ سال کو پہنچا تو حضرت آمنہ نے
انتقال کیا۔ روی مسلم فی صحیحہ انہ قال استاذنت ربی فی زیارة قبر امی فاذن لی فزوروا
القبور یذکرکم الموت مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مینے اپنے پروردگار سے
اذن چاہا کہ اپنی ماں کی قبر کی زیارت کروں تو مجھکو اذن دیا پھر حضرت اپنی امت کو خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ
زیارت کرو تم لوگ قبروں کی کہ زیارت قبور تمکو یاد دلائیگی موت اور جب آدمی موت کا تصور کرتا رہیگا تو ہرگز دنیا میں
غفلت سے بسر نکریگا وتزوج خدیجة وھو ابن خمس وعشرین سنة وتوفی عمہ ابو طالب
وعمرہ ست واربعون سنة وثمانیة اشہر واربعة وعشرون یوما وتوفیت خدیجة علیہا السلام
بعدہ بثلثة ایام فسمی ذلک العام عام الحزن جب جناب نے خدیجہ سے نکاح کیا سن آنجناب کا پچیس برس کا تھا جب حضرت ابو طالب نے انتقال کیا
سن اقدس چھیالیس برس آٹھ مہینے چوبیس دن کا تھا حضرت ابو طالب کے تین دن بعد حضرت خدیجہ نے بھی انتقال کیا اسی سبب
سے اس سال کا نام سال حزن کہا گیا اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب محمد صلعم نے
قریش ہمیشہ خائف ومرعوب رہے مجھسے یہانتک کہ حضرت ابو طالب نے انتقال کیا واقام بمکة بعد البعث ثلث عشرة
سنة ثم ھاجر الی المدینة بعد ان استتر فی الغار ثلثة ایام وقیل ستة ایام حضرت بعد مبعوث
ہونیکے تیرہ برس تک مکہ میں رہے بعد اسکے مدینہ کو ہجرت کی جبکہ تین دن اور دوسری روایت کے موافق چھہ دن تک
غار میں مختفی رہچکے ودخل المدینة یوم الاثنین الحادی عشر من ربیع الاول وبقی بہا عشر سنین
ثم قبض للیلتین بقیتا من صفر سنة احدی عشرة للہجرة دوشنبہ کے دن گیارھویں تاریخ ربیع الاول کو حضرت
مدینہ میں داخل ہوگئے دس برس تک وجود فائز الجود سے مدینہ منورہ آباد رہا بعد اسکے ہجرت سے گیارھویں برس
اٹھائیسویں کو ماہ صفر کی خلد برین میں تشریف لیگئے صلے اللہ علیہ وآلہ (۶) قولہ تعالی وظللنا علیکم
الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی اور سایہ کیا ہمنے تمپر ابر کا اور اتارا تمپر من وسلوی جناب امام حسن عسکری کی

تفسیر میں لکھا ہے کہ جناب احدیت فرماتا ہے اے قوم بنی اسرائیل یاد کرو اُس وقت کو جب حکم دیا ہمنے بدلی کو کہ تم پر سایہ ڈالے جب تم تیہ میں تھے کہ تمہیں شدت سے دھوپ کی اور آفت سے شبنم کی محفوظ رکھتی اور نازل کیا ہمنے تم پر من وسلویٰ مَن ترنجبین ہے کہ شب کو آسمان سے گرتی تھی اور آس پاس درختوں پر جم جاتی تھی اور بہت لذیذ ولطیف تھی اُسے بنی اسرائیل کھایا کرتے تھے اور سلویٰ مرغ سماٰنی تھی کہ لاکھوں اُس تیہ میں نازل ہوتے تھے اور بنی اسرائیل بے محنت اُنکو شکار کرکے کھاتے تھے گوشت اُن جانوروں کا نہایت خوش مزہ اور پاکیزہ تھا کُلُوا مِن طَیِّبَاتِ مَا رَزَقنَاکُم یعنی کھاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہمنے تمکو جناب باری تعالیٰ نے فرمایا کہ کھاؤ تم چیزہائے پاکیزہ میں سے کہ تمہیں دی گئیں حضرت امام حسن عسکری فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد وپیمان لیا کہ محمد مصطفےٰ صلعم سے اور انکی اہلبیت سے تولّی کرو وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا نقصان کرتے یعنی اس عہد کے بدلنے سے اور پیمان شکنی سے اپنی ہی نفسوں پر ظلم کیا اور انکی کفران سے ہماری خدائی اور بادشاہی میں کچھ ضرر نہیں ہوتا اسیطرح مومنوں کی ایمان لانے سے ہماری سلطنت بڑھ نہیں جاتی واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منہا حیث شئتم رغدا اور جب کہا ہمنے داخل ہو اس شہر میں اور کھاتے پھرو اس میں سے جہاں کہیں چاہو محفوظ ہو کر یعنی یاد کرو اے قوم بنی اسرائیل اُسوقت کو جب ہمنے تمہارے آباؤ اجداد سے کہا کہ داخل ہو اس شہر میں یعنی شہر اریحا میں کہ شام کے شہروں میں سے ہے اور یہہ خطاب اُسوقت تھا جب بنی اسرائیل تیہ سے باہر نکلے تھے اور کھاؤ تم اس شہر میں سے جہاں کہیں چاہو آسودگی سے وادخلوا الباب سُجَّدًا اور داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرکے جناب امام حسن عسکری نے فرمایا کہ اس شہر کے دروازہ کو جناب باری تعالیٰ نے بصورت محمد وعلی بنی اسرائیل کے لئے ممثل کیا تھا اور حکم کیا کہ سجدۂ تعظیمی کرو اور جو عہد وپیمان کہ انکی دوستی کے باب میں کیا ہے اُس عہد کو پھر تازہ کرو اور انکی فضیلت کا اقرار کرو وقولوا حِطَّۃٌ اور کہو گناہ اتر یعنی کہو اے بنی اسرائیل کہ یہہ سجدہ ہمارا خدا کے لئے ہے اور تعظیم مثال محمد وعلی صلوات اللہ علیہما کے لئے اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں اس بات کا کہ دوستی اور محبت انکی وانکے بزرگوں کی کم کرنیوالی ہے گناہوں کی اور محو کرنیوالی ہے برائیوں کی نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین تو بخشیں ہم تمہاری تقصیریں اور زیادہ ثواب بھیجیں نیکی والوں کو یعنی تا بخشیں ہم تمہارے گناہوں کو اور قریب ہے کہ زیادہ کریں ہم ثواب نیکوں کا فبدّل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم پس بدل ڈالی ان ظالموں نے اور بات سوا اسکے جو کہی گئی تھی انسے یعنی نہ دروازہ پہ سجدہ کیا اور نہ قول حطۃ زبان پر جاری کیا بلکہ برعکس حکم خدا دروازہ کی طرف سے بھی نہیں کیا الٹے یعنی بہ پشت سے داخل ہوئے سجدہ کیسا خم بھی نہ ہوئے اور کہا کہ اتنے اونچے دروازہ میں خم ہونا کیا ضرور ہے اور یہہ دو شخص یعنی حضرت موسیٰ اور یوشع ہمکو کبتک مسخرہ بنایا کرینگے کہ ہم دروازہ کے لئے سجدہ کرواتے ہیں اور داخل ہوتے وقت لفظ حطۃ کے بدلے حنطۃ کہا یعنی گیہوں جس سے ہم اپنا قوت کریں ہمکو محبوب تر ہے ایسی کرواز

گنہگار سے فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون یعنی پھر اتارا ہمنے بے انصافوں پر عذاب
آسمان سے انکی بدخلاقی پر اور وہ عذاب یہہ تھا کہ ایک دن سے کم میں ایک ساعت میں ہزار آدمی ظالموں میں سے
ہلاک ہوگئے یہہ وہ لوگ تھے کہ علم خدا میں گزرا تھا کہ اگر یہہ زندہ رہینگے تو ایمان نہ لاوینگے اور توبہ نکرینگے اور جو لوگ
ایسے تھے کہ ایمان لائے اور توبہ کی یا انکی صلب سے ایسے فرزند پیدا ہونگے کہ خدا کی عبادت کی اور ایمان لاوینگے محمد صلعم
اور دوست ہوئے علی بن ابیطالب کے اور انکی اولاد طیبین کے انپر عذاب نازل نہوا واذ استسقیٰ موسیٰ
لقومہ اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یاد
کرو اے بنی اسرائیل اسوقت کو کہ جب طلب کیا موسیٰ نے پانی اپنی قوم کے لئے جسوقت پیاسے تھے وہ لوگ تیہ میں
اور فریاد کرتے ہوئے اور روتے ہوئے حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ پیاس کے ہلاک ہوئے
جاتے ہیں اسوقت حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ خدایا بحق محمد سید الانبیاء و بحق علی سید الاوصیاء و بحق فاطمہ سیدۃ
النساء و بحق حسن بہترین اولیاء و بحق حسین افضل شہداء و بحق باقی ائمہ ہدیٰ جو کہ انکے خلفاء اور بہترین اتقیا ہیں
ان اپنے بندوں پر رحم کر اور انکو پانی سے سیراب کر فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ
عیناً قد علم کل اناس مشربہم حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے وحی کی موسیٰ کو اے موسیٰ مار عصا کو
پتھر پر جب موسیٰ نے عصا پتھر پر مارا جاری ہوئے اُس پتھر سے بارہ چشمے کہ جان لی ہر آدمی نے اپنی پانی
پینے کی جگہہ اور بارہ چشمے جاری ہونیکی وجہ یہہ تھی کہ اسباط اولاد یعقوب بارہ قبیلے تھے تاکہ پانی پینے کے وقت
آپس میں ایک دوسرے سے مزاحمت اور منازعت نکریں حدیث معتبر میں جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ سونا قبل طلوع آفتاب کے نحس ہے اور رنگ کو زرد کرتا ہے اور آدمی کو رزق سے محروم کرتا ہے
اسلئے کہ خدا تعالیٰ رزق کو طلوع صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان قسمت کرتا ہے اور من و سلویٰ بنی اسرائیل
پر اسوقت نازل ہوتا تھا جو شخص اسوقت سو جاتا تھا اسکو نصیب نہیں ہوتا تھا جب جاگتا تھا تو محتاج ہوتا
تھا اور دوسروں سے سوال کرتا تھا فی الکافی والاکمال عن الباقر والصادق اذا خرج القائم
من مکۃ ینادی منادیہ الا لا یحملن احد طعاماً ولا شراباً و حمل معہ حجر موسیٰ بن عمران وھو وقر
بعیر لا ینزل منزلاً الا انفجرت منہ عیون فمن کان جائعاً شبع ومن کان ظمآناً روی و رویت دوابہم حتی ینزلوا النجف
من ظہر الکوفۃ کافی اور اکمال میں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ
جب قائم آل محمد مکہ سے ظاہر ہونگے اور متوجہ ہونگے بطرف کوفہ اسوقت ایک منادی حضرت کیطرف سے
حضرت کے اصحاب کو ندا کریگا کہ کوئی شخص توشہ اور پانی اپنے ساتھ نہ لے فقط حضرت موسیٰ کا پتھر اُن
جناب کے ساتھ ہوگا وہ پتھر بار ایک شتر کا ہے جس منزل میں مقام ہوگا اُس پتھر سے چشمہ جاری ہوگا جو
بھوکھا اور پیاسا کہ اُس پانی کو پیے گا سیر ہوجائیگا اور حضرت کے اصحاب کا یہی توشہ ہوگا جبتک داخل نجف

مشرف ہوں (۷) قولہ تعالےٰ و اذ قال موسیٰ لقومہٖ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہو کہ جناب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے یہود مدینہ کو خطاب کیا کہ یاد کرو وہ وقت کو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا حکم فرماتا ہو کہ ذبح کرو تم گائے اور اسکے ایک عضو کو اس مقتول پر جو تمہارے درمیان میں پڑا ہے ڈال دو تو بحکم خدا سے وہ مردہ زندہ ہو جائے اور تمکو خبر کرے کہ اوسکو کس شخص نے قتل کیا یہ حکم اوس وقت تھا جب ایک شخص کشتہ درمیان میں ایک قبیلہ کے پڑا تھا حضرت موسیٰ نے بحکم خدا قبیلہ سے فرمایا کہ لازم کرو اس بات کو کہ پچاس آدمی جو تم میں شریف ہوں قسم کھاویں اس طور پر کہ قسم ہے اس خداوند کی جو قوی اور سخت ہے اور خدا ہے بنی اسرائیل کا اور فضیلت دینے والا ہے محمد اور انکی آل طیبین کو اپنی تمام مخلوقات پر کہ ہمنے اس مقتول کو نہیں مارا اور اسکی قاتل سے آگاہ بھی نہیں اگر اس طور پر قسم کھاؤ تو دیت دیکر خلاص ہو جاؤ اور اگر قسم نہ کھاؤ تو اسکے قاتل کو پیدا کرو تا کہ اوسپر قصاص جاری ہو اور اگر ان دونو باتوں میں سے ایک کو بھی بجا نہ لاؤگے تو زندان تنگ میں محبوس ہوگے جب تک کہ ان دو شرطوں میں سے ایک پر راضی نہو تب اہل قبیلہ نے کہا کہ اے پیغمبر خدا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم قسم بھی کھاویں اور دیت بھی دیں ایسا تو حکم خدا نہیں ہے اور صورت اس ماجرے کی یہ تھی کہ ایک عورت تھی بنی اسرائیل میں نہایت حسینہ اور جمیلہ اور حسب نسب میں بھی کمال شرافت رکھتی تھی بہت سے لوگ اس عورت کی خواستگاری کرتے تھے اس عورت کے تین چچازاد بھائی تھے ایک شخص کو ان تینوں میں سے جو بڑا عالم اور متقی تھا اس عورت نے پسند کیا اور چاہا کہ اوسی سے شادی کرے ان دونو بھائیوں کو ایسا حسد ہوا کہ آخر بہ اغوائے شیطان لعین اس مرد عالم کو بہ بہانہ ضیافت بلا کر قتل کیا اور اسکی نعش کو ایک قبیلہ میں جو کہ قبائل بنی اسرائیل میں بہت بڑا قبیلہ تھا ڈالدیا جب صبح ہوئی تو وہی دونو قاتل چاک گریبان خاک سر پر ڈالے ہوئے حضرت موسیٰ کے پاس فریادی آئے حضرت نے اہل قبیلہ کو طلب فرمایا اور استفسار حال کیا ان لوگوں نے کہا کہ یا حضرت نہ ہم اس میت کے قاتل ہیں اور نہ اسکی قاتل سے خبر رکھتے ہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھاؤ اور دیت دو یا اسکے قاتل کو پیدا کرو ان لوگوں نے کہا کہ جب باوجود قسم کھانے کے ہمپر دیت لازم ہوتی ہے تو پھر قسم کا کیا فائدہ ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ سوا فائدہ و نفع حق تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہے جو کچھ حکم خدا ہے اوسے بجا لاؤ ان لوگوں نے کہا کہ یا حضرت نہ ہمسے کچھ خیانت ہوئی اور نہ کسیکا حق ہماری گردن پر ہے باوجود اسکے ہم قسم بھی کھائیں اور دیت دیں یہ امر ہمپر دشوار ہے تو درگاہ خدا میں آپ دعا کریں کہ اس مقتول کے قاتل کو ہمپر ظاہر کردے تا کہ جسپر امر کا وہ سزاوار ہو آپ اوسکو سزا دیں اور ہم لوگ تہمت گناہ سے اور قسم سے رہائی پائیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس معاملہ کا حکم خدا تعالیٰ بیان کر چکا ہے مجھے لائق نہیں ہے کہ میں جرأت کروں اور حکم ثانی اس رہ میں

طلب کروں بلکہ لازم ہے ہمپر کہ اُسکے فرمان کو تسلیم کریں اور اسکے حکم کو ماننے اوپر لازم کریں اور اُسپر اعتراض نکریں
آیا نہیں دیکھتے تم کہ حق تعالی نے ہمپر حرام کیا ہے کام کرنا ہفتہ کے دن کا اور منع کیا ہے گوشت اونٹ کا ہمپر
ہمکو لائق نہیں کہ اُسکے حکم میں تصرف اور تغیر کریں حضرت موسیٰ نے چاہا کہ اس حکم کو اُنپر لازم کریں جب وہ لوگ
راضی نہوئے اُسوقت حق تعالی نے وحی بھیجی حضرت موسیٰ کو کہ اے موسیٰ انکے کہنے کو قبول کرلے اور جیسے سوال کرتے
میں اس میت کے قاتل کو ظاہر کروں اور دوسرے لوگ جرم اور تہمت سے خلاص ہوجائیں اسلئے کہ میں چاہتا
ہوں کہ انکے سوال کے ضمن میں فراخ روزی کروں ایک شخص کو کہ وہ نیک لوگوں میں سے ہے اور اسکا اعتقاد
یہہ ہے کہ حبیب میرا محمد اور بعد انکے ولی میرا علی ابن ابیطالب افضل ہیں سب مخلوق سے اور ان دونو بزرگوں کی اور
آل طیب پر انکی صلوٰۃ بھیجا کرتا ہے اسکو اس اعتقاد کی برکت سے میں چاہتا ہوں کہ اسکو دنیا میں جزا دوں
اور اجر آخرت علاوہ اسکے ہے یہہ ثمرہ ہے افضل سمجھنے کا محمد کو اور انکی آل طیب کو جب جناب خدا سے اجازت
پائی اُسوقت حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ خداوندا بیان کر کہ اسکا مارنے والا کون شخص ہے اُسوقت خدا تعالیٰ
نے وحی کی حضرت موسیٰ کو کہ اے موسیٰ کہہ تو بنی اسرائیل سے کہ خدا اس طور پر بیان کریگا انکے قاتل کو کہ تمہیں
حکم کرتا ہے ذبح کرو گائے اور ایک عضو اس گائے کا اس مقتول کو چھواؤ تاکہ میں اس مردہ کو زندہ کروں
اگر منقاد ہو حکم خدا کی توجیہہ میں کہتا ہوں اسے عمل میں لاؤ اور نہیں تو حکم اول کو قبول کرو قولہ تعالی قَالُوْٓا
اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ خدا تعالی فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل نے
کہا کہ اے موسیٰ آیا تم ہمسے استہزا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ایک ٹکڑا مردے کا دوسرے مردہ پر ہم ڈالیں تاکہ ایک
مردہ جی اٹھے حضرت موسیٰ نے انکے جواب میں کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں خدا سے اس بات سے کہ ہوں میں جاہلوں
اور بے عقلوں میں سے اور نسبت دوں خدا کی طرف اس چیز کو کہ اُسنے نہ فرمایا ہو یا فرمودہ خدا کو اپنے قیاس باطل
سے خلاف عقل سمجھوں اور انکار کروں جیسا کہ تمنے قیاس بیہودہ کیا آیا نطفہ مرد اور نطفہ عورت کا بیجان
نہیں ہے جب یہہ دونو رحم میں مختلط ہوتے ہیں خدا تعالی اپنی حکمت کاملہ سے دونو بیجانوں میں سے جاندار پیدا کرتا ہے
آیا نہیں دیکھتے تم کہ تخم اور زمین یہ دونو بیجان ہیں جب تخم زمین سے متصل ہوتا ہے زمین مردہ سبزہ زاروں سے
اور درختوں سے زندہ ہوجاتی ہے قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ جب حضرت موسیٰ نے قوم بنی اسرائیل
پر حجت تمام کی اُسوقت ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ دعا کرو پروردگار اپنے سے کہ جس گائے کے ذبح کرنے پر ہمکو مامور کیا ہے
اُسکی صفت کو بیان کرے تا ہمکو معلوم ہو کہ وہ کیسی گائے ہے قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ
عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ حضرت موسیٰ نے موافق درخواست بنی اسرائیل کے جناب باری سے
سوال کیا بعد اسکے اُنسے بیان کیا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی بہت جوان بلکہ اوسط عمر میں
پس عمل کرو اس چیز کو جسپر مامور ہوئے ہو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۔ ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ

اپنے پروردگار سے پوچھو کہ اُس گائے کا رنگ کیا ہو قال انہ یقول انہا بقرۃ صفراء فاقع لونہا تسر الناظرین حضرت موسیٰؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کرکے اُنسے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ ہے اور زردی اُسکی خالص اور خوب ہے نہ ایسی ہلکی ہے کہ مائل بسفیدی ہو اور نہ ایسی گہری کہ مائل بسیاہی ہو اور دیکھنے والوں کو اُسکی خوبی رنگ سے سرور حاصل ہوتا ہے قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما ھی ان البقر تشابہ علینا وانا ان شاء اللہ لمھتدون پھر اُن لوگوں نے کہا اے موسیٰ دعا کرو اپنے پروردگار سے کہ ان صفات سے زیادہ اور کچھ صفت اُس گائے کے بیان فرمادے اسواسطے کہ وہ گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اسلئے کہ جو صفات خدا نے بیان کئے ہیں صفات کی گائیں بہت ہیں اور اگر خدا چاہے تو ہم لوگ ہدایت پاویں قال انہ یقول انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لا شیۃ فیہا حضرت موسیٰؑ نے جانب خدا تعالیٰ سے کہا کہ وہ ایک گائے ہے محنت والی نہیں کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو اور کسیطرح کا عیب اُسکی خلقت میں نہیں سوا رنگ اصلی کے دوسرا رنگ اسمیں نہیں قالوا الآن جئت بالحق فذبحوہا وما کادوا یفعلون اُسوقت ان لوگوں نے کہا اب ایسا کہ بیان کرنیکا حق تھا آپنے بیان کیا پس ذبح کیا اُسکو اور قریب تھا کہ بسبب گرانی قیمت کے اُسکو نکریں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب یہ صفات بنی اسرائیل نے سُنے کہا کہ اے موسیٰ آیا ہمارے رب نے ہمکو حکم کیا ہے ایسی گائے کے ذبح کرنیکا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ہاں بیشک جب حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ تمکو حکم فرماتا ہے گائے کے ذبح کرنیکا اگر اُسیوقت یہ لوگ اس حکم کو مان لیتے تو جو گائے ذبح کرتے کافی ہوتی جب بعد جواب سوال کے ان صفات کی گائے معین ہوگئی اور ایسی گائے کو تفحص کیا تو کہیں نہ پایا اُسکو مگر ایک جوان بنی اسرائیل کے پاس جسکو خدا تعالیٰ نے اُسکے خواب میں جناب محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور باقی ائمہ ہدیٰ کو دکھلایا اور اُن بزرگواروں نے اُسسے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور دوسروں پر ہمکو فضیلت دیتا ہے اسواسطے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اسکا صلہ تجھکو دنیا میں بھی دلویں پس تجھے مناسب ہے کہ جب لوگ تیرے پاس گائے کی خریداری کے لئے آویں تو نہ بیچنا اُسے مگر حکم سے اپنی ماں کے اگر تو ایسا کریگا تو خدا تعالیٰ تیری ماں کو ایسے امور الہام کریگا کہ جو باعث ہونگے تیری تونگری کے اور تیری اولاد میں بھی دولت باقی رہیگی وہ جوان اس خواب کے دیکھتے ہی بہت خوش ہوا جب صبح ہوئی بنی اسرائیل آئے کہ اس گائے کو خریدیں اور اُس جوان سے کہنے لگے کہ اس گائے کو کس قیمت میں بیچیگا اُسنے کہا دو دینار طلا کو اور اختیار میری ماں کو ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم ایک دینار دینگے جب اُسنے اپنی ماں سے پوچھا اُسنے کہا چار دینار سے کم نہ بیچنا اُسنے خریداروں سے کہا کہ میری ماں چار دینار کہتی ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم دو دینار دینگے پھر اُسنے اپنی ماں سے رائے لی اُسنے کہا کہ سو دینار کو بیچ جب جوان نے سو دینار کہے اُسوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم پچاس دینار کے خریدار ہیں اسیطرح پر جو قیمت اُسکی ماں کہتی تھی بنی اسرائیل اُسکی نصف پر راضی ہوتے تھے یہانتک کہ قیمت اُسکی قرار پائی کہ اُس گائے کے چمڑے کو سونے سے بھر دیویں اسی قیمت پر خرید کر اُس گائے کو ذبح کیا اور اُسکی دُم کی ہڈی اُس مردہ پر ماری اور کہا بخداوندا بحق محمد و

اہلبیت طیبین و طاہرین ہیں مردہ کو زندہ کرے اور اسکو گویا کرے تاکہ بیان کرے کہ کس شخص نے قتل کیا ہے فوراً وہ مردہ صحیح سالم اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے پیغمبر خدا چونکہ اس عورت نے مجھے پسند کیا اس جہت سے ان دونو چچازاد بھائیوں نے میرے حسد سے مجھکو قتل کیا اور بعد قتل کرنے کے میری نعش کو اس جماعت کے محلہ میں لاکے ڈالدیا تاکہ انسے میری دیت لیویں حضرت موسیٰ نے ان دونو شخصوں کو قتل کیا اور روایت میں وارد ہے کہ پہلے جب گائے کے ٹکڑے کو اس مُردے پر مارا زندہ نہوا اسوقت بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے پیغمبر خدا آپنے جو وعدہ ہمسے کیا اسمیں خلاف کیوں ہوا اسوقت حق تعالی نے حضرت موسیٰ کو وحی بھیجی کہ ہمارے وعدہ میں خلاف نہیں ہوا لیکن جبتک کہ اس گائے کے چمڑے کو اشرفیوں سے بھر کر اسکے مالک کو نہ دینگے یہ مردہ زندہ نہوگا پس بنی اسرائیل نے اپنے مالوں کو جمع کیا اور حق تعالی نے اس گائے کے چمڑے کو اتنا کشادہ کیا کہ پچاس لاکھ دینار اسمیں سما گئے جب وہ دینار اس جوان کو دیے اور گائے کے ٹکڑے کو اس میت پر مارا اسوقت وہ مردہ جی اٹھا اسوقت بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان دو امروں میں سے کونسا عجب ہے زندہ کرنا خدا کا اس مردہ کو یا غنی کرنا اس جوان کا ایسے مال کثیر سے اسوقت خدا تعالی نے وحی بھیجی حضرت موسیٰ کو کہ تم کہو بنی اسرائیل سے کہ جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ میں اسکی عیش کو دنیا میں طیب اور نیک کروں اور بہشت میں اسکے محل اور مرتبہ کو عظیم کروں اور آخرت میں اسکو مصاحبت کروں محمد صلعم اور انکی آل الطیبین سے تو عمل کرے وہ شخص جیسا کہ اس جوان نے کیا اس جوان نے موسیٰ سے سنا تھا ذکر محمد و علی اور انکی آل پاکیزہ کا اور ہمیشہ انپر صلوٰۃ بھیجا کرتا تھا اور انکو جمیع خلائق جن و انس و ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اس سبب سے میں نے یہ مال کثیر اسکے لئے مہیا کیا اس جوان نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا کہ یا حضرت میں اس مال کی حفاظت کیونکر کروں اور دشمنوں اور حاسدوں کی عداوت سے کسطرح بچوں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ باعتقاد درست محمد پر اور انکی آل الطیبین پر صلوات بھیجا کر جیسا کہ تو پہلے کیا کرتا تھا جس صلوات کی برکت سے یہ مال کثیر تیرے ہاتھ آیا تاکہ خدا چوروں سے اور حاسدوں سے اس مال کی حفاظت کرے جب اس جوان مقتول نے یہ باتیں سنیں کہنے لگا کہ خداوندا سوال کرتا ہوں میں تجھسے کہ برکت سے درود بھیجنے کی محمد اور آل الطیبین پر اور بسبب متوسل ہونے کے انکی انوار مقدسہ سے مجھکو دنیا میں باقی رکھ تاکہ میں عیش کروں اس عورت کے ساتھ جو میرے چچا کی بیٹی ہے اور خوار اور ذلیل کرے میرے دشمنوں اور حاسدوں کو اور مجھے بسبب اس عورت کے برکت اور روزی عطا فرما حق تعالی نے حضرت موسیٰ کو وحی بھیجی کہ اس جوان کو برکت سے انوار مقدسہ محمد کی اور انکی آل الطیبین کی ایکسو تیس برس کی عمر میں نے عطا کی کہ اس مدت میں صحیح و سالم رہے اور اسکے قوی میں کسیطرح کا ضعف اور فتور حادث نہو اور اپنی زوجہ سے بہرہ مند اور منتفع رہے جب یہ مدت منقضی ہوجائیگی اسوقت ان دونو کو ساتھ ہی ایک وقت دنیا سے اٹھاؤنگا اور بہشت میں انکو جگہ دونگا کہ وہاں وہ متنعم رہیں اے موسیٰ اگر سوال کرتا مجھسے وہ قاتل بدبخت جیسا کہ اس جوان نے

سوال کیا اور متوسل ہوتا انوار مقدسہ سے ان بزرگواروں کے بصحت اعتقاد تو انکو حسد سے نگاہ رکھتا میں اور
قانع کرتا میں انکو ساتھ اس چیز کے جو انکے لئے روزی کیا تھا میں نے اور اگر بعد اس عمل کے توبہ کرتا اور متوسل ہوتا
ان بزرگواروں کے ساتھ اور سوال کرتا کہ میں انکو رسوا نکروں تو میں انکو رسوا نہ کرتا اور بنی اسرائیل کے
دلوں سے اس بات کو محو کر دیتا اور اگر بعد رسوائی کے توبہ کرتا اور متوسل ہوتا ان انوار مقدسہ سے تو اسکے
فعل کو آدمیوں کے دلوں سے نکال ڈالتا اور اولیاء مقتول کے دلوں میں ڈالتا کہ قصاص کو اس سے عفو کریں
لیکن محبت اور ولایت ان بزرگواروں کی اور توسل انسے بہتر سے افضل ہے کہ اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہوں
عطا کرتا ہوں اور بمقتضائے عدالت جس شخص کو چاہتا ہوں بسبب بری شامت اعمال کے محروم کرتا ہوں اور میں
ہوں خداوند عزیز و حکیم (۸) حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز شیطان
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اس وقت وہ جناب اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے ایک فرشتہ نے
شیطان سے کہا کہ اس وقت میں وہ جناب اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے ہیں تو انسے کیا امید رکھتا ہے
شیطان نے کہا میں انسے وہ امید رکھتا ہوں جو انکے باپ آدمؑ سے رکھتا تھا جب کہ وہ بہشت میں تھے
فرمایا جناب صادقؑ نے کہ منجملہ ان کلمات کے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے مناجات کے وقت فرمائے
تھے یہ ہیں کہ اے موسیٰؑ نہیں قبول کرتا میں نماز مگر اسکی جو تواضع اور فروتنی سے بجا لاوے اور میرے خوف کو
اپنے دل پر لازم کرے اور دن کو میری یاد میں مصروف رہے اور شب کو کسی گناہ پر مصر نہو اور حق میرے
اولیاء اور دوستوں کا پہچانتا ہو حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا اولیاء اور احبا سے مراد
ابراہیم و اسحٰق و یعقوب ہیں فرمایا کہ اے موسیٰؑ یہ لوگ میرے دوست ہیں لیکن مراد میری یہ لوگ نہیں بلکہ
مقصود وہ شخص ہے کہ اسکے سبب سے میں نے آدمؑ و حوا اور بہشت و دوزخ کو خلق کیا حضرت موسیٰؑ نے عرض
کی کہ اے پروردگار وہ کون شخص ہے فرمایا کہ محمدؐ اور احمدؐ اسکا نام ہے اور اسکے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق
کیا ہے اسواسطے کہ میرا ایک نام محمود ہے موسیٰؑ نے کہا اے پروردگار مجھے انکی امت میں سے شمار کر حق تعالیٰ
نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ تو انکی امت میں ہے جس وقت کہ تو انکو پہچانے اور انکی منزلت اور انکی اہلبیت کی
منزلت جو میرے نزدیک ہے تو جانے وہ اور انکی اہلبیت سب خلق میں ایسے ہیں جیسے سب باغوں میں فردوس
مثل ہے کہ اسکے پتے کبھی خشک نہیں ہوتے اور مزہ اسکا متغیر نہیں ہوتا جو شخص کہ انکو اور انکے حق کو پہچانے اسکے
لئے نادانی کی عوض دانائی قرار دیتا ہوں اور تاریکی کی جگہہ نور قرار دیتا ہوں اور اسکی دعا قبول کرتا
ہوں پہلے اس سے کہ دعا کرے اور عطا کرتا ہوں پہلے اس سے کہ سوال کرے اے موسیٰؑ جب تو دیکھے کہ پریشانی
نے تیری طرف رخ کیا ہے تو کہہ مرحبا خوش آمدی اے شعار نیکاں اور جب دیکھے کہ تونگری نے رخ کیا ہے تو کہہ کہ
یہ بسبب کسی گناہ کے ہے کہ عقوبت اسکی جلد مجھے پہنچی یہ دنیا خانہ عقوبت ہے آدمؑ نے جب ترک اولیٰ کیا تو خدا

بسبب عقوبت کے جو اُنکو دُنیا میں پہنچاتیں اور دنیا پر وجہ کہ دنیا میں انپر لعنت کی ہے مگر جو کچھ اُنکو دیا ہے اور میری رضا انہیں حاصل ہوتی ہے اے موسیٰ میرے نیک بندوں نے ترکِ دنیا اور زہد اختیار کیا بقدر اپنے علم کے میری معرفت میں اور سب خلق نے دنیا میں رغبت کی بقدر اپنی نادانی کی معرفت میں میری خلق نے میری مخلوقات میں سے دنیا کی تعظیم نہ کی ہوگی اور دنیا کو بزرگ نہ جانا ہوگا کہ آنکھ اُنکی روشن ہوئی ہو اور کچھ نفع اُس سے حاصل کیا ہو اور کوئی آدمی میری خلق میں سے دنیا کو حقیر نہیں سمجھا مگر یہ کہ دنیا سے منتفع ہوا بسندِ معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حقتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو مبعوث و برگزیدہ کیا اور دریا اُنکے واسطے شگافتہ کیا اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی اور الواح توریت انہیں کرامت فرمائی حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے پروردگار مجھے تو نے گرامی کیا ایسی کرامت سے کہ کسیکو مجھسے پیشتر ایسا گرامی نہیں کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ نہیں جانتا تو کہ محمد بہتر ہے میرے نزدیک سب ملائکہ سے اور سب خلق سے موسیٰ نے کہا اے پروردگار محمد تیرے نزدیک گرامی تر ہے تیری سب خلق سے آیا آل میں کسی پیغمبر کی کوئی شخص گرامی تر ہے میری آل سے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ فضل آلِ محمد کا جمیع پیغمبروں کی آل پر ایسا ہے جیسا فضل محمد کا ہے سب پیغمبروں پر موسیٰ نے عرض کی کہ اے پروردگار جب آلِ محمد ایسی بزرگ ہیں آیا امت میں پیغمبروں کی کوئی امت بہتر ہے میری امت سے کہ اُنپر سایہ ڈالا اور من و سلویٰ اُنپر نازل ہوا اور دریا اُنکے واسطے شگافتہ ہو گیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تو نہیں جانتا کہ فضیلت امت محمد کی جمیع امتوں پر ایسی ہی ہے جیسے فضیلت آنحضرت کی سب پر ہے موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار کیا خوب ہوتا اگر اُنکو میں دیکھتا حق تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ تو ہرگز اُنکو نہ دیکھیگا یہ وقت اُنکے ظہور کا نہیں ہے لیکن اُنکو بہشت عدن اور فردوس میں تو دیکھیگا جو قریب حضور محمد صلعم میں حاضر ہونگے اور بہشت کی نعمتوں سے اور اُنکی لذتوں سے متنعم ہونگے آیا تو چاہتا ہے کہ میں اُنکی باتیں تجھے سنواؤں حضرت موسیٰ نے عرض کی ہاں اے خداوند حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نزدیک کھڑا ہو اور کمر خدمت باندھ جیسے بندہ ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جب موسیٰ نے ایسا کیا حقتعالیٰ نے ندا فرمائی کہ اے امت محمد سبھوں نے عالم ارواح میں اسطرح سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک پس حق تعالیٰ نے اس اجابت کو حج کا شعار گردانا اور ندا فرمائی کہ اے امت محمد حکم میرا تمہارے لئے یہ ہے کہ میری رحمت نے سبقت کی ہے میرے غضب پر اور عفو میرا زیادہ ہے میرے عقاب سے مستجاب کرتا ہوں میں قبل اسکے کہ تم مجھسے دعا کرو اور عطا کرتا ہوں تمہیں قبل اسکے کہ تم مجھسے سوال کرو جو شخص کہ تم میں سے میرے نزدیک آوے کہ گواہی دیکر میری وحدانیت کی اور اس بات کی کہ محمد بندہ اور رسول میرا ہے اور صادق ہے گفتار میں اور محق ہے کردار میں اور شہادت دے اس بات کی کہ علی بن ابی طالب بھائی اور خلیفہ اور وصی آنحضرت کا ہے اور لازم جانے

اپنے اوپر اطاعت علی بن ابیطالب کی جیسا کہ لازم کی ہے اطاعت محمدؐ کی اور گواہی دے کہ اولاد معصومین
انکی جو کہ عجائب معجزات رکھتے ہیں بعد انکے خلفاء خدا ہیں جو جو لوگ کہ ان امور کا اقرار کرینگے میں انکو داخل
بہشت کرونگا ہر چند گناہ انکے مانند کف دریا ہوں حضرت فرماتے ہیں کہ جب خدا نے مبعوث کیا ہمارے پیغمبر
محمدؐ کو ان حضرت کو وحی بھیجی کہ وما کنت بجانب الطور اذ نادینا یعنی اے محمد نہ تھا تو جانب کوہ طور
جسوقت کہ ندا کی میں نے تیری امت کو اور حق تعالی نے محمد کو وحی کی کہ کہہ تو اے محمد حمد و سپاس اس خداوند کی
لائق ہے کہ پروردگار ہے عالموں کا اس نعمت پر کہ مجھے مخصوص کیا ایسی فضیلت اور ان حضرت کی امت کو
فرمایا کہ کہیں الحمد للہ رب العالمین علی ما خصصنا بہ من هذه الفضائل یعنے حمد کرتے
ہیں ہم اس خداوند کی کہ پروردگار عالموں کا ہے اس بات پر کہ ہمکو ایسی فضیلتوں سے ممتاز کیا قولہ تعالی
اذکر فی الکتاب اسمٰعیل انه کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا وکان یامر اهله بالصلوٰة
والزکوٰة وکان عند ربه مرضیا یعنی یاد کر اسمعیل کو قرآن میں کہ وہ صادق الوعد یعنی وفا کرنیوالے تھے
اپنے وعدہ کے اور پیغمبر مرسل تھے امر کرتے تھے اپنی اہل کو ادائے نماز و زکوٰۃ کے لیئے اور پروردگار کے نزدیک
پسندیدہ تھے بسند موثق منقول ہے کہ برید عجلی نے حضرت صادقؑ سے سوال کیا کہ جن اسمعیل کو حق سبحانہ تعالی
نے صادق الوعد فرمایا ہے یہہ پسر ابراہیم ہیں یا کوئی اور ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ حضرت اسمعیل قبل حضرت
ابراہیمؑ کے واصل رحمت الہی ہوئے اور حضرت ابراہیم حجت خدا و صاحب شریعت تازہ تھے انکے زمانہ میں
دوسرا شخص پیغمبر مرسل نہیں ہو سکتا پس حضرت اسمعیل بن ابراہیم کیونکر رسول ہو سکتے ہیں بلکہ وہ پیغمبر
تھے اور رسول نہ تھے جن اسمعیل کا حق تعالی نے اس آیہ میں ذکر کیا ہے یہہ بیٹے ہیں حضرت حزقیل پیغمبر
کے حق تعالی نے انکو مبعوث کیا انکی قوم پر انہوں نے انکو جھٹلایا اور قتل کیا اور قتل سے پہلے انکے سر کی
اور رخسارہ کی کھال کھینچی پس حق تعالی نے اس قوم پر غضب کیا شطاطائیل فرشتہ عذاب کو انکے پاس
بھیجا جب وہ انکے پاس آیا کہنے لگا اے اسمعیل میں شطاطائیل ملک عذاب ہوں رب العزت نے مجھے تمہارے
پاس بھیجا ہے کہ تمہاری قوم کو اگر تم کہو تو بہ انواع عذاب معذب کروں حضرت اسمعیلؑ نے کہا کہ اے
شطاطائیل میں نہیں چاہتا کہ ان پر عذاب نازل ہو حق تعالی نے انکو وحی کی کہ تم کیا حاجت رکھتے ہو
انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار تو نے مجھسے عہد لیا اپنی ربوبیت کا اور محمد صلعم کی نبوت کا اور انکے اوصیا
کی ولایت کا اور مجھے خبر دے ان امور کی جو انکی امت حسین بن علی صلوات اللہ علیہما کے ساتھ کرینگی اور
تو نے وعدہ کیا ہے کہ امام حسینؑ کو دنیا میں دوبارہ بھیجیگا تا کہ اپنے قاتلوں سے انتقام لیں تو اے پروردگار
حاجت میری یہہ ہے کہ مجھے بھی دوبارہ بھیج کہ جنہوں نے مجھپر ظلم کیا ہے انسے میں اپنا انتقام لوں پس خدا نے
اسمعیل بن حزقیل سے وعدہ کیا کہ انکو جناب امام حسینؑ کے ساتھ دنیا میں بھیجیگا زمانہ رجعت میں

اور دوسری حدیث معتبر میں اُن حضرتؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ بہترین صدقات صدقِ
زبان ہے کہ کلمۂ خیر بول کے آدمیوں کی خونونکی حفاظت کریں اور برائیوں کو دفع کریں اور برادرِ مسلمان کو
نفع پہنچاویں پھر فرمایا کہ عابد ترین بنی اسرائیل وہ آدمی شمار ہوتا تھا کہ بادشاہ کے پاس مومنین کے حوائج
میں سعی کرے ایکروز ایک عابد کسی مومن کی کارسازی کے لئے بادشاہ پاس جاتا تھا راہ میں اُس سے
اور اسمٰعیل بن خرقیل سے ملاقات ہوئی عابد نے انسے کہا کہ اس مقام سے حرکت نکرنا جبتک میں پھر کر تمہاری
پاس آؤں جب وہ بادشاہ کے پاس گیا اُس وعدہ کو بھول گیا حضرت اسمٰعیل وعدہ کے موافق ایک برس تک
اُسی مقام پر ٹھیرے رہے حکم خدا سے اُس جگہہ ایک چشمۂ آب جاری ہوا اور گھانس جمی حضرت اُس گھانس کو
کھاتے تھے اور اس چشمہ کا پانی پیتے تھے اور خدا تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا کہ وہ اُنپر سایہ کرتا تھا ایکروز بادشاہ
بارادۂ سیر و تفریح سوار ہوا اور عابد بھی اُنکے ساتھ تھا جب اُس مقام پر پہنچے جہاں حضرت اسمٰعیل نے توقف
کیا تھا عابد کی نظر اُن حضرت پر پڑی کہنے لگا کہ ابتک آپ یہیں تشریف رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تو نے
مجھسے کہا تھا کہ یہاں سے حرکت نکرنا موافق تیرے کہنے کے میں نے جنبش نہ کی حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اسی
سبب سے حق تعالیٰ نے انکو صادق الوعد فرمایا ایک مرد جبار اُس بادشاہ کے ساتھ تھا اُسنے کہا کہ اے
بادشاہ یہہ شخص جھوٹ کہتا ہے کہ اسی مدت تک یہاں ٹھہرا رہا میں نے مکرر اس صحرا میں گذر کیا کبھی اسکو اس جگہہ
نہیں دیکھا حضرت اسمٰعیل نے اُس سے خطاب کرکے فرمایا کہ اگر تو اپنے قول میں کاذب ہے تو خدا اپنی نعمتوں میں
سے جو تجھے عطا کیں ہیں بعض کو سلب کرے بمجرد فرمانے کے اُس جبار کے سب دانت گر گئے اُس وقت اُسنے
بادشاہ سے کہا کہ میں نے جھوٹ کہا اور اس بندۂ صالح پر افترا کیا تو اُس سے التماس کر کہ میرے واسطے دعا کرے کہ
میرے دانت پھر عود کریں کہ میں مرد پیر ہوں اور دانتونکا محتاج ہوں جب بادشاہ نے التماس کی حضرت
اسمٰعیل نے فرمایا کہ میں دعا کرونگا بادشاہ نے کہا آپ اسوقت دعا کیجئے اُن حضرت نے فرمایا سحر کے وقت
دعا کرونگا جب انہوں نے دعا کی حق تعالیٰ نے اُنکی دعا قبول کی اور اُسکو پھر دانت عطا کئے حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بہترین اوقات دعا کیلئے وقتِ سحر ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے ایک جماعت کی مدح کی ہے
وبالاسحار ھم یستغفرون یعنی سحروں کو وہ لوگ خدا سے طلب آمرزش کرتے ہیں

جناب سیدہ علیہا السلام

(۱) عن ابی جعفر علیہ السلام انہ قال وُلِدَت فاطمة علیہا السلام بمکة بعد مبعث رسول اللہ
بخمس سنین یوم الجمعة عشرین من جمادی الثانیة کتاب بحار الانوار میں امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ و سلامہ علیہا بیسویں تاریخ ماہ جمادی الثانی کی

جمعہ کے دن کہ پانچ برس بعثت رسولِ خدا سے گزرے تھے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں وَاَبُوْهَا مُحَمَّدُ بْنُ
عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وَاُمُّهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَاِسْمُهَا فَاطِمَةُ وَكُنْيَتُهَا اُمُّ الْحَسَنِ وَاُمُّ
الْحُسَيْنِ وَاُمُّ الْاَئِمَّةِ اور پدر بزرگوار اُن معصومہؑ کے جناب رسالتمآب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
ہیں اور مادرِ گرامی اُنکی جناب خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد ہیں اور نام اُن جناب کا فاطمہ ہے اور کنیت اُن
سیدہ کونین کی اُم الحسنؑ اور اُم الحسینؑ اور اُم الائمہ ہے روی الصدوق عن المفضل ابن عمر
انہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام کیف کان ولادۃ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام محمد ابن علی بن بابویہ قمی نے
کہ وہ محدثین موثقین علمائے امامیہ سے ہیں کتاب امالی میں بسندِ معتبر مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ
کہا اُنھوں نے ایک روز میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ غلام امیدوار ہے کہ مجھسے
حال تولد جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا ارشاد فرمائیے کہ وہ معصومہ کس طرح پیدا ہوئیں
قَالَ نَعَمْ اِنَّ خَدِيْجَةَ لَمَّا تَزَوَّجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ هَجَرَتْهَا نِسْوَةُ مَكَّةَ فَكُنَّ لَا يَدْخُلْنَ عَلَيْهَا وَلَا
يُسَلِّمْنَ عَلَيْهَا وَلَا يَتْرُكْنَ امْرَاَةً تَدْخُلُ عَلَيْهَا فرمایا حضرت صادقؑ نے کہ اے مفضل حال ولادتِ باسعادت
جناب فاطمہ زہراؑ کا اس طرح ہے کہ جب رسالتمآبؐ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو اپنی عقد میں لائے تو اُس وقت زنانِ مکہ معظمہ نے خدیجۃ
الکبریٰ سے ملاقات ترک کی اور سب نے زنانِ عرب کو منع کیا کہ ہرگز کوئی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس نہ جائے اور نہ کوئی اُنکو سلام
کرے فَاسْتَوْحَشَتْ لِذٰلِكَ خَدِيْجَةُ الْكُبْرٰى وَكَانَ جَزَعُهَا وَغَمُّهَا حَذَرًا عَلَيْهِ خدیجۃ الکبریٰ بسبب اپنی تنہائی کے
نہایت پریشان ہوئیں اور زیادہ تر غم والم اُنکو یہ تھا کہ مبادا قریش جناب رسالتمآب کو بسبب عداوت کے کچھ ضرر
یا آسیب پہنچائیں فَلَمَّا حَمَلَتْ بِفَاطِمَةَ كَانَتْ تُحَدِّثُهَا مِنْ بَطْنِهَا وَتُصَبِّرُهَا وَكَانَتْ خَدِيْجَةُ تَكْتُمُ
ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس اے مفضل جب حضرت خدیجہ کبریٰ حاملہ ہوئیں اور جناب سیدہ
نے شکم مبارک میں قرار پایا تو وہ معصومہ ہمیشہ اپنی مادرِ گرامی قدر سے باتیں کیا کرتی تھیں اور
اُن وحشتِ تنہائی میں تسکین کرتی تھیں پس جناب خدیجہ کبریٰ کو کلام کرنے سے جناب سیدہ کے تسکین
ہوتی تھی لیکن اس امر کو جناب رسالتمآب سے چھپاتی تھیں فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
يَوْمًا فَسَمِعَ خَدِيْجَةَ تُحَدِّثُ فَاطِمَةَ فَقَالَ يَا خَدِيْجَةُ مَنْ تُحَدِّثِيْنَهُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْجَنِيْنُ الَّذِيْ فِيْ بَطْنِيْ
ایک روز ناگہاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ گھر میں تشریف لائے سُنا حضرت نے کہ خدیجہ کسی سے باتیں
کرتی ہیں اور کوئی گھر میں نظر نہیں آتا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ اے خدیجہ کبریٰ تم ابھی کس
شخص سے باتیں کرتی تھیں حالانکہ گھر میں کوئی موجود نہیں ہے خدیجہ کبریٰ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ فرزند کہ میرے شکم میں ہے یہ مجھسے ہمیشہ باتیں کیا کرتا ہے اور یہی فرزند میرا مونس وحشت و تنہائی میں میرا انیس
ہے اور مجھے تسکین اور دلاسا دیتا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ يَا خَدِيْجَةُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُبَشِّرُنِيْ

انہا انثی وانہا النسمۃ الطاہرۃ المیمونۃ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ ای خدیجہ یہہ فرزند جو تمہارے شکم میں ہی یہہ دختر نیک اختر ہے اور ابھی جبرئیل امین بحکم خداوند جلیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے خبر دی کہ یہہ دختر پاک اور پاکیزہ ہے تمام عیوب اور تمام نجاسات سے اور یہہ دختر صاحب برکت و فضیلت ہے وَاَنَّ اللّٰہ تعالی سیجعل نسلی منہا وسیجعل نسلہا ائمۃ ویجعلہم خلفاء فی ارضہ بعد انقضاء وحیہ اور اے خدیجہ نسل میری اسی دختر سے باقی رہیگی اور اسی کی نسل سے امام اور پیشوا دین ہونگے اور خدیجہ جب میں دنیا سے رحلت کرونگا اور نازل ہونا وحی کا بعد میرے منقطع ہو جائیگا اُسوقت حق سبحانہ تعالی اولاد کو اسکی خلیفہ اور جانشین میرا کریگا فلم تزل خدیجۃ علی ذلک الی ان حضرت ولادتہا فتوجہت الی نساء قریش ان تعالین لتلین ما تلی النساء من النساء غرض جناب خدیجہ کبری ہمیشہ اسیطرح سے بسر اوقات کرتی تھیں کہ یکایک درد زہ انکو شروع ہوا اور وقتِ ولادت باسعادت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام قریب پہنچا اُسوقت خدیجہ کبری نے زنان قریشیہ سے کہلا بھیجا کہ اب وقت وضع حمل میرا قریب ہے اور یہہ امر بغیر عورتوں کے تمام نہیں ہوتا ہی اسلیئے تمہیں مناسب ہے کہ اسوقت اضطراب میں میری شرکت کرو فارسلنا الیہا انت عصیتنا ولم تقبلی قولنا وتزوجتِ محمدً ایتیم ابی طالب فقیرا فلسنا نجئ ولا نلی من امرک ان عورتوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تمنے ہماری کہنے پر عمل نہ کیا اور محمد سے جو کہ یتیم ابوطالب اور مرد فقیر و محتاج ہیں تمنے عقد کیا اسلیئے ہم کسیطرح سے تمہارے گھر میں نہ آئینگے اور ہرگز کوئی ہم میں سے شریک تمہارا نہوگا فاغتمت لذلک خدیجۃ اذ دخل علیہا اربع نسوۃ کانہن من نساء بنی ہاشم ففزعت خدیجۃ منہن جب ان عورتوں نے یہہ جواب کہلا بھیجا اُسوقت خدیجہ کبری نہایت مغموم اور محزون ہوئیں اور اسی فکر میں تھیں کہ خداوند کون ایسا ہے کہ جو اسوقت میں میری اعانت کرے کہ ناگاہ چار عورتیں گندم گوں بلند بالا کہ صورت انکی زنان ہاشمیہ سے بہت مشابہ تھی حاضر ہوئیں اور حضرت خدیجہ کبری انکو دیکھکر خائف ہوئیں فقالت احدہن لا تحزنی نحن رسل ربک الیک ونحن اخواتک سارۃ وہذہ اسیۃ بنت مزاحم وہذہ مریم وہذہ کلثم اخت موسی لنلی منک ما تلی النساء

جب ان عورتوں نے حضرت خدیجہ کبری کو خائف دیکھا ایک نے انمیں سے کہا کہ اے خدیجہ تم خوف نکرو کہ ہم سب تمہاری بہنیں ہیں میں سارہ ہوں اور یہ آسیہ ہے اور یہہ مریم مادر عیسی ہے اور یہہ کلثم موسی کی بہن ہے حق سبحانہ تعالی نے ہمکو تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ ہم اسوقت میں آپکی وہ خدمت کریں کہ جو قابلہ کرتی ہیں اور شریک ہوں آپکے اسوقت تنہائی میں فجلست واحدۃ منہن عن یمینہا واخری عن یسارہا والثالثۃ بین یدیہا والرابعۃ من خلفہا اُسوقت انمیں سے ایک عورت

دستِ راست خدیجہ کبریٰ کی بیٹھیں اور دوسری دستِ چپ کی طرف اور تیسری روبرو اور چوتھی پسِ پشت بیٹھیں
فوضعت فاطمۃ طاھرۃ مطھرۃ فلما سقطت الی الارض اشرق منھا النور حتی دخل بیوتات
مکۃ پس اسوقت جناب سیدہ پاک اور پاکیزہ متولد ہوئیں اور جب جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا شکم
اطہر خدیجہ کبریٰ سے باہر تشریف لائیں اسوقت ایک نور اس معصومہ سے ایسا ساطع ہوا کہ ہر گھر مکہ معظمہ کا
اس نور سے روشن ہوا ولم یبق فی شرق الارض ولا غربھا موضع الا و شرق ذلک النور
فیہا اور بعد اسکے وہ نور تمام عالم میں مثل صبح صادق کے منتشر ہوا اور مشرق سے تا مغرب کوئی
مکان ایسا نہ تھا کہ اس نور سے منور نہ ہوا ہو ثم دخل عشر من الحور العین مع کل واحدۃ منھن
طست و ابریق من الجنۃ و فی ابریق ماء الکوثر بعد اسکے دس حوریں بہشتی کہ ہر ایک کے ہاتھ میں طشت اور
آفتابہ آبِ کوثر سے بھرا ہوا تھا لیکر حاضر ہوئیں فتناولتھا المرأۃ التی بین یدیھا فغسلتھا بماء الکوثر
تو وہ بی بی کہ جو روبرو خدیجہ کبریٰ کے بیٹھی تھیں انہوں نے جناب فاطمہ زہرا کو اپنی گود میں لیکر آبِ کوثر
سے غسل دیا فاخرجت خرقتین بیضاوین اشد بیاضا من اللبن واطیب ریحا من المسک والعنبر
فلفتھا بواحدۃ وقنعتھا بالثانیۃ اور دو پارچہ سفید نکالے کہ دودھ سے زیادہ سفید تھے اور خوشبو میں
بہتر تھی خوشبوئے مشک و عنبر سے اور اس معظمہ نے ایک پارچہ بہشتی میں جناب سیدہ علیہا کو لپیٹا اور دوسرے کو بطور مقنعہ
اس معصومہ کے سرِ اقدس پر ڈالدیا ثم استنطقتھا فنطقت فاطمۃ علیھا السلام بالشھادۃ ان لا الہ الا اللہ واشھد
ان محمدا رسول اللہ واشھد ان بعلی علیا سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط
بعد اسکے اس بی بی نے فاطمہ زہرا علیہا السلام سے کہا کہ اے معصومہ مجھ سے کلام کرو اسوقت جناب سیدہ نے فرمایا کہ
گواہی دیتی ہوں اسکی کہ کوئی بجز ذات باری تعالیٰ لائق پرستش نہیں ہے اور بلا شبہہ باپ میرے محمد مصطفیٰ
صلے اللہ علیہ و آلہ سردار پیغمبران سلف ہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ شوہر میرے علی سردار اوصیا ہیں اور
فرزند میرے سردار جوانانِ خلد ہیں ثم سلمت علیھن و سمت کل واحدۃ منھن باسمھا و
اقبلن یضحکن علیھا و تباشرت الحور العین و بشر اھل السموات بعضھم بعضا اور بعد اسکے جناب سیدہ نے
اُن چاروں خواتین معظمہ کو نام بنام سلام کیا اور ان خواتین معظمہ نے جواب سلام دیا اور نہایت مسرور
ہوئیں اور ہر ایک بی بی نے جناب خدیجہ کبریٰ کو مبارک باد دی اور حوران بہشت نے بھی آپس میں مبارکباد
دی اور اہل آسمان میں بھی اسوقت مبارک باد کا شور بلند ہوا وحدث فی السماء نور زاھر لم تَرَہ الملائکۃ
قبل ذلک فتناولتھا خدیجۃ الکبریٰ فرحۃ والقمتھا ثدیھا فدر علیھا فکانت فاطمۃ علیھا السلام
تنمی فی الیوم کما ینمی الصبی فی الشھر و تنمی فی الشھر کما ینمی فی السنۃ اور آسمان میں کچھ
ایسی روشنی پیدا ہوئی جو فرشتوں نے کبھی اور نہ دیکھی تھی اسوقت حضرت خدیجہ کبریٰ نے جناب سیدہ کو

اپنی گود میں لیا اور نہایت شاد اور مسرور ہو کر اُس معصومہ کو دودھ اپنا پلایا فرمایا حضرت صادق علیہ السلام
نے کہ جناب فاطمہ زہراؑ ہر روز اسقدر بڑھتی تھیں کہ جسقدر اور اطفال ایک مہینے میں بڑھتے ہیں اور ہر مہینے میں
اسقدر بڑھتی تھیں کہ جسقدر اور اطفال ایک سال میں بڑھتے ہیں عن جابر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال قلت لہ یا ابن رسول اللہ لِمَ سُمِّیَت فاطمۃ الزہراء ۔ بسند معتبر
جابر سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک روز مینے جناب صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ
کیا وجہ ہے اسکی کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کو زہرا کہتے ہیں فقال لی لان اللہ تعالے خلقہا من
نور عظمتہ فلما اضاءت السموات والارض بنورہا غشیت ابصار الملئکۃ جناب صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ سبب زہرا کہنے کا یہ ہے کہ جناب اقدس الٰہی نے اُس معصومہ کو اپنے نورِ عظمت و جلال سے خلق
کیا ہے اور جب نور جناب فاطمہ علیہا السلام کو پیدا کیا تو اُسوقت ساتوں آسمان اور زمین اُس نور سے
ایسی روشن ہوئی کہ آنکھیں تمام فرشتوں کی خیرگی کرنے لگیں فخرّت الملئکۃ للہ ساجدین
وقالوا الٰہنا وسیدنا ما ہذا النور جبکہ فرشتوں نے روشنی اُس نور اقدس کی اس طرح
میں دیکھی سب نے سر اپنے سجدہ میں جھکائے اور عرض کیا کہ اے مالک ہمارے یہ نور کیا ہے کہ جسکی چمک سے
آنکھیں ہماری خیرگی کرتی ہیں اور تمام آسمان و زمین روشن ہیں فاوحی اللہ تعالیٰ الیہم
یا ملائکتی ہذا نور من نوری اسکنتہ فی سمواتی خلقتہ من عظمتی جبکہ فرشتوں نے
جناب اقدس باری میں استفسار حال اُس نور کا کیا ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ یہ وہ نور ہے کہ جسکو ہمنے اپنے
نور سے خلق کیا اور درمیان آسمانوں کے اُسکو ساکن کیا ہے اور اس نور کو ہمنے اپنی عظمت و جلال
سے پیدا کیا ہے اُخرجہ من صلب نبی من انبیائی افضلہ علی جمیع الانبیاء اور اے
ملائکہ ہم اس نور کو صلب سے ایک اپنے نبی کے باہر لاوینگے اور وہ نبی افضل ہوگا تمام انبیا سے و اُخرج
من ذلک النور ائمۃ یقومون بامری یہدون الی الخلق واجعلہم خلفائی فی ارضی بعد انقضاء وحیی
اور اے ملائکہ اس نور سے پیدا کرینگے ہم کئی امام اور پیشوائے دین کہ وہ سب ہمارے حکم کو برپا کرینگے اور
خلق کو میری طرف ہدایت کرینگے اور جب منقطع ہو جائیگی وحی تو وہ سب میرے خلیفہ ہونگے تمام روئے
زمین پر قال عبید الہروی فی الغریبین سُمّیت مریم بتول لانہا تبتلت عن الرجال وسمیت فاطمۃ
علیہا السلام بتول لانہا تبتلت من النظیر لکھا ہے عبید ہروی نے غریبین میں کہ نام رکھا گیا
مریم کا بلفظ بتول کہ علیحدہ کی گئیں ہیں مردوں سے اور نام رکھا گیا جناب سیدہؑ کا بھی بلفظ بتول کہ
علیحدہ کی گئیں نظیر سے اپنی یعنی بے مثل و بے نظیر تھیں ابو الہاشم العسکری سألت صاحب العسکر
علیہ السلام لم سمیت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام فقال کان وجہہا یزہر لامیر المومنین

علیہا السلام من اول النہار کالشمس الضاحیۃ وعند الزوال کالقمر المنیر وعند الغروب کالکوکب الدری نقل کیا ہے ابو ہاشم عسکری نے کہ سوال کیا میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہ کس واسطے نام رکھا گیا جناب فاطمہ کا بہ لفظ زہرا ارشاد فرمایا کہ روشن اور درخشاں ہوتا تھا چہرہ پر نور حضرت سیدہ کا سرور امیر المومنین علیہ السلام کے لئے اول روز میں مثل آفتاب کے جو بلند ہو اور وقت زوال مثل ماہ تاباں کے اور وقت غروب مثل ستارہ روشن کے الحسن بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام لم سمیت فاطمۃ الزہراء فقال لان لہا فی الجنۃ قبۃ من یاقوتۃ حمراء و ارتفاعہا فی الہواء مسیرۃ سنۃ معلقۃ بقدرۃ الجبار لا علاقۃ لہا من فوقہا فتمسکہا ولا دعامۃ لہا من تحتہا فتلزمہا لہا مائۃ الف باب علی کل باب الف من الملائکۃ یراہا اہل الجنۃ کما یری احدکم الکوکب الدری الزاہر فی افق السماء فیقولون ہذہ الزہراء لفاطمۃ علیہا السلام۔ حسن بن یزید نے بیان کیا ہے کہ عرض کیا میں نے خدمت ابا عبد اللہ علیہ السلام میں کس واسطے نام رکھا گیا جناب فاطمہ علیہا السلام کا بلفظ زہرا امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان جناب کے واسطے جنت میں ایک قبہ ہے یاقوت سرخ کا اور وہ ہوا میں معلق ہے کہ بلندی اسکی ایک برس کی راہ ہے اور لٹکا ہوا ہے قدرت خدائے عزوجل سے نہ اسکو علاقہ ہے اوپر سے یعنی کسی زنجیر وغیرہ میں لٹکا نہیں ہے اور نہ اس قبہ کے نیچے کوئی ستون ہے کہ اسپر دھرا ہو اور اسکے سو ہزار دروازے ہیں اور ہر در میں ہزار ملائکہ ہیں دیکھتے ہیں اہل بہشت اسکو اسطرح جیسا کہ تم آسمان میں ستارہ روشن کو دیکھتے ہیں پس کہتے ہیں اہل بہشت کہ یہ قبہ زہرا یعنی برج تابندہ فاطمہ علیہا السلام ہے (۲) عن ابان بن تغلب قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام یا ابن رسول اللہ لم سمیت فاطمۃ الزہراء کتاب علل الشرائع میں ابان بن تغلب سے منقول ہے کہ کہا اسنے ایک روز میں نے خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام میں عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کو زہرا کیوں کہتے ہیں فقال علیہ السلام لانہا تزہر لامیر المومنین علیہ السلام فی النہار ثلاث مرات بالنور حضرت نے فرمایا کہ اے ابان سبب زہرا کہنے کا آپ معصومہ کو یہ ہے کہ نور حسن جناب کا ہر روز تین مرتبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کیلئے ظاہر ہوتا تھا فکان یزہر نور وجہہا بعد صلوۃ الغداۃ والناس فی فراشہم فیدخل بیاض ذلک النور الی حجراتہم بالمدینۃ فتبیض حیطانہم پس اے ابان جس وقت کہ صبح کو جناب سیدہ ادا کرنے کو نماز کے محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں اور تمام خلق اسوقت اپنے فرش خواب پر ہوتی تھی اسوقت ایک نور پیشانی اقدس سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام گھر مدینہ منورہ کے اس نور سے سفید و روشن ہو جاتے تھے اور در و دیوار نورانی ہو جاتے تھے فالناس یتعجبون من ذلک فیسألونہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فیرسلہم الی منزل

فاطمہ علیہا السلام پس دیکھنے سے اس نور کے تمام خلق متحیر ہوتی تھی اور سب جمع ہو کر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور عرض کیا کرتے تھے یا رسول اللہ سبب اس نور کا ارشاد ہو کہ یہ کیسا نور ہے جسکی چمک سے تمام در و دیوار منور ہو جاتی ہیں تو جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ تم سب دولتسرائے فاطمہ پر جاؤ وہاں سبب اسکا تم پر روشن اور ظاہر ہوگا فیاتون منزلہا فیرونہا قاعدۃ فی محرابہا تصلی والنور یسطع من وجہہا فیعلمون انہ کان من نور فاطمۃ علیہا السلام پس سب لوگ حسب ارشاد جناب سید المرسلین دولتسرائے سیدۃ النساء العالمین پر حاضر ہو کے دیکھتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں نماز پڑھ رہی ہیں اور چہرۂ انور سے ایک نور بہتر نور آفتاب کے ساطع ہے اسوقت سب کو یقین ہوتا تھا کہ وہ نور جس سے تمام گھر اور در و دیوار مدینہ کی روشن ہوئی تھی وہی نور ہے فاذا انتصف النہار و تہیئت للصلوۃ زہر وجہہا بالصفرۃ فتدخل الصفرۃ فی حجرات الناس فتصفر الوانہم وثیابہم + پھر فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ اے ابان جب آفتاب قریب زوال کے پہنچتا تھا اور جناب سیدہ مہیائے نماز ظہر ہوتی تھیں اسوقت ایک نور مائل بہ زردی جبین مبارک سے اس جناب کے ایسا روشن ہوتا تھا کہ تمام گھر اور در و دیوار مدینہ منورہ کی زرد ہو جاتی تھی اور رنگ ہر شخص کے چہرہ کا مائل بزردی نظر آتا تھا فیاتون النبی و یسئلونہ عنہ فیرسلہم الی منزل فاطمۃ علیہا السلام تو اسوقت تمام اہل مدینہ جمع ہو کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور سبب زردی در و دیوار کے اس حضرت سے پوچھتے تھے اسوقت جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ جاؤ تم دولتسرائے فاطمہ زہرا پر کہ وہاں سبب اسکا معلوم ہو جائیگا فیاتون فیرونہا قائمۃ فی محرابہا وقد زہر نور وجہہا بالصفرۃ فیعلمون ان الذی راوہ کان نور فاطمۃ علیہا السلام پس وہ سب خانۂ فاطمہ زہرا پر حاضر ہوتے تھے تو دیکھتے تھے کہ وہ جناب محراب عبادت میں مشغول بنماز ظہر ہیں اور اسوقت ایک نور زرد چہرۂ انور سے ایسا ساطع ہے کہ تمام در و دیوار اس نور کی چمک سے زرد ہو گئی ہیں پس اسوقت سب جانتے تھے کہ تمام گھر اہل مدینہ کے اور لباس سب کے بسبب اسی نور کے مائل بہ زردی ہیں فاذا کان آخر النہار وغربت الشمس احمر وجہہا علیہا السلام فرحا و شکرا للہ فکان تحمر بہ حیطان المدینۃ پس جب آفتاب غروب ہوتا تھا اسوقت جناب سیدہ بہ سرور تمام شکر خدائے عزوجل کرتی تھیں اس حالت میں ایک ایسا نور سرخ چہرۂ انور سے ساطع ہوتا تھا کہ تمام در و دیوار مدینہ کی اسکی روشنی سے سرخ ہو جاتی تھی اور ہر شخص اپنی لباس اور اپنے چہرہ کو سرخ پاتا تھا فیسئلون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ عنہا فیرسلہم الی منازل فاطمۃ علیہا السلام پس اسوقت اہل مدینہ متعجب ہو کر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوتے تھے اور سبب اسکا پوچھتے تھے تو حضرت ان سب کو دولتسرائے جناب فاطمہ پر

پہنچتے تھے تاکہ حال اس نور سرخ کا ان سب پر ظاہر ہو فیزو بہا جالستۂ لتسبیح اللہ سبحانہ و نور وجہہا
یزہر بالحمرۃ فیعلمون ان النور الذی رأوہ کان من نور فاطمۃ علیہا السلام حسب ارشاد اس حضرت
کے اہل مدینہ دولتسرای جناب سیدہ پر حاضر ہوتے تھے اور اسوقت دیکھتے تھے کہ وہ معصومہ محراب عبادت میں
مشغول نماز ہیں اور تسبیح اور شکر خدای عزوجل میں مصروف ہیں اور ایک نور سرخ چہرہ انور سے ایسا روشن ہے
کہ تمام در و دیوار چمک سے اسکی منور ہو رہی ہیں پس سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ نور جسکے سبب سے تمام گھر
مدینہ کے سرخ ہو رہے ہیں وہ یہی ہے فلم تزل ذلک النور فی وجہہا حتی ولد الحسین علیہ
السلام فہو یتقلب فی وجوہنا الی یوم القیامۃ فی الائمۃ منا بعد ازاں فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
کہ وہ نور مدت دراز تک اسیطرح جناب سیدہ کی پیشانی انور سے روشن رہا یہانتک کہ جناب امام حسین
علیہ السلام پیدا ہوئے پس وہ نور اس روز سے پیشانی امام حسین علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا اور بعد انکے اسیطرح
ہر امام کیطرف آیا اور یوں ہی تا قیامت منتقل ہوتا رہے گا (۳) فی علل الشرائع روی ابن متوکل
عن سعد عن عیسی عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن ابن محمد بن مسلم الثقفی انہ قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام
کتاب علل الشرائع میں روایت کی ہے ابن متوکل نے سعد سے اور انہوں نے عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے
ابن مسکان سے اور انہوں نے ابن محمد بن مسلم ثقفی سے کہ کہا انہوں نے اس حدیث کو سنا امام محمد باقر علیہ السلام سے
انہ یقول لفاطمۃ وقفۃ علی باب جہنم فاذا کان یوم القیامۃ کتب بین عینی کل رجل مومن او کافر
...... فرمایا اس حضرت نے کہ جب قیامت برپا ہوگی اس دن جناب فاطمہ زہرا دروازہ جہنم پر کھڑی
ہونگی اور پیشانی پر ہر شخص کی لفظ مومن یا لفظ کافر لکھا ہوگا فیومر برجل قد اکثر
ذنوبہ الی النار فتقرء فاطمۃ علیہا السلام بین عینیہ محبا پس ایک شخص کو کہ انہوں نے گناہ بہت کئے ہونگے حکم
خدای عزوجل ہوگا کہ یہ بندہ کثیر العصیان داخل جہنم ہو پس فرشتے اسکو جہنم کی طرف لیجائینگے جب وہ دروازہ
جہنم پر پہنچے گا جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام دیکھینگی کہ پیشانی پر اسکی لفظ محب لکھا ہے فتقول الٰہی سیدی
سمیتنی فاطمۃ وفطمت بی من النار من تولانی و ذریتی ووعدک الحق وانت لا تخلف
المیعاد ۔ پس اسوقت جناب سیدہ یہ دیکھکر درگاہ خداوند جلیل میں عرض کرینگی کہ اے مالک میرے
تو نے اپنے فضل و کرم سے نام میرا فاطمہ رکھا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ جو فاطمہ اور اولاد فاطمہ کو دوست رکھیگا
میں اسکو داخل جہنم نہ کرونگا اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تو کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا فیقول اللہ
عزوجل صدقت یا فاطمۃ انی سمیتک فاطمۃ و فطمت بک من احبک و تولاک و احب ذریتک
ووعدی الحق وانا لا اخلف المیعاد پس اسوقت جناب اقدس الٰہی سے ارشاد ہوگا کہ اے فاطمہ سچ
کہا تو نے کہ میں نے تیرا نام فاطمہ رکھا ہے اور جدا کیا ہے آتش دوزخ سے انکو کہ جو تجھے اور تیری اولاد سے محبت رکھے

اور وعدہ میرا حق ہے اور میں خلاف اپنے وعدہ کے نہیں کرتا وانما امرت بعبدی ھذا الی النار لتشفعین فیہ فاشفعک اور ای فاطمہ اس بندۂ گنہگار کو دوزخ کا اسلئے حکم دیا تھا کہ تو اسکی شفاعت کرے اور میں تیری شفاعت کو قبول کروں ولتبین علی ملائکتی وانبیائی ورسلی واھل الموقف منی مکانک عندی اور تاکہ ظاہر ہو اور دیکھیں سب فرشتے اور سب انبیاء اور رسولان اولوالعزم اور تمام اہل محشر رتبہ تیرا اور قدر اور منزلت تیری جو میرے نزدیک ہے فمن قرات بین عینیہ مؤمنا فخذی بیدہ وادخلیہ الجنۃ پس اے فاطمہ اب ہمنے تجھے اجازت دی کہ جسکی پیشانی پر لفظ مومن لکھا ہو تو ہاتھ اسکا پکڑ کر بے تامل داخل بہشت کر دے وفی الامالی والخصال ومعانی الاخبار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال لفاطمۃ علیہا السلام تسعۃ اسماء عند اللہ عز وجل فاطمۃ والصدیقۃ والمبارکۃ والطاھرۃ والزکیۃ والراضیۃ والمرضیۃ والمحدثۃ والزھراء کتاب امالی اور خصال اور معانی الاخبار میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب سیدہؑ کے نو نام ہیں نزدیک خدائے عز وجل کے یعنی فاطمہ اور صدیقہ اور مبارکہ اور طاہرہ اور زاکیہ اور راضیہ اور مرضیہ اور محدثہ اور زہرا فقال لی اتدری ای شئ تفسیر فاطمۃ قلت جعلت فداک بین لی ماھو قال علیہ السلام فطمت شیعتہا من النار فقال لی ان امیر المؤمنین لولا تزوجہا لما کان لہا کفو الی یوم القیمۃ علی وجہ الارض آدم فمن دونہ راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے فرمایا مجھسے حضرت صادق علیہ السلام نے کہ آیا جانتا ہے تو کہ معنی فاطمہؑ کے کیا ہیں میں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ قربان میں آپ پر مجھے معلوم نہیں امیدوار ہوں کہ آپ ارشاد کیجئے کہ کیا معنی ہیں فاطمہؑ کے حضرتؑ نے فرمایا کہ معنی فاطمہ کے یہ ہیں کہ وہ معصومہؑ جدا کرنیوالی ہیں شیعوں کو اپنے آتش دوزخ سے بعد اسکے فرمایا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام عقد اس معصومہؑ کا نہ ہوتا تو اور کوئی شخص ابتدائے حضرت آدمؑ سے تا قیامت ہمسر اور مثل اس معصومہؑ کا نہ تھا کہ جس سے عقد انکا ہوتا مومنین اس حدیث سے بھی علمائے ہمارے استدلال کیا ہے فضیلت جناب امیر المومنینؑ اور فضیلت جناب سیدہ پر کہ افضل ہیں جناب سیدہ علیہا السلام بھی تمام انبیاء سلف سے (دہم) لقد روی فی البحار الانوار عن فرقۃ ابن عبد اللہ الازدی انہ قال خرجت حاجا الی بیت اللہ الحرام راجیا الثواب اللہ العلام ورقہ سے منقول ہے کہ کہا اسنے ایک سال میں تحصیل ثواب کے لئے بقصد حج روانہ کعبہ ہوا فبینما اطوف واذا انا بجاریۃ سمراء ملیحۃ الوجہ عذبۃ الکلام وھی تنادی بفصاحۃ منطقہا + +

پس جب کہ میں خانۂ کعبہ میں پہنچا اور طواف کرنے میں مشغول ہوا ناگاہ دیکھا میں نے کہ ایک عورت گندم گوں خوش رو شیریں کلام بکمال فصاحت و بلاغت جناب اقدس الٰہی میں عرض کر رہی ہے وھی تقول اللھم رب الکعبۃ الحرام والحفظۃ الکرام وزمزم والمقام والمشاعر العظام ورب محمد خیر الانام

والبالبررة الکرام ان تحشرنی مع سادات الطاهرين ابنائهم الغر المحجلين الميامين
اور وہ عورت یہ دعا کر رہی ہیں کہ اے مالک کعبۂ محترم اور مالک مقام زمزم اور ای پروردگار عرفات و
مشعرِ معظم اور ای خالق حافظین کعبۂ مکرم اور ای پروردگار محمد و آل محمد بہترین عالم اُمیدوار ہوں تیرے
فضل و کرم سے کہ مجھے محشور کرنا میرے آقاؤں کے ساتھ کہ جو طاہر اور پاک ہیں اور محشور کرنا ہمراہ اُنکی
اولاد امجاد کے کہ جو صاحب یمن و برکت ہیں اور چہرے اور عضا اُنکے نورانی ہیں الا فاشہدوا یا جماعة
الحجاج والمعتمرين ان موالی خيرة الاخيار وصفوة الابرار الذين علا قدرهم الاقدار وارتفع
ذكرهم في سائر الامصار المرتدين بالفخار آگاہ ہو ای جماعتِ حجاج و معتمرین
اور گواہ ہو کہ بے شبہہ پیشوا اور آقا میرے بہتر ہیں اُنسے جو بہترین خلق ہیں اور برگزیدہ ہیں اُنسے جو نیکوترین
خلق ہیں اور آگاہ ہوں سب حجاج کہ رہنما میرے وہ ہیں کہ جنکا رتبہ بلند اور برتر ہے تمام مخلوقات کے
رتبہ سے اور فضائل اور مناقب اُنکے مشرق سے تا مغرب مشہور ہیں اور چادریں فخر و شرف کی اُنکے دوشہائے
مبارک پر پڑی ہیں قال ورقة فقلت يا جارية انی لاظنک من موالی اهل البيت عليهم
السلام فقالت اجل قلت لها من انتِ قالت انا فضة امة فاطمة الزهراء عليها السلام ورقہ کہتا ہے کہ
مینے یہ سنکر اُسے کہا کہ ای زنِ دیندار تمہاری اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کنیز ہو کنیزان اہلبیت اطہار
میں سے اُن معظمہ نے کہا کہ ٹھیک ہے مینے کہا نام تمہارا کیا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ نام میرا فضہ ہے میں کنیز تھی
جنابِ فاطمہ زہرا صلوات اللہ و سلامہ علیہا کی فقلت لها مرحبا واهلا لقد كنت مشتاقا الى كلامك
ومنطقك فاريد منك الساعة ان تجيبني عن مسئلة اسألك ورقہ کہتا ہے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ
فضہ ہیں تو کہا مینے کہ مرحبا اے فضہ میں ایک مدت سے مشتاق آپکے کلام کا تھا اب میں آپسے کچھ پوچھتا
ہوں جواب اُسکا مجھے دیجیے فاذا فرغت من الطواف فقفی عند سوق الطعام حتى اتيك و
انتِ مثابة تو اے فضہ جب تم طواف سے فارغ ہونا تو وقت بازار طعام میں ایک لمحہ توقف کرنا اور سعد
میرا انتظار کرنا کہ میں بھی طواف سے فارغ ہو کر تمہارے پاس آؤں حق سبحانہ تعالیٰ تمکو اجر اسکا عطا کرے
فافترقنا فی الطواف فلما فرغت منه واردت الرجوع الى منزلی جعلت طريقی على سوق
الطعام واذا انا بها جالسة فی معزل عن الناس ورقہ کہتا ہے یہ کہکر میں مشغول بطواف ہوا اور
فضہ بھی طواف میں مشغول ہوئیں پس جبکہ میں نے طواف سے فراغ حاصل کیا اور اپنے گھر کو روانہ ہوا تو بازار
طعام کی طرف سے گیا دیکھا مینے کہ فضہ علیحدہ ایک گوشہ میں منتظر میری بیٹھی ہیں فقلت لها يا فضة
اخبرنی عن مولاتک فاطمة الزهراء وما الذی رايت عند وفاتها بعد وفات ابيها محمد صلی الله عليه
وآله کہا مینے کہ اے فضہ میں چاہتا ہوں کہ بیان کرو مجھسے حال وفات جنابِ سیدہ فاطمہ زہرا کا

جو کچھ کہ بعد جناب سیدۂ کائنات کے اُس معصومہ پر گزرا اور تمنے ہمکو مشاہدہ کیا قال ورقة فلما سمعت کلامی
تغرغرت عیناها بالدموع ثم انتحبت نادبة وقالت یا ورقة هیجت علینا حزنا ساکنا واشجانا
فی فؤادی کامنة   ورقہ کہتا ہے جبکہ فضہ نے نام جناب سیدہ اور رسول خدا کا سنا آنکھوں میں اشک
بھر لائیں اور ایک آہ کی اور کہا کہ اے ورقہ اسوقت میرے اندوہ کو تونے تازہ کیا اور زخم دل پر نمک چھڑکا
فاسمع الآن ما شاهدته منها علیها السلام اعلم انه لما قبض رسول الله صلی الله علیه و آله افتجع له
الکبیر والصغیر وکثر علیه البکاء وعظم رزؤه علی الاقرباء والاصحاب   پس اے
ورقہ جو کچھ کہ مینے بچشم خود دیکھا ہے اُسے بگوش دل سن وہ یہ ہے کہ جب جناب رسول خدا نے دنیا سے
رحلت کی تمام خرد و بزرگ اور زن و مرد اُن حضرت کے درد فراق سے مغموم ہوئے اور سب صغیر و کبیر
بیقرار و بیتاب ہوئے اور سب سے زیادہ حزن و غم اس مصیبت میں اہلبیت اطہار اور صحاب اخیار کو تھا ولم تلق
الا کل باکٍ و باکیة   اور کوئی شخص مدینہ میں ایسا نہ تھا کہ جسنے اُسے روتا نہ دیکھا ہو
ولم یکن فی اهل الارض والاقرباء اشدّ طوقا واعظم بکاء من مولاتی فاطمة الزهراء   اور باوجود
اسکے کہ تمام خلق اُس جناب کے غم میں نوحہ کرتی تھی لیکن بیقراری اور بیتابی جناب فاطمہ زہرا کی سب سے
زیادہ تھی اور دم بدم اندوہ و غم انکا فراق رسول خدا میں زیادہ ہوتا تھا اور گریہ و زاری انکی ماتم سید عالم
میں کم نہوتی تھی فجلست سبعة ایام لا یهدأ لها انین ولا یسکن منها حنین   یہانتک کہ سات
شبانہ روز صفِ ماتم سے نہ اٹھیں اور ان ایام میں کوئی دم جناب سیدہ کو آہ و زاری و نالہ و بیقراری سے سکون نہ تھا
وکل یوم جاء کان بکاها اکثر من الیوم الاول اور جو دن کہ آتا تھا غم جناب سیدہ کا بڑھتا جاتا تھا
فلما کان فی الثامن ابدت ما کتمت من الحزن فلم تطق صبرا اذ خرجت وصرخت فکانها
من فم رسول الله صلی الله علیه و آله تنطق   پس جبکہ وفات جناب سیدۂ کائنات کو آٹھواں دن ہوا غم و اندوہ فراق سے تحمل
کا ان معصومہ سے ضبط نہو سکا اور جو غم و الم کہ دل محزون جناب سیدہ میں چھپا ہوا تھا وہ ظاہر ہوا پس
جبکہ یارائے صبر نہ رہا اور روتے روتے طاقت ضبط نہ رہی وہ معصومہ بیقرار ہو کر دفعۃً دولتسرا سے نکل آئیں
اور بہ آواز بلند روتی تھیں اور بین کرتی تھیں اور اسوقت آواز جناب سیدہ بعینہ آواز رسول خدا
معلوم ہوتی تھی فتبادرت النسوان وخرجت الولائد وضج الناس بالبکاء والنحیب
وجاء الناس من کل مکان واطفئت المصابیح لکیلا تتبین صفحات النساء   جب آواز گریہ و بکائ
جناب فاطمہ زہرا کی عورتوں نے سنی اُسوقت اپنے گھروں سے مع اطفال باہر نکل آئیں اور سب لوگ
رونے لگے اور کچھ لوگوں نے بڑھکر جہاں جہاں چراغ جلتے تھے بجھا دیئے تاکہ نظر نامحرم کی عورتوں کے
چہروں پر نہ پڑے وخُیّل الی النسوان ان رسول الله صلی الله علیه و آله قد قام من قبره وصار

الناس فی دھشة وحیرة لما قد دھمھم اور عورتوں کو اُس وقت یہ گمان ہوا کہ جناب رسولِ خداؐ قبر سے
باہر تشریف لائے ہیں اور یہی خیال ہو سب لوگ مرد متحیر اور مدہوش ہو گئے وھی تنادی وتندب
اباھا وا ابتاہ واصفیاہ وا محمداہ وا ربیع الارامل والیتامی من للقبلة والمصلی من لابنتک الثکلی اور اُس وقت
جناب سیدہ باواز بلند یہ نوحہ اور بین کرتی تھیں کہ ہائے اے پدرِ عالی مقدار محمد مصطفیٰؐ ہائے اے برگزیدہ
خدا ہائے اے وارث بیوہ زناں ہائے اے پدر یتیماں اب کون ہے بعد آپ کے جو زینت قبلہ و نماز ہوا اور
کون ہے بعد آپ کے کہ فریادرس ہو اس مصیبت زدہ کا ثم اقبلت تعثر فی اذیالھا وھی لا تبصر شیئا
من عبرتھا وتواتر دمعتھا حتی دنت من قبر ابیھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بعد ازاں جناب سیدہ
روضۂ اقدس رسولِ خدا کی طرف روانہ ہوئیں اور بسبب کثرت رقت کے اُن معصومہؑ کو کچھ دکھائی
نہ دیتا تھا اور بے خودی سے پائے مبارک بار بار گوشۂ چادر میں اُلجھ جاتا تھا یہاں تک کہ بہزار دشواری
اُفتاں و خیزاں قبر مطہر رسولِ خدا تک پہنچیں فلما نظرت الی الحجرة ووقع طرفھا علی الماذنة قصرت
خطاھا ودام نحیبھا وبکاءھا الی ان غشی علیھا پس جبکہ جناب سیدہ کی نظر انور حجرۂ مقدسہ
رسولِ خدا پر پڑی اور اُس گلدستہ کو کہ جس پر بلال اذان کہتے تھے دیکھا پس دیکھتے ہی انکی قدمہائے مبارک
چلنے سے کوتاہی کی اور بے اختیار فریاد وا ابتاہ اور نالۂ وا محمداہ زبان اقدس پر جاری ہوا اور [illegible]
کہ آخر کار روتے روتے غش آگیا فتبادرت النسوان الیھا فنضحن الماء علیھا وعلی صدرھا وجبینھا
حتی افاقت پس یہ دیکھتے ہی عورتوں نے جلدی اپنے تئیں اُن معصومہ تک پہنچایا اور پانی
سینۂ اقدس اور پیشانی مبارک پر چھڑکا یہاں تک کہ اُن معصومہ کو غش سے افاقہ ہوا فلما افاقت من غشیتھا
قامت وھی تقول رفعت قوتی وخاننی جلدی وشمت بی عدوی والکمد قاتلی پس جبکہ
جناب سیدہ کو غش سے افاقہ ہوا اُٹھیں اور پھر رونا شروع کیا اور یہ کہتی تھیں کہ اے پدر عالی مقدار آپکی
مفارقت میں قوت میری زائل ہوگئی اور توانائی نے مجھ سے وفاداری نہ کی اور [illegible]
دشمن میرے حال زار کو دیکھکر ہنستے ہیں اور شاد ہوتے ہیں اور اے پدرِ بزرگوار غم و اندوہ آپکی مفارقت کا
مجھے زندہ نہ چھوڑیگا یا ابتاہ بقیت والھة وحیدة وحیرانة فریدة فقد انخمد صوتی
وانقطع ظھری وتنغص عیشی وتکدر دھری اے پدر عالی مقدار بعد آپکے یہ بیٹی شیفتہ و دلدادہ آپکی تنہا حیران و
پریشان بے معین و مددگار رہ گئی مفارقت میں آپکی اب ایسا ضعف مجھ پر غالب ہے کہ بولنا بھی دشوار ہے
اور وفات سے آپکی کمر میری ٹوٹ گئی اور زندگی میری بے لطف ہوگئی اور اب جینا مجھے ناگوار ہے
فما اجد یا ابتاہ بعدک انیسا لوحشتی ولا رادا لدمعتی ولا معینا لضعفی اے پدر نامدار کوئی
مونس و غمخوار اس محزون و سوگوار کا بعد آپکے نظر نہیں آتا جو اس وحشت و تنہائی میں میرا انیس و غمخوار ہو

اور مجھ کو تسکین و دلاسا دی اور نہ کوئی بعد آپ کے ایسا دوست ہے کہ جسکے سبب سے رونا میرا کم ہو اور نہ کوئی ایسا معین ہے کہ اس عالمِ ضعف میں اس ضعیفہ اور ناتواں کی مدد اور اعانت کرے فقد فنی بعدک محکم التنزیل و محبط جبرئیل و محل میکائیل یا ابتاہ انقلبت بعدک الاسباب وتغلقت دونی الابواب اے پدر نامدار افسوس ہے کہ بعد آپ کے آنا وحی خدا کا ہمارے گھر سے موقوف ہو گیا اور آمد و رفت جبرائیل و میکائیل مسدود ہو گئی اور تمام اسباب سرور و راحت مبدل برنج و مصیبت ہو گئی اور دروازے چارہ کار بند ہو گئے فانا للدنیا قالیۃ و علیک ما ترددت انفاسی باکیۃ فلا ینفد شوقی الیک ولا حزنی علیک ثم نادت وا ابتاہ ثم قالت ای پدر عالی مقدار بعد آپ کے یہ رنجور و سوگوار اس دنیائے ناپائدار سے نہایت بیزار ہے اور جبتک کہ میں زندہ ہوں آپکی مفارقت میں ہمیشہ رویا کرونگی اور شوقِ دیدار آپکا اس دلِ ناشاد و زار سے ہرگز کم نہوگا اور ہرگز غم و الم آپکی جدائیکا میرے دل سے دور نہوگا بعد اس نوحہ و فریاد کے صدائے وا ابتاہ وا محمداہ بلند کی اور یہ اشعار ماتم سید ابرار میں پڑھے ان حزنی علیک حزن جدید و فوادی واللہ صب عنید + کل یوم یزید فیہ شجونی + واکتیابی علیک لیس یبید یعنی ای بابا غم و الم آپکی مفارقت کا وہ غم ہے کہ ہر لمحہ اور ہر آن تازہ ہے اور قسم بخدای عزوجل کہ یہ دلِ پُر درد میرا ہر وقت مشتاق دیدارِ برکت آثار رہتا ہے اور قریب ہے کہ اسی اشتیاق میں روح میری اس جسمِ ضعیف سے مفارقت کر جائے اور ہر روز غم و اندوہ آپکی مفارقت کا زیادہ ہوتا ہے اور کسیطرح کم نہیں ہوتا جل خطبی فبان عنی عزائی + فبکائی کل وقت جدید + ان قلبا علیک یالف صبرا او عزاء فانہ لجلید ای پدر عالی مقدار یہ مصیبت کہ جو مجھپر پڑی ہے عظیم ترین مصائب ہے پس رونا میرا ہر وقت تازہ ہے اور تحقیق کہ کون قلب ایسا ہے کہ آپ کے ماتم میں صبر اور تحمل کر سکے اور اپنے تئیں گریہ و بکا سے باز رکھے اور جو قلب کہ اس مصیبتِ عظیم میں صبر کر سکے لاریب کہ وہ نہایت ہی سخت ہے ثم نادت یا ابتاہ انقطعت بک الدنیا بانوارہا و ذوت زہرتہا و کانت ببہجتک زاہرۃ فقد اسود نہارہا بعد اسکے جناب سیدہ نے ایک آہ کی اور کہا اے پدر عالی مقدار بعد آپکے تمام خوبیاں دنیا کی ہم سے منقطع ہو گئیں اور روشنی دنیا کی مبدل بہ سیاہی ہو گئی اور روز روشن ہمکا مثل شب کے تاریک ہو گیا لا ازلت اسفۃ علیک الی التلاق لا ازال غمضی منذ حق الفراق + ای پدر بزرگوار مفارقت میں آپکی کف افسوس ملتی ہونگی جبتک کہ آپ سے نہ ملونگی اور جب سے کہ میں آپکی زیارت سے محروم ہوں ہمیشہ آنکھیں میری بند رہتی ہیں یا ابتاہ امسینا بعدک من المستضعفین واصبحت الناس عنا معرضین و لقد کنا معظمین ای پدر بزرگوار بعد آپکے لوگوں نے ہمیں ذلیل و خوار سمجھا اور سب نے ہم سے روگردانی کی اور کنارہ کیا اور تھے ہم سب بسبب آپکے مکرم و معظم

فای دمعۃ بفراقک لا تنھمل وای حزن علیک لا یتصل وای جفن بعدک بالنوم یکتحل یعنی کون
آنکھ ہی کہ آپکی جدائی میں جاری نہیں ہے اور کون دل ایسا ہی کہ آپکی مصیبت میں اندوہ اسکو متصل
نہیں ہے کون چشم ہی کہ آپکی مفارقت میں اشکبار نہیں ہے اور کون قلب ایسا سخت ہی کہ اس مصیبت عظیم نے
اسمیں اثر نہیں کیا ہی اور کون ایسی آنکھ ہے کہ بعد آپ کے سرمہ کش خواب راحت ہے، فکیف الجبال
لا تمور والبحار بعدک لا تفور والارض کیف لم تتزلزل پس مجھے کمال حیرت ہی کہ جب ایسا
سردار کونین دنیا سے اٹھ جائے تو کیوں پہاڑ حرکت و جنبش میں نہیں آتے اور کیوں دریا جوش و
خروش میں نہیں آتے اور اس مصیبت عظمی میں کیوں زمین کو زلزلہ نہیں ہوتا فمنبرک مستوحش
ومحرابک خال من مناجاتک وقبرک فرح بمواراتک والجنۃ مشتاقۃ الیک

پس ای بابا افسوس ہے کہ جس منبر پر آپ خطبہ پڑھتے تھے آپ کے نہ ہونے سے وہ وحشتناک نظر آتا ہی
اور جائے عبادت آپکی بسبب آپ کی رحلت کے خالی ہی اور قبر مطہر آپکی تشریف رکھنے سے نہایت مسرور
شاد ہی اور جنت آپکی مشتاق ہے ما اعظم ظلمۃ مجالسک فوا اسفاہ علیک الی ان اقدم عاجلا
علیک ای پدر نامدار وہ جگہ کہ جہاں آپ تشریف رکھتے تھے بدون آپ کے سنسان اور وحشتناک
اور سیاہ نظر آتی ہی اور میں ہمیشہ اس مصیبت میں حسرت و تاسف کیا کرونگی جب تک کہ آپ سے نہ ملونگی
واثکل ابو الحسن المؤتمن ابو ولدیک الحسین والحسن واخوک وولیک وحبیبک ومن ربیتہ
صغیرا واخیتہ کبیرا واخلی احبابک واصحابک الیک من کان منھم سابقا ومھاجرا وناصرا
اور ای پدر عالی مقدار جناب ابو الحسنؑ کہ وہ باپ ہیں حسنینؑ کے اور بھائی اور جانشین اور دوست
ہیں آپکے کہ جنکو آپ نے صغر سن میں اپنی آغوش مبارک میں پرورش کیا اور سن شباب میں
آپ نے انکو اپنا بھائی فرمایا اور وہ جناب کہ تمام صحاب و انصار سے آپکے مقدم ہیں شرف و بزرگی
میں اور ہمیشہ آپکے معین و مددگار رہے وہ حضرت آپ کی مصیبت میں محزون و مغموم ہیں اور آپکی
ماتم میں بیٹھے ہیں، والثکل شاملنا والبکاء قاتلنا والاسی لازمنا بعد ذفرت وانت انہ کادت
روحھا ان تخرج ثم قالت اور اے پدر نامدار اب حال ہمارا آپکی مفارقت میں یہ ہی کہ گریہ و بکا
ہر وقت ہمارے شامل ہی اور یہ رونا ہر وقت کا ہمیں زندہ نہ چھوڑیگا اور رنج و اندوہ آپکی جدائی کا
کبھی ہم سے جدا نہوگا بعد اسکے اس معصومہؑ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے ایسی کھینچی کہ قریب تھا
روح مطہر جسم اقدس سے مفارقت کرجائے اور یہ اشعار ماتم رسول مختار میں پڑھے بیت قل صبری وبان
عنی عزائی + بعد فقدی الخاتم الانبیاء یعنی بسبب وفات سید کائنات کے صبر نے مجھ سے کمی کی
اور تسکین خاطر نے مجھ سے دوری اختیار کی عین یا عین اسکبی الدمع سحا ویک لا تبخلی بفیض الدماء

اے چشم شہک مسلسل بہا ہیں مصیبت میں کیا بمقام حسرت و افسوس ہی چاہیے کہ بجل کرے تو شہک خونین بہائے میں
یارسول اللہ یا خیرۃ اللہ ۔ وکہف الایتام والضعفاء ۔ قد بکتک الجبال والوحش جمیعا
والطیر والارض بعد بکی السماء ۔ اے رسول خداوند جلیل اے برگزیدہ باری اے جائے پناہ یتیموں کے اور
ضعیفوں کے لاریب کہ روتے ہیں آپ کو پہاڑ اور جانوران وحشی اور پرندے تمام اور روتی ہے
آپ کو زمین بعد گریہ آسمان کے ۔ وبکاک الحجون والرکن والمشعر یا سیدی مع البطحاء ۔
وبکاک المحراب والدرس للقرآن فی الصبح معنا والمساء یارسول اللہ روتے ہیں آپ پر کوہ حجون اور رکن
اور مشعر الحرام اور بطحا اور روتی ہے آپکو ہماری ہمراہ محراب مسجد اور تلاوت قرآن صبح و شام ۔ وبکاک
الاسلام اذ صار فی ۔ الناس غریبا من الغرباء ۔ والم تر منبرا کنت تعلوہ ۔ علاہ الظلام
بعد الضیاء یارسول اللہ روتا ہے آپ پر اسلام اسلئے کہ بسبب آپ کی وفات کے وہ لوگوں کی نظروں میں
غریب و مضمحل ہو گیا یارسول اللہ آیا آپ نہیں دیکھتے ہیں اس منبر کو کہ جسپر آپ بیٹھکر وعظ فرماتے تھے کہ
اسکو ظلمت و تاریکی نے بعد روشنی کے گھیر لیا ہے ۔ فرجعت الی منزلها وهی لا ترقأ دمعتها
ولا تهدأ زفرتها بعد اسکے وہ معصومہ دولتسرا میں تشریف لائیں اور رات دن ڈاڑھیں مارکر
روتی تھیں اور کسی وقت آنسو آنکھوں سے نہ تھمتے تھے اور آواز نالہ و بیقراری کم نہوتی تھی ۔ واجتمع
شیوخ اهل المدینة واقبلوا الی امیر المومنین علی علیه السلام فقالوا له یا ابا الحسن
ان فاطمة تبکی اللیل والنهار فلا احد منا یتهنأ بالنوم فی اللیل علی فراشه
ولا بالنهار لنا قرار علی شغلنا وطلب معایشنا وانا نخبرک ان تسألها اما ان تبکی لیلا او نهارا یعنی ان
معصومہ کی کثرت گریہ و زاری سے تمام اہل مدینہ تنگ ہوئے اور بزرگان مدینہ جمع ہو کر حضرت امیر المومنین
علی ابن ابیطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابا الحسن جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا
اپنے پدر بزرگوار کے غم میں تمام رات اور تمام دن روتی ہیں اور ان معصومہ کے رونے سے نہ ہمیں رات کو
اپنے فرش خواب پر چین سے نیند آتی ہے اور نہ کوئی ہم میں سے اپنے کاموں اور طلب معیشت میں مشغول
ہو سکتا ہے اسلئے ہم آپکی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہماری جانب سے آپ خدمت میں جناب سیدہ کی
عرض کریں کہ آپ مصیبت رسول خدا میں یا شب کو رویا کریں اور دن کو خاموش رہیں یا دن کو رویا
کریں اور شب کو آرام فرمائیں ۔ فاقبل امیر المومنین علیه السلام حتی دخل علی فاطمة وهی لا تفیق
من البکاء ولا ینفع فیها العزاء فلما رأته سکنت هنیئة له پس جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد پیام
سنکر دولتسرا میں داخل ہوئے دیکھا کہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا گریہ و بکا میں مشغول اور ہر گز تسلی دینا
کسیکا کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے جبکہ ان معصومہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو آتے دیکھا تھوڑی دیر

حضرتؑ کے لحاظ سے چپ ہو رہیں فقال یا بنت رسول اللہ ان شیوخ المدینۃ یسئالونی
ان اسألک اما ان تبکی اباک لیلاً واما نہاراً پس حضرتؑ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ اسوقت رؤسائے مدینہ نے مجھسے
التماس کیا ہے کہ میں تم سے کہوں کہ تم اپنے پدر بزرگوار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو یا رات کو رویا
کرو اور دن کو آرام کرو یا دن کو رویا کرو اور شب کو آرام کرو فقالت یا ابا الحسن ما اقل مکثی بینہم وما
اقرب مغیبی من بین اظہرہم فواللہ لا اسکت لیلاً ولا نہاراً او الحق بابی رسول اللہ جبکہ
جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے پیام اہل مدینہ کا سنا عرض کی کہ یا ابو الحسنؑ بہت کم ہے
زندگانی میری اور رہنا میرا ان لوگوں میں اور بہت قریب ہے رحلت میری ان سب میں سے پس
بخدا کہ میں ہرگز رات اور دن گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری کو ترک نکرونگی یہانتک کہ ملاقات کروں
اپنے پدر عالی مقدار رسول خدا سے فقال لہا علیٌّ علیہ السلام افعلی یا بنت رسول اللہ ما بدا
لک ثم انہ بنیٰ لہا بیتاً فی البقیع نازحاً عن المدینۃ یسمی بیت الاحزان پس جبکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
جواب سنا فرمایا کہ اے فاطمہؑ اس امر میں تمکو اختیار ہے جو چاہو وہ عمل میں لاؤ بعد اسکے ان حضرتؑ نے قبرستان
بقیع میں علیحدہ مدینہ سے ایک حجرہ رونیکے لئے اس معصومہؑ کو بنوا دیا کہ نام اسکا بیت الاحزان ہے وکانت اذا
اصبحت قدمت الحسن والحسین علیہما السلام امامہا وخرجت الی البقیع باکیۃ فلا تزال بین
القبور باکیۃ پس معمول جناب سیدہؑ کا یہہ تھا کہ جب صبح ہوتی حسنین علیہما السلام آگے آگے اور آپ پیچھے
روتی ہوئیں قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتی تھیں اور وہاں جا کر دن بھر متصل رویا کرتی تھیں
فاذا جاء اللیل اقبل امیر المومنین علیہ السلام الیہا وساقہا بین یدیہ الی منزلہا پس جبکہ
شام ہوتی تھی اسوقت جناب سید الوصیین آپ قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتے تھے اس معصومہؑ کو
اپنے ساتھ گھر میں لے آتے تھے ولم تزل علی ذلک الی ان مضی لہا بعد موت ابیہا سبعۃ
وعشرون یوماً واعتلت العلۃ التی توفیت فیہا فبقیت الی الیوم الاربعین پس بعد وفات سید کائنات
کے ستائیس روز اس معصومہؑ کو گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری میں گذرے بعد اسکے اس مظلومہؑ کو وہ بیماری
لاحق ہوئی کہ جسمیں ان مخدومہؑ کونین نے دنیا سے رحلت فرمائی اور وہ جناب بعد وفات سید کائنات کی
چالیس روز زندہ رہیں وقد صلی امیر المومنین صلوۃ الظہر واقبل یرید المنزل اذا استقبلتہ
الجواری باکیات حزینات پس چالیسویں روز جب حضرتؑ واسطے نماز ظہر کے مسجد رسول خدا میں تشریف
لیگئے اور بعد فراغ نماز ظہر چاہا کہ دولتسرا کو تشریف لیجائیں ناگاہ دیکھا کہ لونڈیاں ان حضرتؑ کی
روتی پیٹتی محزون و مغموم مسجد کو چلی آتی ہیں فقال لہن ما الخبر ومالی اراکن متغیرات الوجوہ
والصور پس جبکہ ان حضرتؑ نے ان کنیزوں کو باحال تباہ و پریشان دیکھا پوچھا کہ کیا باعث ہے کہ

صورتیں تمھاری تغیر ہیں فقال یا امیر المومنین ادرک ابنت عمک الزہراء وما نظنک تدرکہا
لونڈیوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آپ جلد جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی خبر لیجیے اسلیے
کہ حال ہماری بی بی کا اسوقت ایسا متغیر ہے کہ ہمیں گمان ہے کہ آپ انکو زندہ نہ پائیں فاقبل امیر المومنین
مسرعاً حتے دخل علیہا واذا بہا ملقاة علے فراشہا وھو من قباطی مصر وھی تقبض یمینا
وتمد شمالا پس جبکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ خبر وحشت اثر سنی سنتے ہی بکمال سرعت و
اضطراب طرف دولتسرا کے تشریف فرما ہوئے جبکہ داخل دولتسرا ہوئے دیکھا کہ وہ معصومہؑ فرش
قباطی مصری پر بیہوش حالتِ احتضار میں ہیں فالقی الرداء من عاتقہ والعمامة من راسہ
وحل ازرارہ واقبل حتی اخذ راسہا وترکہ فی حجرہ جبکہ جناب سید الوصیین امیر المومنین علیہ السلام نے یہ
حال اُن معصومہؑ کا دیکھا بیتاب ہوگئے اور ردا دوش مبارک سے اور عمامہ سر اقدس سے اتار کر زمین پر
پھینک دیا اور سر اطہر اُن معصومہؑ کا اٹھا کر اپنے زانوے اقدس پر رکھا وناداہا یا زہراء فلم تکلمہ
فناداہا یا بنت محمدن المصطفے فلم تکلمہ فناداہا یا بنت من حمل الزکوة فی طرف ردائہ
بذلہا علی الفقراء فلم تکلمہ اور باواز بلند فرمایا کہ اے زہراؑ پس کچھ اُن معصومہؑ نے جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ اے
بیٹی رسول خدا کی پھر جواب نہ دیا پھر فرمایا اے بیٹی اُن برگزیدہ باری کی کہ جو مال زکوٰة کو اپنے گوشہ چادر میں
لیکر فقرا اور مساکین پر تقسیم فرماتے تھے پھر کچھ جواب نہ دیا فناداہا یا ابنة من صلے بالملائکة فی
السماء مثنی مثنی فلم تکلمہ فناداہا یا فاطمة کلمینی فانا ابن عمک علے بن ابی طالب ففتحت
عینیہا فی وجہہ ونظرت الیہ فبکت وبکی پھر آواز دی کہ اے بیٹی اُن حضرتؐ کی کہ جنہوں نے ملائکہ کو آسمان پر
نماز پڑھائی اور وہ کلمات کہ جو سابق میں مذکور ہوئے اُن حضرتؑ نے دوبارہ فرمائے لیکن جناب سیدہؑ نے
کچھ جواب نہ دیا پھر حضرتؑ نے آواز دی کہ اے فاطمہؑ جواب دو اور مجھ سے کلام کرو کہ میں ہوں علی بن ابیطالب
پس اُن معصومہؑ نے جب نام حضرتؑ کا سنا چشم مبارک کو کھول دیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام
کی طرف دیکھا اور رونے لگیں اور اسطرف جناب امیر علیہ السلام بھی رونے لگے فقال امیر المومنین علیہ
السلام ما الذی تجدینہ فقالت الی اجد الموت الذی لا بد منہ ولا محیص پس امیر المومنین علیہ السلام نے
فرمایا کہ اے فاطمہؑ اسوقت کیا حال اپنا پاتی ہو اُن معصومہؑ نے بحضرتؑ یاس عرض کی کہ یا ابا الحسنؑ
اسوقت میں اپنے میں آثار موت کے پاتی ہوں اور اب مجھے وہ امر درپیش ہے کہ جس سے کسی ذی حیات کو چارہ
اور رہائی نہیں ہے وانا اعلم انک لا تصبر بعدی علی قلة التزویج فان انت تزوجت امراة
اجعل لہا یوما ولیلة واجعل لاولادی یوما ولیلة اور اے ابو الحسنؑ میں جانتی ہوں کہ بعد میرے تم قلت تزویج پر
صبر نہ کرسکو گے پس اگر تم کسی عورت سے عقد کرو تو امیدوار ہوں کہ ایک شبانہ روز انکو یہاں رہنا اور

اور ایک شبانہ روز میری اولاد کے پاس رہنا کہ لا تصبح فی وجوہ الحسن و الحسین فیصبحان یتیمین غریبین
منکسرین فانہما بالامس فقدا جدہما والیوم یفقدان امہما فالویل لامۃ تقتلہما
و تبغضہما اور میرے دونو فرزند حسنؑ اور حسینؑ سے باواز بلند ناخوشی کی راہ سے کلام نکرنا اسلیے کہ یہ دونو
میرے مرنیسے یتیم اور غریب اور شکستہ خاطر ہونگے کل کی بات ہے کہ یہ دونو اپنے نانا کی مصیبت میں
مغموم ہو چکے ہیں اور آج اپنی ماں سے جدا ہونگے پس وائے بر حال اُن لوگوں کہ جو میرے دونو فرزندوں کو
قتل کرینگے اور انسے بہ بغض و عداوت پیش آوینگے ثم انشات تقول ابکنی ان بکیت یا خیر
ہادٍ + واسبل الدمع فہو یوم الفراق بعد اس وصیت کے جناب سیدہ علیہا السلام نے جناب امیر المومنین
علیہ السلام سے خطاب کیا اور یہ شعار پڑھے یعنی اے بہترین ہدایت کنندگاں گریہ و زاری کرو میرے
حال پر اگر رویا چاہتے ہو اور آنسو بہاو کہ آج دن جدائی اور فراق کا ہے یا قرین البتول اوصیک بالنسل
فقد اصبحا حلیف الاشتیاق اے ہم پہلوئے بتولؑ میں وصیت کرتی ہوں آپ سے اپنی اولاد کے بارہ میں
پس لاریب کہ میرے دونو فرزند کل صبح کو یتیم ہونگے اور آرزو مند ہونگے میری صورت کے دیکھنے کے
ابکنی و ابک للیتامی ولا + تنس قتیل العدی بطف العراق + فارقوا فاصبحوا یتامی حیاری + یحلف اللہ
فہو یوم الفراق یعنی اے ابو الحسنؑ روؤ تم میرے حال پر اور میرے یتیموں کے حال پر خصوصاً یاد
رکھنا میرے حسینؑ کو کہ وہ ہاتھ سے اعدا کے سرزمین عراق میں شہید ہوگا اور روؤ حال پر میرے یتیموں کے
کہ میرے فراق کے غم و الم میں حیران و پریشان ہونگے بخدا کہ یہی آج کا دن روز فراق ہے فقال لہا علیؑ
من این لک یا بنت رسول اللہ ہذا الخبر والوحی قد انقطع عنا جب جناب امیر المومنین علیہ السلام نے
سنا کہ وہ معصومہ خبر اپنی وفات کی دیتی ہیں فرمایا کہ اے فاطمہؑ تمہیں حال اپنی وفات کا کیونکر معلوم ہوا
حالانکہ جسدن سے جناب رسالتمآبؐ نے وفات پائی ہے اُس روز سے وحی کا آنا موقوف ہوگیا ہے فقالت یا ابا
الحسن انی رقدت الساعۃ فرایت حبیبی رسول اللہ فی قصر من الدر الابیض فلما رانی
قال ہلمی الیّ یا بنیۃ فانی الیک مشتاق جناب سیدہ صلوات اللہ و سلامہ علیہا نے عرض کی کہ یا امیر المومنین
میں ابھی سو گئی تھی دیکھا میں نے جناب رسالتمآبؐ کو ایک قصر میں کہ وہ سفید موتی کا بنا ہوا ہے تشریف رکھتے ہیں
پس جبکہ اُن حضرتؐ نے مجھے دیکھا فرمایا کہ اے بیٹی اب میرے پاس جلد آ کہ میں تیرا نہایت مشتاق ہوں فقلت
واللہ انی لاشد شوقا منک الی لقائک فقال انت اللیلۃ عندی وہو الصادق لما وعد و الموفی لما عاہد
میں نے عرض کی کہ اے پدر عالی مقدار بخدا کہ میں زیادہ تر مشتاق آپ کے ملاقات کی ہوں پس حضرتؐ نے فرمایا کہ
اے بیٹی آج کی شب تو میرے پاس آئیگی اور وہ حضرت بلا ریب صادق ہیں اپنے وعدہ میں اور وفا کرنیوالے ہیں اپنے
عہد کے فاذا انت قرأت یٰس فاعلم انی قد قضیت نحبی پس یا امیر المومنین جبکہ آپ تلاوت سورہ یٰسین

فارغ ہوں اُسوقت یہ یقین جاننا کہ میں نے وفات پائی فغسلنی ولا تکشف عنی فانی طاہرۃ مطہرۃ پس اے ابوالحسن
بعد اُسکے تمہیں مجھے غسل دینا اور وقتِ غسل میرا لباس نہ اُتارنا اسلئے کہ پاک اور پاکیزہ ہوں ولیصل علی معک
من اہلی الادنی فالادنی من رزق اجری وادفنی لیلاً فی قبری بہذا اخبرنی حبیبی رسول اللہ
اے ابوالحسن چاہئے کہ نماز پڑھو تم میرے جنازہ پر میرے عزیز اور اقربا کے ساتھ جنکے نصیب میں ثواب ہو اسکا بقدر
ہوئے ہو اور کھڑے ہوں نماز میں رجہ بدرجہ موافق مراتب قرابت کے اور یا علی مجھے شب کو دفن کرنا اور ان سب
باتوں سے خبر دی ہے مجھے میرے پدرِ بزرگوار رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فقال علیؑ واللہ لقد
اخذت فی امرہا وغسلتہا فی قمیصہا ولم اکشفہ عنہا فواللہ لقد کانت میمونۃ طاہرۃ مطہرۃ
ثم حنطتہا من فضلۃ حنوط رسول اللہ وکفنتہا وادرجتہا فی اکفانہا جناب امیرالمومنین علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ جب اُن معصومہ نے وفات پائی بعد اسکے میں نے شروع کیا انکی تجہیز میں اور غسل دیا میں نے اُن
معصومہ کو انکے پیراہن میں اور پیراہن انکے بدن سے جدا نکیا بعد اسکے تحقیق وہ معصومہ پاک اور پاکیزہ اور جبکہ
غسل سے میں فارغ ہوا حنوط کیا میں نے اُس کافور بہشت سے جو باقی رہا تھا حنوط رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے
اور کفن پہنایا میں نے اُن معصومہ کو فلما ہممت ان اعقد الرداء نادیت یا ام کلثوم یا زینب یا فضۃ یا حسنؑ
یا حسینؑ ہلموا تزودوا من امکم فہذا الفراق واللقاء فی الجنۃ پس جبکہ میں تکفین سے
بھی فارغ ہوا اور قصد کیا میں نے کہ بند کفن کو باندھوں ندا کی میں نے کہ اے ام کلثوم اور اے زینب اور اے فضہ اور
اے حسنؑ اور اے حسینؑ جلد آؤ اور اپنی ماں کی زیارت آخری کر لو کہ بعد اس مفارقت کے پھر ملاقات سوا
بہشت کے کہیں نہوگی فاقبل الحسنؑ والحسینؑ وہما ینادیان واحسرتا لا تنطفی ابداً من فقد
جدنا محمدؐ ن المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وامنا فاطمۃ الزہراء یا ام الحسن یا ام الحسین
اذا لقیت جدنا محمد ن المصطفیٰ فاقرئیہ منا السلام وقولی انا قد بقینا بعدک یتیمین فی دار الدنیا پس سنتے ہی اس
آواز کے حسنین علیہما السلام چلاتے ہوئے آئے کہ ہائے افسوس یہ آتش حسرت مفارقت نانا رسول خدا اور مادر
گرامی فاطمہ زہرا کی کبھی نہ بجھیگی اے مادر گرامی جسوقت کہ آپ خدمت میں ہمارے نانا رسول خدا کے حاضر
ہوں اُسوقت ہماری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ ہم بعد آپ کے اس دار دنیا میں یتیم ہو گئے فقال امیر المومنین
علیہ السلام انی اشہد اللہ انہا قد حنت وانت ومدت یدیہا وضمتہما الی صدرہا ملیاً
جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں گواہ کرتا ہوں خدائے عز وجل کو کہ اسدم نعش مطہرہ نے اُن معصومہ
کی حسنین کی طرف میل کیا اور بہ آواز ضعیف آہ سرد کی اور دونوں ہاتھ پھیلائے اور حسنین کو سینہ مطہر سے دیر تک
لگایا واذا بہاتف من السماء ینادی یا ابا الحسن ارفعہما عنہا فلقد ابکیا واللہ ملائکۃ
السموات وقد اشتاق الحبیب الی المحبوب پس ناگاہ ہاتف غیب نے آسمان سے آواز دی کہ اے ابوالحسن جلد الگ کرو حسنین کو

سینۂ فاطمہؑ سے بجدا کہ حسنینؑ نے رلایا فرشتہائے آسمان کو اور اب مشتاق ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ویدانزعا جمیعاً
کے صعرفتہما عن صدرہا وجعلت اعقد الرداء وانا انشد ھذہ الابیات جناب امیر المومنین علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ میں سنتے ہی حسنینؑ کو سینۂ فاطمہ زہراؑ سے جدا کیا اور بہ کمال حزن و ملال بند کفن باندھنے شروع
کئے اور بوقت مفارقت فاطمہ میں یہ شعار پڑھتا تھا بیت فراقکِ الاعظم الاشیاء عندی ، وفقدک
فاطمہ ادھی الشکول ای فاطمہ جدائی تمہاری میرے نزدیک امر عظیم ہے اور تمہارا نہ ہونا ملے فاطمہ عظیم ترین مصیبت ہے
سابکی حسرۃ وانوح شجواً ، علی خل مضوا سنی السبیل یعنی رویا کرونگا حسرت و افسوس سے اور نوحہ کیا
کرونگا میں درد دل سے مفارقت پر اس دوست کی کہ جو گیا اچھی راہ الا یا عین جودی واسعدی نجی +
فحزنی دایم ابکی خلیلے ، ای آنکھ بخل نکر اور میری مددگاری کر یعنی اشک بہا ہو سکے کہ حزن میرا
مستمر ہے اور روتا ہوں میں اپنے دوست کو ثم حملہا علے یدیہ واقبل الی قبر ابیہا
ونادی السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا نور اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ بعد اسکے
جناب امیر المومنین علیہ السلام نے نعش معصومہؑ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور ساتھ لئے ہوئے قبر مطہر رسول خدا
کے قریب گئے اور آواز بلند سے کہا کہ سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا سلام
آپ پر اے نور خدا سلام ہو آپ پر ای برگزیدہ باری منی السلام علیک والتحیۃ واصلۃ الیک
ولدیک ومن ابنتک النازلۃ علیک بفنائک وان الودیعۃ قد استرجعت والرھینۃ قد اخذت
اور یا رسول اللہ سلام اور تحیت ہو آپ پر میری جانب سے اور آپکی بیٹی کی جانب سے کہ جو آپکی حریم روضہ
مقدسہ میں حاضر ہے اب یا رسول اللہ یہ امانت آپکی مجھسے پھیر لی گئی اور ودیعت آپ کی مجھسے لیلی گئی
فواحزناہ علے الرسول ثم بعدہ علے البتول ولقد اسودّت علیّ الغبراء وبعدت عنی الخضراء
واحزناہ ثم واسفاہ بس افسوس ہے جدائی فاطمہ زہراؑ پر اور اب زمین میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہے
اور ناساعدت کی مجھسے چرخ نیلگوں نے بس مقام حسرت و تاسف ہے ثم عدل بہا علے الروضۃ
فصلے علیہا فی اھلہ واصحابہ وموالیہ واحبائہ وطائفۃ من المہاجرین والانصار بعد اسکے
جناب امیر المومنین علیہ السلام نعش معصومہؑ کو مقام روضہ پر لائے اور وہاں اُن حضرتؑ نے صحابے خدام
اور حباب و چند اشخاص مہاجرین انصار کے ساتھ جنازہ معصومہؑ پر نماز پڑھی فلما واراھا ولحدھا
فی قبرھا انشاء ھذہ الابیات یقول بس جبکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس معصومہؑ کو قبر میں
اتارا اور دفن کر چکے بعدہ یہ اشعار قبر معصومہؑ پر مقام حسرت میں پڑھے بیت اری علل الدنیا علیّ کثیرۃ
وصاحبہا حتی الممات علیل ، لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ + وان بقائی بعد کم لقلیل +
یعنی پاتا ہوں میں آلام دنیا کے اپنے اوپر بہت سے اور جو کہ دنیا میں آیا ہے مرتے دم تک وہ گویا ہمیشہ

بیمار رہتا ہے اور جو دو دوست کہ باہم رہتے ہیں آخر کار انہیں جدائی ہوتی ہے اور بے شک زندگانی میری بعد تمہارے گو
بہت قلیل ہے وان افتقادی فاطمٌ بعد احمد • دلیل علی ان لا یدوم خلیل بے شبہہ مفارقت فاطمہ میری
لئے بعد مفارقت رسول خدا کے دلیل ہے اسپر کہ کوئی دوست کسی دوست کے ساتھ ہمیشہ نہ رہیگا الا لعنۃ
علی القوم الظالمین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (۵) قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ والہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فرمایا جناب رسول خدا
نے کہ فاطمہ پارہ جگر میری ہے جو شخص کہ اذیت پہنچاوے اسکو بے شبہہ اسنے اذیت پہنچائی مجھکو اور جسنے مجھے اذیت دی گویا اسنے
خدا کو اذیت دی وقال اللہ عز وجل ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ فرمایا
خداوند عالم نے بیشبہہ جو لوگ اذیت دیتے ہیں خدا اور رسول کو لعنت کی خدا نے انپر دنیا و آخرت میں علی بن ابراھیم فی تفسیرہ
باسنادہ عن حذیفۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حذیفہ سے اور
اسنے جناب رسالتمآب سے روایت کی ہے قال صلے اللہ علیہ وسلم لما اسری بی اخذ جبرئیل بیدی
فادخلنی الجنۃ وانا مسرور جناب نبوی فرماتے ہیں کہ شب معراج کو جب میں بالائے آسمان پہنچا تو حضرت جبرئیل
امین نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھکو ایک باغ میں داخل کیا اس حال میں کہ میں نہایت شاد و خرم تھا فاذا انا
بشجرۃ من نور مکللۃ بالنور فی اصلھا ملکان یطویان الحلی والحلل وہاں جا کر مجھکو ایک
درخت نورانی نظر آیا کہ انوار قدرت کبریائی سے مرصع تھا اسکے نیچے دو فرشتے بیٹھے ہوئے درستی میں تمام زیور و
وانواع ملبوسات اہل جنت کے مصروف تھے ثم تقدمت امامی فاذا انا بتفاح لم ار تفاحا
ھو اعظم منہ فاخذت واحدۃ ففلقتہا جب آگے بڑھا تو ایک سیب کا درخت نظر پڑا کہ کبھی ایسا
سیب میں نے نہیں دیکھا تھا ایک سیب اس درخت سے توڑ کر پارہ کیا فخرجت علی منہا حوراء کأن
اجفانہا مقادیم اجنحۃ النسور بعد پارہ کرنے کے ایک حوریہ اس سے ظاہر ہوئی کہ پلکیں اسکی شاہ پر
شہپر کرگس سے فقلت من انت میں نے پوچھا کہ تو کون ہے قالت لابنک المقتول ظلما الحسین
ابن علی علیہما السلام اسنے جواب دیا کہ میں حوریہ ہوں کہ خلق کیا ہے خداوند کریم نے اپنی رحمت سے تمہارے
فرزند حسین بن علی علیہما السلام کے لئے جو تیغ جور و جفا سے میدان کربلا میں بھوکا اور پیاسا بے مونس و
یار شہید کیا جائیگا ثم تقدمت امامی فاذا برطب الین من الزبد واحلی من العسل
بعد اسکے آگے بڑھا تو ایک درخت خرما دیکھا کہ خرمے اسکے ملائم تر تھے مسکہ سے اور شیریں زیادہ تھے شہد سے
فاخذت رطبۃ فاکلتہا وانا اشتہیہا ایک رطب اس سے لیکر میں نے نوش کیا حالانکہ رطب مجھکو نہایت
مرغوب ہے فتحولت الرطبۃ نطفۃ فی صلبی پس وہ خرما نطفہ ہوا صلب میں میرے فلما ہبطت
الی الارض واقعت خدیجۃ فحملت بفاطمۃ جب نزول کیا میں نے زمین پر تو قربت کی ساتھ خدیجہؑ کے

پس حاملہ ہوئیں خدیجہ ساتھ فاطمہ کے پس فاطمہ حوریہ انسیہ ہے فاذا اشتقت الی رائحۃ الجنۃ
شممت رائحۃ ابنتی فاطمۃ پس دختر میری فاطمہ گویا حوریہ ہے مشابہ انسان سے جبکہ مشتاق ہوتا ہوں میں
بوئے جنت کا اسوقت سونگھتا ہوں بوئے فاطمہ کو روی الصدوق رہ فی امالیہ عن ابن جبیر
عن ابن عباس فی خبر طویل اخبر فیہ النبی بظلم اهل البیت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب
امالی میں ابن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے حدیث طولانی میں جسمیں خبر دی ہے
جناب نبوی نے اُس ظلم و ستم کی جو اہلبیت پر ان جناب کے اُن حضرت کے بعد واقع ہوے قال واما
ابنتی فاطمۃ فانها سیدۃ نساء العالمین من الاولین والاخرین حضرت نے فرمایا کہ دختر
میری فاطمہ بلاشبہہ سردار ہے تمام عورتوں کی اولین و آخرین سے وھی بضعۃ منی وھی نور عینی
وھی ثمرۃ فؤادی وھی روحی التی بین جنبی وھی الحوراء الانسیۃ اور وہی پارہ جگر اور نور نظر
اور میوہ دل اور روح میری ہے اور حوریہ ہے کہ مشابہ ہے انسان سے متی قامت فی محرابها بین
یدی ربها جل جلالہ یزهر نورها لملائکۃ السماء کما یزهر نور الکواکب لاهل الارض
جب کھڑی ہوتی ہے وہ معصومہ محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے اسوقت چمکتا ہے نور اُسکا
ملائکہ آسمان کے سامنے جیسا کہ چمکتا ہے نور ستاروں کا اہل زمین کے سامنے ویقول اللہ عز وجل
للملائکۃ یا ملائکتی انظروا الی امتی فاطمۃ سیدۃ امائی خداوند برتر ملائکہ سے خطاب
کرکے فرماتا ہے کہ اے ملائکہ دیکھو میری کنیز فاطمہ کو جو سردار ہے سب عورتوں کی قائمۃ بین یدی
ترتعد فرائصها من خیفتی وقد اقبلت بقلبها علی عبادتی اشهدکم انی قد امنت
شیعتها من النار کھڑی ہوئی ہے آگے میرے اور کانپتے ہیں اعضا اُسکے خوف سے میرے بلاشبہہ مشغول ہے رجوع
قلب سے میری عبادت میں اے ملائکہ گواہ رہنا کہ آزاد کیا میں نے فاطمہ کے شیعوں کو آتش دوزخ سے
وانی لما رایتها ذکرت ما یصنع بها بعدی جناب رسالتمآب فرماتے ہیں کہ جب دیکھتا ہوں میں
اُسکو تو اسوقت یاد کرتا ہوں میں اُن مصیبتوں کو جو واقع ہونگی اُس مظلومہ پر بعد میرے کانی بها وقد دخل
الذل فی بیتها وانتهکت حرمتها وغصبت حقها ومنعت ارثها وکسرت جنبها واسقطت
جنینها گویا دیکھتا ہوں میں کہ داخل ہوئی ذلت گھر میں اُسکے اور ضائع کی گئی حرمت اُسکی اور منع کیگئی میراث اُسکی اور مجروح ہوا پہلو
اُسکا اور ضائع ہوا حمل اُسکا وھی تنادی یا محمداہ فلا تجاب وتستغیث فلا تغاث اور گویا
دیکھتا ہوں میں اُس حال کو کہ پکاریگی مجھ کو مگر جواب اُسکا کوئی نہ دیگا اور فریاد و استغاثہ کریگی لیکن کوئی
شخص اُسکی فریاد کو نہ پہنچیگا فلا تزال بعدی محزونۃ مکروبۃ باکیۃ پس بعد میرے ہمیشہ بسبب
حزن و اندوہ کے نالان و گریاں رہیگی تتذکر انقطاع الوحی عن بیتها مرۃ وتتذکر فراقی

اخری کبھی فہوس کریگی اس امر پر کہ نزول وحی کا اور آمد و شد ملائکہ کی میرے گھر سے برطرف ہوگئی اور کبھی مجھکو یاد کرکے صدمۂ فراق سے بیتابی کریگی ثم تری نفسہا ذلیلۃ بعد ان کانت فی ایام ابیہا عزیزۃ باوصف اس غم و مصیبت کے ظلم و شقاوت غدار امت سے ذلیل و خوار ہوگی بعد اسکے کہ حیات پیغمبر کے زمانہ میں عزیز و محترم فعند ذلک یونسہا اللہ تعالی ذکرہ بالملائکۃ فنادتہا بما نادت بہ مریم بنت عمران اسوقت جناب باری تعالی حکم کریگا ملائکہ کو کہ مونست کریں ساتھ فاطمہؑ کے عبادت میں پس کلام کرینگے وہ ملائکہ جناب سیدہؑ کو جسطرح کہ ندا کی مریم بنت عمران کو فتقول یا فاطمۃ ان اللہ اصطفٰک وطہرک علی نساء العالمین پس کہینگے وہ فرشتے بلاشبہہ اے فاطمہ پاک و طاہر کیا تمکو خدا نے اور برگزیدہ کیا تمام عالم کی عورتوں سے یا فاطمۃ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اے فاطمہ رجوع کر اپنے رب کی طرف اور سجود و رکوع کر ساتھ رکوع کرنیوالوں کے ثم یبتدی بہا الوجع فتمرض فیبعث اللہ عزوجل مریم بنت عمران تمرضہا و تونسہا فی علتہا آخرش بسبب صدمۂ درد پہلو کے مبتلائے مرض ہوگی پس بھیجیگا خدائے برتر مریم بنت عمران کو بیمار داری اور پرستاری کو اس جناب کی فتقول عند ذلک یا رب انی قد سئمت الحیوۃ وتبرمت باہل الدنیا فالحقنی بابی اسوقت وہ معصومہ جناب باری میں عرض کریگی خدایا اب سیر ہوئی میں زندگی سے اور متاذی ہوئی جور و ستم اہل دنیا سے پس ملحق کر مجھے باپ سے میرے پس اس مناجات پر اس مظلومہ کی خداوند کریم ملادیگا اسکو مجھسے فتکون اول من یلحقنی من اہل بیتی پس جو شخص کہ پہلے ملحق ہوگا مجھسے میری اہلبیت میں سے وہی مظلومہ ہے فتقدم علی محزونۃ مکروبۃ مغمومۃ مغصوبۃ مقتولۃ پس آویگی میری پاس بسبب اذیت ورنج کے حزین و غمناک چھینا گیا ہوگا حق اسکا شہید کی ہوئے ظلم و ستم اعدا سے فاقول عند ذلک اللہم العن من ظلمہا وعاقب من غصبہا وذلل من اذلہا وخلد فی نارک من ضرب جنبہا حتی القت ولدہا پس کہونگا میں اسوقت کہ خدایا لعنت کر اس شخص پر جسنے ظلم کیا اسپر اور مبتلائے عذاب کر اسے جسنے غصب کیا حق اسکا اور ذلیل کر اسکو جسنے ذلیل کیا اسکو اور مخلد کر جہنم میں اس شخص کو کہ جسنے مجروح کیا پہلو کو اسکی کہ بسبب اسکے ضائع ہوا فرزند اسکا فتقول الملائکۃ عند ذلک آمین میری التجا پر فرشتے سب آمین کہینگے مولانا مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار میں نقل کیا ہے کہ جب جناب سیدہؑ کا وقت وفات قریب پہنچا اسوقت اس معصومہ نے اسما بنت عمیس سے وصیت کی کہ جسوقت روح میری مفارقت کریگی اسوقت ایک پردہ سندس بہشت کا میرے گھر میں لایا جائیگا جب وہ پردہ تم دیکھنا تو زینب و ام کلثوم کو ہمراہ لیکر میرے جنازہ کو اسکے اندر رکھدینا اور مجھکو وہاں تنہا چھوڑ دینا فلما توفیت وظہر التحف حملناہا وجعلناہا ورائہ اسما کہتی ہے کہ جب اس مظلومہ نے وفات پائی اور وہ پردہ ظاہر ہوا ہمنے موافق ارشاد

کہ جنازہ کو اُس پردہ کے اندر رکھدیا پس حضرت علیؑ نے آنحضرہ غسل و کفن و حنوط کیا کافور جنت سے کہ حضرت جبرئیلؑ
جناب رسالتمآبؐ کے لئے ہدیہ لائے تھے اور کفن اور پانی اور ظرف سب بہشت عنبر سرشت سے آیا بعد اسکے جناب
امیر المومنین اور حسنین سلام اللہ علیہم نے وقت شب جنت البقیع میں لیجا کر مدفون کیا اور کسی شخص کو خبر کی
لانہا اوصت بذالک وقالت لا تصلی علیّ اُمۃ نقضت عہد اللہ وعہد ابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کہ ان جنابؑ نے وصیت کی تھی کہ نماز نہ پڑھے مجھپر وہ امت کہ جنہوں نے عہد شکنی
کی خدا اور رسولؐ سے امیر المومنینؑ کے باب میں وظلمونی حقی واخذوا ارثی وخرقوا صحیفتی
التی کتبہا الی ابی اور ظلم کیا حق میں میرے اور چھین لی ارث میری اور پارہ کیا میری سند کو جو باغ فدک میں
میرے باپ نے مجھے لکھدی تھی وکذبوا شہودی وہم واللہ جبرئیل ومیکائیل وامیر
المومنین وام ایمن اور تکذیب کی گواہونکی میری قسم بخدا کہ گواہ میرے حضرت جبرئیل و میکائیل و
جناب امیر المومنینؑ و ام ایمن ہیں فہذہ امۃ تصلی علی وقد تبرا اللہ ورسولہ منہم وتبرات
منہم + پس سزاوار نہیں ہے کہ یہہ امت نماز پڑھے مجھپر کیونکہ خدا اور رسول انسے بیزار ہیں اور میں بھی انسے
آزردہ ہوں فعمل امیر المومنین بوصیتہا ولم یعلموا احدا بہا پس جناب امیر المومنینؑ نے مطابق
وصیت جناب سیدہؑ کے عمل فرمایا اور کسیکو اس حال سے مطلع نہ کیا ثم ان المسلمین لما علموا
بوفات فاطمۃ ودفنہا جاوا الی امیر المومنینؑ یعزونہ بعد اسکے جبکہ مسلمانوں کو حضرتؑ کی وفات اور
دفن سے اطلاع ہوئی اسوقت جمع ہوکر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسم تعزیت بجالا کر بعد انکی
خدمت میں اس جنابؑ کی عرض کی کہ کاش آپ نے ہم لوگوں کو اس سانحہ سے اطلاع فرمائے ہوتے
کہ ہم بھی تجہیز و تکفین میں اس معصومہ کے شریک ہوتے نہایت حسرت و ندامت ہے کہ دختر پیغمبرؐ دنیا سے رحلت
کرے اور ہم سب انکی جنازہ پر حاضر نہوں فقال صلوات اللہ علیہ حسبکم ما جنیتم علی
اللہ وعلی رسولہ وعلی اہل بیتہ جناب امیرؑ نے جواب دیا کہ جو گستاخی خدا اور رسولؐ و اہلبیت کے باب
میں عمل لائے ہو ذخیرہ عاقبت کے لئے تم لوگونکو وہی کفایت کرتی ہے اور ہمنے اپنی طرف سے ایسا نہیں کیا بلکہ
وصیت کو ان مظلومہ کے بجالائے یہہ سنکر سب مجتمع ہوئے کہ قبر کو کھودیں اور دوبارہ نماز پڑھیں جبکہ بقیع
میں گئے تو چالیس قبریں نئی نظر آئیں اس جہت سے ان سبھوں پر حضرتؑ کی قبر مشتبہ ہوگئی یہہ ماجرا دیکھکر
کے ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ یہہ بدنامی ہمارے لئے قیامت تک باقی ہے فبلغ ذلک امیر
المومنین فخرج من دارہ مغضبا وقد احمر وجہہ جبکہ جناب امیرؑ کو اس حال سے اطلاع ہوئی حضرتؑ
دولتسرا سے باہر تشریف لائے اسوقت غصہ سے چہرہ کا رنگ سرخ ہوگیا اور ذوالفقار پر تکیہ کئے تھے فرمایا قسم بخدا
کہ اگر ایک سنگریزہ اس قبر سے جدا ہوگا تو ضرور اس شمشیر سے سبکے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا فولی القوم

Acc. 595893

قطعاً قطعاً حضرتؑ کے غیظ و غضب کو دیکھ کے ٹھیرنے کی تاب لا سکے مارے خوف کے سب
منتشر ہو گئے (۴۴) قال ابن الخشاب فی تاریخ موالید و وفات اہل البیت نقلہ عن شیوخہ
یرفعہ عن ابی جعفر محمد بن علی قال ولدت فاطمۃ بعد ما اظہر اللہ نبوۃ نبیہ و انزل
علیہ الوحی بخمس سنین و قریش تبنی البیت و توفیت ولہا ثمانی عشرۃ سنۃ و خمسۃ و سبعون یوما
ابن خشاب نے اپنی کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ پانچ برس بعد ظہور نبوت و نزول
وحی کے جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا متولد ہوئیں اس وقت قریش بناء خانہ کعبہ میں مصروف تھے اور اٹھارہ برس
اڑھائی مہینے کے سن میں اُن معصومہؑ نے دنیا سے رحلت کی و فی روایۃ حدقۃ ثمانی عشرۃ سنۃ و شہر
و خمسۃ عشر یوما و کان عمرہا مع ابیہا بمکۃ ثمانیۃ سنین و ہاجرت الی المدینۃ
مع الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاقامت معہ عشر سنین و کان عمرہا ثمانی
عشرۃ سنۃ فاقامت مع علی امیر المومنین بعد وفاۃ ابیہا خمسۃ و سبعین یوما اور دوسری روایت میں ہے کہ اٹھارہ برس
ڈیڑھ مہینے کے سن میں انتقال فرمایا آٹھ برس کے سن تک وہ جناب مکہ میں رہیں بعد اسکے جب جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ نے مدینہ میں ہجرت کی تو وہ معصومہ دس برس حضرتؐ کے ساتھ رہیں جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ نے جب انتقال فرمایا تو سن اُن معصومہ کا پورا اٹھارہ برس کا تھا بعد حضرتؐ کے اڑھائی
مہینے تک جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ بھی زندگانی کی و فی روایۃ اخری اربعین یوما
فعمرہا علی ہذہ الروایۃ ثمانی عشرۃ سنۃ و شہر و عشرۃ ایام اور دوسری روایت میں ہے کہ
بعد رحلت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے کل چالیس روز زندہ رہیں موافق اس روایت کے اُن جناب کا
سن اٹھارہ برس ایک مہینہ دس دن کا تھا و ولدت الحسن ولہا احدی عشرۃ سنۃ بعد
الہجرۃ بثلث سنین ہجرت کے تین برس بعد جناب امام حسن علیہ السلام متولد ہوئے اس وقت سن شریف اُن مخدومۂ
کونین کا گیارہ برس کا تھا و فی کتاب معالم العترۃ النبویۃ العلیۃ للحافظ ابی محمد عبد العزیز
بن الاخضر الجنابذی قال ام الائمۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و امہا
خدیجۃ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی کتاب معالم العترۃ میں حافظ ابو محمد بن اخضر جنابذی نے لکھا ہے کہ ام الائمہ
جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا بیٹی ہیں جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ کی اور ماں اُن معصومہ کی خدیجہ
بنت خویلد بن اسد ہیں روی احمد بن حنبل عن انس قالت عائشۃ لفاطمۃ بنت محمد الا ابشرک انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ یقول سیدات نساء اہل الجنۃ اربع مریم بنت عمران
و فاطمۃ بنت محمد و خدیجۃ بنت خویلد و آسیۃ بنت مزاحم امرأۃ فرعون احمد بن حنبل نے روایت کی
ہے انس سے اُنہے عائشہ سے کہا اُسنے جناب فاطمہ زہرا سے کہ آیا بشارت دوں میں تمکو سنا میں نے جناب رسول خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرماتے تھے حضرت کہ سردار زنان اہل جنت کی چار عورتیں ہیں مریم بنت عمران و فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و خدیجہ بنت خویلد اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون من مسند ابن حنبل ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ اخذ بید حسن و حسین علیہما السلام و قال من احبنی و احب ھذین و اباھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ مسند ابن حنبل میں مروی ہے کہ ایکدن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے جناب حسنین ع کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو شخص دوست رکھے مجھے اور دوست رکھے ان دونوں کو اور انکے باپ اور ماں کو تو وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا عن عائشۃ قالت لما مرض رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ دعا ابنتہ فاطمۃ علیہا السلام فسارھا فبکت فسالتھا فقالت اخبرنی انہ میت فبکیت ثم سارھا فضحکت فسالتھا عن ذلک فقالت اخبرنی انی اول اھل بیتہ لحوقا بہ فضحکت مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے عائشہ سے کہتی ہے وہ کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ علیل ہوئے تو طلب فرمایا حضرت نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کو اور کان میں کچھ فرمایا انکو سنکر وہ معصومہ رونے لگیں میں نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ مجھے اپنے مرنے کی خبر دیتے ہیں اس جہت سے میں روئی دوبارہ حضرت نے پھر ایک کلمہ ان معصومہ کے کان میں فرمایا انکو سنتے ہی ہنسنے لگیں میں نے جو انکی وجہ پوچھی تو کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے مجھے خبر دی کہ میری اہلبیت میں سے جو شخص کہ پہلے مجھ سے ملحق ہوگا تو ہوگی اس خوشخبری سے میں ہنسی ایھا المومنون ان الطباع البشریۃ مجبولۃ علی کراھۃ الموت مطبوعۃ علی النفور منہ محبۃ للحیاۃ مائلۃ الیھا اے مومنین آدمیوں کی طبیعت اور خلقت میں ہے کہ ہر شخص موت سے کراہت رکھتا ہے اور بمقتضائے بشریت موت سے متنفر اور حیات کی طرف مائل ہے اسے ہر حال میں دوست رکھتا ہے حتی ان الانبیاء علیہم السلام علی شرف مقادیرھم و عظم اخطارھم و مکانتھم من اللہ تعالی و منازلھم من محال قدسہ و علمھم بما تؤل الیہ احوالھم و ینتھی الیہ امورھم احبوا الحیاۃ و مالوا الیھا و کرھوا الموت و نفروا منہ یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام باوصف شرف منزلت و علو مرتبت و قرب الہی اور جانتے تھے کہ دنیا سے نکلنے کے بعد انکے واسطے نعیم جنان و راحت و ریحان ہے باوجود انکے ہر شخص انمیں خواہان و راغب حیات تھا اور موت سے کارہ و متنفر تھا و قصۃ ادم علیہ السلام مع طول عمرہ و امتداد حیاتہ معلومۃ قیل انہ وھب داؤد علیہ السلام حین عرضت علیہ ذریتہ اربعین سنۃ من عمرہ کہ آدم باوجود طول عمر و امتداد ایام حیات موت سے کارہ تھے وہ حکایت اس طور پر ہے کہ جب عالم ارواح میں جناب احدیت نے تمام انکی ذریت انکو دکھائی اور ہر ایک کی مدت حیات و ممات سے آگاہ کیا تو جناب باری تعالی نے زمان حیات حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام بہت کم لکھا تھا انکو حضرت آدم نے

انپر رحم کرکے اپنی زندگی میں سے چالیس برس حضرت داؤد کو عطا فرمائے فلما استوفی ایامہ وجاءت مدتہ
وانقضت مدۃ اجلہ جاءہ ملک الموت لیقبض نفسہ التی ھی ودیعۃ عندہ فلم یطب بذلک نفسہ وجزع
وقال ان اللہ عرفنی مدۃ عمری وقد بقیت منہا اربعین سنۃ یعنی جبکہ ایام حیات انکے
پورے ہوگئے اور مدتِ اجل منقضی ہوگئی اور ساعتِ مرگ قریب ہوئی اوسوقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ
روح کے لیے تشریف لائے باوجودیکہ حیات خداتعالی کی امانت ہے جب چاہے لے مگر حضرت آدم باوجود
پیرانہ سالی جان کے جانے پر راضی نہوئے بلکہ جزع وفزع کیا اور ملک الموت سے کہا کہ خداتعالی نے مجھکو میری
ایامِ حیات سے آگاہ فرمایا ہے ابھی چالیس برس میری زندگانی کے باقی ہیں فقال انک وھبتہا
ابنک داؤد فانکران یکون ذلک قال النبی صلعم فجحد فجحدت ذریتہ حضرت ملک الموت نے کہا کہ وہ
چالیس برس جو باقی ہیں وہ تو آپ نے حضرت داؤد کو ہبہ فرمائے ہیں حضرت آدم نے انکار کیا جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے چونکہ آدم نے موت سے کراہت کی ہے واسطے انکی ذریت بھی موت سے متنفر و کارہ ہے
ونوح علیہ السلام کان اطول الانبیاء عمرا اخبر اللہ تعالی انہ لبث فی قومہ
الف سنۃ الا خمسین عاما فلما دنی اجلہ قیل لہ کیف رایت الدنیا فقال کدار لہا بابان
دخلت فی باب وخرجت من باب اور حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام باوجودیکہ زندگانی انکی بہت دراز ہوئی
چنانچہ قرآن میں ہے کہ ساڑھے نوسو برس حضرت نوح اپنی قوم میں رہے جب ساعتِ رحلت قریب ہوئی اوسوقت انسے
پوچھا گیا کہ دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نے فرمایا کہ دنیا مثل ایک گھر کے ہے جسکے دو دروازے ہوں اندر چلا
میں ایک دروازے میں سے اور نکل آیا دوسرے دروازہ سے اس کلمہ سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح مفارقت دنیا کو
دوست رکھتے تھے وابراھیم روی انہ سال اللہ تعالی ان لا یمیتہ الا اذا سال فلما استکمل ایامہ
التی قدرت لہ خرج فری ملکا صورۃ شیخ فان کبیر قد اعجزہ الضعف فظہر علیہ الخرف ولعابہ یجری علی لحیتہ وطعامہ وشرابہ
یخرجان من سبیلیہ علی غیر اختیارہ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نے جناب باری سے دعا کی کہ جبتک میں موت
کی خواہش نکروں اوسوقت تک میں نہ مروں پس جب حضرت کے ایام حیات قریب الانقضاء ہوئے اوسوقت حضرت
گھر سے باہر نکلے ایک فرشتہ کو بشکل پیر کہن سال دیکھا کہ پیری نے اسکو بقدر عاجز و ضعیف کر دیا تھا کہ لعاب
دہن اسکا اسکی ڈاڑھی پر بہہ رہا تھا اور کھانا اور پانی اسکو نتھنوں سے بے اختیار نکل کر اسکی مونچھوں پر لگا تھا
فقال لہ یا شیخ کم عمرک فاخبرہ بعمرہ یزید علی عمر ابراھیم سنۃ حضرت خلیل نے
اسکی صورت کثیف سے متنفر ہوکر اس سے پوچھا کہ اے پیرمرد تیرا سن کتنا ہے اسنے کہا کہ میں حضرت ابراہیم سے
ایک سال بڑا ہوں فاسترجع وقال انا اصیر بعد سنۃ الی ھذہ الحال فسال الموت حضرت
اس فرشتہ کا بیان سنکر کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون گویا ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو ایک

سال کے بعد میرا بھی یہی حال ہوگا اور دعا کی کہ خدایا قبل اسکے کہ میں اس حال خراب کو پہنچوں میری روح
قبض کی جاوے وموسیٰ علیہ السلام لما جاءہ ملک الموت لقبض روحه لطمه فاعور عینه
کما ورد فی الحدیث فقال رب ارسلتنی الی عبد لا یحب الموت اور ایک حدیث میں اہل سنت وجماعت کی
وارد ہے کہ جب حضرت عزرائیل واسطے قبض روح جناب موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے تشریف لائے حضرت
موسیٰ نے ایک طمانچہ اس زور سے ملک الموت کو مارا کہ آنکھ کی بصارت زائل ہوگئی سو وقت ملک الموت نے
درگاہ احدیت میں عرض کیا کہ بار الٰہا تو نے مجھے ایسے بندہ کے پاس بھیجا ہے کہ وہ موت کو دوست نہیں رکھتا ہے
فاوحی الله الیه ان ضع یدک علی متن ثور فلک بکل شعرة وضعت یدک سنة
پس وحی کی جناب باری نے حضرت موسیٰ کو کہ تم اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھو جتنے بال کہ تمہارے ہاتھ
کے نیچے آوینگے اتنے سال تک تمکو حیات دنیا عطا کرونگا فقال ثم ماذا فقال الموت یہ سنکر حضرت
موسیٰ نے عرض کیا کہ بعد اسکے کیا ہوگا خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بعد اسکے موت ہے سو وقت حضرت موسیٰ نے ملک الموت
سے خطاب کرکے کہا کہ تم اپنے رب کے حکم کو جاری کرو یعنی اب قبض روح کرو فهؤلاء الانبیاء صلی الله علی
نبینا وعلیهم وهم عرفوا شرفهم وعلاء شانهم وارتفاع مدارجهم ومحلهم
فی الآخرة وقد عرفوا ذلک فابطباعهم البشریة الرغبة فی الحیوة یعنی سب انبیا علیہم السلام جنکا علو
شان و ارتفاع مدارج ومحل ومکان جو دار آخرت میں مہیا و آمادہ تھے مشہور ہے اور خود بھی جانتے تھے
باوجود اس بات کے بھی بمقتضائے بشریت طبعیتیں انکی طالب حیات و موت سے کارہ تھیں و فاطمة علیها السلام
حدیثة عهد بصبی ذات اولاد صغار وبعل کریم لم تقض من الدنیا اربا وهی فی نضارة عمرها
وعنفوان شبابها تضحک طیبة نفسها بفراق الدنیا وفراق بینها وبعلها فرحة
بالموت مائلة الی ابیها اور جناب فاطمہ علیہا السلام ایک عورت کم سن کہ جنکے چھوٹے چھوٹے بچے سامنے تھے اور
جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام سے شوہر شریف و کریم موجود تھے عین ایام فرحت و نشاط و عنفوان شباب تھیں
اور کوئی مراد اور حوصلہ انکا دنیا میں نکلا تھا باوجود اسکے ایسے پیارے فرزندوں کی جدائی و علی بن ابیطالب جیسے
شوہر کی مفارقت کی کچھ پروا نہ کی اور بطیب خاطر مرنے پر راضی ہوئیں بلکہ اپنے والد نامدار جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ سے ملاقات کا مژدہ سنکر شاد و خوش ہوئیں وهذا امر عظیم لا تحیط الالسن بصفته
ولا تهتدی القلوب الی معرفته یہ امر بہت عظیم ہے کسی کی زبان کو طاقت گفتار نہیں ہے کہ اسکو ادا کرسکے
وقد جمع الشیخ الفقیه ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویه القمی رح من اصحابنا کتابا
مقصورا علی مولد فاطمة وفضائلها وتزویجها وظلامتها ووفاتها ومحشرها صلوات
الله علی ابیها وعلیها وعلی بعلها والائمة من ذریتها وروی حدیثا مرفوعا الی جابر بن عبد الله

الانصاری   شیخ ابن بابویہ قمی رحمہ ہمارے علمائے کرام میں سے ہیں انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جناب سیدہ فاطمہ زہرا
علیہا السلام کے حال میں اسمیں کچھ احادیث فضائل ہیں اور حال ولادت و تزویج اور جو ظلم و جور کہ منافقوں سے
اُن معصومہ کو پہنچے ہیں اور کیفیت وفات اور محشور ہونا اُن معصومہ کا روز قیامت کو سب تفصیل لکھا ہے اسی
کتاب میں ایک حدیث روایت کی ہے جابر بن عبداللہ انصاری سے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ یقول ان اللہ عزوجل خلقنی وخلق علیا و فاطمۃ والحسن والحسین من نور کہا جابر
نے کہ سنا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا حضرت نے کہ خدائے برتر نے پیدا کیا مجھے اور علی بن
ابیطالب و فاطمہ اور حسن و حسین کو ایک نور سے فعصر ذلک النور عصرۃ فخرج منہ شیعتنا
فسبحنا وسبحوا وقدسنا فقدسوا وھللنا فھللوا ومجدنا فمجدوا ووحدنا فوحدوا ثم نچوڑا اس نور کو تو
نکلے اس سے شیعہ ہمارے پھر ہم نے اور علی و فاطمہ و حسنین نے خدا کی تسبیح کی یعنی خالق ہمارا منزہ اور بری ہے
موافق ہمارے ہمارے شیعوں نے بھی تسبیح خدا کی پھر ہم نے خدا تعالی کی تقدیس کی یعنی پاک اور طاہر ہے معبود
ہمارا اور یوں ہی ہمارے شیعوں نے بھی تقدیس خدا کی بعد اسکے ہم نے کہا لا الہ الا اللہ ۔ یعنی نہیں
ہے کوئی قابل پرستش و عبادت کے مگر خدا تعالی پھر ہمارے شیعوں نے بھی کہا لا الہ الا اللہ
بعد اسکے تمجید خدا کی ہم نے یعنی رب ہمارا کریم و بزرگ ہے پھر ہمارے شیعوں نے بھی خدا کی تمجید کی بعد اسکے ہم نے
خدا کی توحید کی یعنی پروردگار ہمارا اکیلا ہے کوئی اسکا شریک و نظیر نہیں ہے پھر ہمارے شیعوں نے بھی خدا کی توحید کی
ثم خلق السموات والارضین وخلق الملائکۃ فمکثت الملائکۃ مائۃ عام لا تعرف تسبیحا ولا تقدیسا
بعد اسکے پیدا کیا خدا تعالی نے آسمانوں کو اور زمینوں کو اور ملائکہ کو پس ٹھیرے رہے ملائکہ سو برس تک خاموش
یعنی تسبیح و تقدیس الہی سے کچھ آگاہ نہ تھے فسبحنا فسبحت شیعتنا فسبحت الملائکۃ
وکذلک فی البواقی پس پھر ہم نے تسبیح خدا کی بعد اسکے ہمارے شیعوں نے سبحان اللہ کہا اسکے بعد فرشتے
ہم سے اور ہمارے شیعوں سے سنکر تسبیح باری تعالی میں مصروف ہوئے اسیطرح تقدیس و تہلیل و تمجید و
توحید میں بھی ہم نے تقدیم کی بعد اسکے ہمارے شیعوں نے اسکے بعد ملائکہ نے ہمارے شیعوں سے اور ہم سے
تعلیم پائی فنحن الموحدون حیث لا موحد غیرنا پس ہم ہیں توحید کرنیوالے کہ نہ تھا قبل ہمارے
کوئی قائل وحدانیت سوا ہمارے وحقیق علی اللہ عزوجل کما اختصنا واختص شیعتنا
ان ینزلنا وشیعتنا فی اعلی علیین اور لازم و سزاوار ہے خدائے برتر کہ جیسا ہمکو اور ہمارے شیعوں کو
برگزیدہ کیا ہے ساکن کرے ہمکو اور ہمارے شیعوں کو بہشت برین میں ان اللہ اصطفانا واصطفی
شیعتنا من قبل ان نکون اجساما فدعانا فاجبنا فغفر لنا ولشیعتنا من قبل
ان نستغفرہ تعالی بلاشبہ اللہ تعالی نے برگزیدہ کیا ہم پنجتن کو اور ہمارے شیعوں کو قبل اسکے کہ ہمارے

جیسا تم خلق ہو ویسا ہوں جو کچھ ہے خدا نے چاہا ہمنے بھی قبول کیا تو بخشا خداوند کریم نے ہمکو اور ہمارے شیعوں کو قبل اسکے کہ ہم
اُن سے طلب مغفرت کریں وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین و جمیع الانبیاء والمرسلین

(۷) روی عن جعفر ابن محمد علیہما السلام ان امرأة من الجن یقال لها عفراء
وکانت تنتاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ فتسمع من کلامہ فتاتی صالحی الجن فیسلمون علی یدیہا

روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک جنیہ کہ نام اسکا عفرا تھا کبھی کبھی جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سے حدیثیں سنتی تھی ان حدیثوں کو جا کر جنوں سے بیان کرتی تھی
اور انکو وعظ و نصائح کرتی تھی کہ جن اسکے وعظ و نصیحت سنکے مسلمان ہو جاتے تھے ففقدها النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسأل عنها جبرئیل فقال انها زارت اختا لها تحبها فی اللہ تعالی اتفاقاً چند روز وہ
جنیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوئی جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ نے حضرت جبرئیل سے استفسار فرمایا کہ اس جنیہ کے نہ آنے کا کیا سبب ہے حضرت جبرئیل نے عرض کیا
کہ اسکی ایک بہن ایمانی ہے کہ اسکو وہ بہت دوست رکھتی ہے محض رضائے خدا کے لئے اسکی ملاقات کو گئی ہے
فقال علیہ السلام طوبی للمتحابین فی اللہ ان اللہ تبارک وتعالی خلق فی الجنۃ عموداً من یاقوتۃ
حمراء علیہا سبعون الف قصر فی کل قصر سبعون الف غرفۃ خلقها اللہ عزوجل للمتحابین فی اللہ
حضرت جبرئیل سے یہ حال سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوشا حال
اُن لوگوں کا جو محض واسطے رضائے خدا کے اپنے برادر ایمانی سے محبت کرتے ہیں بنایا ہے جناب باری تعالی نے
اُن لوگوں کے لئے بہشت میں ایک ستون یاقوت سرخ سے اور صانع قدرت نے اس ستون یاقوت پر ستر ہزار
قصر بنائے ہیں ہر قصر میں ستر ہزار دریچے ہیں وجاءت عفراء فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ یا عفراء این کنت
فقالت زرت اختا لی فقال طوبی للمتحابین فی اللہ والمتوادین جب عفرا حضرت کی خدمت
اقدس میں حاضر ہوئی حضرت نے اس سے پوچھا کہ اے عفرا اتنے دنوں تک تو کہاں تھی اسنے عرض کیا کہ
میری ایک بہن ہے ایمانی میں اسکی ملاقات کو گئی تھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ
بشارت ہو ان لوگوں کو جو آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور اس محبت سے انکو رضائے خدا منظور
رہتی ہے یا عفراء ای شیء رأیت قالت رأیت عجائب کثیرۃ قال فاعجب ما رأیت قالت رأیت ابلیس فی البحر
الاخضر علی صخرۃ بیضاء مادا یدیہ الی السماء وهو یقول الہی اذا بررت قسمک وادخلتنی نار
جهنم فاسئلک بحق محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین الا خلصتنی منها
پھر استفسار فرمایا حضرت نے کہ اے عفرا تو نے وہاں کیا دیکھا اسنے کہا کہ بہت سے عجائبات مجھے نظر آئے
حضرت نے فرمایا کہ جو امر تیرے نزدیک بہت عجیب ہو اسے بیان کر اس وقت اسنے کہا کہ دیکھا میں نے شیطان کو

که ایک سفید پتھر پر کھڑا ہوا جو درمیان میں دریائے خضر کے واقع ہے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے یوں دعا کر رہا تھا کہ اے پروردگار اگر تونے اپنی قسم کو پورا کیا اور مجھے داخل جہنم کیا اور میں تجھ سے سوال کیا بحق محمد و علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام تو جب بھی کیا مجھے عذاب دوزخ سے رہا نہ کریگا فقلت یا حارث ما هذه الاسماء التی تدعوا بها فقال رایتها علی ساق العرش من قبل ان یخلق الله عز وجل آدم بسبعة الف سنة فعلمت انها اکرم الخلق علی الله فانا اسئله بحقهم جعفر کہتے ہیں کہ شیطان کی یہ بات سنکر میں نے پوچھا کہ اے حارث یہ کیسے نام ہیں کہ برکت سے ان ناموں کے تو بھی نجات چاہتا ہے ابلیس نے جواب دیا کہ سات ہزار برس پیشتر آدم کی میں نے ان ناموں کو ساق عرش پر لکھا دیکھا اس سے میں سمجھا کہ مخلوقات خدا تعالی میں انسے بڑھ کے کوئی دوسرا کریم و شریف نہیں اسواسطے میں انکو واسطہ کرکے سوال کرتا ہوں خدا تعالی سے فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم والله لو اقسم اهل الارض بهذه الاسماء لاجابهم الله پس فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر اہل زمین واسطے سے ان ناموں کے سوال کریں تو خدا تعالی قبول فرماتا ہے

اللهم انی اسئلك بحق محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین ان تغفر ذنوبی وتتجاوز عن سیئاتی وتصلح شانی فی الدنیا والاخرة وترزقنی الخیر فی الدنیا والاخرة وتصرف عنی الشر فی الدنیا والاخرة وتفعل ذلك بالمومنین والمسلمین فی مشارق الارض ومغاربها ویرحم الله عبدا قال امینا

جناب امیر المومنین علیہ السلام

(۱) ولد امیر المومنین بعد عام الفیل بثلثین سنة وقتل علیه السلام فی شهر رمضان لتسع بقین من لیلة لاحد سنة اربعین من الهجرة وهو ابن ثلث وستین سنة یعنی المحدثین ثقة الاسلام محمد بن یعقوب کلینی رح نے کتاب کافی میں اسطرح سے لکھا ہے کہ ولادت باشرافت جناب علی بن ابیطالب کی عام الفیل کے تیس برس بعد واقع ہوئی اور اکیسویں تاریخ ماہ رمضان کی شب یکشنبہ ہجرت کی چالیسویں برس تریسٹھ برس کے سن میں دار فانی سے رونق افزائے عالم جاودانی ہوئے یعنی بعد قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ثلثین سنة وامه فاطمة بنت اسد بن هاشم بن عبد مناف وهو اول هاشمی ولده هاشم مرتین جب حضرت رسول خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی تو سن شریف ان امام معصوم کا تینتیس برس کا تھا اور بعد جناب رسالتمآب کے تیس برس اور زندگانی کی ان تیس برس میں سے پانچ برس نو مہینے خلافت ظاہری کی ہی باقی ایام مظلومی و مجبوری میں بسر ہوئے اور حضرت نے مدت عمر میں آٹھ نکاح کئے اور حق تعالی نے تینتیس اولادیں اس جناب کو

عطا کی تھیں جن سے چودہ صاحبزادے اور انیس صاحبزادیاں کثیر اولاد میں خصوصاً صاحبزادے انہیں آٹھ بیبیوں کے بطن سے
ہیں اور بعض اولاد میں کنیزوں سے بھی ہیں اور اسوقت تک سوائے حضرت کے عرب میں کوئی لڑکا ایسا نہیں
پیدا ہوا تھا کہ ماں باپ انکے ہاشمی ہوں اسلئے کہ ماں حضرت کی فاطمہ بنت اسد اور اسد بیٹے تھے حضرت ہاشم کے
اور حضرت ابو طالب ہاشم کے پوتے تھے پس وہ جناب طرفین سے ہاشمی ہیں عن المفضل بن عمر قال سمعنا ابا عبد اللہ
... ولد رسول اللہ فتحت لآمنة بیاض فارس وقصور الشام مفضل بن عمر سے
روایت ہے کہتا ہے کہ سنا میں نے حضرت امام جعفر صادق سے کہ جسوقت جناب رسالت مآب متولد ہوئے اسوقت مکہ میں
اسطرح کی روشنی اور تجلی عیاں ہوئی کہ عمارات فارس اور قصور شام حضرت آمنہ کو صاف نظر آئے فجاءت
فاطمة بنت اسد ام امیر المؤمنین الی ابی طالب ضاحکة مستبشرة فاعلمته ما قالت آمنة وجناب
یعنی فاطمہ بنت اسد نے جسوقت یہ حال آمنہ سے سنا شاد اور بشاش آنکر اس حال کو حضرت ابو طالب سے
بیان کیا فقال ابو طالب وتعجبین من هذا انک تحملین وتلدین بوصیہ ووزیرہ
حضرت ابو طالب نے اس حال کو سنکر فرمایا کہ کیا تعجب کرتی ہے تو اس امر سے تو بھی عنقریب حاملہ ہوگی اور پیدا
ہوگا تجھسے وہ شخص جو کہ وزیر و وصی ہوگا اس لڑکے کا (۲) روی خطیب الخوارزمی فی مناقبہ
مرفوعاً الی عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ ان اللہ جعل لاخی علی فضائل لا تحصی کثرة خطیب خوارزمی نے کتاب مناقب میں
عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے
بھائی علی بن ابی طالب کو اتنی فضیلتیں عطا کی ہیں کہ جنکا شمار شمر سے نہیں ہو سکتا فمن ذکر فضیلة
من فضائلہ مقراً بها غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر پس جو شخص کہ ذکر کرے ایک فضیلت
فضائل میں سے علی علیہ السلام کے اور مقر ہو بظاہر و باطن اسکا تو بخش دیتا ہے خداوند تعالی انکے گناہ گزشتہ
و آئندہ کو ومن کتب فضیلة من فضائلہ لم تزل الملئکة تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابة
رسم اور جو شخص کہ لکھے ایک فضیلت فضائل علی بن ابی طالب میں سے تو جبتک اس کتابت کے کچھ نشان و اثر
باقی رہیگا ملائکہ رحمت انکے لئے طلب مغفرت کیا کرینگے ومن استمع فضیلة من فضائلہ غفر لہ الذنوب
التی اکتسبها بالاستماع اور جو شخص کہ سنے ایک فضیلت فضائل علی علیہ السلام میں سے تو بخش
دیے جاتے ہیں انکے وہ گناہ جو متعلق ہیں کان سے ومن نظر الی کتاب من فضائلہ غفر لہ الذنوب
التی اکتسبها بالنظر اور جو شخص کہ نظر کرے کتاب فضائل علی کی طرف تو بخش دیے جاتے ہیں انکے
گناہ جو آنکھوں سے ہوے ہیں ورد فی الحدیث ما من قوم اجتمعوا و یذکرون فضل علی
بن ابی طالب هبطت علیهم ملئکة السماء یعنی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جسوقت مومنین باہم مجتمع ہوتے ہیں
مناقب و فضائل جناب امیر علیہ السلام کے بیان کرتے ہیں تو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور انسے مصافحہ کرتے ہیں

فاذا تفرقوا عرجت الملائکة الی السماء پس جب وہ مومنین متفرق ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں
فیقول لھم الملائکة انا نشم من ریحکم ما لا نشمہ من الملائکة پس اور فرشتے آسمان کے ان
فرشتوں سے کہتے ہیں کہ اس وقت ایسی خوشبو تم میں سے آتی ہے جو اور فرشتوں میں ہم نہیں پاتے ہیں فیقولون
کنا عند قوم یذکرون محمدا واھل بیتہ پس وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم اس وقت اُن لوگوں کے پاس تھے کہ وہ
مشغول تھے ذکر محمد و اہلبیت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پس یہہ خوشبو اُنکی خوشبو ہے اسوقت وہ فرشتے کہتے ہیں کہ
ہمیں بھی وہاں لیچلو جہاں ذکر اہلبیت ہوتا ہی یہہ فرشتے کہتے ہیں کہ اسوقت وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں گئے
فیقولون اذھبوا بنا فی المکان الذی یذکرون فیھا پھر کہتے ہیں مکان ہی وہ دکھاؤ
جہاں یہہ ذکر ہوتا کنز الفوائد میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا یا اباذر ان اللہ تعالیٰ
جعل علی کل رکن من ارکان عرشہ سبعین الف ملک اے اباذر حقتعالی نے ہر رکن پر ارکان
عرش سے ستر ہزار فرشتے مقرر کئے ہیں لیس لھم التسبیح ولا عبادة الا الدعاء لعلی وشیعتہ والدعاء
علی اعدائہ نہیں ہے عبادت اور تسبیح انکی مگر یہہ کہ صلوة بھیجتے ہیں علی پر اور استغفار کرتے ہیں انکے شیعوں کے
لئے اور لعنت کرتے ہیں انکے دشمنوں پر (۳) ——— عن صالح بن میثم
عن ابیہ قال سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم یقول من لقی اللہ تعالی وھو جاحد ولایة علی ابن ابی طالب لقی اللہ وھو علیہ غضبان صالح بن میثم نے اپنے باپ سے روایت
کی ہے کہا اُنہوں نے کہ سنا میں نے ابن عباس سے کہتے تھے وہ کہ سنا میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے فرماتے تھے
حضرت کہ جو شخص کہ ملاقات کرے خدائے برتر سے اور منکر ہو دوستی علی ابن ابیطالب کا تو خداوند تعالیٰ اُس پر
غضبناک ہوگا لا یقبل اللہ منہ شیئا من اعمالہ فیوکل بہ سبعون ملکا یتفلون
فی وجھہ فیحشرہ اسود الوجہ ازرق العین کوئی عمل نیک اُسکا مقبول بارگاہ ایزدی نہوگا اور متوکل کریگا
خداوند تعالیٰ ستر فرشتوں کو کہ وہ سب اُسکے مُنہہ پر تھوکینگے اور محشور کریگا خداوند عالم اُسکو اس صورت سے کہ منہہ
اُسکا سیاہ ہوگا اور آنکھیں اُسکی ازرق ہونگی قلنا یا ابن عباس اینفع حب علی ابن ابی طالب
علیہ السلام فی الاخرة راوی کہتا ہی کہ ہم لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن عباس آیا نفع بخشتی ہے دوستی
علی ابن ابیطالب کی قیامت کے دن قال تنازع اصحاب رسول اللہ فی حقہ حتی سألنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ ابن عباس نے جواب دیا کہ اکثر اصحاب رسول خدا نے باب جناب امیر المومنین
میں اختلاف کیا یعنی جو لوگ کہ اصحاب نیک کردار تھے مانند سلمان فارسی ابوذر وغیرہ کے اُنہوں نے کہا کہ
بے محبت علی کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور جو لوگ ظاہر میں مسلمان اور باطن میں دشمن خدا و رسول تھے اور سینے
انکے بغض و عداوت جناب امیر المومنین سے بھرے ہوئے تھے انہوں نے اس امر کا انکار کیا اس نزاع کو لوگ جو

یہانتک کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے استفسار کیا گیا فقال دعونی حتی اسأل الوحی فلما
ھبط جبرئیل سأله حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے مہلت دو تاکہ میں اس امر کا سوال کروں اپنے حبیب جبرئیلؑ
سے جب حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ نے انسے اس حال کو استفسار فرمایا حضرت
جبرئیلؑ نے عرض کی کہ تاوقتیکہ میں خدائے برتر سے اس امر میں استفسار نکروں کچھہ جواب نہیں دیسکتا یہہ
کہکر حضرت جبرئیل بالائے آسمان تشریف لیگئے اور بعد تھوڑی دیر کے پھر تشریف لائے فقال یا محمدؐ
ان اللہ یقرئک السلام وقال احبّ علیا فمن احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ
فقد ابغضنی یا محمدؐ حیث تکن یکن علی وحیث یکن علی یکن محبوہ حضرت جبرئیلؑ نے
جناب رسالتمآبؐ سے بعد درود وسلام کے بیان کیا کہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں دوست
رکھتا ہوں علی بن ابیطالبؑ کو جس شخص نے دوستی کی علیؑ سے اسنے مجھسے دوستی کی اور جسنے بغض رکھا علیؑ سے
اسنے مجھسے بغض رکھا اے محمدؐ بہشت میں جہاں تم ہوگے وہیں علیؑ بھی ہونگے اور جہاں علیؑ ہونگے وہیں انکے
دوست و شیعہ بھی ہونگے وان اجرموا ان اجرموا اگرچہ گنہگار رہیں اگرچہ گنہگار رہیں چونکہ
حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں پر خدا کی رحمت بہت ہے اسلئے حضرت جبرئیلؑ نے اس کلمہ کو مکرر فرمایا ہے
وھی تدل علی ما ذکرہ شیخنا ابو عبداللہ المفید قدس اللہ روحہ فی ارشادہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہے قول پر شیخ مفید علیہ الرحمہ کے جیسا کہ ذکر کیا ہے انہوں نے کتاب ارشاد میں کہ حق سبحانہ تعالی نے
وعدہ کیا ہے کہ جو شخص علیؑ کا محب ہے اسکی گوشت اور پوست کو آتش جہنم مس نکریگی اگرچہ وہ مرتکب معصیت
بھی ہوا ہو مگر جس شخص نے گناہ کیا اور بے توبہ مر گیا تو عالم برزخ میں یعنی جس روز سے کہ قبر میں دفن ہوا ہے
تا قیام قیامت البتہ بسبب اپنی کردار ناشائستہ کے متألم رہیگا مگر قیامت میں عذاب جہنم سے سالم ہوگا
وروی ایضا فی امالیہ عن صفوان الجمال انہ قال دخلت علی الصادق سلام اللہ علیہ
فقلت جعلت فداک سمعتک تقول شیعتنا فی الجنۃ وفی الشیعۃ
اقوام یذنبون و یرتکبون القبائح یشربون الخمور و یتمتعون فی دنیاھم اور شیخ ممدوح نے کتاب امالی
میں صفوان جمال سے روایت کی ہے کہا اسنے کہ داخل ہوا میں ایک روز خدمت بارفعت امام جعفر صادق
علیہ السلام میں اور عرض کی میں نے کہ فدا ہوں میں آپپر میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ شیعہ ہمارے سب اہل بہشت
ہونگے حالانکہ آپکے شیعوں میں بہت سے لوگ ہیں کہ معصیت خدا کرتے ہیں اور مرتکب قبائح ہوتے ہیں اور شراب
پیتے ہیں اور تحصیل دنیا میں خیال حلال و حرام کا نہیں رکھتے فقال علیہ السلام نعم اھل الجنۃ
ان الرجل من شیعتنا لا یخرج من الدنیا حتی یبتلی بسقم او بمرض او بدین او بجار یؤذیہ او بزوجۃ سوء
حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے شیعہ سب جنتی ہیں کوئی شخص ہمارے شیعوں میں سے نہیں مرتا ہے الا کہ مبتلا

کہا جاتا ہے کسی الم میں یا مرض میں یا قرض میں یا ہمسایہ ایسا ملتا ہے کہ اذیت دیتا ہے یا زوجہ بد خلق ملتی ہے کہ وہ سوہان روح ہوتی ہے اسکے لئے اگر ان سب سے محفوظ رہا تو بحمد اللہ تعالی حالت نزع کو ہی سخت و دشوار کرتا ہے بہر کیف انکے گناہوں کے کفارے سب دنیا میں ہو جاتے ہیں فقلت لابد من رد المظالم راوی کہتا ہے کہ پھر منے عرض کی کہ خداوند برتر قادر ہے اس امر پر کہ اپنے گناہوں کو معاف فرماویگا مگر بندوں کے جو حقوق ہونگے انمیں کیا ہوگا حضرتؑ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب خلق کا حساب و کتاب متعلق ہوگا ہمارے جد امجد محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہما سے پس لوگوں کے حقوق جو ہمارے شیعوں پر ہونگے ہم اپنے خمس میں حساب کر لینگے اور جو گناہ خدا کا ہے انمیں ہم خدا سے طلب مغفرت کرینگے بہر حال ہم اپنے شیعوں کو کسی عنوان جہنم میں داخل نہونے دینگے (۴۲) نقل الشیخ ابراھیم بن سلیمان القطیفی عطر اللہ مرقدہ فی کتابہ المسمی بالفرقۃ الناجیۃ عن کتاب البشارۃ لشیعۃ علی ع اور نقل کی ہے فاضل بزرگوار شیخ ابراہیم قطیفی نے کتاب فرقہ ناجیہ میں کتاب بشارۃ المصطفےٰ سے وھو ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ دخل یوما علی علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ فقال علیہ السلام ما رایتک اقبلت علی مثل ھذا الاقبال اور وہ حدیث یہ ہے کہ ایک روز سید و سردار ہمارے جناب رسول خدا داخل ہوئے خانہ جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام میں اسوقت جناب امیر المومنینؑ نے خدمت با رفعت جناب نبویؐ میں عرض کی کہ یا حضرتؐ آج جسطرح آپ تشریف لائے ہیں کبھی اسطرح سے میں نے آپکو تشریف لاتے نہیں دیکھا فقال صلوات اللہ و سلامہ علیہ جئت لابشرک حضرتؐ نے فرمایا کہ اسواسطے آیا ہوں میں کہ ایک خوشخبری تمہیں سناؤں اعلم ان فی ھذہ الساعۃ نزل علی جبرئیل و قال لی الحق یقرئک السلام و یقول ابشر علیا و شیعتہ ان الطایع والعاصی منہم من اھل الجنۃ وہ مژدہ یہ ہے کہ اسوقت حضرت جبرئیل میرے پاس تشریف لائے اور بعد درود و سلام کے جانب پروردگار عزت سے فرمایا کہ بشارت دو تم علی بن ابیطالب کو اور انکے شیعوں کو کہ نیک و بد شیعیان علی بن ابیطالب میں سے سب اہل جنت ہیں فلما سمع مقالتہ خر ساجدا ثم رفع یدیہ الی السماء و قال شہد اللہ علی انی وھبت نصف حسناتی لشیعتی سنتے ہی اس بشارت کو حضرتؑ سجدہ شکر بجا لائے پھر دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا کہ شاہد کرتا ہوں خدا تعالی کو اس امر پر کہ ہبہ کئے منے نصف حسنات اپنے شیعوں کو اپنے فقالت فاطمۃ شہد اللہ علی انی وھبت لشیعۃ علی علیہ السلام نصف حسناتی یہ سنکر جناب سیدہؑ نے بھی آدھی نیکیاں شیعیان علی کو ہبہ فرمائیں علی ہذا القیاس حضرت حسنین علیہما السلام نے بھی اس امر میں اپنے والدین کی متابعت کی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ما انتم باکرم منی شہد اللہ علی انی وھبت لشیعۃ علی نصف حسناتی

بعد اسکے جناب رسالتمآب صلعم نے ارشاد کیا کہ تم لوگ مجھسے کریم تر نہیں ہو گواہ ہے خدا ہی برتر ہیں بات پر کہ عطا
کیے میں نے آدھے عمل خیر اپنے شیعیان علیؑ کو فاوحی اللہ عز وجل الی رسولہ لستم باکرم منی انی غفرت
لشیعۃ علی و محبیہ ذنوبہم پس وحی کی خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو کہ تم سب
مجھسے کریم تر نہیں ہو بخش دیا میں نے شیعیان و دوستداران علی ابن ابیطالبؑ کو اور محو کیا میں نے انکے گناہوں کو
حضرات یہہ حدیثیں جو بیان ہوئیں غرض اس سے یہہ ہے کہ لوگ اس جناب کے مرتبہ سے آگاہ ہوں اسی
کوئی کج فہم ایسا نہ سمجھے کہ جبکہ باوجود ارتکاب عصیان مغفرت حاصل ہو اور بے دردسر کے جنت ملتی ہو
عبث عبادت خدا سے اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا اور لذات دنیا سے محروم رہنا بیجا ہے تو جسکو دل میں
اسطرح کا خیال آوے لازم ہے کہ لاحول پڑھے کیونکہ یہہ وساوس شیطانی ہیں معصوم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری
شفاعت پر تکیہ کر کے مصروف نافرمانی خدا و رسولؐ میں ہو اور دعوی کرے کہ وہ ہمارے شیعوں میں سے ہے
واللہ کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور ہرگز ہماری شفاعت اسکو نصیب نہو گی (۵)
فی الحدیث القدسی علی ما ذکرہ الزمخشری لادخل الجنۃ من اطاع علیا و ان عصانی و
ادخل النار من عصاہ و ان اطاعنی ذکر کیا ہے زمخشری نے کہ حدیث قدسی میں جناب باری تعالی فرماتا ہے کہ میں جنت میں
اس شخص کو ضرور داخل کرونگا جسنے اطاعت کی ہو علیؑ کی اگرچہ میری معصیت کی ہو اور داخل کرونگا
دوزخ میں اس شخص کو کہ جسنے معصیت کی ہو علیؑ کی اگرچہ میری اطاعت کی ہو وھذا رمز حسن
و ذلک ان حب علی ھو الایمان الکامل لا تضر معہ السیئات اور یہہ کنایہ لطیف ہے یعنی محبت
علی ابن ابیطالبؑ کی ایمان کامل ہے کہ گناہ اسکو کچھہ ضرر نہیں پہنچا سکتے قولہ فانی اغفر لہ اکراما و ادخلہ
الجنۃ بایمانہ فلہ الجنۃ بالایمان و لہ یجب علی العفو و الغفران قول اسکا ہے کہ بخشونگا
میں اُسی سبب کرامت محبت علی ابن ابیطالبؑ کے اور داخل کرونگا میں جنت میں بسبب اسکے ایمان کے
اور برکت سے اس محبت کے اُسکے لیے عفو و مغفرت ہے و قولہ ادخل النار من عصاہ و ان
اطاعنی و ذلک لانہ ان لم یوال علیا فلا ایمان لہ طاعتہ ھنا مجاز لا حقیقۃ قول باری تعالی کا ہے
داخل کرونگا میں جہنم میں جسنے نافرمانی کی علیؑ کی اگرچہ میری اطاعت کی ہو اور دشمن علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کا مستحق دخول نار ہے اس جہت سے ہوا کہ جو اس جناب سے منحرف ہو وہ شخص مومن نہیں ہے اور
جب مومن نہوا تو طاعت و عبادت اُسکی مجازی ہے نہ حقیقی اور عبادت مجازی بے سود ہے لان الطاعۃ
الحقیقیۃ ھی المضاف الیہا سائر الاعمال فمن احب علیا فقد اطاع اللہ و من اطاع اللہ نجا
فمن احب علیا نجا یعنی کہ طاعت حقیقی وہ چیز ہے کہ اسکی طرف تمام اعمال کی نسبت ہے تو جسنے دوست
رکھا علیؑ کو اُسنے اطاعت کی خدا کی اور جسنے اطاعت کی خدا کی اُسنے نجات پائی تو حب علی ابن ابیطالبؑ کا نجات ہے

فعلم ان حبّ علیّ هو الایمان و بغضه کفر۔ پس معلوم ہوا کہ دوستی اُن جنابؑ کی ایمان حقیقی ہے اور دشمنی
اُن حضرتؑ کی عین کفر ہے۔ ولیس یوم القیامة الا محبٌّ و مبغضٌ اور روز قیامت جب لوگ
حساب کے لئے کھڑے کئے جائینگے وہ دو صنف سے باہر نہیں ہیں یا دوست ہونگے اُس جنابؑ کے یا دشمن۔ فمحبه
لا سیئة له و لا حساب علیه و من کان محبا علیه فالجنة داره پس جو شخص اُس جنابؑ کا دوست
ہوگا اُسکا نامہ اعمال گناہوں سے پاک ہوگا اور بے حساب ہوگا اور جس شخص پر حساب نہ ہوگا بہشت عنبر
سرشت اُسکا محل راحت ہے۔ و مبغضه لا ایمان له و من لا ایمان له لا ینظر الله الیه بعین رحمته
و طاعته عین المعصیة و هو فی النار اور جو اُس جنابؑ کا دشمن ہے وہ ایمان نہیں رکھتا اور جو
مومن نہیں ہے وہ خدا کی رحمت سے دور ہے اور عبادت اُسکی عین معصیت ہے اور جہنم اُسکے لئے جائے سکونت ہے
فعدو علیّ هالک و ان جاء بحسنات العباد و محبه ناج و لو کان فی الذنوب غارق
الی شحمتی اذنیه پس دشمن علی بن ابیطالب علیہ السلام کا ہالک ہے اگرچہ اُسکی نیکیاں برابر ہوں تمام بندوں کے
نیکیوں کے اور دوست اُس جنابؑ کا ناجی ہے اگرچہ پاؤں سے سر تک گناہوں میں ڈوبا ہو۔ و این الذنوب
مع الایمان المنیر ام این نجاس السیئات مع وجود الاکسیر کہاں باقی رہ سکتے ہیں
گناہ ساتھ ایمان روشن کے اور کہاں باقی رہ سکتا ہے تانبا اپنے حال پر ساتھ ملاقات اکسیر کے یعنی دوستی
جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کی خواص اکسیر رکھتی ہے اور گناہ مومن کے مثل تانبے کے ہیں جسطرح
تانبا بملاقات اکسیر سونا ہو جاتا ہے اسیطرح سے گناہ مومن کے بسبب دوستی علیؑ کے محو ہو جاتے ہیں
فمبغضه من العذاب لا یقال و محبه لا یوقف و لا یقال فطوبی لاولیائه و سحقا لاعدائه پس قیامت
کے دن اُس جنابؑ کے دشمن کے لئے عذاب سے تخفیف نہیں ہے اور دوست اُن حضرتؑ کا بلا توقف بے
قیل و قال داخل بہشت ہوگا پس راحت و آرام ہے حضرتؑ کے دوستوں کے واسطے اور عذاب و ایذا ہے دشمنوں کے لئے

(۶) عن امیر المومنین علی بن ابی طالب قال ان رسول الله صلی الله علیه و آله
و سلم خطبنا ذات یوم فقال ایها الناس انه قد اقبل الیکم شهر الله بالبرکة و الرحمة و المغفرة
جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ بالائے منبر تشریف لے گئے
اور بعد وعظ و نصائح کے ہم لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے گروہ مردم رخ کیا ہے تمہاری طرف ماہ
بزرگ و برتر نے ساتھ برکت و رحمت و مغفرت کے بلا شبہہ دروازے جنت کے اس مہینے میں کشادہ ہیں
تو چاہیے کہ سوال کرو خدائے رحیم سے کہ بند نکرے اُن دروازوں کو تمہارے لئے اور دروازے جہنم کے بند کئے
گئے ہیں پس دعا کرو اپنے رب غفور سے کہ نہ کھولے اُن دروازوں کو تمہارے لئے اور شیاطین مقید کئے گئے ہیں
سوال کرو تم اپنے خالق برتر سے کہ انکو تم پر مسلط نکرے قال امیر المومنین علیه السلام فقمت

فقلت یا رسول اللہ ما افضل الاعمال فی ھذا الشھر جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مینے
خدمت جناب نبوی میں عرض کی کہ یا حضرت بہترین اعمال اس مہینہ میں کیا ہیں فقال یا ابا الحسن
افضل الاعمال فی ھذا الشھر الورع عن محارم اللہ ثم بکی آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابو الحسنؑ افضل
ترین اس مہینہ میں پرہیز کرنا اُن چیزوں سے ہے جنکو خداوند تعالیٰ نے حرام کیا ہے یہہ فرماکر حضرتؐ رونے لگے
فقلت یا رسول اللہ ما یبکیک مینے عرض کی کہ یا حضرتؐ کس امر نے گریاں کیا آپ کو فقال یا علی
لما یستحل منک فی ھذا الشھر کانی بک وانت تصلی لربک وقد انبعث اشقی
الاولین والاخرین شقیق عاقر ناقۃ ثمود فضربک ضربۃ علی قرنک فخضب منہا لحیتک حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ اے
علی میرا رونا اسلئے ہے کہ خیال آگیا مجھے اسوقت کہ تو مصروف نماز ہوگا اسی مہینہ میں اور ایک ملعون کہ بدبخت ترین
اولین و آخرین ثانی پے کنندہ ناقہ صالحؑ ہوگا ایک ضربت تیرے سر پر لگاویگا کہ اس ریش مطہر پر خون سر سے خضاب
ہوجائیگا قال امیر المومنین علیہ السلام فقلت یا رسول اللہ ذلک فی سلامۃ من دینی
جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عرض کی مینے یا حضرتؐ یہہ مصیبت جب مجھپر واقع ہوگی آیا دین میرا سالم ہوگا
اور میں حق پر ہونگا جناب سالتمآبؐ نے فرمایا کہ ہاں تو اپنے دین پر اور راہ راست پر ثابت و ہموار ہوگا ثم قال
یا علی من قتلک فقد قتلنی ومن ابغضک فقد ابغضنی ومن سبک فقد سبنی لانک منی کنفسی
روحک من روحی طینتک من طینتی اے علی جسنے تجھے قتل کیا گویا اُسنے مجھکو قتل کیا اور جسنے
تجھسے بغض رکھا وہ ملعون دشمن میرا ہے جسنے تجھے برا کہا اُسنے مجھکو برا کہا اسلئے کہ میں اور تو گویا کہ دو تن نفس واحد
ہیں روح تیری روح میری ہے اور طینت تیری طینت میری ہے خلق کیا خدائے برتر نے مجھکو اور تجھکو ایک نور سے
پس سرفراز کیا مجھے نبوت سے اور ممتاز کیا تجھے امامت سے جو شخص کہ انکار کرے تیری امامت کا اُسنے انکار
کیا میری نبوت کا یا علی تو وصی میرا ہے اور باپ ہے میرے فرزندونکا اور شوہر ہے میری بیٹی کا اور خلیفہ
میرا ہے امت پر میری حیات میں میری اور بعد میرے حکم تیرا حکم میرا ہے اور منع کرنا تیرا منع کرنا میرا ہے قسم ہے
اُس خدا کی جسنے مبعوث کیا مجھکو برسالت اور کیا بہترین خلق بلاشبہہ تو حجت خدا ہے تمام خلق پر اور امین
ہے اسکے راز کا اور خلیفہ ہے (۷) روی لما بایع الناس لعلی بن ابی طالب
علیہ السلام عزل عمال عثمان من جمیع الامصار الا عامل الیمن خبر میں وارد ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام مسند
خلافت ظاہری پر متمکن ہوئے تو عثمان کے عاملوں کو ہر مقام سے معزول کیا اور انکی جگہوں پر دوسروں کو
جو اہل اور قابل تھے مقرر فرمایا مگر عامل یمن حبیب بن منتجب کہ حضرتؑ کا معتمد علیہ تھا اُسکو بدستور سابق یمن کی حکومت
پر بحال رکھا اُسکو ایک نامہ تحریر فرمایا اُسمیں بعد مواعظ و نصائح کے یہہ مضمون تھا کہ وہاں کے لوگوں سے ہمارے
واسطے بیعت لے اور بعد اسکے دس آدمیوں کو جو تمیز بات کرنے کے لائق اور فہمیدہ ہوں انتخاب کرکے

ہمارے پاس بھیج دیں اُسنے موافق فرمان کے دس شخصوں کو کہ ایک اُنمیں ابن ملجم لعین تھا بھیج دیا سبھوں نے آنکر
حضرتؑ سے بیعت کی قال الاصبغ بن نباتہ لما دخل الوفد علی امیر المومنین و بایعوہ
و بایعہ ابن ملجم و ادبر دعاہ ثانیۃ و استوثق منہ بالعہود ان لا یغدر ابن نباتہ سے روایت ہے کہ
جب یہ دسوں شخص بیعت کر کے حضرتؑ سے رخصت ہو کر چلے حضرتؑ نے ابن ملجم کو بلا کر کے مکرر اس سے عہد و
پیمان لیا کہ بیعت شکنی اور غدر نکرے اسیطرح سے تین مرتبہ اسکو رخصت فرمایا پھر بلا کر تاکید کی جب تو وہ گھبرا کر
پوچھا کہ حضرتؑ نے کسی سے ایسا نہ کیا جیسا کہ میرے ساتھ عمل فرمایا قال لہ علیہ السلام امض یا
ویلک فواللہ ما اری لک ان تفی ببیعتک + حضرتؑ نے فرمایا کہ وای تجھپر چلا جا مجھے گمان
نہیں ہے مجھے کہ تو اس بیعت پر وفا کریگا پھر حضرتؑ نے ارشاد کیا کہ میں ایک بات تجھسے پوچھتا ہوں چاہتا ہوں کہ
سچ کہیو تو آیا لڑکپن میں تیری ایک دایہ یہودیہ تھی کہ جب تو روتا تھا تو تیرے منہ پر طمانچہ مارتی تھی اور کہتی تھی
کہ چپ رہ یا من ھو اشقی من عاقر ناقۃ صالح و تجنی فی کبرک جنایۃ یغضب اللہ منہا
علیک و یکون مصیرک الی النار یعنی خاموش ہولے وہ شخص کہ شقی تر ہے پے کنندہ ناقہ صالح
سے عہد جوانی میں تجھسے ایک حرکت ایسی صادر ہوگی جسکے سبب سے خداوند قہار تجھپر غضبناک ہوگا اور بازگشت تیری
سوئے جہنم ہوگی اُسنے کہا کہ آپ درست فرماتے ہیں میری دایہ یہودیہ اکثر مجھے یوں ہی کہا کرتی تھی لیکن میں تو آپکو
دل و جان سے دوست رکھتا ہوں فقال امیر المومنین ما کذبت و ما کذبت و لقد نطقت
حقا و انت قاتلی لا محالۃ و ستخضب ھذہ من ھذا و اشار بیدہ الشریفۃ الی راسہ و لحیتہ
پس فرمایا حضرتؑ نے کہ میں کاذب نہیں ہوں اور نہ کسی نے میری تکذیب کی میں سچ کہتا ہوں کہ تو لامحالہ
میرا قاتل ہے اور قریب ہے کہ میری داڑھی پر خضاب ہو جائے میرے خون سر سے اُسنے کہا کہ جب آپ ایسا جانتے ہیں تو
مجھے قتل کیجیے حضرتؑ نے فرمایا کہ ابھی سے قتل تیرا کیونکر جائز ہے و فی خبر اخر انہ قال اذا قتلتک
فمن یقتلنی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے جواب دیا کہ اگر اسوقت میں تجھے قتل کر ڈالوں تو مجھے
کون شہید کریگا ان باتوں کو سنکر مومنین مضطر ہوئے اور جمع ہو کر مشورہ کیا کہ حضرت ہمیشہ آخر شب کو تنہا مسجد
میں تشریف لیجاتے ہیں مبادا اُس شقی سے کچھ حرکت بدعمل میں آوے اسلئے ہم میں سے چند شخص باری باری
حضرتؑ کی نگہبانی کیا کریں چنانچہ اُس روز سے ہر شب کو چند شخص حضرت کی حراست میں مصروف رہتے تھے
ایک روز حضرتؑ نے ان لوگوں کو دیکھکر اُنسے پوچھا کہ تمہارے اسوقت آنیکا کیا سبب ہے انہوں نے حقیقت حال کو
عرض کیا فقال لہم ارجعوا الی منازلکم رحمکم اللہ و تلا علیہ السلام قل لن یصیبنا
الا ما کتب اللہ لنا ھو مولانا و علی اللہ فلیتوکل المومنون فاذا انزل القضاء فلا مرد لہ وفی
بالاجل حارسا + حضرتؑ نے پھر ارشاد کیا کہ خدا رحمت تم پر نازل کرے تم لوگ جا کر اپنے اپنے گھروں میں

آرام کرو اور یہہ آیت پڑھی یعنی کہہ دے کہ ہرگز نہ پہنچیگی ہمیں کوئی ایذا مگر وہی جو خدا نے ہمارے لئے لکھدی ہے وہ مالک ہمارا ہے چاہیے کہ خدا ہی پر توکل کریں مومنین جب نازل ہوتی ہے قضا تو نہیں ہے اُسکا دفع کرنیوالا اور کافی ہے خود اجل واسطے حراست کے لوگ موافق فرمان حضرتؑ کے متفرق ہوگئے غرض کہ ابن ملجم کوفہ میں کئی برس تک مقیم رہا اکثر معرکوں میں حضرتؑ کے ساتھ رہتا تھا چنانچہ جنگ نہروان میں بھی ملازم رکاب سعادت تھا جب بعد قلع وقمع خوارج کے حضرتؑ نے مراجعت فرمائی تو یہہ شقی حضرتؑ سے اجازت لیکر کوفہ میں گیا اور جنگ نہروان کی کیفیت سے ایک ایک کو آگاہ کرتا پھرتا تھا جب محلۂ بنی تیم میں پہنچا وہاں ایک عورت رہتی تھی قطام بنت سجیہ نام حسن و جمال ظاہری میں نہایت آراستہ تھی اکثر عزیز و اقارب اُسکے منجملہ خوارج تھے جنگ نہروان میں واصل جہنم ہوئے تھے اس جہت سے وہ ملعونہ حضرتؑ کی دشمن ہوگئی تھی ابن ملجم ملعون دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہوگیا اور اُس سے نکاح کی خواہش کی اُس ملعونہ نے جواب دیا کہ بڑے بڑے بہادروں نے اور اشراف قوم نے میری خواہش کی لیکن مینے منظور نہیں کیا مگر تو شجاعان نامور میں سے ہے ہو سکتا تو منظور ہے کہ میرا شوہر ہو وے بشرطیکہ میری خواہش کو بجا لاوے اُسنے پوچھا کہ کیا چاہتی ہے تو اُس ملعونہ نے کہا کہ تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز مغنیہ ابن ملجم نے کہا کہ یہہ تو میرے نزدیک بہت سہل و آسان ہے اسکے سوا اور بھی کچھہ طالب ہے اُسنے کہا کہ تو تھوڑی دیر صبر کر تو میں آنکو تجھسے اپنی اور بھی شرط بیان کرتی ہوں یہہ کہکر اپنے مکان میں چلی گئی اور انواع جواہرات سے آراستہ اور معطر و معنبر ہوکے باہر نکلی یہہ ملعون بجمال فریفتگی کہنے لگا کہ اے آفتاب حسن و جمال تیری مہر و محبت نے مجھے ایسا فریفتہ کیا کہ جو کچھہ تو کہیگی میں اُسکو بجا لاؤنگی ولو کان دونہ قطع الروس واتلاف النفوس و خوض البحار والوقوع فی النار اگرچہ اسمیں سر کٹ جاویں اور جانیں تلف ہوجائیں یا دریا میں ڈوب جانا ہو اور آگ میں گرنا ہو قالت الملعونۃ شرطی علیک قتل الخلیفۃ علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ تضربہ بسیفک ہذا وہو مُصلی جب اُس ملعونہ نے اس شقی کو دام محبت میں اپنے گرفتار پایا تو کہنے لگی کہ اور میری خواہش یہہ ہے کہ اے اپنی تلوار سے حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کو شہید کر جسوقت کہ حضرتؑ سجدہ میں ہوں قال لہا یا ہذی کفی عن ذلک فقد افسدت علی دینی و دنیای اس بات کو سنکر وہ ملعون کہنے لگا کہ اے کمبخت ایسی مزخرفات سے اپنی زبان کو روک کہ تو نے میرے دین و دنیا کو ضائع کیا قطع نظر خرابی دین و دنیا کے کسکی مجال ہے کہ حضرتؑ کو شہید کرے وہو المؤیّد المنصور من رب السماء والارض یعنی کہ پروردگار زمین و آسمان حضرتؑ کا حامی و مددگار ہے اور حضرتؑ کی شجاعت اور جرأت تو مشہور آفاق ہے یہہ امر بشر سے محال ہے یہہ سنکر وہ ملعونہ کہنے لگی کہ مینے سنا ہے کہ تو شجاعان نامور میں سے ہے مگر اب معلوم ہوا کہ تو عورت سے بھی بدتر ہے اگر اُنکا شہید کرنا تیرے نزدیک مشکل ہے تو میرے وصال کو پہنچنا بھی محال ہے

جاتو میری پاس سے دفع ہو غرض اسوقت تو کچھ کر چلا گیا مگر اُسکے فراق میں خو اب خور ناگوار تھا مدت تک سوچ میں رہا
چونکہ بمجرد نگاہ کے شیطان اُسکی رگ و پے میں حلول کر گیا تھا آخر دل میں اسی امر کو ٹھان لیا کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو
اپنا مطلب حاصل کرنا چاہیے اور ایک روز اُسکے مکان میں گیا اور ہر طرح سے اُسکی تشفی خاطر کی قطام لا تعجلے
فی الامر وارتقبی + وعدی وما قلتہ لا شک فاعتقدی + انی سا قدم بالاموال مبتہجا
واقتل الطہر کے ترضو فی بن لعدی یعنی اے قطام جلدی نکر اور امیدوار رہ میری وعدے کی جو کچھ میں تجھسے
اقرار کرتا ہوں اسمیں کچھ شک نہیں تو یقین جان عنقریب آونگا تیری پاس بہت سا مال لیکر ہوئے شاد و خرم
اور قتل کرونگا طیب و طاہر کو تا کہ تو رضی اور خوش ہو غرض اکثر یوں ہی آتا جاتا تھا اور ہمیشہ اسکی تسکین کیا
کرتا تھا یہانتک کہ انیسویں شب ماہ مبارک رمضان کی آئی ثم انہ ملعون اخذ سیفہ و مضی
بہ الی الصیقل و اجاد صقلہ و حدّ حدّہ اٹھارہویں کو اس مہینے کے وہ لعین صیقل گر پاس گیا اور اچھی
تلوار پر صیقل کرواکے باڑھ رکھوائی پھر جا کے اُس ملعونہ کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ یہ تلوار کیا تیز و براں ہے
اُسنے کہا کہ تلوار کی خوبی میں کچھ شک نہیں مگر میں چاہتی ہوں کہ اسکو زہر سے بجھا دوں اُس شقی نے
کہا کچھ اسکی احتیاج نہیں ہے میری تلوار میں ایسی برش ہے اگر چاہوں تو ایک وار میں اونٹ کو دو ٹکڑے کر دوں پھر
اُس ملعونہ نے کہا کہ زہر سے بجھانا بہت ضرور ہے اگرچہ تو اونٹ کو ایک وار میں دو ٹکڑے کر دیگا مگر حضرت پر وار
کرنا تو سہل نہیں ہے اُنکے مقابلہ میں شیر کا زہرہ آب ہوتا ہے غرض اُس ملعونہ نے اسیطرح بہت سا رعب اور دبدبہ
حضرت کا بیان کیا اور اس سے اُسکی غرض یہ تھی کہ حمیت میں آکر وہ ملعون حضرتؑ کے قتل کرنے پر زیادہ آمادہ او
مصر ہو آخر وہ لعین جوش میں آکر قطام سے کہنے لگا کہ چپ رہ اگر وہ موت مجسم ہیں یا ملک الموت قابض ارواح
ہیں جب بھی میں اُنکو قتل کرونگا پھر اُس ملعونہ نے تلوار کو زہر آلود کیا حضرت ام کلثوم سے روایت ہے کہ
شب نوزدہم کو حضرتؑ نے ایک قرص نان جو سے افطار کیا بعد اُسکے نماز کے لئے کھڑے ہوئے بعد فراغ نماز تعقیب
میں مصروف ہوئے اسی حال میں حضرت کو نیند آگئی دفعتہ خواب سے چونکے تو اہل و اولاد کو جمع کر کے بیان
فرمایا کہ میں نے اسوقت جناب رسالتمآب کو خواب میں دیکھا ہے گویا حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ابو الحسن خدا نے تمکو
اجازت دی ہے کہ تم ہمارے پاس آؤ جو نعمت کہ تمہارے لئے ہمارے پاس مہیا و آمادہ ہے وہ بہتر ہے اور باقی
رہنے والی ہے فلما سمعوا کلامہ ضجّوا بالبکاء والعویل فامرھم بالسکوت و اقبل علیہم
یوصیہم و یامرھم بالمعروف و ینہاھم عن المنکر سنتے ہی اس خواب کو تمام اہلبیتؑ نے فریاد و آہ و بُکا
بلند کی حضرتؑ نے اُنکو حکم فرمایا کہ ساکت رہو اور امر کرتے تھے اُنکو امور شائستہ کا اور منع کرتے تھے برائیوں سے
اور سرا سر اُس شب نماز و وظائف میں مشغول رہے اور گھڑی گھڑی حجرہ عبادت سے باہر نکل کر آسمان کی طرف
سر اٹھا کر ستاروں کو دیکھتے تھے کہ قسم بخدا میں کاذب نہیں ہوں اور نہ کسی نے میری تکذیب کی بیشک یہ وہی

ساعت ہے جسکا میرے رب نے مجھسے وعدہ کیا ہے پھر مصلے کیطرف جاتے تھے اور فرماتے تھے اللھم بارک لی فی الموت
وبعد الموت اور کلمات لاحول و استغفار اور ورد و ذکر زبان مبارک پر جاری تھے اسی حال میں حضرتؑ کو
نیند آگئی ایک ساعت کے بعد اٹھ کے باہر جانیکا ارادہ کیا کسی نے چند بطیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے
لئے بھیجی تھیں جب حضرت تشریف لیچلے تو ان بطوں نے شور مچانا شروع کیا اور حضرتؑ کے آگے آگے دوڑتی تھیں
اسوقت اس جنابؑ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
یہ ہمارے لئے نوحہ کرتی ہیں جب آگے بڑھے تو کمربند حضرتؑ کا دروازہ میں اٹک گیا اسوقت پھر حضرتؑ نے فرمایا
اللھم بارک لی فی الموت و بعد الموت غرض دروازہ کھول کر حضرتؑ باہر نکلے قالت ام کلثوم فاتیت
الی اخی الحسن فایقظتہ و خبرتہ بما رایت و سمعت حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں کہ جب حضرتؑ
باہر نکلے اسوقت میں نے اپنے برادر نامدار امام حسن علیہ السلام کو بیدار کر کے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب انکی خدمت
میں بیان کیا حضرتؑ یہ حال سنکر بیتاب ہو کر فوراً باہر نکلے اور جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ہوئے
فقال یا بنی رایت کان جبرئیل قد نزل من السماء علی جبل ابی قبیس فتناول منہ حجرین
ومضی بھما الی الکعبۃ اسوقت جناب امیر علیہ السلام نے امام حسنؑ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے فرزند
گرامی میں نے اسوقت خواب میں دیکھا ہے کہ گویا جبرئیل امین آسمان سے جبل ابو قبیس پر نازل ہوئے ہیں اور وہاں سے
دو پتھر اٹھا کے کعبہ کی جانب چلے گئے وہاں جا کر ایک پتھر کو دوسرے پتھر سے ایسا مارا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور کوئی
مکان مکہ اور مدینہ میں باقی نہ رہا کہ کوئی ریزہ اسکا اسمیں نہ پہنچا ہو یہ خواب سنکر جناب امام حسن علیہ السلام نے
عرض کیا کہ یا حضرت اسکی تعبیر کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ اے فرزند اگر خواب میرا سچ ہے تو تعبیر اسکی یہ ہو کہ باپ تیرا
شہید ہوگا اور غم اسکا ہر مکان میں اور بلاد اسلام میں داخل ہوگا امام حسنؑ نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ امر
کب ہونیوالا ہے قال یا بنی ان اللہ تعالی تفرد بخمسۃ اشیاء و ھو قولہ تعالی عندہ علم
الساعۃ وینزل الغیث ومافی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری
نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے فرزند پانچ چیزیں مخصوص ذات باری تعالی
ہیں چنانچہ کلام اللہ اسکا شاہد ہے یعنی نزدیک اسی خدا کے ہے علم قیامت کا کہ کب ہوگی اور وہی برساتا ہے
مینھ اور وہی جانتا ہے حال اسکا جو رحم مادر میں ہے ذکور میں سے ہے یا اناث میں سے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل
اس سے کیا عمل صادر ہوگا اور کسی شخص کو معلوم نہیں ہے کہ موت اسکی کس مقام پر آویگی بلا شبہ اللہ تعالی
دانا اور آگاہ ہے لیکن جناب رسول خدا نے مجھسے فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کے آخر عشرے میں ابن ملجم لعین
مجھے شہید کریگا حضرت امام حسنؑ نے عرض کی پھر آپ اسکو قتل کیوں نہیں فرماتے پھر حضرتؑ نے وہی جواب دیا
یعنی قبل جنایت کے قصاص جائز نہیں ہے بعد اسکے امام حسنؑ نے چاہا کہ مسجد تک حضرتؑ کے ساتھ جاویں

مگر جناب امیرؑ اس امر پر راضی نہوئے اور قسم دیکر اس معصوم کو گھر کیطرف رخصت کر کے حضرتؑ تنہا مسجد میں تشریف لیگئے اور منارے پر جاکے اذان فرمائی اُسوقت تمام در و دیوار کوفہ کو زلزلہ ہوا اور کوئی مکان باقی نتھا کہ حضرتؑ کے اذان کی آواز اسمیں نہ پہنچی قال الراوی واما ابن ملجم فانہ بات تلک اللیلۃ یفکر فی نفسہ ما یدری ما یصنع راوی لکھتا ہے کہ ابن ملجم لعین تمام رات فکر میں تھا کبھی اپنے نفسِ شوم کو عذاب دوزخ سے ڈراتا تھا اور ساتھ ہی جب قطام کے حسن و جمال کو خیال کرتا تھا تو سب بھول جاتا تھا جسوقت حضرتؑ اذان کہتے تھے اُسوقت یہہ ملعون خوابِ غفلت میں تھا قطام ملعونہ نے اس فتنہ خوابیدہ کو بیدار کر کے کہا کہ ابھی جاکر حضرتؑ کو حالتِ سجدہ میں شہید کر کے اپنی مراد حاصل کر اور شیخ مفید رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ خبر صحیح یہہ ہے کہ وہ ملعون اس شب کو مسجد ہی میں سویا تھا اور دو شخص اور بھی اس شقی کے ساتھ تھے ایک کا نام شبیث بن بجیرہ اور دوسرے کا نام وردان بن مخالد تھا یہ دونو لعین بھی اس فعل قبیح کیلئے وہیں سو رہے تھے حضرتؑ نے بعد فراغ اذان کے ان تینوں لعینوں کو جگا دیا اور خود وہ جناب نماز میں مصروف ہوئے جب سجدہ ثانیہ سے سر اٹھایا تو اس ملعون نے ایسی ضرب لگائی کہ سرِ اطہر کو موضع سجود تک شگافتہ کیا فوراً اسقدر خون جاری ہوا کہ پھر طاقت قیام کی باقی نرہی مانند مرغ بسمل کے اپنے خون میں وہ جناب تڑپتے تھے اُسوقت کوئی شخص سوائے ذات باری تعالیٰ کے حضرتؑ کے پاس نتھا کہ دلداری کرتا اور زخم کو باندھتا آخر حضرتؑ نے آپ ہی ردائے مبارک سے سرِ اطہر کو باندھا اور فرمایا بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ ثم صاح باعلیٰ صوتہ قتلنی اللعین ابن ملجم پھر حضرتؑ نے بآواز بلند پکارا کہ مجھو ابن ملجم لعین نے قتل کیا اور شبیث بن بجیرہ نے جو وار کیا تھا وہ حضرتؑ کو نہیں پہنچا دیوار میں لگا اور وردان نے ہاتھ اٹھایا تو اسکی تلوار محراب میں لگی راوی کہتا ہے کہ جب لوگوں نے حضرتؑ کی فریاد سُنی تو بے تابانہ سب جانب مسجد دوڑے دیکھا کہ تمام محراب مسجد میں خون بھر رہا ہے اور حضرتؑ اسمیں تڑپتے ہیں اور حضرتؑ کی زبانِ اقدس پر یہہ کلمہ جاری ہے هذا ما وعدنا اللہ و رسولہ و صدق اللہ و رسولہ و صدق المرسلون اُسوقت آدمیوں کی کثرت سے مسجد میں قدم رکھنے کی جگہہ نتھی ہر ایک شخص نوحہ و ماتم میں مصروف تھا اور یوں فریاد کرتا تھا قتل الخلیفۃ علی بن ابی طالب قتل امام المتقین و یعسوب الدین اور ملائکہ بھی فریاد و نوحہ کرتے تھے اور ایک آندھی سیاہ چلی کہ تمام مشرق و مغرب تیرہ و تار ہوگیا اور جبرئیلؑ نے بآواز بلند ان کلمات کو سطرح فرمایا کہ ہر ایک شخص نے سنا تہدمت واللہ ارکان الہدیٰ وانطمست اعلام التقیٰ وانفصمت العروۃ الوثقیٰ قتل ابن عم المصطفیٰ قتل الامام المجتبیٰ قتلہ اشقی الاشقیاء یعنی قسم بخدا کہ ارکانِ ہدایت منہدم ہوگئی اور نشان تقا محو ہوگئے اور دین کا لنگر ٹوٹ گیا یعنی امام برگزیدہ قتل ہوا اور ابن عم پیغمبرؐ شہید ہوا

شقی ترین اشقیا نے انکو قتل کیا راوی کہتا ہے کہ جسوقت اہلبیتؑ عصمت و طہارت کو اس واقعہ جانگداز کی خبر ہوئی تو جناب حسنینؑ فریاد وا ابتاہ و اعلیاہ کرتے ہوئے باہر نکلے اُسوقت تمام شہر کے گلی اور کوچہ زن و مرد سے بھرے ہوئے تھے کوئی شخص وا علیاہ کر کے فریاد کرتا تھا اور کوئی وا اماماہ اور وا محمداہ کہکر نعرے مارتا تھا اور اُنکے ساتھ عورتیں بھی چاک گریبان سر کھولے اسطرح نوحہ کرتیاں تھیں واسیداہ و اضیعتناہ بعدک یا ربیع الارامل الضایعات یعنی ہائے اے سید ہمارے والے ای پرورش کرنیوالے بیوہ عورتونکو ہم سب بعد آپ کے ضائع اور خراب ہوئے خلاصہ اس طرح کا نوحہ و ماتم کوفہ میں بپا تھا کہ گویا جناب رسول خدا نے اسی دن دنیا سے کوچ کیا تھا غرض جب حسنینؑ مسجد میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ سر اطہر دو نصف ہو گیا ہے اور بسبب سیلانِ خون کے اور تاثیر سم کے رنگ حضرتؑ کا زرد اور سبز ہو رہا ہے فاخذ الحسن راسہ الشریف فوضعہ فی حجرہ وکان مغشیا علیہ فبکی الحسن وجعل یقبلہ ویبکی حتی تساقطت دموعہ علی وجہ ابیہ فعند ذلک فتح عینیہ فرآہ باکیا فعندہا تنفس اُسوقت حضرت امام حسن علیہ السلام نے سر اقدس کو اپنی گود میں رکھا تو حضرتؑ کی آنکھ سے چند قطرے آنسو کے جناب امیر علیہ السلام پر گرے اُسوقت حضرتؑ نے غش سے آنکھیں کھولیں تو اپنے نور نظر کو روتے دیکھکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا کہ نہ رو اے فرزند ارجمند کہ عنقریب تم بھی زہر دغا سے شہید ہو کر مجھ سے ملحق ہو گا فقال لہ الحسن ومن قتلک یا ابتاہ فقال قتلنی ابن ملجم المرادی اللعین جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پدرِ نامدار آپکو کسنے شہید کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ قتل کیا مجھے ابن ملجم مرادی لعین نے پھر حضرتؑ نے پوچھا کہ وہ ملعون کدھر گیا معلوم ہو تو ہم اُسے گرفتار کریں حضرت امیر علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ اُسکی تلاش کی احتیاج نہیں ہے لوگ عنقریب اُسکو ادھر سے لاتے ہونگے اور اشارہ فرمایا باب کندہ کی طرف اُسکے بعد حضرتؑ کو پھر غش آگیا اور لوگ اُسی دروازہ کی طرف نگاہ کر رہے تھے دیکھا کہ حذیفہ نخعی ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اور بہت سے لوگ ابن ملجم لعین کو مشکیں باندھے لئے آتے ہیں کوئی اُس شقی کو طمانچہ مارتا ہے کوئی اُسکے منہ پر تھوکتا ہے جب اُس حرام زادہ کو مسجد میں داخل کیا تو جناب امام حسن علیہ السلام نے اُس شقی کیطرف خطاب کر کے فرمایا یا لعین انت قاتل امیر المومنین و امام المتقین اکان ہذا جزاؤہ منک حیث آواک وقربک واثرک علی غیرک یعنی اے لعین تو ہی قاتل ہے امیر المومنین و امام المتقین کا حضرتؑ نے تجھے پناہ دی اور تجھکو اپنا مقرب کیا اور دوسروں پر تجھکو ممتاز رکھا آیا ان احسانات کی جزا یہی تھی جو تو عمل میں لایا بعد اُسکے حضرتؑ نے حذیفہ کیطرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ اس ملعون کو کیونکر گرفتار کیا حذیفہ نے عرض کی میں اپنی زوجہ کے پاس سو رہا تھا کہ دفعۃً اُسنے مجھے جگا دیا اور کہنے لگی کہ مینے ابھی سنا کہ بیچوں بیچ آسمان و زمین کے کوئی شخص پکارتا ہے کہ

قتل واللہ امیر المؤمنین و سید الوصیین یہہ سنکر فوراً تلوار لیکر میں باہر نکلا اور میری پیچھے میری وجہ بھی
سر برہنہ چاک گریباں میری ساتھہ ہوئی باہر نکلکر اس ملعون کو دیکھا جاہتا تھا کہ بھاگ کر کہیں نکل جاوے
مینے اس سے پکار کر پوچھا کہ تو کون شخص ہے تو اسنے اپنا نام نہیں بتایا اور نہ کچھہ نام بتایا پھر مینے پوچھا کہ
اسوقت کوئی شخص پکارتا تھا کہ قُتِلَ امیر المؤمنین کیا اس ماجرہ سے تجھکو کچھہ خبر ہے اسنے کہا کہ
میں کچھہ نہیں جانتا پھر مینے اس سے کہا کہ تو بھی میرے ساتھہ ہو چلکر اس خبر کو دریافت کریں فقال انا
ماضٍ الی امرٍ هو اهم من ذلك اس ملعون نے مجھے جواب دیا کہ میں ایک امر کے لئے جاتا ہوں کہ
وہ اس سے بھی سوا اہم وضروری ہی اسوقت مینے کہا کہ اے ملعون خدا تجھپر لعنت کرے امیر المومنین کے قتل
سے زیادہ کیا امر ہے کہ جسکے لئے تو جاتا ہے شاید کہ حضرت کا قاتل تو ہی ہے فاراد ان یقول لا
فقال نعم یہہ ملعون چاہتا تھا کہ انکار کرے مگر حق اسکی زبان پر جاری ہوا کہنے لگا کہ ہاں میں ہی
ہوں یہہ کہکر اس لعین نے مجھپر حملہ کیا چاہتا تھا کہ مجھے بھی قتل کرے مینے اپنے تئیں بچایا اور للکار کے
ایک تلوار اسکی سر نحس پر لگائی کہ اسکے صدمہ سے یہہ ملعون گر پڑا پھر مینے ایک تلوار اور اسکو ران پر
لگائی بعد اسکو اسکی مشکیں باندھکر آپ کی خدمت اقدس میں لایا ہوں فقال الحسن الحمد لله رب
العالمین هو الذی نصر ولیه وخذل عدوه یعنی شکر ہے پروردگار عالم کا وہی ایسا ہے کہ منصور
ہیں دوست اسکے اور مخذول ہیں دشمن اسکے پھر جناب امام حسن علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام کی
پیشانی اقدس پر بوسہ دیکر عرض کیا کہ یا حضرت آپکا دشمن آپکے سامنے حاضر ہے اسوقت جناب امیر المومنین نے
آنکھیں کھولکر اسکی طرف دیکھا اور فرمایا یا لعین لقد جئت عظیما و ارتکبت امرًا جسیما
یا ویلك ابئس الامام کنت لك یعنی ای لعین تو نے بڑی خطا کی اور بہت بڑے امر کا مرتکب ہوا
وای تجھپر اے لعین کیا میں تیرے لئے برا امام تھا مینے تو تجھسے محبت کی اور دوسروں سے تجھے ممتاز کیا
باوجودیکہ میں جانتا تھا کہ تو میرا قاتل ہے چنانچہ اسے بارہا تجھپر ظاہر کیا لیکن تو نے راہ صواب اختیار نہ کی
قال فعند ذلك دمعت عینا ابن ملجم لعنه الله و قال أفانت تنقذ من فی النار راوی کہتا ہے کہ
ان باتوں کو سنکر اس شقی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگا کہ جو شخص جہنمی ہو چکا ہی اسکو آپ
کیونکر نجات دے سکتے ہیں ثم ان الامام التفت الی الحسن و قال له ارفق به مهما امكن واطعمه
من اكلك واسقه مما تشرب بعد اسکو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے
فرمایا کہ اے فرزند ارجمند جسقدر ہوسکے اسپر نرمی کرو جو کہانا میرے لئے لاؤ اسے بھی وہی کھلاؤ جو مجھے پلاتے ہو
اسکو بھی وہی دو تم دیکھتے نہیں کہ مارے خوف کے اسکے بدن میں رعشہ ہے حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا اس ملعون
سے ایسی حرکت عظیم صادر ہوئی اور حضور اسکے باب میں یوں فرماتے ہیں فقال نعم یا بنی انا اهل بیت

النبوة والرحمة والشفقة علی الخلق ولو لم نکن ذلک لما میزنا الله من عباده وجعلنا خزان
وحیه حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند گرامی ہم اہلبیت نبوت امت پر رحم اور شفقت کرنیوالے ہیں اگر
ہم ایسے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمکو کیوں اپنے بندوں میں ممتاز کرتا اور کسلئے ہمارے یہاں وحی نازل ہوتی
اگر میں مر گیا تو تم بھی اسپر ایک ہی ضرب لگانا اور اگر میں زندہ رہا تو ہمکو عفو کرونگا اسلئے کہ ہم صاحب کرم
بخشش ہیں (۸) واما امیر المؤمنین علیه السلام لما افاق من غشوته قال لاولاده
احملونی الی موضع مصلای فانی مفارقکم عن قریب محمد بن حنفیہ سے منقول ہے کہ ابن ملجم
ملعون کی ضربت سے جناب امیر علیہ السلام کو ایسا صدمہ پہنچا تھا اور بقدر ضعف طاری ہوا تھا کہ ساعت بساعت غش
حضرت کو غش آتا تھا ایکمرتبہ حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو اپنی اولاد امجاد سے خطاب کرکے ارشاد کیا کہ مجھے
میرے مصلے پر لیچلو کہ عنقریب میرے تمہارے درمیان میں مفارقت واقع ہوگی حضرتؑ کے حکم کے موافق اُن
جناب کو ہم اٹھا کر گھر کیطرف لے چلے اُسوقت لوگ گرد و پیش ہجوم کئے ہوئے فریاد و نالہ کر رہے تھے جب مکان
میں پہنچے تو لوگوں کو رخصت کردیا فالفته زینب وام کلثوم واعتنقتاه ببکاء وعویل حتی وضعتاه
علی فراشه وجعلتا تنادیانه جب حضرت زینبؑ و امّ کلثومؑ نے باپ کو اس حال سے پایا تو گلے سے
لپٹکر چیخیں مار مار رونے لگیں اور حضرت کو فرش پر لٹا کر اس عبارت سے بین کرتی تھیں یا ابتاه
من الصغیر حتی یکبر یا ابتاه حزننا علیک طویل وعبرتنا علیک لا ترقاء یعنی ای پدر نامدار آپکے
بعد صغیر بچوں کو کون پرورش کریگا کہ بڑے ہوں ای پدر عالیقدر حزن ہمارا آپکے غم میں بہت طولانی ہے
اور آپکی جدائی میں ہماری آنکھوں سے آنسو موقوف نہونگے قال فضج اهل البیت بالبکاء والنحیب
وفاضت دموع امیر المؤمنین علی خدیه وجعل ینظر الی اهله واولاده یمینا وشمالا ثم
محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت زینب و امّ کلثوم کے بیان سے تمام اہلبیتؑ بیتاب ہوکر باواز بلند رونے
لگے اور جناب امیر علیہ السلام کے بھی رخساروں پر اشک جاری تھے اور حضرتؑ بنگاہ حسرت دہنے اپنی اہل و
اولاد کو جو موجود تھے اور بائیں بیٹھی تھی دیکھتے تھے ثم ان الحسن اتی الیه بقاب من لبن وفیه عسل
فشرب منه قلیلا وحمد الله کثیرا وقال امضوا به الی اسیرکم بحقی علیکم وطیبوا طعامه
وشرابه الی حین موتی بعد اسکے جناب امام حسن علیہ السلام ایک قاب میں تھوڑا سا دودھ اور
شہد ملا کر کے لائے جناب امیر علیہ السلام اس میں سے تھوڑا نوش فرما کے دیر تک حمد الٰہی میں مصروف رہے جو دودھ
کہ کاسہ میں باقی تھا اسکو ارشاد کیا کہ ہمارے اسیر کے لئے لیجاؤ اور تمکو میرے حق کی قسم کہ جبتک میں زندہ
ہوں اسکو کھانے پینے کی تکلیف نہ دینا بلکہ طعام لذیذ اور آب سرد اسکو دیا کرنا قال فحملوا الیه ذلک واخبروه
بقول امیر المؤمنین علیه السلام فعض اللعین علی انامله حتی کاد یقطعها

اسفا علی ما فعل بامیر المؤمنین و دمعت عیناہ اسفا علیہ جناب امیر علیہ السلام کے حکم کے
موافق وہ دودھ انکو پاس لیگئے اور جو کچھہ کہ حضرت نے انکو باب میں ارشاد کیا تھا وہ بھی اُن سے بیان کیا
اُسوقت وہ ملعون اپنے فعل سے نادم ہوا اور مارے افسوس کے اپنی انگلیوں کو دانتوں میں اس زور سے دبایا
تھا کہ قریب تھا کہ کٹ جائیں اور مارے خجالت و پشیمانی کے اُس ملعون کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اسلیئے کہ وہ
ملعون جانتا تھا کہ تلوار اُسکی زہر آلودہ ہے انکو زخم سے ہرگز حضرت جانبر نہونگے (۹) عن حبیب بن عمر
قال دخلت علی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام فی مرضہ
الذی قبض فیہ فحل من جراحتہ فقلت یا امیر المؤمنین ما جرحک ھذا بشئ
وما بک من باس حبیب بن عمر روایت کرتا ہے کہ جب ابن ملجم ملعون نے فرق مبارک جناب امیر علیہ السلام پر
ضربت لگائی میں بطریق عیادت کے خدمت بارفعت میں حاضر ہوا اُسوقت حضرت نے زخم کھولکر مجھکو دکھایا
مینے تسکین دینے کو عرض کیا کہ یا حضرت کچھہ مقام تردد کا نہیں ہے انشاء اللہ آپکو جلد تر صحت حاصل ہوگی
فقال لی یا حبیب انا واللہ مفارقکم الساعۃ قال فبکیت عند ذلک وبکت ام کلثوم
وکانت قاعدۃ عندہ حبیب کہتا ہے کہ میرے اس کلام پر ارشاد فرمایا کہ اے حبیب یہہ زخم میرا صحت پذیر
نہیں ہے بلکہ میں دنیا میں کوئی دم کا مہمان ہوں حضرت کے اس فرمانے سے مجھکو رقت آئی اور جناب ام کلثوم
اُسوقت حضرت کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے بھی گریہ وزاری و نوحہ و بیقراری شروع کی فقال
ما یبکیک یا بنیۃ فقالت ذکرت یا ابت انک تفارقنا الساعۃ فبکیت فرمایا حضرت نے کہ
اے فرزند یہہ گریہ وزاری کسواسطے کرتی ہو تو اُس معصومہ نے عرض کی کہ یا حضرت کیونکر نہ روؤں میں کہ سایہ
آپکا میرے سر سے اُٹھا جاتا ہے اور میں رنج و یتیمی میں مبتلا ہوتی ہوں فقال لہا یا بنیۃ لا تبکین فو اللہ
لو ترین ما یری ابوک ما بکیت قال حبیب فقلت لہ ما الذی تری یا امیر المومنین حضرت نے فرمایا کہ
اے ام کلثوم نہ رو قسم بخدا کہ اگر تو دیکھتی تو وہ باتیں جو میں دیکھہ رہا ہوں تو کبھی نہ روتی تو راوی کہتا ہے کہ
مینے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کیا ملاحظہ فرما رہے ہیں قال یا حبیب اری ملائکۃ السموات والنبیین
بعضہم فی اثر بعض وقوفا الی ان یتلقونی وھذا اخی محمد رسول اللہ جالس عندی
ویقول تقدم فان امامک خیر لک مما انت فیہ فرمایا کہ اے حبیب دیکھتا ہوں میں ملائکہ آسمان کو اور
نبیوں کو کہ صف بصف استادہ ہیں اسلیئے کہ ملاقات کریں مجھسے اور یہہ بھائی میرے جناب محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وآلہ میرے پاس بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے علی جلد تر عازم جنت ہو کہ جو کچھہ تمہارے سامنے ہے وہ
بہتر ہے دنیائے ناپائدار سے قال فما خرجت من عندہ حتی توفی صلی اللہ علیہ فلما کان من الغد
واصبح الحسن قام خطیبا علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس فی ھذہ اللیلۃ نز

القرآن وفی هذه اللیلة رفع عیسی ابن مریم وفی هذه اللیلة قتل یوشع ابن نون
وفی هذه اللیلة مات امیر المؤمنین راوی کہتا ہے کہ میں حضرتؑ کے پاس سے نہ اٹھا تھا کہ
اُن معصومؑ نے انتقال فرمایا پس جبکہ صبح ہوئی تو جناب امام حسن علیہ السلام نے بالائے منبر جاکر خطبہ پڑھا بعد حمد و
ثنائے جناب باری ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مردم یہہ وہ شب تھی کہ جسمیں ہمارے جدِ اطہر محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ پر قرآن نازل ہوا اور اسی شب حضرت عیسیٰؑ بالائے آسمان تشریف لیگئے اور اسی شب میں حضرت
یوشع بن نون بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور اسی شب میں پدر بزرگوار میرے یعنی امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ
نے دنیائے غدار سے مفارقت فرمائی واللہ لایسبق احدٌ کان قبلہ من الاوصیاء الی
الجنة ولا یکون من بعدہٖ قسم خدا کی کہ جتنے اوصیا گزر گئے ہیں اور جو لوگ کہ اب ہونگے بہشت کے جانے
ہوئی حضرت پر سبقت نکریگا وان کان رسول اللہ لیبعثه فی السریة فیقاتل جبرئیل
عن یمینه ومیکائیل عن یسارہٖ وہ جناب ایسے جلیل القدر تھے کہ حضرت رسول خدا جب اُن جنابؑ کو واسطے
جہاد کے کسی لڑائی پر بھیجتے تھے تو حضرت جبرئیلؑ بجانب راست حضرت میکائیلؑ بجانب چپ کمک کے لئے
حاضر رہتے تھے وما ترکت صفراء ولا بیضاء الا سبع مائة درہم فضلت عن عطائه کان یجمعها
لیشتری بها خادماً لاهله اور قسم ہے سونے اور چاندی کے کچھ نہیں چھوڑا حضرتؑ نے
مگر سات سو درہم کہ اُن جنابؑ کی بخشش سے بچ رہے تھے انکو جمع کیا تھا کہ اپنی عیال کے لئے ایک خادم خرید
فرمائیں اب سنو قطام ملعونہ کا انجام کیا ہوا لکھا ہے کہ جب انکو لوگوں سے معلوم ہوا کہ ابن ملجم اپنا کام
کرچکا تو یہہ ملعونہ بہت شاد و بشاش ہوئی وجعلت تصفق بیدیها وترقص فی روشن
لها اذ قلب اللہ الروشن علیها فما وجدوها بعد ما علموها الا کالرغیف المحترق اور حالت
خوشی میں اپنے مکان کے طاقچہ میں تالیاں بجاتی تھی اور ناچتی تھی اسی حال میں بحکم خدا وہ طاقچہ
گرا اور یہہ ملعون اسکے نیچے دب کر فی النار ہوگئی جب لوگوں کو یہہ حال معلوم ہوا اور اسکو کھود کر نکالا تو
سیاہ سوختہ ہوگئی تھی جیسے جلی روٹی ہوتی ہے خسر الدنیا والاخرة قال محمد بن حنیفة بتنا اللیلة
لعشرین من شہر رمضان عند امیر المؤمنین وقد نزل السم الی
یدیه ورجلیه وکان یصلی من جلوس محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جناب امیر المومنینؑ کی خدمت
میں حاضر تھے بیسویں شب کو ماہ مبارک کی تو اثر زہر کا حضرتؑ کے ہاتھ پاؤں پر بھی اتر آیا تھا مگر پھر
بھی حضرتؑ نماز بیٹھ کر کے پڑھتے تھے اس شب بھر ہم لوگوں کو وصیت فرماتے رہے اور اپنی خبر مرگ سے ہمکو
مخزون کرتے تھے جب صبح ہوئی تو لوگوں کو اذن عام فرمایا کہ جسکا جی چاہے حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو
موافق حضرتؑ کے فرمانے کے لوگ حاضر ہوتے تھے اور حضرتؑ کو سلام کرتے تھے وهو یرد علیهم السلام

ویقول اسئلونی قبل ان تفقدونی باوجود شدت ضعف کے حضرتؑ ہر ایک شخص کے سلام کا جواب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ سوال کرو تم لوگ مجھ سے قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ حضرتؑ کے اس کلام سے لوگ چیخیں مار کر رونے لگے اور اس جہت سے کہ حضرتؑ کو جواب دینے میں تکلیف ہوگی کوئی کچھ سوال نہ کرتا تھا اور اگر کسی نے کچھ پوچھا تو بہت اختصار کے ساتھ قال محمد بن علی فلما کانت اللیلۃ الموعودۃ وہی لیلۃ احدی وعشرین من رمضان جمع ابی اولادہ ونحن ننظر الیہ والی یدیہ ورجلیہ وقد احمرتا فکبر ذلک علینا وقد حسرنا بفرقتہ فقد محمد بن علی علیہما السلام سے منقول ہے فرمایا انہوں نے کہ جب وہ شب ہوئی کہ جسکا وعدہ کیا تھا خدا اور رسولؐ نے یعنی شب بست و یکم ماہِ مبارک رمضان کی داخل ہوئی تو والد بزرگوار نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اسوقت بہ نگاہِ حسرت حضرتؑ کی صورتِ اقدس کو دیکھتے تھے حضرتؑ کے ہاتھ پاؤں شدتِ اثر زہر سے سرخ ہوگئے تھے یہ امر ہمارے اوپر بہت شاق تھا بلکہ اس اثر سے ہمکو ثابت ہوتا تھا کہ اب حضرتؑ کا سایہ ہمارے سروں سے اٹھتا ہے فعرضنا علیہ الماکول فابی ان یاکل وجعل یرشح وجہہ عرقا وھو یمسح وجہہ بیدہ الشریفۃ فقلت لہ یا ابتاہ اراک ان تمسح جبینک فقال یا بنی ان المومن اذا نزل بہ الموت عرق جبینہ وسکن انینہ اسوقت ہمنے کچھ کھانا حاضر کیا اور چاہا کہ حضرتؑ کچھ نوش فرماویں مگر حضرتؑ نے کھانے سے انکار کیا اس حال میں متواتر پیشانی نورانی سے عرق جاری ہوتا تھا اور حضرتؑ اپنے دستِ اطہر سے اس عرق کو پوچھتے تھے میں نے عرض کیا کہ یا حضرت اسقدر عرق پیشانی سے کیوں جاری ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ اے بیٹا حالتِ نزع میں مومن کا یہی حال ہوتا ہے اور نالہ فریاد اسکا کم ہوجاتا ہے بعد اسکے اپنی تمام اولاد صغیر و کبیر کو جمع کرکے انسے ارشاد کیا کہ میں نے تمکو خدا کے حوالہ کیا کہ وہ ہر حال میں اپنے بندوں کا کفیل و مددگار ہے بعد ایک شخص کو حکم کیا کہ شہر میں ندا کردے کہ سب لوگ میرے پاس حاضر ہوں جب سب لوگ جمع ہوئے اسوقت بعد حمد و ثنائے الٰہی و درود جنابِ رسالتپناہی حضرتؑ نے بہ نگاہِ حسرت حسنین علیہما السلام کی طرف دیکھا بعد اسکے اصحاب کی طرف جو مہاجر و انصار میں سے وہاں پر جمع تھے خطاب کرکے ارشاد فرمایا ایہا الناس اتقوا اللہ بعدی واجمعوا امرکم ورایکم علی اطاعۃ الحسن والحسین والانقیاد لہما وایاکم ومخالفتہما ایہا الناس بعد میرے پرہیزگاری کو ہاتھ سے نہ دو اور اتفاق کرو تم لوگ اطاعت و فرمانبرداری پر حسنینؑ کی اور خائف ہو انکی مخالفت سے فانہما خلفائی من بعدی وخلفاء رسول اللہ وھما حجج اللہ فی ارضہ وسیدا شباب اھل الجنۃ بلاشبہہ وہ دونو میرے بعد جانشین ہیں میرے اور قائم مقام ہیں رسولِ خدا کے اور حجتِ خدا ہیں زمین پر اور اور سردار ہیں جوانانِ جنت کے بعد اسکے سب اولاد امجاد کو ارشاد فرمایا کہ اطاعتِ حسنینؑ واجب و لازم جانیں

انکی مخالفت سے حذر کریں محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ بعد اسکے امام حسنؑ سے میرے باب میں کچھ وصیت فرمائی پھر کہا اُنسے کہ امام حسینؑ اور تم تو ایک جان دو قالب ہو انکے باب میں تم سے کچھ احتیاج نہیں ہے پھر لوگوں کو حوالہ خدا کر کے امام حسنؑ سے ارشاد کیا کہ جسوقت روح میری بدن سے مفارقت کر جاوے تو مجھکو نہلاؤ اور حنوط کرو اُس کافور سے جو بچ رہا ہے حنوط رسول خداؐ سے پھر کفنا کے صندوق میں رکھو جب تک وہ صندوق آگے کی جانب سے از خود بلند نہو اُسوقت تک کوئی اُسمیں ہاتھ نہ لگاوے جب دیکھو کہ صندوق ایک جانب سے بلند ہوا تو تم اور حسینؑ دوسری جانب سے اُٹھاؤ جہاں دیکھو کہ وہ صندوق زمین پر اترا تو فوراً تم بھی رکھدو کہ وہی میرا مدفن ہے فاذا حفرتم فسوف تلقون قبراً محضوراً وماجة منقورة مما ادخرة لی ابی نوح تھوڑی سی زمین کھودنے کے بعد دیکھوگے کہ ایک قبر کھدی ہوئی تیار ہے اور ایک صندوق بھی اُسمیں کھا ہوا ہے اُس قبر کو میرے دادا نوحؑ نے میرے لئے تیار کیا ہے ثم قال یا ابا محمد ویا ابا عبداللہ کانی بکما وقد خرجت علیکما الفتن من ھھنا وھھنا فاصبرا حتے یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ ای ابو محمدؑ و اے ابو عبداللہؑ گویا میں دیکھتا ہوں کہ اسی مقام سے یعنی کوفہ سے فتنہ وفساد برپا ہوگا تم دونو اُسمیں مبتلا ہوگے چاہیئے کہ ایسی حال میں تم دونو صبر اختیار کرو جبتک کہ خداوند برتر تمہاری باب میں حکم فرماوے اور وہ خیر الحاکمین ہے ثم نظر الی الحسین وقال یا بنی انت شہید ھذہ الامۃ فاصبر واعلیک بتقوی اللہ والصبر علی بلائہ پھر حضرتؑ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند تو شہید ہے اس اُمت کا چاہیئے کہ مصیبتوں میں صبر کر اور تقوی اور پرہیز گاری کو اپنا شعار کر پھر حضرتؑ نے ایک ایک اہلبیتؑ کو بنگاہِ حسرت دیکھکر وداع کیا اور اُنسے فرمایا کہ واللہ خلیفتی علیکم یعنی بعد میرے خدا تمہارا امین وکفیل ہے پھر بعد اسکے حضرتؑ کو غفلت ہوگئی ایک ساعت کے بعد محزون وآب دیدہ ہوکر آنکھیں کھولیں تو اپنی اولاد سے ارشاد کیا انی رایت الساعۃ رسول اللہ وفاطمۃ وحمزۃ وجعفراً وعقیلاً وھم یقولون عجل الینا یا ابا الحسن فانا الیک مشتاقون یعنی اسوقت میں نے خواب میں دیکھا جناب رسول خدا و فاطمہ زہرا و حمزہ و جعفر و عقیل کو کہ یہ لوگ مجھسے کہتے ہیں کہ اے ابو الحسنؑ جلدی آؤ کہ ہم سب تمہارے مشتاق ہیں اور تمہارے لئے جنت آراستہ کی گئی ہے اور دروازے آسمانوں کے کشادہ ہیں اور حوریں بزینت تمام تمہاری ملاقات کی مشتاق ہیں اس خواب کے سُننے سے اہل حرم میں صدائے نوحہ وشیون بلند ہوئی ثم ان امیر المومنین غمض عینیہ واطبق فاہ ومد یدیہ ورجلیہ وقال اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ جاء بالحق من عند الحق وصدق المرسلون بہ تختم النبوۃ وبی تختم الوصیۃ والولایۃ وبالقائم المہدی تختم الامام پھر حضرتؑ نے آنکھیں بند کرلیں اور

ہاتھ پاؤں پھیلادئے اور فرمایا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود بحق مگر اللہ برتر اور گواہی دیتا ہوں
کہ محمدؐ بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں خدا کے بحق و راستی و درستی گواہ ہیں تمام مرسلین اُن حضرت پر ختم ہوئی نبوت
اور مجھ پر وصیت و ولایت اور قائم مہدیؑ پر ختم ہوگی امامت یہ فرما کر حضرت دار فانی سے عالم جاودانی کو
تشریف فرما ہوئے اُسوقت اسطرح کا شیون و ماتم اہل حرم میں بپا ہوا کہ انکی آواز نالہ سے زمین کانپتی تھی
اور ملائکہ و جنات و ارض و سموات اس غم میں گریاں تھے واغبرّ الجوّ وکسفت النیّرین واعرضت
الوحوش والاطیار والحیتان عن مرتعها + اور قطبہای آسمان تیرہ و تار ہوگئے چاند سورج
کو گہن لگ گیا جانوران صحرا و ماہیان دریا دانے پانی سے باز رہے اُسوقت ایک آواز آتی تھی کہ کوئی
ان شعروں کو پڑھتا تھا بنفسی ومالی ثم اهلی واسرتی + فداء لمن اضحی قتیل ابن ملجم یعنی
جان و مال و اہل و عیال سب فدا ہوں اُس شخص پر جسکو قتل کیا ابن ملجم لعین نے علیؑ امیر المومنین ومن بکت
لمقتله البطحاء واکناف زمزم + وہ قتیل علی ابن ابیطالب امیر المومنینؑ ہیں اُن حضرتؑ کی شہادت پر
روتے ہیں بطحا و اطراف زمزم محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ جب امام حسن علیہ السلام نے نعش اطہر کو حضرتؑ
کے حکم کے مطابق صندوق میں رکھا تو بحکم خدا ایک جانب سے صندوق بلند ہوا اُسوقت حسنین علیہما السلام
نے دوسری جانب سے اُٹھایا ایک جگہہ پر پہنچ کر وہ صندوق زمین پر مائل ہوا اُسوقت صاحبزادوں نے
بھی ہاتھوں سے رکھدیا پھر امام حسن علیہ السلام نے نماز پڑھی بعد نماز کے ایک اونٹ بہت ضخیم فریاد و
نالہ کرتا ہوا پیدا ہوا اور قریب جنازہ آکر بیٹھ گیا اور اسطرح سے روتا تھا کہ جیسے کسی عورت کا بچہ مرجاتا
ہے اور وہ اسکے غم میں جزع و بیتابی کرتی ہے موافق حضرتؑ کی وصیت کے ہم لوگوں نے جنازہ کو اسکی
پیٹھ پر رکھدیا جب وہ اُٹھکر چلا تو ہم لوگ بھی اسکے پیچھے روانہ ہوئے ایک مقام پر پہنچکر وہ اونٹ بیٹھ گیا
امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جہاں اونٹ بیٹھ گیا ہے اس جگہہ کو کھودیں موافق امر امامؑ
جب تھوڑی سی زمین کھودی گئی تو ایک قبر بہت صاف و ستھری مع تختہ ظاہر ہوئی اور ایک
ہاتف نے آواز دی کہ انزلوا الطاهر فی التربة الطاهرة فقد اشتاق الاب الی ولده والحبیب
الی حبیبه یعنی اُتارو طاہر کو قبر طاہر میں کہ باپ مشتاق ہے اپنے فرزند کا اور منتظر ہے حبیب
اپنے حبیب کا فلما جعل فی قبره وهم الحسن ان یخرج عنه نظر ثانیة فلم یره
جب حضرتؑ کو قبر میں اُتار چکے اور امام حسنؑ نے قصد کیا کہ قبر سے باہر نکلیں پھر نظر کی تو حضرتؑ کی نعش اطہر کو
قبر میں نہیں پایا الا یا عین ویحك فاسعدینا + الا فابکی امیر المؤمنینا + اے آنکھ وائے ہو
تجھ پر اب ساتھ دے میرا اور امیر المومنینؑ کو رو وابکی خیر من رکب المطایا + وفارسها ومن
رکب السفینا میں انکو روتا ہوں جو بہتر ہے تمام ناقہ سواروں اور شہسواروں سے اور جو سوار ہوا

کشتی نجات ہے + ومن لبس النعال ومن حذاھا + ومن قراء المثانی والمبینا اور جس نے جوتی کو پہنا اور
سیا اور پڑھا سورہ فاتحہ اور انا فتحنا لک فتحا مبینا + مضے بعد النبی فدتہ روحی + ابو حسین
وخیر الصالحینا گزر گئے بعد نبی کے ابو حسن بہترین اہل صلاح فدا ہو جان میری اُنپر سے
فلا واللہ لا انسی علیا + وحسن صلوٰتہ فی الراکعینا پس قسم بخدا نہ بھولونگا میں علی کو
اور انکی خوبی نماز کو درمیان میں رکوع کرنیوالوں کے لقد علمت قریش حیث کانت + بانک
خیرھا حسبا ودینا بلاشبہہ قریش خوب جانتے ہیں اس بات کو کہ تو بہترین قریش سے حسب میں اور دین میں
الا فابلغ معاویۃ بن حرب + فلا قرت عیون الشامتینا + آگاہ کہہ دو معاویہ بن حرب کو
کہ نہ روشن ہوں آنکھیں خوشی کرنیوالوں کی وقل للشامتین بنا رویدا + سیلقی الشامتون
کما لقینا اور کہہ دو اُن لوگوں سے جو ہمارے حال پر خوشی کرتے ہیں قریب ہے کہ دیکھینگے خوشی
کرنیوالے بھی جو کچھ ہمنے دیکھا ہے فنی الشہر الحرام فجعتمونا + بخیر الخلق طرا اجمعینا اے دشمنوں
ماہ حرام میں تمنے ہمکو مغموم کیا غم میں اس شخص کے جو جمیع مخلوقات سے بہتر تھا وقولک قد مضی عنا علینا
فان بقیۃ الخلفاء فینا اے دشمن تو طعن کرتا ہے اور خوش ہے کہ علی بن ابیطالب ہمارے درمیان
سے اٹھ گئے دیکھ بقیہ خلفا درمیان ہمارے موجود ہیں فذا الحسن الزکی لنا قد اضحی + خلیفۃ
علی کل العبدینا اب حسن زکی حضرت کے بعد انکے خلیفہ ہوئے اور امام اور پیشوا ہیں تمام مومنین کے
(۱۰) قال الراوی ثم رجع اولاد امیر المؤمنین وجمیع الناس الی الکوفۃ واجتمعوا
لقتل عدو اللہ وعدو رسولہ ابن ملجم اللعین منقول ہے کہ جب اولاد امیر المومنین اور
شیعہ اُس جناب کے اُن حضرت کو دفن کر کے کوفہ میں پھر آئے اُسوقت لوگ جمع ہوئے تاکہ دشمن خدا و رسول
یعنی ابن ملجم لعین کو داخل جہنم کریں بعض شخصوں نے کہا اس ملعون کو تیروں کا نشانہ کرنا چاہیے بعضوں نے
کہا کہ اسکو درخت میں لٹکا کر نیچے اسکے آگ روشن کر دیویں فقال الحسن انی تابع فیہ وصیۃ ابی
علیہ السلام حیث قال یا بنی اضربہ ضربۃ بضربۃ التی ضربنیھا فی یموت فیھا
ولا تثنّ مگر جناب امام حسن علیہ السلام نے اس باب میں کسی کے کہنے پر خیال نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ
میں اپنے والد بزرگوار کی وصیت کا تابع ہوں مجھسے ارشاد کیا ہے کہ ایک ہی ضربت اسکو بھی قتل کرنا
اور دوسرا وار نہ لگانا جسطرح اسنے مجھے ایک وار میں شہید کیا واحرقہ بنار جھنم کما یفعل بقتلۃ
الانبیاء بعد اسکے اس ملعون کو آتش جہنم سے جلا دونگا جیسا کہ نبیوں کے قاتلوں سے کیا جاتا ہے
پھر جناب امام حسن علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس لعین کو حاضر کریں لوگ موافق فرمان امام کے اس شقی کو
مشکیں باندھ کے لائے اُسوقت حضرت مسند امامت پر تشریف رکھتے تھے اور امام حسین علیہ السلام حضرت کے

پہلو میں بیٹھے تھے فقال لہ الحسنؑ قتلت امیر المومنین واعظمت الفساد فی الدین افجعتنا
وافجعت جمیع المسلمین جب وہ ملعون سامنے آیا تو جناب امام حسن علیہ السلام نے اُس ملعون سے
خطاب کرکے فرمایا کہ اے شقی تو نے قتل کیا امیر المومنینؑ کو اور دین میں بڑا فساد ڈالا اور تو نے ہمکو اور
تمام مسلمانوں کو محزون و مغموم کیا بعد اسکے اسے بٹھا کر حضرتؑ نے تلوار میان سے باہر کی دیکھتے کے ساتھ ہی
اُس ملعون کی صورت نحس پر مُردنی چھاگئی حضرتؑ نے چاہا کہ ایک ہی وار میں اسکے سر نحس کو گردن سے
قلم کریں مگر لوگوں نے اسقدر ہجوم کیا تھا کہ حضرتؑ کو ہاتھ اُٹھانے کی جگہہ نہ ملی اس سبب سے تلوار گردن سے
ہٹ کر سر پر پڑی مگر زخم کاری ہوا کہ وہ ملعون تڑپنے لگا فقال الحسین لاخیہ الیس الاب واحد
والام واحد قال بلیٰ فداک اخوک یا ابن امّ اُسوقت جناب سید الشہداء علیہ السلام نے اپنے
برادر نامدار سے عرض کی کہ آیا ہمارے اور آپ کے باپ ماں ایک نہیں ہیں حضرت امام حسن علیہ السلام نے
فرمایا کہ بیشک فدا ہو بھائی تم پر اے ماجائے قال ناولنی السیف لابرد بعض ما اجد فی صدری
من قتل والدی جناب سید الشہداء نے عرض کیا کہ تلوار مجھے بھی عنایت کیجئے کہ والد بزرگوار کی شہادت
سے میرے سینہ میں آگ بھڑک رہی ہے میں بھی ایک ہاتھ اس شقی پر لگا کے اپنا دل ٹھنڈا کروں
جناب امام حسن علیہ السلام نے تلوار دیدی حضرتؑ نے لیکر ایک ضرب لگائی کہ وہ شقی دو ٹکڑے ہو گیا
وعجل اللہ بروحہ الی جہنم وبئس القرار بعد اسکے باقی اولاد جناب امیر علیہ السلام بلکہ تمام
ہاشمی ہر طرف سے دوڑے اور جسد نحس کو اسکے ٹکڑے کرکے آگ میں جلا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ
جو شخص اسے گرفتار کرکے لایا تھا حضرت امام حسن علیہ السلام سے عرض کرکے اسکی نعش کو لے گیا اور
آگ میں جلا دیا اور بعض روایت میں ہے کہ اسکی زوجہ نے جلا دیا بہر حال وہ ملعون تا روز قیامت
عذاب الیم میں مبتلا ہے اور ابد الآباد جہنم میں رہیگا (۱۱) ابو القاسم معروف بہ ابی الوفا کوفی نقل کرتا ہے
ایک روز میں نے دیکھا کہ مقام ابراہیم کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں فقلت ما الخبر میں نے پوچھا کہ کیا
خبر ہے اور یہ لوگ کیوں جمع ہیں فقالوا راہب نصرانی قد اسلم و تشیع لوگوں نے کہا کہ
ایک راہب نصرانی ہے کہ اسنے اسلام کو قبول کیا ہے اور طریقہ امامیہ اختیار کیا ہے یہ سنکر میں اسکے قریب گیا
دیکھا کہ ایک مرد پیر ہے مگر بڑا قدآور ایک صوف کا جبہ اور کلاہ پشمی پہنے ہوئے بیٹھا ہے فسألته
عن سبب الاسلام میں نے اس سے سوال کیا کہ تیرے مسلمان ہونیکا کیا سبب ہے اسنے بیان کیا کہ دریا کے
کنارہ پر میرا صومعہ تھا میں ایک روز وہاں بیٹھا تھا دیکھا میں نے کہ ایک جانور دریا سے نکلا اور چوتھائی آدمی کو
اُگل دیا بعد اسکے اُڑ گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر اترا اور ایک چوتھائی پھر اُگل دیا اسطرح چار مرتبہ چار ٹکڑے
جب اُگل چکا اُسوقت وہ ٹکڑے سب آپس میں ملگئے اور ایک آدمی بنگیا وہ آدمی مانند کشتی کے ہانپتا تھا کہ ناگاہ

وہ جانور پھر نازل ہوا اور اپنی منقار سے نوچ کر ایک چوتھائی اُسکا نگل گیا اسیطرح چار مرتبہ میں تمام کر دیا اُسوقت
مینے دل میں افسوس کیا کہ کاش مینے اُس سے پوچھا ہوتا کہ تو کون ہے جب دوسرا سال آیا تو پھر ویسا ہی اتفاق
ہوا اُسوقت میں اُس شخص کے قریب گیا اور اُس سے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور تجھسے کونسی معصیت سرزد
ہوئی ہے جسکے سبب سے تو اس عذاب میں مبتلا ہے تو اُس ملعون نے جواب دیا کہ وہ ملعون عبدالرحمن بن ملجم ہے اور
گناہ اُسکا یہہ ہے کہ اُسنے درحالت سجود علی بن ابیطالب علیہ السلام کو قتل کیا ہے راہب کہتا ہے کہ مینے اُس سے
پوچھا کہ علی بن ابیطالبؑ کون شخص تھے اُسنے کہا کہ وصی پیغمبر آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے بمجرد
اس کلام کے مینے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہہ دین حق نہوتا تو خداوند کریم انکے قاتل کو کیوں ایسے عذاب میں
مبتلا کرتا یہی سمجھکے مینے اسلام اور ایمان قبول کیا اور بعد جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے حضرتؑ کو انکا
جانشین اور اپنا پیشوا جانتا ہوں اور بعد ان حضرتؑ کے گیارہ معصوم انکی اولاد کرام سے میرے امام و رہنما ہیں
اِنِّی وَلِیٌّ لِمَنْ وَالَاهُمْ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاهُمْ اور میں دل جان سے دوست ہوں اُس شخص کا
جو ان حضرتؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن ہوں ان لوگوں کا جو انسے بغض و عداوت رکھتے ہیں (۱۲)
عن الضحاک ابن مزاحم قال ذکر علیؑ عند ابن عباس بعد وفاتہ فقال وا اسفاہ علی
ابی الحسن مضی واللہ ما غیر ولا بدل ولا قصر ولا جمع ولا ضیع ولا منع
ولا اثر الا اللہ ضحاک بن مزاحم روایت کرتا ہے کہ ایکروز بعد شہادت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مجلس ابن
عباسؓ میں کچھہ ذکر حضرتؑ کا آیا اُسوقت اُنہوں نے فرمایا کہ حسرت و افسوس ہے کہ حضرتؑ دنیا سے تشریف لے گئے
قسم بخدا کہ اُس جنابؑ نے شریعت نبوی میں کسیطرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا اور اجرائے دین میں کچھہ تقصیر نہیں
کی نہ حضرتؑ نے مال جمع کیا نہ اُسکو ضائع کیا نہ ارباب استحقاق سے دریغ رکھا ان سب امروں میں سوائے خوشنودی
خدا کے کوئی امر اور منظور نہ تھا واللہ لقد کانت الدنیا علیہ اھون من شحشع نعلہ لیث فی الوغا
بحر فی المجالس حکیم فی الحکماء ھیہات قد مضے الی الدرجات العلٰی قسم بخدا کہ دنیا
تسمہ پاپوش سے ذلیل تر تھی ان حضرتؑ کے نزدیک جہاد میں شیر کیطرح حملہ فرماتے تھے مجلس میں علم کے دریا
بہاتے تھے جب ذکر حکمت کا ہوتا تو حضرتؑ کے سامنے سب حکما بے حقیقت محض تھے افسوس کہ حضرتؑ نے
دنیا سے مفارقت فرمائی اور مدارج اعلیٰ پر فائز ہوئے (۱۳) حدثنی الحسن بن یحیی الدھان قال
کنت ببغداد عند قاضی بغداد واسمہ سماعۃ اذ دخل علیہ رجل من کبار اھل بغداد فقال
لہ اصلح اللہ القاضی انی حججت فی السنین الماضیۃ فمررت بالکوفۃ فدخلت
مرجعی الی مسجدھا حسن بن یحیی روغن فروش روایت کرتا ہے کہ ایکروز میں ملاقات کو
قاضی بغداد کی کہ نام اُسکا سماعہ تھا گیا کہ ایک شخص نے قاضی کے پاس آکر دعا دی اور کہنے لگا کہ پچھلے

میں کوفہ سے ہوتا ہوا حج کو گیا تو پھر میں کوفہ داخل مسجد کوفہ ہوا فبینا انا واقف فی المسجد ارید
الصلوٰۃ اذا امامی امراۃ اعرابیۃ بدویۃ مرخیۃ الذوائب علیہا شملۃ مسجد میں جاکر
بہ تہیہ نماز کھڑا تھا میں کہ دفعتہ ایک عورت اعرابیہ بدویہ زلفیں چھوڑی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی میرے سامنے
نمایاں ہوئی وھی تنادی وتقول یا مشہوراً فی السموات یا مشہوراً فی الارضین
یا مشہوراً فی الآخرۃ یا مشہوراً فی الدنیا جہدت الجبابرۃ والملوک علی اطفاء نورک واخماد ذکرک
فابی اللہ ذکرک الا علوا ونورک الا ضیاء وتماما ولو کرہ المشرکون اور ندا کرتی تھی کہ اے وہ
شخص کہ مشہور ہے آسمانوں اور زمینوں میں اے وہ شخص کہ مشہور ہو دنیا و آخرت میں ہر چند جابر و ظالم اور
بادشاہوں نے تیرے نور کے بجھانے میں اور تیرے ذکر کے خاموش کرنے میں بہت سی جد و جہد کی لیکن حق سبحانہ
تعالیٰ نے علی الرغم ان ملعونوں کے تیرے ذکر کو بلند کیا اور تیرے نور میں زیادہ تجلی بخشی یہاں تک کہ حد کمال کو
پہنچایا اگرچہ تیرے ذکر کی بلندی اور نور کا زیادہ ہونا کافروں کو ناگوار ہوا قال فقلت یا امۃ اللہ من ھذا
الذی تصفینہ بھذہ الصفۃ قالت ذاک امیر المؤمنین ناقل خبر بیان کرتا ہے کہ
میں نے پوچھا اس سے کہ اے عورت یہ کون شخص ہے جسکی تو صفت کرتی ہے تو اس نے جواب دیا کہ ممدوح میرا امیر المومنین ہے
قال فقلت لہا ای امیر المؤمنین ھو قالت علی ابن ابی طالب الذی لا یجوز التوحید الا بہ
و بولایتہ پھر میں نے پوچھا کون امیر المومنین ہیں تو کہا کہ وہ شخص ہیں کہ تاوقتیکہ آدمی انکی محبت سے خالی ہو توحید
یکتائی کا اقرار وحدانیت خدا کچھ فائدہ نہیں بخشتا یعنی علی بن ابیطالب قال فالتفت الیہا فلم ارا احدا
وہ شخص کہتا ہے کہ یہ کہکر دفعتہ وہ میری نظروں سے غائب ہو گئی نہ سمجھا میں کہ وہ کس جنس سے تھی حوریہ تھی یا جنیہ
تھی صلے اللہ علی محمد و آلہ (۱۴) عن عائشۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عائشہ کی
باوجود حضرت امیر کی عداوت کے یہ دو شعر انکی تعریف میں بطور حق بر زبان جاری کی منقول ہیں شعر
اذا ما التبر حک علی المحک ۔ تبین غشہ من غیر شک + ففینا الغش والذھب المصفی
علی بیننا شبہ المحک جو وقت کہ سونا گھسا جائے کسوٹی پر ظاہر ہو جائیگا غش اسکا بلا شبہ پس ہم میں
غش ہے اور صاف سونا اور حضرت علی کسوٹی کے مانند ہم سب میں ہیں (۱۵) حضرت امیر علیہ السلام سے یہ شعر
منقول ہیں احسین انی واعظ ومؤدب + فافہم فان العاقل متادب ای حسین میں
واعظ ہوں اور ادب دینے والا ہوں تو میری وعظ کو سمجھو اور ضرور عقلمند ادب پذیر ہوتا ہے واحفظ وصیۃ
والد متحنن + یغذوک بالآداب کی لا تعتب اور یاد رکھو وصیت پدر مہربان کی جو غذا کی طرح
ادب دیتا ہے تاکہ معتوب نہ ہو بنی ان الرزق مکفول بہ + فعلیک بالاجمال فیما تطلب
ای بیٹے فرزند بے شبہ رزق کا کفیل خدا ہے لازم ہے تجھکو کہ وجہ حلال سے طلب کر (۱۶) فی بعض الاخبار

ان رجلا قال دخلت الی جامع بنی امیة لاصلی صلوٰة الصبح اخبار میں وارد ہو کہ ایک شخص
کہتا ہے کہ ایک روز نماز صبح پڑھنے کے لیئے بنی امیہ کی مسجد جامع میں گیا واذا برجل من بنی امیة قد جاء و
وقف قریبا منی وقام یصلی کہ ناگاہ ایک شخص بنی امیہ میں سے داخل مسجد ہوا اور میرے نزدیک
کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا فلما طأطأ راسه للسجود سقطت عمامته عن راسه فاذا راسه ووجهه
کوجه الخنزیر وشعره کشعر الخنزیر پس جب اسنے اپنے سر کو سجدہ کے لیئے جھکایا تو عمامہ اسکا سر سے
گر پڑا اسوقت دیکھا مینے کہ سر اور پیشانی اسکی اور بال اسکے سُور کے سر اور بالوں سے مشابہ ہیں فلما نظرته
طار عقلی وطاش لبی ولم اعلم بما صلیت وما قلت فی صلوتی جب مینے اسکو اس حال سے
دیکھا تو میری عقل پرواز کر گئی اور ہوش میرے زائل ہو گئے کہ نہیں جانتا میں کیونکر نماز ادا کی اور میں نے نماز میں کیا
پڑھ گیا فلما قام من الصلوة تنفس الصعداء وقال لا حول ولا قوة الا بالله العلی
العظیم ثم قال لی یا اخی اخبرك بقصتی واظهرك علی حالی جب وہ مرد نماز سے اٹھا تو حزین و غمگین
کی طرح ایک ٹھنڈی سانس لیکر لاحول پڑھی پھر مجھ سے کہنے لگا کہ اے برادر تجھ میں اپنے قصہ سے مطلع کروں
اور اپنا حال ظاہر کروں ثم انه کشف راسه ونزع قمیصه فاذا راسه ووجهه کالخنزیر
وبدنه شعره مثل جلد الخنزیر بعد اسکے اسنے اپنے سر کو کھولا اور کرتا بدن سے اتار ڈالا تو دیکھا
مینے کہ ہمہ تن مشابہ ہے سُور سے یہانتک کہ جلد بدن بھی سُور کی سی تھی فتعجبت وقلت له ما الذی
اراه بك من البلاء پس میں نہایت متعجب ہوا اور پوچھا کہ یہ کیا حال ہے کہ میں تجھکو نہایت مبتلاے
عذاب دیکھتا ہوں فقال اعلم انی کنت مؤذنا لبنی امیه وکنت کل یوم العن علی بن ابی
طالب علیه السلام الف مرة بین الاذان والاقامة فاذا کان یوم الجمعة لعنته اربعین
الف مرة اسنے کہا کہ سنو میں بنی امیہ کا مؤذن تھا ہر روز اذان و اقامت کے درمیان ہزار بار جناب امیر
علیه السلام پر لعنت کرتا تھا نعوذ باللہ اور جمعہ کے روز چالیس ہزار بار فبینما انا نائم لیلة الجمعة اذ رایت
فی منامی کان القیامة قد قامت ورایت رسول الله صلی الله علیه واله والحسن
والحسین علیهما السلام واذا انا بالکوثر مترع ایک شب جمعہ کو سو رہا تھا ناگاہ خواب میں دیکھا مینے کہ
گویا قیامت قائم ہوئی ہے اور جناب رسول مختار اور حسنین علیهم الصلوة والسلام تشریف رکھتے ہیں اور حوض کوثر
چھلکتا ہے وبید الحسنین علیهما السلام کاس من نور وهما یسقیان الناس کافة
اور حسنین علیهما السلام نور کے کاسے لیئے ہوئے سب لوگوں کو حوض سے سیراب کرتے ہیں وانا فی عطش عظیم
فدنوت من الحسن علیهما السلام وقلت له اسقنی یا ابن رسول الله میں شدت سے پیاسا تھا
مینے قریب جا کر جناب امام حسن علیه السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسول مختار مجھکو سیراب فرمائیے

فقال ستشرب من حمیم جہنم حضرت نے جواب دیا کہ قریب ہو کہ پئے گا تو آب گرم جہنم کا فقال له النبی صلی
الله علیه وآله لم لا تسقیه جناب رسالتمآب نے امام حسن علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ کیوں اسے
پانی نہیں پلاتے فقال یا جداه کیف اسقیه وهو یلعن ابی فی کل یوم الف مرة
فاذا کان یوم الجمعة لعنه اربعین الف مرة جناب امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے جد بزرگوار میں
کیونکر اسے پانی پلاؤں وہ تو میرے باپ پر ہر روز ہزار بار لعنت کرتا ہے اور روز جمعہ کو چالیس ہزار بار
فالتفت النبی الی وقال مالك یا لعین یا شقی تلعن اخی وخلیفتی وابن عمی علی بن ابی طالب
جناب رسول خدا یہ حال سنکر غضبناک ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لعین اے شقی کیا
باعث ہے کہ تو میرے بھائی اور خلیفہ اور ابن عم علی بن ابیطالب کو برا کہتا ہے فبصق فی وجهی وقال
غیر الله ما بك من نعمة اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے میرے منہ پر تھوک
دیا اور فرمایا کہ متغیر کردیوے خدا اپنی نعمت کو تجھسے فانتبهت من منامی فاذا قد لسخت کما
تری وصرت عبرة لمن اعتبر ومن یسمع پس یہ خواب دیکھکر میں نیند سے چونکا تو جو وقت میری صورت
ایسی تھی جیسا کہ تو اس وقت دیکھتا ہے اور باعث عبرت ہو گیا اس شخص کے لئے جو عبرت پکڑے اور جو شخص کہ
سنے اور دیکھے میری حال تباہ کو وانا احمد الله تبت الی الله تعالی مما کان منی وتولیت علی ابن ابی
طالب علیه السلام وبرئت من اعدائه الا لعنة الله علی القوم الظالمین ۰

الحمد للہ کہ اب میں نے اپنی عقائد فاسدہ سے درگاہ باری میں توبہ کی اور علی بن ابیطالب علیہ السلام کا دوست ہوا
اور انکے دشمنوں سے بیزاری اختیار کی (۱۷) قوله تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصلحت
اولئك هم خیر البریة جناب احدیت کلام مجید میں فرماتا ہے جو لوگ کہ ایمان لائے اور اعمال نیک
کئے وہ بلاشبہہ بہترین خلق ہیں فی الامالی عن جابر بن عبد الله قال کنا عند النبی فاقبل علی
ابن ابی طالب فقال النبی قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبة فضربها بیده ثم
قال والذی نفسی بیده ان هذا وشیعته لهم الفائزون یوم القیامة کتاب امالی میں جابر بن
عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ ایک دن ہم کئی شخص خدمت بابرکت جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ میں حاضر تھے کہ جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام تشریف لائے حضرت کو دیکھکر جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس بھائی میرا آیا ہے بعد اسکے حضرت نے ہاتھ کعبہ پر مار کے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی جسکے
ید قدرت میں جان ہے میری کہ بلاشبہہ یہ اور شیعہ اسکے سب فائز و رستگار ہیں روز قیامت کو ثم قال انه اولکم
ایمانا معی واوفکم بعهد الله واقومکم بامر الله واعدلکم فی الرعیة واقسمکم بالسویة واعظمکم
عند الله مزیة بعد اسکے فرمایا کہ ایمان لانا علی کا مجھ پر پہلے ہے تم لوگوں کے ایمان لانے سے اور علی تم سے بڑھکر ہے

تم نے خدا کا عہد پورا کرنے میں اور قائم تر ہو تم لوگوں سے حکم خدا کے بجا لانے میں اور عادل تر ہو تم لوگوں سے باب
رعیت میں اور عظیم ہے تم لوگوں سے رتبے میں اور زیادہ ہو تم لوگوں سے مرتبہ میں قال فنزلت ان الذین اٰمنوا
وعملوا الصالحات اولٰئک ہم خیر البریۃ بیان کیا حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہ جس وقت
رسول خدا نے یہ حدیث فرمائی اسکے بعد یہ آیہ نازل ہوا قال وکان اصحاب محمد اذا اقبل علیؑ
قالوا جاء خیر البریۃ فرمایا حضرت جابر نے کہ اصحاب جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے جس وقت جناب علی
بن ابیطالب علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھ لیتے کہتے تھے آیا بہترین خلق وعن النبیؐ فی ہذہ الآیۃ
انہ التفت الی علیؑ وقال واللہ انت وشیعتک یا علی میعادک ومیعادہم الحوض غدا
غر محجلین متوجہین اور جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ سے اس آیت کے باب میں حدیث ہے فرمایا اس جناب نے کہ یا علیؑ
خیر البریۃ تم ہو اور شیعہ تمہاری یا علیؑ وعدہ گاہ تمہارا اور تمہارے شیعوں کا کل کے دن حوض کوثر ہے نورانی
چہروں سے اور روشن قدموں سے تم سب متوجہ ہوگے حوض کوثر کی طرف وفی المحاسن عن الباقر علیہ السلام
قال ہم شیعتنا اہل البیت جزاؤہم عند ربہم جنات عدن تجری من تحتہا الانہار خالدین
فیہا ابدا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ لانہ بلغہم اقصے امانیہم اور کتاب محاسن برقی میں
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث ہے فرمایا اس جناب نے کہ خیر البریۃ وہ لوگ ہیں جو ہم اہلبیت کے شیعہ
ہیں جزا ان لوگوں کی خداوند کریم کے پاس باغہائے بہشت ہیں جاری ہیں تحت میں انہیں باغوں کے نہریں
ہمیشہ انہیں باغوں میں ساکن رہینگے راضی اور خوشنود ہے خدائے برتر انسے اور وہ لوگ بھی خدا تعالیٰ سے
راضی ہیں اس سبب سے کہ پہنچایا انکو خدا تعالیٰ نے انکی غایت امید کو ذلک لمن خشی ربہ فان الخشیۃ ملاک
الامر والباعث علی کل خیر یہ مرتبہ ہمارے ان شیعوں کو ملیگا جو خائف ہیں خدا سے لاریب خوف خدا
بہت بڑا امر ہے اور باعث ہے سب نیکیوں کا فی الکافی عن الصادق علیہ السلام انہ قال لرجل من الشیعۃ
انتم اہل الرضا عن اللہ جل ذکرہ برضاہ عنکم والملائکۃ اخوانکم فی الخیر فاذا اجتہدتم ادعوا
واذا غفلتم اجتہدوا وانتم خیر البریۃ دیارکم لکم جنۃ وقبورکم لکم جنۃ للجنۃ خلقتم
وفی الجنۃ نعیمکم والی الجنۃ تصیرون اور کتاب کافی میں ہے کہ جناب صادق علیہ السلام
نے ایک مرد شیعہ سے خطاب کر کے فرمایا تم ہو اہل رضا خداوند جلیل تم سے راضی ہے اور ملائکہ تمہارے بھائی
ہیں معین و مددگار تمہارے ہیں امور خیر میں پس جس وقت مصروف خیر ہو مشغول دعا ہو اور جس وقت غافل ہو
اس وقت کوشش کرو کہ اپنے تئیں غفلت سے نکالو اور تمہیں خیر البریۃ ہو یعنی بہترین خلق ہو تمہارے مکانات تمہارے
واسطے بمنزلہ جنت ہیں قبریں تمہاری جنت ہیں جنت ہی کے لئے تم خلق کئے گئے ہو جنت میں تمہارے لئے نعمتیں ہیں
اور تم جنت ہی کو روانہ ہوگے عن عمر بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ انی سمعتک انت تقول

کل شیعتنا فی الجنۃ علی ما کان فیہم عمرو بن یزید نے بیان کیا کہ عرض کی مینے خدمت اقدس جناب
صادق علیہ السلام میں کہ یا حضرت مینے سُنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں سب شیعہ ہمارے داخل جنت ہونگے جس حال میں
وہ ہوں قال صدقتك کلہم واللہ فی الجنۃ قال قلت جُعِلتُ فداك ان الذنوب کثیرۃ
کبائر فرمایا حضرت نے تصدیق کرتا ہوں میں تجھے اس حدیث کی قسم بخدا کہ سب شیعہ ہمارے جنتی ہیں کہا
راوی نے کہ عرض کی مینے کہ یا حضرت گناہ بہت ہیں اور اکثر گناہ کبیرہ ہیں فقال اما فی القیامۃ فکلکم فی
الجنۃ بشفاعۃ النبی المطاع او وصی النبی ولکن واللہ اتخوف علیکم فی البرزخ فرمایا حضرت نے لیکن قیامت
میں تم سب جنت میں جاؤگے شفاعت سے اپنے نبی مخدوم کی یا انکے وصی کی لیکن خوف کرتا ہوں میں تمہارے عذاب برزخ کا
قلت وما البرزخ قال القبر منذ حین موتہ الی یوم القیامۃ مینے عرض کیا کہ یا حضرت برزخ
کسے کہتے ہیں فرمایا معصوم نے کہ جسوقت سے مرتا ہے تا قیامت برزخ ہے یعنی اگر مومن دنیا پر مائل ہو کر مرتکب
معصیت ہوا ہے تو کفارہ اسکا عارض ہو جانے سے کسی بلا کے دنیا ہی میں ہو جاویگا اور اگر دنیا میں مبتلا نہوا تو
عالم برزخ میں معذب ہوگا بہرحال مومن کا مآل و انجام سوئے جنت ہے قال النبی صلے اللہ علیہ
وآلہ اذا رضی اللہ عن عبد قال یا ملك الموت اذھب الی فلان فأتنی بروحہ
حسبی من عملہ قد بلوتہ فوجدتہ حیث احبّ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ نے جب راضی ہوتا ہے خدا تعالی اپنے کسی بندہ سے فرماتا ہے ملک الموت سے اے ملک الموت جا فلاں
بندہ کے پاس اور اسکی روح کو میرے پاس حاضر کر کافی ہیں مجھکو جو عمل کہ بجالایا وہ مینے اسکا امتحان کیا اور
جیسا چاہتا تھا ویسا پایا فینزل ملك الموت ومعہ خمس مائۃ من الملائکۃ معہم
قضبان الریاحین واصول الزعفران کل واحد منہم یبشرہ ببشارۃ سوی بشارۃ
صاحبہ تقوم الملائکۃ صفین لخروجہ معہم الریحان پس نازل ہوتا ہے ملک الموت پانچ سو فرشتوں کو
لئے ہوئے انکے ساتھ چھڑیاں ہوتی ہیں پھولونکی اور شاخیں زعفران کی ہر ایک فرشتہ ایک نئی خوشخبری انکو
سُناتا ہے اور سب ملائکہ دو صفیں باندھکر کھڑے ہوتے ہیں انکی روح کے لئے انکے ساتھ ریحان ہوتا ہے علامہ
زمخشری نے کشاف میں ریحان کے معنی رزق طیب لکھے ہیں وقال الطبرسی ره الریحان المشموم یوتی
بہ عند الموت من الجنۃ فیشمہ فیقول انا عملك الصالح اور علامہ طبرسی نے تفسیر مجمع البیان
میں لکھا ہے کہ ریحان مومن کے مرتے وقت جنت سے لایا جاتا ہے جب بیہ اسے سونگھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرا
عمل نیک ہوں وروی فی الکافی عن جعفر ابن محمد فیقول انا رأیك الحسن کنت علیہ
وعملك الصالح الذی کنت تعملہ اور کتاب کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے حدیث ہے کہ خوشبوئے ریحان
کہتی ہے کہ میں تیرا اعتقاد صحیح ہوں جسپر تو تھا اور وہ عمل نیک ہوں جسکو تو بجالایا قولہ تعالی فاما ان کان

مِن المقربین فروحٌ وریحانٌ وجنة نعیم واما ان کان من المکذبین الضالین فنزل من حمیم
وتصلیة جحیم جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیہ ہماری دوستوں کے اور ہماری دشمنوں کے باب
میں ہے اگر ہمارا دوست ہے تو اسکی لئے روح و ریحان ہے قبر میں اور آخرت میں جنت نعیم ہے اور اگر ہمارا دشمن ہے تو
مہمانی اسکی آب گرم جہنم ہے اسکی قبر میں اور جلنا ہے جہنم کا آخرت میں فاذا نظر الیہم ابلیس وضع یدہ علی راسہ
ثم صرخ فیقول لہ جنودہ مالک یا سیدنا جب شیطان ان ملائکہ کو دیکھیگا کہ
مومن کی روح کے استقبال کو آئے ہیں اپنے سر پر ہاتھ مار کر ایک چیخ ماریگا اسکی آواز سے لشکر شیطان جمع ہو کر
پوچھیگا کہ اے سردار ہمارے تجھپر کیا مصیبت پڑی فیقول اما ترون ما اعطی ھذا العبد
من الکرامۃ این کنتم عن ھذا قالوا جہدنا بہ فلم یطعنا ہو وقت شیطان رجیم اپنے لشکر سے کہیگا آیا نہیں
دیکھتے ہو تم اس کرامت اور منزلت کو جو اس بندہ کو خداوند کی جانب سے ملی ہے تم لوگ کہاں تھے تمسے کچھ نہو سکا
کہ اسکو تم گمراہ کرلیتے اسوقت وہ جواب دینگے کہ ہمنے بہت کوشش کی لیکن اسنے ہماری اطاعت نہیں کی شیطان
کو کہاں قدرت ہے کہ انکو گمراہ کر سکے یہ وہ لوگ ہیں جنکو جناب احدیت نے کلام مجید میں بہترین خلق
فرمایا ہے انہیں کو جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام حوض کوثر سے سیراب فرماوینگے یہ لوگ
محبان حیدر کرار و موالیان اہلبیت اطہار خصوصاً اصحاب انصار با وفائے جناب خامس آل عبا سید الشہدا
علیہ السلام ہیں مثل حر بن یزید ریاحی حبیب بن مظاہر ہمدانی و مسلم بن عوسجہ و بریر بن خضیر ہمدانی کے
رضوان اللہ علیہم و رزقنی فداھم کہ جناب امام حسینؑ کے عاشق صادق تھے اور اپنی
جانوں کو پروانوں کی طرح اس شمع شبستان امامت پر نثار کر کے سرخرو ہوئے (۱۸) عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ مررتُ لیلۃ اسری بی الی السماء فاذا انا بملک
جالس علی المنبر من نور والملائکۃ تحدق بہ کتاب کفایۃ الطالبین انس بن مالک
سے روایت کی ہے کہا انسنے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ شب معراج کو گذرا میں ایک فرشتے
کی طرف کہ منبر نور پر بیٹھا تھا اور ملائک اسکے گرد جمع تھے فقلت یا جبرئیل من ھذا الملک قال ادن منہ
وسلم علیہ فدنوتُ منہ وسلمتُ فاذا انا باخی وابن عمی علی بن ابی طالب پوچھا مینے کہ
اے جبرئیل یہ فرشتہ کون ہے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ قریب جائے اور انکو سلام کیجئے پس نزدیک
جا کر مینے سلام کیا تو دیکھا کہ بھائی اور ابن عم میرے علی بن ابیطالب ہیں فقلت یا جبرئیل سبقنی
علیٌّ الی السماء الرابعۃ فقال لا ولکن الملائکۃ شکت حبہا لعلی فخلق اللہ ھذا الملک
من نور علی پوچھا مینے کہ اے جبرئیل کیا علی مجھسے پیشتر آسمان چہارم پر گئے ہیں جبرئیل
نے عرض کی نہیں مگر چونکہ ملائکہ علی بن ابیطالب کو بہت دوست رکھتے ہیں اس جہت سے ہمیشہ انکی زیارت

کے مشتاق رہتے تھے سبھوں نے بہ اشتیاق درگاہِ احدیت میں گزارش کیا حق سبحانہ تعالیٰ نے بپاس خاطر ملائکہ علیؑ کے نوسو ہی فرشتہ کو خلق کیا فالملائکۃ یزورونہ فی کل لیلۃ جمعۃ سبعین الف مرۃ ویسبحون اللہ ویقدسونہ ویھدون ثوابہ لمحبی علی پس ملائکہ ہر شب جمعہ کو ستر ہزار بار اس فرشتہ کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور ثواب اس تسبیح کا دوستانِ علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ہدیہ دیتے ہیں محبانِ علیؑ مقامِ غور ہے کہ ملائکہ تو حضرت کو دوست رکھیں اور بالائے آسمان حضرت کی زیارت کے مشتاق ہوں اور اشقیائے بیدین باوصف حقوقِ نعمت حضرتؑ کے عداوت رکھیں کیا حال ہوگا اُن ملعونوں کا روزِ قیامت کو جنہوں نے اذیتیں پہنچائی ہیں کہ بعد وفات رسولِ کائنات تا وقت شہادت اس جناب کو کہیں چین لینے نہ دیا بلکہ بعد شہادت بھی حضرت کی عداوت سے باز نہ آئے چنانچہ سالہائے دراز تک منبروں پر حضرتؑ کو ناسزا کہتے رہے (۱۹) عن ابن سیّار عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ یوما واضعا یدہ علی کتف العباس فاستقبلہ امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ فعانقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقبل بین عینیہ ابن سیار نے روایت کی ہے جناب صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا اُن جناب نے کہ ایک دن جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ حضرت عباسؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لیے آتے تھے کہ سامنے سے جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام تشریف لائے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے اس جناب کو گلے سے لگا کر پیشانی نورانی کے بوسے لیے ثم سلم العباس علی علی صلوات اللہ علیہ فرد علیہ ردا خفیا فغضب العباس فقال یا رسول اللہ لا یدع علی زھوہ بعد اس کے حضرت عباسؓ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو سلام کیا حضرتؑ نے سلام کا جواب آہستہ سے دیا اس پر حضرت عباسؓ کو غصہ آگیا اور کہا کہ یا رسول اللہ علی اپنا تکبر نہیں چھوڑتے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا عباسؓ لا تقول ذلک فی علی فانی لقیت جبرئیل آنفا فقال لی لقیت الملکین الموکلین بعلی الساعۃ فقالا ما کتبنا علیہ ذنبا منذ یوم ولد الی ھذا الیوم یہ سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا اے عباسؓ علیؑ کی شان میں ایسا کلمہ نہ کہو ابھی مجھ سے اور حضرت جبرئیل سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ دو فرشتے جو علی بن ابیطالب پر موکل تھے ان سے اور مجھ سے ملاقات ہوئی اُن فرشتوں نے بیان کیا کہ جس دن سے کہ حضرت علیؑ پیدا ہوئے ہیں اُس دن سے آج تک کوئی گناہ اُنسے صادر نہیں ہوا جسے ہم قلم بند کریں خطیب خوارزم نے روایت کی ہے سلیمان راعی سے وہ کہتا ہے سنا میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے کہ فرماتے تھے لیلۃ اسری بی الی السماء قال لی الجلیل آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ جس شب کو مجھے آسمان پر لیگئے یعنی شب معراج میں فرمایا خدائے عزوجل نے کہ ایمان لایا ہے رسول ان باتوں پر جو خدا کی طرف سے

اسپر نازل ہوئیں فقلت والمؤمنون امیر کہا میں نے کہ مومنین بھی ایمان لائے ہیں قال صدقت
یا محمد من خلفت فی امتک قلت خیرھا قال علی بن ابی طالب قلت نعم کہا کہ اے محمدؐ تو نے سچ
کہا کسکو خلیفہ تم نے کیا اپنی امت میں کہا میں نے کہ بہترین امت کو کہا آیا علی بن ابیطالبؑ کو عرض کیا میں نے کہ ہاں
قال یا محمد انی اطلعت الی الارض اطلاعۃ فاخترتک منھا فشققت لک اسما من اسمائی
فلا اذکر فی موضع الا ذکرت معی فانا المحمود وانت محمد ثم اطلعت ثانیۃ
فاخترت منھا علیا فشققت لہ اسما من اسمائی فانا الاعلی وھو علیؑ فرمایا خداوند جلیل نے کہ اے
محمد میں نے نظر کی زمین کی طرف تو چن لیا اہل زمین میں سے تجھ کو اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تیرے
لیئے نکالا کہ جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں تیرا ذکر بھی ہو گا میں محمود ہوں اور تو محمد ہے اور بعد اسکے
دوبارہ میں نے زمین کی طرف نظر کی تو چن لیا علیؑ کو اور اپنے ناموں میں سے ایک نام علیؑ کیلئے نکالا کہ میں
اعلی ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمدؐ انی خلقتک وخلقت علیا وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ
من ولدہ من نوری وعرضت ولایتکم علی اھل السموت والارض فمن قبلھا کان
عندی من المؤمنین ومن جحدھا کان عندی من الکافرین اے محمدؐ میں نے تمہیں اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو
اور ان ائمہ جو انکی اولاد میں ہیں اپنے نور سے پیدا کیا اور میں نے ولایت تمہاری اہل آسمان و زمین کے پیش کی
جس نے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین میں سے ہوا اور جس نے انکار کیا وہ میرے نزدیک کافروں میں سے ہے یا محمدؐ لو
ان عبدا من عبیدی عبدنی حتی ینقطع او یصیر کالشن البالی ثم اتانی
جاحدا لولایتکم ما غفرت لہ حتی یقر بولایتکم اے محمدؐ اگر کوئی بندہ میرے بندوں میں سے پرستش کرے مجھکو یہاں تک کہ
عبادت کرتے کرتے روح اسکی بدن سے مفارقت کر جائے یا مثل مشک بوسیدہ ہو جائے اور وہ میرے پاس اس
حالت میں آئے کہ منکر ہو تمہاری ولایت کا تو نہ بخشونگا اسکو تاوقتیکہ اقرار کرے تم سب کی ولایت کا یا محمد
تحب ان تراھم قلت نعم یا ربّ فقال التفت عن یمین العرش فالتفت فاذا بعلیؑ و فاطمۃ
والحسن والحسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسی بن جعفر وعلیؑ بن
موسی ومحمد بن علی وعلی بن محمد والحسن بن محمد والمھدی فی ضحضاح من نور قیام
یصلون وھو فی وسطھم کانہ کوکب دری یعنی اے محمدؐ تم چاہتے ہو کہ انہیں دیکھو کہا میں نے کہ ہاں
اے پروردگار میرے پس فرمایا کہ عرش کی داہنی طرف متوجہ ہو پس متوجہ ہوا میں تو دیکھا میں نے علیؑ و فاطمہؑ و
حسنؑ و حسینؑ و علی بن الحسینؑ و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسی و محمد بن علی و علی بن محمد
حسن بن علی و مہدی علیہم الصلوۃ والسلام کو کہ یہ سب نماز میں استادہ ہیں اور مہدیؑ درمیان میں انکے ستارہ
روشن کی طرح درخشندہ ہے فقال یا محمدؐ ھؤلاء الحجج وھو الثار من عترتک وعزتی وجلالی

انہ الحجۃ الواجبۃ لاولیائی والمنتقم من اعدائی پھر فرمایا کہ اے محمد یہ سب حجت خدا میں
اور مہدی بدلا لینے والا ہے اُس جور وجفا کا جو تیری اہلبیت پر ہوگی قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ وہی
حجت لازم ہے میرے دوستوں کے لیے اور انتقام کرنیوالا ہے میرے دشمنوں سے من کتاب المناقب عن ابی
المؤید الخوارزمی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یا علی لو ان عبدا عبد اللہ
عز وجل مثل ما قام نوحؑ فی قومہ وکان لہ مثل احد ذہبا وانفقہ فی سبیل اللہ
ومد فی عمرہ حتی حج الف عام علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ
ولم یدخلہا کتاب مناقب میں ابو المؤید خوارزمی نے جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اے علی اگر کوئی بندہ عبادت کرے خدائے برتر کی اتنی مدت تک
جسقدر کہ قیام کیا حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں اور ہو اُس شخص کے پاس سونا کوہ احد کے برابر اور اسکو
صرف کرے راہ خدا میں اور بڑھائی جائے عمر اسکی یہانتک کہ حج کرے ہزار برس پیادہ پا بعد اسکے صفا
مروہ کے درمیان ظلم سے قتل کیا جائے اور اے علی تم سے محبت نہ رکھتا ہو تو نہ سونگھیگا بہشت کی بو اور نہ داخل
ہوگا اُسمیں عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ خلق اللہ من نور وجہ علی بن ابی طالب
سبعین الف ملک یستغفرون لہ ولمحبیہ الی یوم القیمۃ انس نے روایت کی جناب رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے فرمایا اُس جناب نے پیدا کئے خدا تعالی نے چہرہ علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
نور سے ستر ہزار فرشتے کہ وہ طلب مغفرت کرتے ہیں انکے لئے اور انکے شیعوں کے لئے روز قیامت تک
عن الحسن البصری عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ اذا کان یوم القیمۃ یقعد علی بن ابی
طالب علی الفردوس وھو جبل قد علا علی الجنۃ وفوقہ عرش رب العلمین ومن
تحتہ یتفجر انہار الجنۃ وتتفرق فی الجنۃ حسن بصری نے عبد اللہ سے اور انہوں نے جناب رسولخدا
صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی ہے فرمایا اُس جناب نے جب قیامت کا دن ہوگا تو بیٹھینگے علی بن ابیطالب
سلام اللہ علیہ فردوس کے اوپر اور فردوس ایک پہاڑ ہے جنت سے اونچا اور اسکے اوپر عرش پروردگار
عالم ہے اور اسکے نیچے سے اُسی پہاڑ کے جنت کی نہریں جاری ہوئی ہیں اور جنت میں پھیل گئی ہیں وھو جالس
علی کرسی من نور یجری بین یدیہ التسنیم لا یجوز احد الصراط الا ومعہ براءۃ لولایتہ
وولایۃ اہلبیتہ یشرف علی الجنۃ فیدخل محبیہ الجنۃ ومبغضیہ النار + اور علی بن
ابیطالب علیہ السلام ایک نور کی کرسی پر بیٹھے ہونگے اور سامنے انکے تسنیم ہوگا کوئی شخص صراط پر سے نہ گزر سکیگا
مگر جسکے پاس پروانہ ہوگا جناب علی بن ابیطالب کی ولایت کا اور انکی اہلبیت کی محبت کا یہ اوپر سے جنت کو
دیکھ رہے ہونگے پس اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کرینگے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں عن عبد اللہ

ابن مسعود قال قال رسول اللہ اول من اتخذ علی بن ابی طالب اخا من اہل السماء حملۃ العرش
ثم رضوان خازن الجنان ثم ملک الموت وان ملک الموت یترحم علی محبی علی بن ابی طالب
کما یترحم علی الانبیاء علیہم السلام عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے
کہا اُسنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ آسمان کے لوگوں میں سب سے پہلے جسنے علی ابن ابیطالب کو
بھائی بنایا ہے وہ حاملانِ عرشِ الٰہی ہیں بعد انکے رضوان نے جو کہ خازنِ جنت ہے بعد اسکے ملک الموت نے
اور بلاشبہ ملک الموت کو دوستانِ علی ابن ابیطالب پر رحم آتا ہے جسطرح کہ پیمبروں پر رحم آتا ہے عن ابن
عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ من احب علیاً قبل اللہ عنہ صلوٰتہ
وصیامہ وقیامہ واستجاب دعاءہ ابن عمر سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص دوست رکھے
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو قبول کرتا ہے خداے تعالیٰ نماز اسکی اور روزہ اسکے اور قیام اسکا اور قبول کرتا ہے دعا اسکی الا ومن احب
علیاً اعطاہ اللہ بکل عرق فی بدنہ مدینۃ فی الجنۃ آگاہ ہو جو شخص کہ دوست رکھے علی کو عطا
فرماتا ہے خدا تعالیٰ اسکو جنت میں اتنے شہر جتنے اسکے بدن میں رگیں ہیں الا ومن احب آل محمد امن
من الحساب والمیزان والصراط آگاہ ہو جو شخص کہ دوست رکھے آل محمد کو بے خوف ہو گا حساب
سے اور میزان سے اور صراط سے الا ومن مات علی حب آل محمد فانا کفیلہ بالجنۃ مع الانبیاء
آگاہ ہو جو شخص کہ مر جاے محبت پر آل محمد کی تو میں اور سب نبیا کفیل ہیں اسکے لیے بہشت کے الا ومن ابغض
آل محمد جاء یوم القیمۃ مکتوباً بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ آگاہ ہو جو شخص کہ
بغض رکھے آل محمد سے وہ قیامت کے دن اس حال سے آئیگا کہ پیشانی پر اسکے لکھا ہو گا نا اُمید ہے رحمت
خدا سے فی کتاب الفردوس عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ لیلۃ عرج
بی الی السماء رأیت علی باب الجنۃ کتاب فردوس میں ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ
فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جس رات مجھکو معراج ہوئی اُس رات میں نے دروازہ پر بہشت
کے لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی حبیب اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ
فاطمۃ امۃ اللہ علی مبغضہم لعنۃ اللہ یعنی کوئی پروردگار سوائے اللہ کے نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ
برحق فرستادہ خدا ہیں اور علیؑ خدا کے دوست ہیں اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ برگزیدہ خدا ہیں اور فاطمہ
زہرا خدا کی کنیز خاص ہیں انکے مبغض کرنیوالے پر خدا کی لعنت ہے فی مناقب ابن المغازلی عن عدی
بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ الی المسجد فقال کتاب مناقب
تصنیف ابن مغازلی میں عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ حضرت رسول خدا مسجد میں
تشریف لائے اور فرمایا کہ ان اللہ اوحی الی نبیہ موسیٰ علیہ السلام ان ابن لی مسجداً طاہراً

لَا یسکنہ معہم الا موسٰی وھارون وابنا ھارون وان اللہ اوحی الیٰ ان ابنی مسجداً طاھراً
لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علیٍ یعنی خدا نے اپنے نبی موسٰیؑ پر وحی بھیجی تھی اور حکم انکو یوں فرمایا تھا کہ
اے موسٰیؑ میری عبادت کے لیے ایسی ایک پاک و پاکیزہ مسجد بنا کہ جسمیں سوا موسٰیؑ و ہارونؑ اور دو ہارونؑ
کے بیٹوں کے کوئی اور نہ رہے اور میرے پاس خدا نے وحی بھیجی کہ میں ایسی پاک و پاکیزہ مسجد بناؤں کہ اسمیں
سوائے میرے اور علیؑ کے اور علیؑ کے دونو بیٹوں کے کوئی دوسرا نہ رہے (۲۰) ابو طاھر المقلد بن غالب عن رجالہ
باسنادہ المتصل الی علی بن ابیطالب علیہ السلام ؂ ابو طاہر نے اپنے راویوں سے روایت
کی ہے اور سند خود حضرت امیر علیہ السلام تک پہنچائی ہے وھو ساجد یبکی حتی علا نحیبہ وارتفع
صوتہ بالبکاء فقلنا یا امیر المومنین لقد امرضنا بکاءک وامضنا وشجانا وما رئ
اینا تک قد فعلت مثل ھذا الفعل قط کہ ایک حضرت سجدہ میں روتے تھے اور ایسی شدت آپ پر رقت کی
ہوئی کہ آواز گریہ بلند ہوئی ہم لوگوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آپ کے گریہ سے ہم بے چین ہوگئے اور دل
ہمارا جلنے لگا اور ہم پر اندوہ و غم طاری ہوا ایسا روتے ہمنے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا فقال کنت
ساجدا ادعو ربی بدعاء الخیرات فی سجدتی فغلبتنی عینی فرایت رویا ھالتنی
واقلقتنی پس فرمایا حضرتؑ نے کہ بس سجدہ میں تھا اور اپنے پروردگار سے بہتری کی دعا سجدہ میں مانگتا
تھا کہ اتنے میں آنکھ میری لگ گئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے مجھکو ہول ہوا اور قلق مجھپر طاری ہوا رایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ قائماً وھو یقول یا ابا الحسنؑ طالت غیبتک فقد
اشتقت الی رؤیاک وقد انجز لی ربی ما وعدنی فیک مینے جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ کھڑے
ہیں اور مجھے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ اے ابو الحسنؑ تمہاری جدائی کو بہت عرصہ ہوا میں تمہارے دیدار کا
مشتاق تھا میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ تمہارے بارہ میں مجھسے کیا تھا وہ سب پورا کر دیا فقلت یا
یا رسول اللہ ما الذی انجز لک فیّ مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کیا وعدہ ہے جو پروردگار نے
آپ سے میرے بارہ میں پورا کر دیا قال انجز لی فیک وفی زوجتک وابنیک وذریتک
فی الدرجات العلی فی علیین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ پروردگار نے مجھسے تمہارے
بارہ میں اور تمہاری زوجہ اور دونو بیٹوں کے بارہ میں وعدے پورے کردیے کہ یہ سب درجات عالی پر علیین میں
فائز ہونگے قلت بابی انت وامی یا رسول اللہ فشیعتنا مینے عرض کی کہ میرے باپ ماں
آپ پر فدا ہوں ہمارے شیعوں کا کیا ہوا قال شیعتنا معنا وقصورھم بحذا قصورنا
ومنازلھم مقابل منازلنا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ شیعہ ہمارے تمہارے یا علیؑ ہمارے ساتھ ہونگے
اور محل انکے بہشت میں ہمارے محلوں کے سامنے ہونگے اور گھر انکے ہمارے گھروں کے مقابل ہونگے قلت یا

یارسول اللہ فما لشیعتنا فی الدنیا میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ پھر تو وجہ ہمارے شیعوں کے آخرت میں
ہیں مگر انکو دنیا میں کیا ملیگا قال الامن والعافیۃ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ دنیا میں انکے لیے
امن و عافیت ہے قلت فما لھم عند الموت میں نے عرض کی کہ انکو وقت مرگ کیا عنایت ہوگی قال فیحکم
الرجل فی نفسہ ویؤمر ملک الموت بطاعتہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ شیعہ کو اپنی
موت کا اختیار دیا جائیگا اور ملک الموت کو حکم ہوگا کہ اس شخص کے کہنے کے موافق عمل کرے قلت فما لذلک
حد یعرف میں نے عرض کی تو پھر انکی موت کا کوئی ایسا بیان واضح نہیں ہو سکتا ہے جس سے حال انکا
معلوم ہو قال بلی ان اشد شیعتنا لنا حبا یکون خروج نفسہ کشرب احدکم فی یوم
الصیف الماء البارد الذی ینتقع بہ القلوب ان سائرھم لیموت کما
یغبط احدکم علی فراشہ کاقر ما کان علیہ بعینہ جناب رسالتمآب نے فرمایا ہاں بیان ہو سکتا ہے جس شخص کو
ہمارے شیعوں میں سے ہماری نہایت محبت ہوگی اسکی جان اسطرح نکلیگی جیسے کوئی گرمی کے دنوں
میں ٹھنڈا پانی پیے کہ دل اسکا تازہ ہو جاویگا اور باقی ہر شخص کے شیعوں میں سے موت ایسی ہوگی کہ جیسے
کوئی سو جاتا ہے اور جو کچھ گناہ اسپر ہونگے بستر مرگ پر اذیت موت سے معاف ہو جاوینگے ابو القاسم العلوی
مُعنعناً عن ابی بصیر قال ابو القاسم علوی نے بوساطت ابو بصیر سے نقل کیا ہے کہ کہا میں نے
قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام جعلت فداک یستکرہ المؤمن علی خروج نفسہ قال
یعنی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں میں نے عرض کیا میں فدا ہوں آپ پر مومن کو اپنی جان
نکلنا بری معلوم ہوگی قال فقال لا واللہ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا و اللہ ہرگز نہیں قال قلت
وکیف ذالک راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ کیونکر یہ ہے قال ان المؤمن اذا حضرتہ
الوفاۃ حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واھل بیتہ امیر المؤمنین علی بن ابی
طالب وفاطمۃ والحسن والحسین وجمیع الائمۃ علیھم الصلوۃ والسلام ولکن
اکنوا عن اسم فاطمۃ ویحضرہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل علیھم السلام حضرت نے
فرمایا کہ جب مومن کا وقت مرگ ہوتا ہے تو اوسکے پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ اور انکی اہلبیت یعنی
امیر المومنین علی بن ابیطالب اور جناب فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور تمام ائمہ علیہم الصلوۃ والسلام تشریف
لاتے ہیں حضرت فاطمہ کا اسم مبارک نہ لینا بلکہ ان معصومہ کا ذکر بہ کنایہ کرنا اور حضرت جبرئیل و میکائیل و
اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام بھی آتے ہیں قال فیقول امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام
یارسول اللہ انہ کان ممن یحبنا ویتولانا فاحبہ اور فرمایا کہ تب جناب امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ یہ شخص

میرے دوستوں کے بھی تو ہیں سے میں بھی محبت کہتا ہوں قال فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ یا جبرئیل انہ من کان یحب علیا و ذریتہ فاحبہ اور حضرت نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ جبرئیل سے فرماتے ہیں کہ ای جبرئیل یہہ شخص جو کہ علیؑ اور اُنکی ذریت کا محب ہے میں بھی اُسکو
دوست کہتا ہوں وقال جبرئیل لمیکائیل و اسرافیل علیہم السّلام مثل ذلک ثم یقولون
جمیعا لملک الموت انہ کان ممن یحب محمدًا و الہ ویتولی علیا و ذریتہ فارفق بہ اور جب
اسیطرح جبرئیل بھی میکائیل اور اسرافیل سے کہہ چکتے ہیں تو سب ملکر ملک الموت سے کہتے ہیں کہ یہہ
شخص محبانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے ہے اور موالیانِ علیؑ و ذریتِ علیؑ سے ہے اسلیئے تم اسکے ساتھ نرمی کرنا
قال فیقول ملک الموت والذی اختارکم و کرمکم و اصطفی محمدا صلی اللہ علیہ
والہ بالنبوۃ وخصہ بالرسالۃ لانا ارفق بہ من والد رفیق و اشفق علیہ من اخ شفیق حضرتؑ
نے فرمایا کہ تب ملک الموت کہتے ہیں کہ قسم ہے خدا کی جسنے تم لوگونکو منتخب کیا اور بزرگی دی اور محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کو نبوت سے برگزیدہ کیا اور رسالت سے مخصوص کیا میں اس شخص پر پدر
مہربان سے زیادہ نرمی کرتا ہوں اور برادرِ شفیق سے زیادہ شفقت کرتا ہوں ثم قام الیہ ملک الموت
فیقول یا عبد اللہ اخذت فکاک رقبتک اخذت رھان امانک پھر اس شخص
کے پاس جاکے ملک الموت کہتے ہیں کہ ای بندہ خدا تجھے گلو خلاصی حاصل ہوئی اور سلامتی کی تجھکو
ضمانت ملی فیقول نعم وہ شخص کہتا ہے کہ ہاں فیقول الملک فیما ذا تب ملک الموت
پوچھتے ہیں کہ یہہ باتیں تجھکو کس ذریعہ سے حاصل ہوئیں فیقول بحبی محمدا والہ و بولایتی علی بن
ابی طالب و ذریتہ پس یہہ شخص کہتا ہے کہ بیشک جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ سے اور اُنکی آل سے محبت
کی اور علی بن ابیطالب علیہ السلام سے اور اُنکی ذریت سے تولّی کیا ہے سبب سے مجھکو یہہ چیزیں حاصل ہوئیں
فیقول اما ما کنت تحذر فقد امنک اللہ منہ واما ما کنت ترجوا فقد اتاک اللہ بہ
افتح عینیک فانظر الی ما عندک پس ملک الموت کہتے ہیں کہ ای بندہ خدا جس چیز سے تو ڈرتا تھا اُس سے تجھکو
خدا نے نجات دی اور جس چیز کی تو آرزو رکھتا تھا وہ خداوند عالم نے تجھکو عنایت فرمائی اب تو آنکھیں کھول اپنی
اور دیکھہ کہ تیرے پاس کیا ہے قال فیفتح عینیہ فینظر الیہم واحدًا واحدًا ویفتح لہ باب الی الجنۃ
فینظر الیہا فرمایا حضرتؑ نے پس وہ بندہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے اور جو صاحب اُسکے پاس تشریف
رکھتے ہیں اُن میں سے ایک ایک کی طرف دیکھتا ہے اور اُسکے سامنے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے اور وہ جنت کو
دیکھتا ہے فیقول لہ ھذا ما اعد اللہ لک وھؤلاء رفقاؤک افتحب اللحاق بہم او الرجوع
الی الدنیا پس ملک الموت اُس سے کہتے ہیں کہ یہہ وہ چیز ہے کہ خدا نے تیرے لیئے مہیا کی ہے اور یہ لوگ تیرے

رفیق ہیں اب آیا تو انہی سے ملنا چاہتا ہے یا کہ دنیا کی طرف پھر جانا قال فقال ابو عبد اللہ علیہ
السلام اما رایت شخوصہ و رفع حاجبیہ الی فوق من قولہ لا حاجۃ لی الی الدنیا و لا
الرجوع الیہا راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ آیا تو مومن
کی حالت نزع میں آنکھیں گڑ گڑ کے دیکھنے سے اور اوپر کی طرف بھویں اٹھانے سے نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ
مجھکو کچھ ضرورت دنیا کی اور وہاں پھر جانے کی نہیں ہے و ینادیہ منادٍ من بطنان العرش یسمعہ
و یسمع من بحضرتہ اور منادی جانب پروردگار سے اندر سے عرش کے اس بندہ کو ندا دیتا ہے
جسکو وہ خود سنتا ہے اور جو صاحب کہ اُسکے پاس تشریف رکھتے ہیں وہ بھی سنتے ہیں اور وہ ندا یہ ہوتی ہے
یا ایتہا النفس المطمئنۃ الی محمد و وصیہ و الائمۃ من بعدہ ارجعی الی ربک راضیۃ
بالولایۃ مرضیۃ بالثواب فادخلی فی عبادی مع محمدٍ و اہل بیتہ و ادخلی جنتی غیر مشوبۃ
یعنی اے وہ روح جو اطمینان کامل و اعتقاد راسخ محمد مصطفےٰ اور انکے وصی اور بعد انکے باقی اماموں کا
رکھتی ہے پھر آ اپنے پروردگار پاس درحالیکہ تو خوش ہے تولیٰ سے اور راضی ہے ثواب سے پس داخل ہو تو
میرے بندوں میں ساتھ محمد اور انکی اہلبیت کے اور داخل ہو تو میری جنت میں جہاں شائبہ تکلیف نہیں ہے
عن عبد الرحیم قال قال ابو جعفر علیہ السلام انما احدکم حین یبلغ نفسہ ھٰھنا
ینزل علیہ ملک الموت عبد الرحیم سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا جناب محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہر ایک تم
شیعوں میں سے جب روح انکی یہاں پہنچتی ہے تو ملک الموت نازل ہوتے ہیں فیقول اما ما کنت
ترجوا فقد اعطیتہ و اما ما کنت تخافہ فقد امنت منہ اور کہتے ہیں کہ تو جس چیز کی آرزو
رکھتا تھا تجھکو عنایت ہو گئی اور جس چیز سے تجھکو خوف تھا اس سے تو محفوظ رہا و یفتح لہ باب المنزلہ
من الجنۃ و یقال لہ انظر الی مسکنک من الجنۃ و انظر ھذا رسول اللہ و علی و
الحسن و الحسین علیہم السلام رفقاؤک اور ایک دروازہ اسکے سامنے کھل جاتا ہے جس میں سے اسکا گھر جنت
میں ہی دکھائی دیتا ہے اور وہ خطاب کیا جاتا ہے کہ بہشت میں اپنے گھر کو دیکھ اور یہ جو جناب رسول خدا
اور علی مرتضیٰ اور امام حسن اور امام حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں یہ حضرات شفیق تیرے ہیں
و ہو قول اللہ الذین امنوا و کانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ اور یہی
معنی اس آیت کے ہیں جو خدا فرماتا ہے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے انکو خوشخبری
جیتے جی دنیا میں اور آخرت میں بھی ملتی ہے (۲۱) عن قلیس مولیٰ علی بن ابی طالب علیہ
السلام قال قلیس جو غلام ہمارے آقا جناب امیر علیہ السلام کے تھے انسے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں
ان علیاً امیر المومنین علیہ السلام کان قریباً من الجبل بصفین فحضرت صلوٰۃ المغرب

فامعن بعیدًا ثم اذّن یعنی جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو قریب پہاڑ کے جو وادی
صفین میں تھا نماز مغرب کا وقت آیا تو حضرت دور تک کوئی چیز غور سے ملاحظہ کرنے لگے اور بعد ملاحظہ کے
اذان نماز کے لئے فرمائی فلما فرغ عن اذانہ اذا رجل مقبل نحو الجبل ابیض الراس
واللحیۃ والوجہ حضرت اذان سے فارغ ہوئے تھے کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص پہاڑ کی طرف چلے آتے ہیں کہ انکا سر
اور ڈاڑھی اور منھ سب سفید رنگ ہے فقال السلام علیک یا امیرالمومنین و رحمۃ اللہ و برکاتہ
مرحبًا بوصی خاتم النبیین و قاید الغر المحجلین والاعز المامون الفاضل الفائز بثواب
الصدیقین و سید الوصیین پس انہوں نے کہا کہ سلام ہو آپ پر اے سردار مومنوں کے اور
رحمت خدا کی اور برکت آپ کے شامل حال ہو اے خوشا حال آپکا کہ خاتم المرسلین کے آپ وصی ہیں اور
نورانی چہرے والونکے اور نورانی ہاتھ پاؤں والونکے قیامت کے دن آپ رہنما ہیں اور آپ نہایت
غالب اور محفوظ اور بڑھے ہوئے ہیں اور ثواب صدیقین و ابرار کا آپکے لئے مہیا ہے اور آپ سردار اوصیائے
سلف ہیں فقال لہ امیرالمومنین و علیک السلام کیف حالک پس جناب امیر علیہ السلام نے
انسے فرمایا کہ تمپر بھی سلام ہو کیا حال تمہارا ہے فقال بخیر انا منتظر روح القدس پس کہا انہوں نے کہ
خیریت ہے میں منتظر روح القدس کا ہوں ولا اعلم احدًا اعظم فی اللہ عزوجل اسمہ بلاءً
ولا احسن ثوابًا منک ولا ارفع عند اللہ مکانًا اور راہ خدائے تعالیٰ میں زیادہ مصیبت اٹھانیوالا
یا آپ سے زیادہ ثواب پانیوالا درگاہ خدا میں زیادہ بلند مرتبہ کسیکو نہیں جانتا ہوں میں اصبر یا اخی
علی ما انت فیہ حتی تلقی الحبیب فقد رایت اصحابنا ما لقوا بالامس من بنی اسرائیل
نشروھم بالمناشیر وحملوھم علی الخشب اے بھائی جس حالت میں آپ ہیں اس پر
صبر کیجیئے یہانتک کہ آپ حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کیجئے آپنے ہمارے اصحاب کو دیکھا کہ
زمانۂ سابق میں کیا مصیبتیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے اٹھائیں آرے سے انکو چیرا اور سولی پر چڑھا کے لٹکا دیئے
ولو تعلم ھذہ الوجوہ التربۃ الشائھۃ واومی بیدہ الی اھل الشام ما اعدلھم فی قتالک
من عذاب و سوء نکال لاقصروا اور ہاتھ سے اہل شام کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جو یہ روسیاہ جانتے کہ بوجہ
آپ سے لڑنے کے خدا نے انکے لئے کیا کیا عذاب اور سزائیں مہیا کی ہیں تو ضرور لڑنے سے باز آتے
ولو تعلم ھذہ الوجوہ المبیضۃ واومی بیدہ الی اھل العراق ماذا لھم من الثواب فی
طاعتک لودت انھا قرضت بالمقاریض اور ہاتھ سے اہل عراق کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ ان نورانی
چہروں کو جو معلوم ہو جاوے کہ آپکی اطاعت میں کیا کیا ثواب ہیں اور آپکی فرمانبرداری میں کیسے کیسے
حسنات ہیں تو وہ پسند کریں کہ آپکی اطاعت میں جسم تک انکے قینچیوں سے کترے جاویں والسلام

علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم غاب من موضعہ سلام ہو آپ پر اور رحمت خدا کی اور
برکتیں اسکی شامل آپ کے رہیں یہہ کہکے وہ شخص اپنی جگہہ سے غائب ہوگئے فقام عمار
بن یاسر و ابو الھیثم بن التیہان و ابو ایوب الانصاری و عبادۃ بن الصامت و خزیمۃ
بن ثابت و ھاشم المرقال فی جماعۃ من شیعتہ امیر المؤمنین علیہ السلام
وقد کانوا سمعوا کلام الرجل فقالوا یا امیر المؤمنین من ھذا الرجل پس عمار بن یاسر اور ابو الہیثم اور ابو ایوب
انصاری اور عبادہ و خزیمہ اور ہاشم یہہ سب لوگ ایک جماعت شیعیان امیر المؤمنین علیہ السلام کی اٹھی کہ
انہوں نے کلام اُن شخص جنہی کا سنا تھا اور خدمت جناب امیرؑ میں عرض کی کہ یا امیر المؤمنینؑ یہہ شخص
کون تھے فقال لہم امیر المؤمنین علیہ السلام ھذا شمعون وصی عیسٰی علیہ السلام بعثہ اللہ
ینصرنی علی قتال اعدائہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہہ شمعون وصی عیسٰی
علیہ السلام ہیں جنکو خداوند عالم نے میری مدد کے لئے اس لڑائی میں کہ دشمنان خدا سے لڑتا ہوں بھیجا تھا
فقالوا لہ فداک اباؤنا وامہاتنا واللہ لننصرنک نصرنا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ
والہ ولا یتخلف عنک من المہاجرین والانصار الا شقی پس ان سب جاں نثاروں نے
عرض کی کہ ہمارے باپ ماں آپ پر قربان ہوں قسم بخدا کہ ہم آپ کی ایسی نصرت و مدد کرینگے جیسی جناب
رسالتماب صلے اللہ علیہ و آلہ کی مدد کی تھی اور ہم سب مہاجرین و انصار میں سے جو آپ کا ساتھ نہ دیگا وہ شقی ہے
فقال لہم امیر المؤمنین علیہ السلام معروفا پس حضرت امیر علیہ السلام نے انکو دعائے خیر یاد کیا
(۲۲) عن احمد بن علی بن علیسی الزھری رفعہ الی اصبغ بن نباتہ قال احمد بن علی سے روایت ہے
اور اسی سند اکی اصبغ بن نباتہ تک پہنچائی ہے کہ کہا انہوں نے توجہت الی امیر المؤمنین
علیہ السلام لاسلم علیہ یعنی میں دولت خانہ پر حضرت امیر علیہ السلام کے حاضر ہوا فلم البث ان خرج
فقمت قائما علی رجلی فاستقبلتہ ابھی مجھکو حاضر ہوئے بہت دیر نہیں گذری تھی کہ حضرت برآمد
ہوئے میں نے سروقد تعظیم کے لئے اٹھ کے استقبال حضرتؑ کا کیا فضرب بکفہ الی کفی فشبک اصابعہ
فی اصابعی حضرتؑ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکے اپنی انگلیاں میری انگلیوں میں ڈالدیں ثم قال لی
یا اصبغ بن نباتہ قلت لبیک وسعدیک یا امیر المؤمنین اور فرمایا مجھسے کہ اے اصبغ بن نباتہ
میں نے عرض کی کہ لبیک یا امیر المؤمنینؑ میں بدل و جان حاضر ہوں اور آپکا ارشاد میری بڑی سعادت ہے
فقال ان ولینا ولی اللہ فرمایا کہ ہمارا دوست خدا کا دوست ہے فاذا مات کان فی
الرفیق الاعلٰی جب وہ دار دنیا سے رحلت کریگا تو رفیق اعلیٰ یعنی نعمات الٰہی میں ہوگا وسقاہ اللہ من
نھر ابرد من الثلج واحلی من الشھد و جناب باری اسکو شربت گل پلاویگا جو سرد تر برف سے ہے

اور شیر بن تیرے شہید ہو فقلت جعلت فداک وان کان مذنبا میں نے عرض کی فدا ہوں میں آپ پر اور
جو وہ گنہگار ہو قال نعم الم تقرأ کتاب اللہ اولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات
وکان اللہ غفورا رحیما حضرت نے فرمایا کہ تعجب کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی ہے کہ بدل
دیگا خدا برائیاں انکی نیکیوں سے اور ہے خدا بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے (۲۳) فیما کتب امیر المومنین
لمحمد بن ابی بکر جناب امیر علیہ السلام نے جو تحریر محمد بن ابوبکر کو لکھی تھی انہیں ارشاد فرماتے ہیں
یا عباد اللہ ما بعد الموت لمن لا یغفر لہ اشد من الموت القبر فاحذروا ضیقہ وضنکہ
وظلمتہ وغربتہ یعنی اے بندگان خدا جس شخص کے لیے بخشش نہ ہوئی اسکو اوپر بعد مرنے کے قبر موت سے
زیادہ سخت ہے پس تم اسکی تنگی سے اور اسکی تاریکی سے اور اسکی تنہائی سے ڈرو ان القبر یقول کل یوم
انا بیت الغربۃ انا بیت التراب انا بیت الوحشۃ انا بیت الدود والھوام قبر ہر روز کہتی ہے کہ
میں خانہ غربت ہوں کہ جہاں سب اجنبی اور پردیسی ہیں میں خانہ خاک ہوں کہ جہاں جسم گل کے خاک ہو جاتا ہے
میں خانہ وحشت ہوں جہاں کوئی مونس و یار نہیں ہے میں خانہ کرم و گزندگاں ہوں کہ جہاں سانپ بچھو ہوتے
ہیں اور بدن میں کیڑے پڑتے ہیں القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار
قبر کیا ہے یا تو ایک باغ باغہائے بہشت میں سے ہے اور یا ایک گڑھا دوزخ کے گڑھوں میں سے ہے ان العبد
المومن اذا دفن قالت لہ الارض مرحبا واھلا قد کنت ممن احب ان یمشی علی ظھری
فاذا ولیتک فستعلم کیف صنیعی بک فیتسع لہ مد البصر جب بندہ مومن قبر میں دفن ہوتا
ہے تو اسکو زمین مبارکباد دیتی ہے اور مرحبا کہتی ہے اور کہتی ہے کہ تو ان لوگوں میں سے تھا جنکا چلنا اپنی پشت پر مجھے محبوب معلوم
ہوتا تھا اب جو تو قابو میں میرے آیا تو جانے گا تو کہ کیسا حسن سلوک تیری ساتھ میں کرتی ہوں پھر اسکی زمین اسکے لیے
جہانتک نظر کام کرتی ہے کشادہ ہو جاتی ہے وان الکافر اذا دفن قالت لہ الارض لا مرحبا
بک ولا اھلا لقد کنت من ابغض من یمشی علی ظھری فاذا ولیتک فستعلم
کیف صنیعی بک فتضمہ حتی تلتقی اضلاعہ اور جب شخص کافر دفن ہوتا ہے تو زمین اسکو بہت برا کہتی ہے
اور کہتی ہے کہ جو لوگ میری پشت پر چلتے ہیں انہیں سب سے زیادہ میں تجھسے بغض و عداوت رکھتی تھی اب جو
تو میرے قبضہ میں آیا تو دیکھیگا تو کہ کیا میں تیرے ساتھ کرتی ہوں یہ کہکے زمین اسکو بھینچتی ہے کہ
پسلیاں ادھر کی ادھر نکل جاتی ہیں وان المعیشۃ الضنک التی حذر اللہ منھا عدوہ
عذاب القبر اور وہ تنگ زندگانی جس سے خدا نے اپنے دشمنوں کو ڈرایا ہے وہ کیا ہے کہ عذاب قبر ہے
انہ یسلط علی الکافر فی قبرہ تسعۃ وتسعین تنینا فینھشن لحمہ ویکسرن
عظمہ یترددن علیہ کذلک الی یوم یبعث لو ان تنینا منھا نفخ فی الارض لم تنبت زرعا

خلیفۂ عالم کافر پر قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کرتا ہے کہ گوشت اُسکا نوچ ڈالتے ہیں او ہڈیاں توڑ ڈالتے ہیں اور اسطرح سے اُسکے پاس قیامت تک آیا کرینگے اگر ان اژدھوں میں سے کوئی اژدھا زمین پر پھنکار مارے تو کبھی کھیت نہ اوگے یا عباد اللہ اِنّ انفسکم الضعیفۃ واجسادکم الناعمۃ الرقیقۃ التی یکفیہا الیسیر تضعف عن ہذا اے بندگانِ خدا تمہارے کمزور نفس اور تمہارے نرم و نازک بدن جنہیں نقصان پہنچانے کو تھوڑی سی چیز کافی ہوتی ہے ایسی نہیں ہیں کہ یہ صدمات اٹھا سکیں فان استطعتم ان تجزعوا لاجسادکم وانفسکم بما لا طاقۃ لکم بہ ولا صبر لکم علیہ فاعملوا بما احب اللہ واترکوا ما کرہ اللہ پس اگر تم اس تکلیف سے جسکی تمکو طاقت نہیں ہے اور نہ اسپر تم صبر کر سکتے ہو اپنے بدنوں کو اور اپنے نفسوں کو بچا سکو تو جو خدا کو پسند ہے وہ فعل کرو اور جو خدا کو ناپسند ہے اسکو چھوڑ دو

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

(۱) رُوِیَ فِی الارشاد ان الحسن بن علی ولد بالمدینۃ لیلۃ النصف من شہر رمضان سنۃ ثلث من الہجرۃ ومضی مسموماً فی سابع صفر سنۃ خمسین وقیل فی ثمان وعشرین منہ وقیل فی آخرہ وقیل فی خمس خلون من شہر ربیع الاول وھو یومئذ ابن ثمانیۃ واربعین سنۃ ارشادِ شیخ مفید میں منقول ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام پندرھویں شب کو ماہِ مبارک رمضان کے کہ تیسرا سال ہجری تھا مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ساتویں کو صفر کی سن پچاس ہجری میں بزہر ستم شہید ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اٹھائیسویں کو اور بعضوں نے لکھا ہے کہ انتیسویں کو صفر کی اور بعضوں نے لکھا ہے کہ پانچویں کو ربیع الاول کی شہید ہوئے اور سنِ شریف اس جناب کا اڑتالیس برس کا تھا وکانت خلافتہ عشر سنین ودفن بالبقیع عند جدتہ فاطمۃ بنت اسد اور مدتِ خلافت اس جناب کی دس برس تھی اور قبر مطہر اس جناب کی قبرستانِ بقیع میں ہے متصل قبر جناب فاطمہ بنت اسد کی جو کہ جدہ ماجدہ ان حضرت کی تھیں فعاش مع جدہ رسول اللہ سبع سنین واشہراً وقیل ثمانی سنین ومع ابیہ ثلثین وبعدہ تسع سنین وقیل عشر سنین اور ان حضرت نے ہمراہ جناب رسالتمآب کی سات برس اور کچھ مہینے زندگی کی اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آٹھ برس اور بعد ان حضرت کے ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے تیس برس زندہ رہے اور بعد اس جناب کے نو برس اور بعضوں نے لکھا ہے کہ دس برس زندگانی کی وبقی فی خلافتہ اربعۃ اشہر وثلثۃ ایام ووقع الصلح بینہ وبین معٰویۃ فی سنۃ احدی واربعین اور وہ جناب کل چار مہینے اور تین دن خلیفہ کہلائے اور سن اکتالیس میں درمیان اس جناب کے اور معاویہ کے صلح ہوگئی پھر اس وقت سے حضرت کو کسی نے خلیفہ نہ کہا روی فی المناقب ان الحسن

ولد بالمدینة لیلة النصف من شهر رمضان سنة ثلث من الهجرة وقیل سنة اثنین وجاءت
بہ فاطمة علیہا السلام الی النبی فی یوم السابع من مولدہ فی خرقة من حریر الجنة
وکان جبرئیل نزل بہا الی رسول اللہ فسماہ اللہ حسناً وعق عنہ کبشاً
وسماہ فی التوریة شبراً وکنیتہ ابو محمد وابو القاسم والقابہ السید والسبط والامین
والحجة والبر والتقی والزکی والمجتبی السبط الاول والزاہد اور کتاب مناقب میں منقول ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام
پندرھویں شب ماہِ مبارک رمضان کی کہ سن تیسرا یا دوسرا ہجری تھا پیدا ہوئے اور ساتویں روز جناب سیدہ
علیہا السلام اس شہزادہ کونین کو ایک پارچہ حریر میں کہ جبرئیل امین بہشت سے لائے تھے لپیٹ کر خدمت
رسول خدا میں لائیں پس خدائے عزوجل نے نام اس جناب کا حسن رکھا اور ساتویں روز ایک گوسفند کو
عقیقہ کیا اور نام اس شہزادہ کا توریت میں شبر ہے اور کنیت مبارک اس جناب کی ابو محمد اور ابو القاسم ہے
اور لقب اس جناب کا سید اور سبط اور امین اور حجت اور بر اور تقی اور زکی اور مجتبیٰ اور سبط اول اور زاہد ہے
(۲) روی عن الصادق قیل للحسن بن علی فی احتمالہ الشدائد عن معاویة امام جعفر صادق سے
منقول ہے کہ کسی نے پوچھا امام حسن سے یابن رسول اللہ کیا سبب ہے کہ آپ ظلم معاویہ کے تحمل فرماتے ہیں فقال
الحسن کلاما معناہ لو دعوت اللہ لجعل اللہ العراق شاماً والشام عراقاً وجعل المرأة
رجلا والرجل امرأة حضرت نے جواب ارشاد کیا کہ حاصل اسکا یہہ ہے کہ اگر میں جناب باری میں دعا
کروں تو حق تعالیٰ ملک عراق کو ملک شام کردے اور ملک شام کو عراق کردے اور عورت کو مرد اور مرد کو
عورت کردے فقال رجل من اہل الشام ومن یقدر علی ذلک فقال الحسن اخضی الا
تستحیین ان تقعدی بین الرجال فوجد الرجل امرأة پس ایک شخص شامی نے ازراہ عناد کے کہا
کہ کون ایسا ہے کہ امر محال پر قدرت رکھتا ہو یہہ سنکر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اٹھ کھڑی ہو اے عورت کیا تجھے
شرم نہیں آتی ہے کہ مردوں میں بیٹھی ہے پس اس شخص نے اسیوقت اپنے تئیں عورت پایا فقال الحسن وصارت
عیالک رجلا وتقاربک وتحمل عنہا وتلد ولداً خنثی فکان کما قال الحسن پس امام حسن نے
فرمایا کہ زوجہ تیری مرد ہوگئی اور تجھ سے اس سے حمل رہیگا اور تجھسے فرزند خنثی پیدا ہوگا پس جو کچھ کہ امام حسن علیہ السلام نے
ارشاد کیا تھا وہ سب واقع ہوا ثم انہ تاب وعیالہ واستغفر منہ فدعا اللہ تعالیٰ فعاد
الی الحالة الاولی بعد ازاں اس شخص نے اور اسکی عیال نے اپنے عقاید فاسدہ سے توبہ کی اور حضرت سے طالب عفو ہوا
پس حضرت نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی اسیوقت وہ مرد اور عورت ویسے ہی حالت اصلی پر ہوگئے (۳) روی فی الخرائج
عن ابی عبد اللہ قال ان الحسن کان عندہ رجلان فقال احدہما لہ یابن رسول اللہ
انک حدثت البارحة فلاناً بحدیث کذا وکذا فقال الرجل انہ لیعلم ما کان اعجب

مِنْ ذٰلِکَ کتاب خرائج میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدمت میں امام حسنؑ کے دو شخص حاضر تھے ایک نے اُنہیں سے کہا کہ اے فرزند رسولِ خدا آپ نے شب کو عجب طرح کی باتیں ارشاد کیں کہ مجھ کو تعجب ہوا تو دوسرے شخص نے کہا کہ حضرت جانتے ہیں اُن امور کو کہ وہ زیادہ اس سے عجیب ہیں فقال الحسنؑ انا لنعلمُ ما یجری فی اللیل والنھار ثم قال ان اللہ تبارک و تعالیٰ علّم رسولہٖؐ الحلال والحرام والتاویل والتنزیل فعلم رسول اللہ علمہٗ کلہ لنا پس امام حسنؑ نے ارشاد کیا کہ ہمیں علم ہے اُن امور کا کہ جو شب و روز میں واقع ہوتے ہیں یہہ فرما کر ارشاد کیا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علم حلال و حرام و تاویل و تنزیل قرآن کا عطا کیا ہے پس جناب رسالتمآبؐ نے سب علم اپنا ہمیں دیا اور سب چیزوں سے ہمیں آگاہ کیا ہے (۴) فی خرائج الجرائح ان عمرو بن العاص قال لمعٰویۃ ان الحسن بن علی رجل حیٌّ وانہ اذا صعد المنبر ورمقوہ بابصارھم خجل وانقطع لو اذنت لہ خرائج الجرائح میں منقول ہے کہ عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ حسن بن علیؑ شرمگین ہیں جب یہہ منبر پر جا بیٹھینگے اور ہر شخص اہل مجلس سے اُنپر چشمک زن ہوگا تو وہ شرمسار ہونگے اور بات نکر سکینگے اگر تو اذن دے تو وہ بالائے منبر جائیں فقال معٰویۃ یا ابا محمد لو صعدت المنبر ووعظتنا فقام فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال من عرفنی فعرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسنُ بن علیؑ وابن سیدۃ النساء فاطمۃ بنت رسول اللہ انا ابنُ رسول اللہ انا ابن نبی اللہ معاویہ نے یہہ سنکر امام حسنؑ کی خدمت میں عرض کی کہ یا ابا محمد اگر آپ منبر پر تشریف لیجائیں اور ہم لوگوں کو وعظ و نصائح کریں تو اچھا ہے پس حضرت بالائے منبر تشریف لیگئے اور حمدِ خدا بجمال بلاغت بجا لائے اور بعد اسکے فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ جانلے کہ میں ہوں حسنؑ فرزند علیؑ اور فرزند سیدۃ النسا فاطمہ زہراؑ بنتِ محمد مصطفیٰؐ میں ہوں فرزند رسول خدا انا ابنُ السّراج المنیر انا ابن البشیر النذیر انا ابن من بُعِثَ رحمۃ للعالمین انا ابن من بعث الی الجن والانس انا ابنُ خیر خلقِ اللہ بعد رسول اللہ انا ابن صاحب الفضائل انا ابن صاحب المعجزات والدلائل ایہا الناس میں اسکا فرزند ہوں جو چراغ روشن ہے میں فرزند اسکا ہوں جو بشارت دہندہ ہے نعمائے بہشت سے اور خوف دلانیوالا ہے عذاب آخرت سے میں فرزند اسکا ہوں جو مبعوث ہوا رحمت واسطے عالم کے میں ہوں فرزند اسکا کہ جو مبعوث ہوا جن و انس پر میں ہوں فرزند اسکا کہ جو بہترین خلق ہے بعد رسول خدا کے میں ہوں فرزند اسکا کہ جو صاحب فضائل و مناقب ہے میں ہوں فرزند اسکا کہ جو صاحب معجزات و دلائل ہے انا ابنُ امیر المؤمنین انا ابنَ المدفوع عن حقہ انا واحد سیدی شباب اھل الجنۃ انا ابن الرکن والمقام انا ابن مکۃ ومنیٰ انا ابن المشعر والعرفات میں ہوں فرزند امیر المومنینؑ میں ہوں فرزند اسکا کہ جو اپنے حق سے محروم رہا

میں ہوں ایک دو سردارِ جوانانِ اہلِ بہشت سے میں ہوں صاحب رکن و مقام میں ہوں صاحب مکہ و منی میں
ہوں صاحب مشعر و عرفات فاغتاظ معویۃ و قال خذ فی نعت الرطب ودع ذا فقال الریح
ینفخہ والحر ینضجہ و برد اللیل یطیبہ ثم عاد فقال انا ابن الشفیع المطاع انا ابن
من قاتل معہ الملائکۃ انا ابن من خضعت لہ قریش انا ابن امام الخلق وابن محمد
رسول اللہ فخشی معویۃ ان یفتتن بہ الناس فقال یا ابا محمد انزل فقد کفی ما جری فنزل پس یہہ سنکر معاویہ کو غیظ و
غضب آیا اور کہا کہ تم کچھ مدح و ثنا رطب کی بیان کرو اور یہ بیان کو موقوف کرو حضرتؑ نے فرمایا کہ ہوا
اسی بڑھاتی ہے اور حرارتِ آفتاب اسے پکاتی ہے اور برودتِ شب اسے خوش مزہ کرتی ہے بعد اسکے پھر حضرت
خطبہ پڑھنے لگے اور فرمایا کہ میں ہوں فرزند اسکا کہ جو شفاعت کرنیوالا ہے خلق کا اور عالم اسکا مطیع ہے میں
ہوں فرزند اسکا کہ جسکے ہمراہ ہوکر ملائکہ نے جہاد کیا میں ہوں فرزند اسکا کہ جسکے آگے فروتنی کی قریش نے
میں ہوں فرزند اسکا کہ جو امامِ خلق ہے میں ہوں فرزند محمدؐ کہ جو نبی خدا ہیں پس معاویہ کو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ
لوگ حضرتؑ کی طرف مائل ہوجائیں اور فتنہ برپا ہو عرض کیا کہ یا ابا محمد تم منبر سے اتر آؤ جو کچھ تمنے بیان کیا
وہ کافی ہے پس ناچار حضرتؑ منبر سے اتر آئے فقال لہ معاویۃ ظننت ان ستکون خلیفۃ وما انت وذاک
فقال انما الخلیفۃ من سار بالجور وعطل السنۃ اتخذ والدنیا ابا و اما وملک ملکا متع
بہ قلیلا ثم ینقطع لذتہ و تبقی تبعتہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے کہا
تمہیں گمان یہہ تھا کہ میں عنقریب خلیفہ ہونگا حالانکہ تمسے اور خلافت سے کیا علاقہ حضرتؑ نے فرمایا کہ سزاوار
خلافت وہ شخص ہے کہ جو بہ کتاب خدا اور بہ سنت نبوی رفتار کرے نہ لائق خلافت وہ شخص ہے کہ جو بجور و ظلم
رفتار کرے اور سنت جناب نبویؐ کو معطل کردے اور دنیا کو اپنا باپ اور ماں جانے اور مالک ہوا ایک ملک کا
کہ اس سے تھوڑے دنوں بہرہ ور ہوا اور بعد چند روز کے لذت اسکی منقطع ہوجائے اور معصیت اسکی
باقی رہے وحضر المحفل رجل من بنی امیۃ وکان شابا فاغلظ للحسنؑ کلامہ تجاوز الحد
فی السب والشتم لہ ولابیہ فقال الحسنؑ اللہم غیر ما بہ من النعمۃ واجعلہ انثی
لتعتبر بہ فنظر الاموی فی نفسہ فقد صار امرأۃ قد بدل اللہ لہ فرجہ بفرج النساء وسقطت لحیتہ اسی اثنا میں ایک
شخص بنی امیہ میں سے اس مجلس میں آیا اور اس ملعون نے خدمت میں اس امام عالی مقام کے بہت
زبان درازی کی اور ان حضرتؑ کو اور جناب امیر علیہ السلام کو بہت سخت اور درشت کہا حضرتؑ نے
اسکے لئے بددعا کی اور کہا کہ خداوندا جو نعمت تونے اسکو عطا کی ہے اسے متغیر کر اور اسکو عورت کردے تاکہ اور
لوگونکو یہہ عذاب دیکھکر عبرت حاصل ہو پس اسیوقت اس ملعون نے اپنے تئیں عورت پایا اور حق سبحانہ
تعالی نے جو علامت کہ اسمیں مردکی تھی اسے بہ علامتِ زن مبدل کردیا اور تمام بال داڑھی کی اسیوقت

گر گئے فقال الحسن اعزلی مالک و محفل الرجال فانک امرأۃ ثم ان الحسن سکت ساعۃ ثم نفض ثوبہ
ونہض یخرج فقال ابن العاص اجلس فانی اسئلک مسائل قال سل عما بدا لک
پس حضرتؑ نے فرمایا ای ملعون دور ہو یہاں سے تو عورت ہے تجھے مردوں کی محفل سے کیا کام بعد اسکے
حضرت ایک ساعت خاموش رہے پھر دامن عبا کو جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور چاہا کہ تشریف لیجائیں عمرو
بن عاص نے عرض کی کہ آپ ابھی بیٹھیں تاکہ میں کچھ مسائل آپ سے پوچھوں حضرتؑ نے فرمایا پوچھ جو چاہے
قال عمرو اخبرنی عن الکرم والنجدۃ والمروۃ فقال اما الکرم فالتبرع بالمعروف و
الاعطاء قبل السؤال واما النجدۃ فالذب عن المحارم والصبر فی المواطن عند المکارہ
واما المروۃ فحفظ الرجل دینہ واحرازہ نفسہ من الدنس وقیامہ بالحقوق وافشاء السلام وخرج
عمرو بن عاص نے عرض کی کہ یا حضرت معنی کرم و نجدۃ و مروت کے کیا ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ معنی
کرم کی احسان و نیکی ہیں اور عطا کرنا ہے قبل سوال کے اور معنی نجدۃ کی دور کرنا ہے مکروہات کا اپنے
محرموں سے اور صبر کرنا ہے شدائد و مکارہ پر محل شدت میں اور معنی مروت کی حفاظت کرنا ہے
آدمی کا اپنے دین کو اور بچانا ہے اپنے نفس کا کثافت و خباثت سے اور مستعد ہونا ہے ادائے حقوق کے لئے اور
اظہار کرنا سلام کا لوگوں پر یہہ فرما کر حضرتؑ وہاں سے تشریف لیگئے فعذل معاویۃ عمروا فقال افسدت
اہل الشام فقال عمرو الیک عنی ان اہل الشام لم یحبوک محبۃ ایمان و دین انما
احبوک للدنیا لان السیف والمال بیدک بعد اسکے معاویہ نے عمرو عاص کو بہت ملامت کی اور
کہا تو نے فساد برپا کیا اہل شام میں عمرو عاص نے جواب دیا ای معاویہ میری ملامت سے باز رہ کیا اہل
شام تجھسے محبت کرتے ہیں از راہ محبت دین و ایمان کے بلکہ محبت کرتے ہیں تجھسے اسلئے کہ دنیا تجھسے حاصل ہے
اور تلوار اور مال تیری ہاتھ میں ہے ثم شاء امر الشاب الامری واتت زوجتہ الی الحسن
تبکی فجعلت تتضرع فرق لہ ودعا فجعلہ اللہ کما کان بعد اسکے حال اس جوان کا مشہور ہوا
اور زوجہ اسکی روتی ہوئی حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تضرع و زاری بیشمار
آپکی حضرتؑ کو اسکی حال پر رحم آیا اور دعا کی خداوند عالم نے برکت دعا صورت اصلی عطا فرمائی الا
لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (۵)
فی روضۃ الواعظین ان الحسن علیہ السلام کان اذا توضأ ارتعدت فرائصہ ومفاصلہ واصفر لونہ فقیل لہ فی ذلک
فقال حق علی کل من وقف بین یدی رب العزۃ ان یصفر لونہ و ترتعد مفاصلہ کتاب روضۃ الواعظین میں منقول ہے کہ جب امام حسنؑ
نماز کے لئے وضو فرماتے تھے تو اعضائے مبارک کانپنے لگتے تھے اور رنگ چہرہ اقدس کا زرد ہو جاتا تھا
کسی نے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ سبب اسقدر خوف کا کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ جو بندہ چاہے کہ سامنے

پروردگار عالم کے حاضر ہونا لازم ہے کہ عظمت و ہیبت پروردگار جلیل سے بدن انکا مرتعش ہوا اور رنگ انکا زرد ہو وکان الحسن اذا بلغ المسجد رفع راسہ یقول الٰہی ضیفک ببابک یا محسن قد اتاک المسیئ فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندک اور جب وہ جناب مسجد میں پہنچتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ خداوندا مہمان تیرا تیرے در پر حاضر ہے اے محسن گنہگار تیرے در گزر میرے گناہوں سے ساتھ اپنی احسانات کے وکان الحسن حج خمسا وعشرین حجۃ ماشیا وقاسم مالہ لوجہ اللہ مرتین اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ پا کئے اور دو مرتبہ تمام مال اپنا راہ خدا میں تقسیم کیا روی ان شامیا رای الحسن راکبا فجعل یلعنہ وھو لا یردہ اور حلم و تحمل امام حسن علیہ السلام میں منقول ہے کہ ایک روز حضرتؑ سوار تشریف لئے جاتے تھے ناگاہ ایک شامی نے حضرتؑ کو دیکھا اور کلمات سخت و درشت کہنے شروع کئے اور اس جنابؑ نے جواب میں اسکے کچھ نہ فرمایا فلما فرغ اقبل وقال ایھا الشیخ اظنک غریبا لعلک شبہت فلو سئلتنا اعطیناک ولو استرشدتنا ارشدناک وان کنت محتاجا اغنیناک لان لنا موضعا رحبا وجاھا عریضا ومالا کثیرا پس جبکہ وہ شخص چپ ہوا حضرتؑ نے بعد سلام کے ارشاد فرمایا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو مرد مسافر ہے شاید تجھے اشتباہ ہوا ہو جو تو نے مجھ کو اس طرح سے کہا اگر تو مجھ سے کسی چیز کا طالب ہے تو میں تجھکو دوں اور اگر تو طالب ہدایت ہے تو میں تجھے ہدایت کروں اور اگر تو بھوکا ہے تو سیر کروں اور گر تجھے حاجت لباس ہے تو لباس دوں اور گر تو فقیر ہے تو غنی کردوں اسلئے کہ ہم صاحب جاہ و حشمت او صاحب مال ہیں فلما سمع الرجل کلامہ بکی وقال اشھد انک خلیفۃ اللہ فی ارضہ واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جب اس شامی نے یہ اخلاق اُن حضرتؑ سے مشاہدہ کئے رونے لگا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ آپ حجت خدا اپنی زمین پر جانشین خلق اسکے اور خدا ہی خوب جانتا ہے جس جگہہ اپنی رسالت قرار دیتا ہے کنت انت وابوک ابغض خلق الی والان انت احب الخلق الی فتحول رحلہ الیہ وکان ضیفہ الی ان رحل معتقدا لھم اور اے فرزند رسول خدا قبل اسکے میں آپ کو اور آپ کے پدر بزرگوار کو نہایت دشمن رکھتا تھا اور اب آپ سے زیادہ کوئی مجھے احب نہیں ہے بعد اسکے وہ شامی حاضر خدمت با سعادت ہوا اور مہمان حضرتؑ کا رہا یہانتک کہ با اعتقاد رحلت کی (۶) فی البحار عن الصادق ان الحسن علیہ السلام یخبر بموتہ بالسم ومن یقتلہ فما ذھبت الایام حتی بعث معویۃ الی جعدۃ بنت الاشعث امراتہ مالا جسیما وجعل یمنیھا بان یعطیھا مائۃ الف درھم ایضا ویزوجھا من یزید وحمل الیھا السم لتسقیہ الحسن علیہ السلام امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسن علیہ السلام اکثر اوقات فرماتے تھے کہ مجھے جعدہ بنت اشعث زہر سے شہید

کریگی چنانچہ بعد چندروز کے معاویہ نے جعدہ کے پاس کہ وہ ملعونہ عقد میں حضرتؑ کے تھی بہت سا مال و اسباب
مع زہر قاتل بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر تو یہ زہر حضرتؑ کو کھلا دیگی تو عوض میں اسکے تجھے لاکھ درہم دونگا
اور عقد تیرا اپنے فرزند یزید سے کر دونگا فکانت قاصدة الی قتله فانصرف الحسن الی منزله وهو
صائم فاخرجت وقت الافطار وكان يوما حارا شربة لبن وقد القت فيها ذلك
السم فشربها وقال يا عدوة الله قتلتني قتلك الله فيخرج من كبده قطعة قطعة
پس اس روز سے وہ ملعونہ درپے قتل تھی یہانتک کہ ایک روز وہ حضرتؑ روزہ سے تھے اور وقت افطار
کے دولتسرا میں تشریف لائے اور اس دن نہایت گرمی تھی پس ملعونہ نے وہ وقت غنیمت جان کے ایک
کاسہ شیر میں زہر قاتل ملا اور سامنے حضرتؑ کے لائی اس امام مظلوم نے شدت عطش میں اس شیر کو نوش فرمایا
اور جسوقت اثر زہر کا از گلوئے مبارک تا ناف معلوم ہوا اس ملعونہ سے فرمایا کہ اے دشمن خدا لعنت
خدا تجھ پر تو نے مجھے ناحق قتل کیا خدا تجھے قتل کرے پس اُن حضرتؑ کو متصل قے خون کی آنے لگی اور جگر
اقدس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر قے میں نکلنے لگا (۷) عن الرضا عن ابائه عليهم السلام
انه لما حضرت الحسن الوفاة بكى فقيل له يا ابن رسول الله ابتكي و مكانك
من رسول الله مكانك الذي انت به وقد قال ما قال فيك رسول الله وقد حججت عشرين
حجة ماشيا وقد قاسمت ربك مالك ثلث مرات حتى النعل اس حدیث کو نقل کیا ہے جناب امام رضا
علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے کہ جب وقت وفات امام حسنؑ قریب پہنچا تو حضرتؑ رونے لگے کسینے عرض
کی کہ اے فرزند رسول خدا تعجب ہے کہ آپ اسوقت روتے ہیں حالانکہ آپکا رتبہ رسول خداؐ کے نزدیک وہ ہے کہ سوا
آپکے یہ قرب کسیکو حاصل نہیں ہے اور جو کچھ کہ رسول خداؐ نے آپکے فضائل و مناقب میں ارشاد فرمایا ہے وہ سب کو
معلوم ہے اور آپنے بیس حج پیادہ پا کئے ہیں اور تمام مال اپنا راہ خدا میں تین مرتبہ تصدق کیا ہے یہانتک کہ
نعلین بھی پائے مبارک سے اتار کر راہ خدا میں دیدی فقال انما ابكي لخصلتين لهول المطلع وفراق
الاحبة یہ سنکر حضرتؑ نے فرمایا کہ میرے رونے کے دو وقت میں دو سبب ہیں ایک انمیں سے
خوف ہے معائنہ امور آخرت کا کہ پہلے اس سے کبھی معائنہ ان امور کا نہیں ہوا ہے اور دوسرے مفارقت احباب کی
(۸) فی سورة التغابن قوله تعالى انما اموالكم واولادكم فتنة جناب باری تعالی کلام مجید میں فرماتا ہے
کہ نہیں ہیں مال تمہارے اور اولاد تمہاری مگر فتنہ یعنی محبت و ابتلا اور مشغولی ہو آخرت کیطرف سے اسلئے کہ آدمی
بسبب مال و اولاد کے مبتلائے جرائم ہوتا ہے روى عبد الله بن بريدة عن ابيه قال كان رسول
الله يخطب فجاء الحسن والحسين عليهما السلام وعليهما قميصان احمران يمشيان ويعثران
فنزل رسول الله اليهما فاخذهما فوضعهما في حجره على المنبر وقال صدق الله عز وجل

انما اموالکم واولادکم فتنۃ روایت کی ہے عبد اللہ بن بریدہ نے اپنے باپ سے کہا انہوں نے جناب رسولِ خدا ایک دن منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب حسنینؑ سرخ کرتے پہنے ہوئے تشریف لائے وہ دونوں معصوم بسبب صغر سن کے چلنے میں گر گر پڑتے تھے جناب رسولِ خدا اپنے دونوں جگر گوشوں کو گرتے ہوئے دیکھکر ضبط نہ کر سکے فوراً منبر سے نیچے اتر کر اور ان دونوں معصوموں کو اپنی گود میں اٹھا کر پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ درست فرمایا جناب احدیت نے کہ مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں یعنی باعثِ مشغولی ہے نظرت الی ھذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتھما ثم اخذ فی خطبتہ اور فرمایا کہ میں نے دیکھا ان دونوں بچوں کو کہ چلنے میں گر گر پڑتے ہیں تو صبر نہ کر سکا میں یہاں تک کہ قطع کیا میں نے اپنی حدیث کو اور اٹھا لیا ان دونوں کو بعد اسکے پھر حضرتؐ خطبہ کے پڑھنے میں مصروف ہوئے (۹) عن اسمعیل بن مہران عن الکناسی عن ابی عبد اللہ قال خرج الحسن بن علی فی بعض عمرہ ومعہ رجل من ولد الزبیر کان یقول بامامتہ ملا محمد یعقوب کلینیؒ نے کتاب کافی میں اسمعیل بن مہران سے اور اسمعیل نے کناسی سے اور کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا حضرتؑ نے کہ ایک دفعہ سفر حج میں ایک شخص اولادِ زبیر میں سے کہ زبیر کی امامت کا بھی مقر تھا حضرت امام حسنؑ کے ساتھ ہمراہ تھا فنزلوا فی منھل من تلک المناھل تحت نخل یابس قد یبس من العطش ففرش للحسن تحت نخلۃ وفرش الزبیری بحذاہ تحت نخلۃ اخری پس حضرتؑ کا گزر ایک چشمہ پر ہوا وہاں ایک درخت خرما تھا کہ بسبب پانی نہ پہنچنے کے خشک ہو گیا تھا حضرتؑ نے اس مقام پر ایک درخت کے نیچے فرش کر کے جلوس فرمایا اور زبیری دوسرے درخت کے نیچے حضرتؑ کے مقابل میں فرش بچھا کر بیٹھا قال فقام الزبیری ورفع راسہ فقال لو کان فی ھذا النخل رطب لاکلنا منہ فقال لہ الحسن وانک لتشتھی الرطب فقال الزبیری نعم حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ناگاہ زبیری سر اٹھا کر اس درخت خشک کی طرف نگاہ کر کے کہنے لگا کہ اگر اس درخت میں خرمے تر ہوتے تو میں انکو کھاتا حضرت امام حسنؑ نے انکے کلام کو سنکر ارشاد کیا کہ تو خرمے کی خواہش کرتا ہے اسنے عرض کی ہاں فرفع یدہ الی السماء فدعا بکلام لم افھمہ فاخضرت النخلۃ ثم صارت الی حالھا فاورقت وحملت رطباً حضرت امام حسنؑ نے اپنے دستہائے مبارک کو طرف آسمان کے اٹھا کر ایسے الفاظ میں دعا کی کہ راوی کہتا ہے میری سمجھ میں نہ آیا دعا کرتے ہی وہ درخت سر سبز ہو گیا اور پتے نکل آئے اور رطب اس میں لگ فقال الجمال الذی اکتری منہ سحر واللہ فقال الحسن ویلک لیس بسحر ولکن دعوۃ ابن نبی مستجابۃ حضرتؑ کا معجزہ دیکھ کر شتربان جس سے کہ شتر کرایہ کیا تھا کہنے لگا کہ قسم بخدا یہ سحر ہے حضرتؑ نے اسکے قول کو سنکر ارشاد فرمایا کہ اے احمق یہ سحر نہیں ہے بلکہ دعا فرزند پیغمبرؐ کی مستجاب

قال فصعد والی النخل فصرموا ما کان فیہا فکفاہم حضرت فرماتے ہیں کہ بعد اسکے درخت پر چڑھکر
خرمونکو توڑکر جمع کیا تو انکی بقدر کفایت تھے (۱۰) عن المفضل بن عمر قال قال الصادق حدثنی ابی عن
ابیہ علیہما السلام ان الحسن بن علی علیہما السلام کان اعبد الناس فی زمانہ
وافضلہم مفضل بن عمر روایت کرتا ہے حضرت امام جعفر صادق سے فرمایا حضرتؑ نے کہ بیان فرمایا مجھسے
میرے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اور انسے فرمایا جناب سید الساجدین امام زین العابدین نے
کہ جناب امام حسنؑ اپنے زمانہ میں عابدترین و افضل ترین عباد تھے وکان اذا حج حج ماشیا وربما مشی
حافیا اور وہ جناب جس وقت حج کرنیکو تشریف لیجاتے تھے تو پیادہ پا جاتے تھے بلکہ اکثر پا برہنہ تشریف
لیگئے ہیں وکان اذا ذکر الموت بکی واذا ذکر القبر بکی واذا ذکر البعث والنشور بکی
واذا ذکر الممر علی الصراط بکی اور جس وقت وہ جناب موت کو یاد فرماتے تو بہت روتے اور جب
قبر کا ذکر کرتے تو آنسو حضرتؑ کے آنکھوں سے جاری ہوتے اور جب یاد کرتے کیفیت بعث و نشور کو یعنی احوال
قیامت کو تو گریہ فرماتے اور جس وقت صراط سے گزرنیکا خیال خاطر اقدس میں آتا تو رقت حضرتؑ پر غالب
ہوتی واذا ذکر العرض علی اللہ تعالی شہق شہقۃ یغشی علیہ منہا اور جب بارگاہ باری تعالی
میں اعمال کے پیش ہونیکا خیال فرماتے تو شدت خوف سے ایک نعرہ کرتے تھے کہ اسکے سبب سے حضرتؑ پر غش
طاری ہو جاتا تھا وکان اذا قام فی صلوتہ ترتعد فرائضہ بین یدی ربہ عز وجل
اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو حضرتؑ کے بدن میں رعشہ پڑ جاتا تھا وکان اذا ذکر الجنۃ والنار
اضطرب اضطراب السلیم وسئل اللہ الجنۃ وتعوذ بہ من النار اور جس دم نعمائے
بہشت اور شدائد دوزخ کا خیال خاطر اقدس میں آجاتا تو اسوقت اسطرح سے بیقرار ہوتے کہ جیسے کسی
شخص کو عقرب نے نیش مارا ہو اور خداوند تعالی سے بہشت کا سوال کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے
وکان علیہ السلام لا یقرء من کتاب اللہ عز وجل یا ایہا الذین امنوا الا قال لبیک
اللہم لبیک یعنی جس وقت تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہوتے تھے تو جہاں کہیں لفظ یا ایہا الذین امنوا
آجاتے تو فورا زبان مبارک سے ادا فرماتے کہ حاضر ہوں میں اے خالق میرے حاضر ہوں میں
ولم یر فی شیء من احوالہ الا ذاکر اللہ سبحانہ اور کسی شخص نے کبھی اس جناب کو ذکر خدا سے
غافل نہیں دیکھا وکان اصدق الناس لہجۃ وافصحہم منطقا اور حضرتؑ صادق ترین قوم
تھے گویائی میں اور فصیح ترین ناس تھے گفتگو میں اور سخاوت حضرتؑ کی اس مرتبہ تھی کہ اہل عرب میں
ضرب المثل ہے اور اسمیں موالف و مخالف نے اتفاق کیا ہے چنانچہ حافظ ابونعیم اعظم علمائے اہلسنت سے
کتاب حلیۃ الاولیاء میں روایت ہے کہ حسن بن علی علیہما السلام نے دو مرتبہ تمام مال اپنا راہ خدا میں اسطرح سے

بخش دیا کہ اسباب ظروف اور غلام و کنیز و دواب وغیرہ کچھ بھی باقی نہ رکھا اور تین مرتبہ اپنے جمیع مال کو دو حصہ کیا ایک حصہ فقرا و مساکین کو عطا کیا اور دوسرا حصہ اپنے لئے رکھا شعر ان السخاء علی العباد فریضة ۔ لله یقرء فی کتاب محکم ۔ وعد العباد الاسخیاء جنانه ۔ واعد للبخلاء نار جهنم من کان لا تندی یداه بنائل للراغبین فلیس ذاک بمسلم یعنی سخاوت کرنا بندوں پر فریضہ ہے جانب خدائی برتر سے کہ تلاوت کیا جاتا ہے یہ مضمون آیات محکمات قرآنی میں جو لوگ کہ بصفت سخاوت متصوف ہیں خداوند عالم نے انکے لئے بشارت جنت دی ہے اور بخیلوں کے واسطے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے پس جو شخص ایسا ہے کہ ہاتھ اسکے عطا و بخشش میں ڈوبے ہوئے نہیں ہوتے بیشک وہ مسلمان نہیں ہے تو منین یہ اشعار جو مذکور ہوئے حضرتؑ کیطرف منسوب کیے جاتے ہیں کہ خود انہیں جنابؑ نے ارشاد فرمائے ہیں وقال علیه السلام حُبِّبَ الیّ من دنیاکم ثلثة اطعام الطعام و افشاء السلام و الصلوٰة باللیل والناس نیام اور حضرتؑ نے ارشاد کیا ہے کہ اہل دنیا تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں میرے نزدیک محبوب ہیں لوگونکو کھانا کھلانا باعلان سلام کرنا اور راتونکو نماز پڑھنا ایسے وقت میں کہ لوگ سوتے ہوں (۱۱) عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیه عن جده علیهم السلام ان الحسین بن علی بن ابی طالب علیهما السلام دخل یوما الی الحسن فلما نظر الیه بکی فقال ما یبکیک یا ابا عبد الله قال ابکی مما یصنع بک حضرت امام جعفر صادق علیه السلام اپنے آبائے کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ ایکدن جناب سید الشہداؑ اپنے برادر بزرگوار حسن مجتبیٰؑ کی خدمت میں تشریف لیگئے دیکھتے کے ساتھ ہی حضرتؑ پر رقت طاری ہوئی حضرت امام حسنؑ نے اپنے بھائی کو روتے دیکھکر استفسار فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ اسوقت تمہارے رونے کا کیا باعث ہے حضرتؑ نے عرض کی کہ اے برادر نامدار جو ظلم و ستم کہ ظالمان بنی امیہ بہ نسبت آپکے واقع ہوگا اسوقت مینے اسکو خیال کیا ہے اس جہت سے مجھکو طاقت ضبط باقی نہیں ہے فقال له الحسن ان الذی یوتی الی سم یدس الی فاقتل به ولکن لا یوم کیومک یا ابا عبد الله یزدلف الیک ثلثون الف رجل یدعون انهم من امة جدنا محمد و ینتحلون دین الاسلام حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ اے برادر مظلوم میری مصیبت تو بہت سہل و آسان ہے میرے لئے تو فقط اسقدر ہوگا کہ بہ مکر و فریب زہر دیکر شہید کرینگے بخلاف تمہاری مصیبت کے کہ تیس ہزار نامرد کہ انکو دعویٰ ہے کہ ہمارے جد امجدؐ کی امت میں ہیں اور اپنے تئیں شامل اسلام کرتے ہیں تمکو گھیر کر بیکس و مجبور کر دینگے یجتمعون علی قتلک وسفک دمک وانتهاک حرمتک وسبی ذراریک ونسائک وانتهاب ثقلک وہ سب ملاعین اس جمعیت کثیر سے تمہارے قتل پر آمادہ ہونگے اور بھوکا اور پیاسا تمکو شہید کرینگے کہ خون تمہارا آلودہ بخاک ہوگا اور حرمت تمہاری ضائع ہوگی اور عورتیں اور اطفال تمہارے اسیر ہونگے اور مال و اسباب تمہارا تاراج ہوگا فعندها تحل ببنی امیة اللعن و یمطر

السماء رمادا و دما یبکی علیک کل شیء حتی الوحوش فی الفلوات والحیتان فی البحار
جو وقت بنی امیہ سے یہ فعل صادر ہوگا وہ ملاعین طوقِ لعنت میں گرفتار ہونگے اور آسمان سے خاک اور خون
برسیگا اور جتنی چیزیں کہ مخلوق ہوئی ہیں سب تمہاری مصیبت میں گریہ وزاری کرینگے یہاں تک کہ وحشی صحرا اور نیز
اور مچھلیاں دریاؤں میں غم و ماتم برپا کرینگی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ۞

(۱۲) عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد قال حدثنی رجل منا قال اتیت
الحسن بن علی علیہما السلام فقلت لہ یا ابن رسول اللہ اذللت رقابنا وجعلتنا معشر
الشیعۃ عبیدا ما بقی معک رجل علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج میں روایت کی ہے اعمش سے انہوں نے سالم
بن ابی الجعد سے کہا انہوں نے کہ روایت کی مجھ سے ایک شخص نے کہ میں نے جاکر خدمت شریف جناب امام حسنؑ میں عرض
کیا کہ یا حضرت آپ نے ہماری سروں کو نیچا کردیا اور جس قدر کہ ہم شیعہ آپ کے معزز و مکرم تھے ویسے ہی آپ نے
ذلیل و ناچیز کردیا اور ہم لوگ مثل غلاموں کے ہوگئے اب آپ کے ہمراہ کوئی باقی نہ رہا حضرتؑ نے فرمایا کہ
کس وجہ سے ہمنے شیعوں کو ذلیل کردیا میں نے عرض کیا اس سبب سے کہ آپ نے حکومت معاویہ کے حوالہ کردی
قال واللہ ما سلمت الامر الیہ الا انی لم اجد انصارا ولو وجدت انصارا لقاتلتہ
لیلی ونهاری حتی یحکم اللہ بینی وبینہ حضرتؑ نے فرمایا کہ قسم بخدا کہ میں نے خواہش و رغبت اس امر کو
گوارا نہیں کیا بلکہ جب دیکھا میں نے کہ کوئی میری نصرت و مددگاری نہیں کرتا تو ناچار ہوکر میں نے اس امر کو
اختیار کیا اور اگر لوگ میرے حامی و مددگار رہتے تو رات دن میں جہاد کرتا یہاں تک کہ خداوند برتر حکم فرماتا
میرے اور معاویہ کے درمیان میں ولکنی عرفت اہل الکوفۃ وبلوتہم ولا یصلح لی منہم
من کان فاسدا انہم لا وفاء لہم ولا ذمۃ فی قول ولا فعل انہم لمختلفون یقولون لنا
ان قلوبہم معنا وان سیوفہم لمشہورۃ علینا اور لیکن میں نے اہل کوفہ کو پہچان لیا اور خوب سا
انکا تجربہ کیا وہ لوگ ایسے مفسد ہیں کہ انکی اصلاح دشوار ہے نہ انمیں وفا ہے نہ انکے قول و فعل کا ٹھکانہ ہے انکا
ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے ظاہر میں ہم سے کہتے ہیں کہ ہم دل و جان سے آپ پر فدا ہیں اور حقیقت میں اپنی
تلواریں ہمارے قتل کے لئے برہنہ کئے ہیں پس اس صورت میں صلح نہ کرتا تو کیا کرتا قال قال وهو یکلمنی اذ تنخع
الدم اذ دعا بطشت فحمل بین یدیہ مملوء مما خرج من جوفہ الدم راوی کہتا ہے کہ
اس شخص نے کہا کہ حضرتؑ مجھ سے یہی باتیں کر رہے تھے دفعۃً دہن شریف میں خون بھر آیا تو حضرتؑ نے ایک طشت
طلب کرکے اپنے آگے رکھا فوراً وہ طشت خون سے بھر گیا قلت لہ ما هذا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم انی لاراک وجعا میں نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ یا حضرتؑ یہ کیا ماجرا ہے جو دیکھتا
ہوں میں کہ آپ مبتلائے مرض ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں معاویہ نے مجھکو مخفی زہر دلوایا ہے اس زہر نے میری

کلیجہ میں اثر کیا ہیں یہہ جو تو دیکھتا ہے طشت میں میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہیں فقلت افلا تتداوی عنہ
قال قد سقانی مرتین وھذہ الثالثۃ لا اجد لھا دواءً میں نے عرض کی کہ یا حضرت
آپ اسکا علاج کیوں نہیں کرتے حضرتؑ نے جواب دیا کہ دو مرتبہ اور بھی مجھکو زہر دلوایا تھا مگر چونکہ
قضا نہ تھی مجھکو صحت حاصل ہوئی یہہ تیسرا مرتبہ ہے اسکا کچھ علاج نہیں ہے ونقلہ فی تالی انہ
کتب الی ملک الروم یسالہ ان یوجہ الیہ من السم القتال شربۃ مجھکو خبر کی گئی اس بات کی کہ معاویہ
نے بادشاہِ روم کو نوشتہ بھیجا اور اسمیں لکھا کہ تھوڑا سا زہر قاتل اسکے پاس بھیج دیوے فکتب الیہ ملک
الروم انہ لا یصلح لنا فی دیننا ان نعین علی قتل من لا یقاتلنا شاہ روم نے
جواب میں لکھہ بھیجا کہ ہمارے دین میں یہہ بات جائز نہیں ہے کہ جو شخص کہ ہمارا دشمن نہو اور ہمسے
جنگ و جدال نکرے ہم اسکے قتل میں اعانت کریں فکتب الیہ ان ھذا ابن الرجل الذی
خرج بارض تھامۃ قد خرج یطلب ملک ابیہ پھر دوسری دفعہ یوں لکھا کہ اگر یہی
عذر ہے تو یہہ بھی تیرا دشمن ہے یہہ اسی شخص کا بیٹا ہے جسنے زمین تہامہ میں خروج کیا تھا یہہ بھی
چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ملک کو اپنے تصرف میں لاوے یعنی اگر اسکو قوت ہوگی تو تیرا ملک بھی چھین لیگا
وانا ارید ان ادس الیہ من یسقیہ ذلک فاریح البلاد والعباد منہ وتوجہ الیہ بھدایا
ولطائف میں چاہتا ہوں کہ مخفی ایک شخص کو معین کروں کہ اسکو زہر پلاوے تا بلاد و عباد کو اس سے
آرام حاصل ہو اس نوشتہ کے ساتھ بہت سے تحفے اور ہدیے بھی اسکے واسطے روانہ کئے فوجہ
الیہ ملک الروم بھذہ الشربۃ التی دس بھا الیہ فسقیتھا واشترط علیہ فی ذلک شروطاً
جب دوسرا نوشتہ ہدیے اور تحفوں سمیت بادشاہِ روم کے پاس بھیجا تو اس ملعون نے بھی با غواءِ
شیطان رجیم ایسا زہر روانہ کر دیا وہ یہی زہر ہے کہ پوشیدہ مجھے پلایا گیا اور معاویہ نے میرے زہر پلانے
کے واسطے کئی عدد کئے ہیں وروی ان معاویۃ دفع السم الی امراۃ الحسن بن علی علیہما
السلام جعدۃ بنت الاشعث وقال لھا اسقیہ فاذا مات زوجتک بابنی یزید اور ایک روایت
ہے کہ معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کی زوجہ کے پاس زہر بھجوا دیا اور اسکو کہلا بھیجا کہ اگر جناب امام
حسن علیہ السلام انتقال فرمائینگے تو میں تیرا نکاح اپنی فرزند نا ارجمند یزید لعین سے کر دونگا نام اس زن
ملعونہ کا جعدہ بنتِ اشعث ہے فلما سقتہ السم ومات صلی اللہ علیہ والہ وسلم جاءت
الملعونۃ الی معاویۃ فقالت زوجنی یزید جب اس ملعونہ نے زہر پلا کر حضرتؑ کو شہید کیا تو معاویہ کے
پاس گئی اور اس سے کہا کہ اب اپنے وعدہ کے موافق یزید سے میری تزویج کر دے فقال لھا اذھبی
فان امراۃ لا تصلح للحسن بن علی علیہما السلام لا تصلح لابنی یزید معاویہ نے

اسکے جواب میں کہا کہ دور ہو جس عورت نے امام حسنؑ سے بدسلوکی کی وہ میرے فرزند یزید سے کیا سلوک کریگی
عوض وہ ملعونہ خسران دنیا و آخرت میں مبتلا ہوئی خدا اس پر لعنت کرے روی ثقۃ الاسلام فی
الکافی ولد الحسن بن علی علیہما السلام فی شہر رمضان فی سنۃ بدر سنۃ
اثنتین و روی انہ ولد فی سنۃ ثلث ملا محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب
اصول کافی میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام ماہ مبارک رمضان میں جس سال کہ جنگ بدر
واقع ہوئی یعنی دوسرے سال ہجرت میں متولد ہوئے اور دوسری روایت میں ہے کہ ہجرت کے
تیسرے برس حضرتؑ پیدا ہوئے و مضی علیہ السلام فی شہر صفر فی آخرہ من سنۃ تسع
و اربعین و مضی و ھو ابن سبع و اربعین سنۃ و امہ فاطمۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آخر ماہ صفر سن انچاس ہجری میں اس جناب نے انتقال فرمایا اسوقت
سن شریف اس امام عالی مقام کا سینتالیس برس کا تھا اور مادر اطہر حضرتؑ کی جناب فاطمہؑ بنت رسول خدا ہیں

جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

(۱) فی الکافی فی بیان مولد الحسین بن علی کتاب کافی میں بیان ولادت باسعادت جناب امام حسینؑ میں لکھا ہے
ولد فی سنۃ ثلث و قبض فی شہر المحرم من سنۃ احدی و ستین من الہجرۃ و لہ سبع و خمسون سنۃ و اشہر
وہ جناب ہجرت کے تیسرے برس پیدا ہوئے اور سن اکسٹھ ہجری ماہ محرم میں درجۂ علیائے شہادت پر فائز ہوئے
جس زمانہ میں کہ سن حضرتؑ کا ستاون برس اور کئی مہینے کا تھا و قتلہ عبید اللہ بن زیاد لعنہ فی خلافۃ
یزید بن معاویۃ و ھو علی الکوفۃ حضرتؑ کو عبید اللہ نے قتل کیا جن دنوں یزید نے اسکو حاکم کوفہ
کیا تھا و کان علی الخیل التی حاربتہ و قتلتہ عمر بن سعد اور جس لشکر نے کہ حضرتؑ سے محاربہ کر کے قتل کیا
عمر اسکا سردار تھا یہ تینوں ملعون یعنی خلیفہ اور امیر کوفہ اور سردار فوج انکے باپ معاویہ اور زیاد اور سعد
صحابہ رسول خدا کہلاتے ہیں انہیں صحابیوں کے فرزندوں نے فرزند رسول کو قتل کیا ہے
بکربلا یوم الاثنین لعشر خلون من المحرم محرم کی دسویں پیر کے دن کربلا میں قیامت کبریٰ واقع ہوئی
و امہ فاطمۃ بنت رسول اللہ اور مادر گرامی ان حضرتؑ کی جناب فاطمہؑ بنت رسول خدا ہیں کتاب
کافی میں منقول ہے کہ محمد بن یحییٰ نے علی بن اسمٰعیل سے اور انہوں نے محمد بن عمر زیات سے اور انہوں نے ایک شیعی
سے اور انہوں نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرتؑ نے ان جبرئیل نزل علی محمد
فقال لہ یا محمد ان اللہ یبشرک بمولود یولد لہ من فاطمۃ تقتلہ امتک من بعدک یعنی حضرت جبرئیل جناب رسول خداؐ پر
نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ خدا تعالیٰ تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ فاطمہؑ کے یہاں پیدا ہوگا

اور تمہارے بعد تمہاری امت قتل کریگی فقال یا جبرئیل قل علی ربی السلام لا حاجۃ لی فی مولود یولد
من فاطمۃ تقتلہ امتی من بعدی جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے جبرئیل میرے پروردگار کو سلام کہنا
اور عرض کرنا کہ ایسا فرزند میں نہیں چاہتا جو فاطمہ کے یہاں پیدا ہو اور بعد میرے امت اُسے قتل کرے
فعرج ثم هبط فقال له مثل ذالک یہ سنکر حضرت جبرئیل نے صعود کیا اور پھر نازل ہوئے اور وہی
پیام پھر دیا فقال یا جبرئیل قل علی ربی السلام لا حاجۃ لی فی مولود تقتلہ امتی من بعدی
جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے جبرئیل میرے خدا کو میرا سلام پہنچے ایسا فرزند میں نہیں چاہتا جسے بعد میرے امت قتل
کرے فعرج جبرئیل الی السماء ثم هبط فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام و یبشرک بانہ
جاعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصیۃ یہ سنکر حضرت جبرئیل نے آسمان کیطرف صعود کیا اور پھر نازل ہوئے اور
فرمایا کہ اے محمد پروردگار تمہارا تمہیں سلام کہتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے کہ اس فرزند کی ذریت میں شرف امامت و
مرتبہ ولایت و وصیت عطا کرونگا فقال انی قد رضیت اس دفعہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ میں راضی ہوں
ثم ارسل الی فاطمۃ ان اللہ یبشرنی بمولود یولد لک تقتلہ امتی من بعدی اسکے بعد
حضرت نے جناب فاطمہ سے کہلا بھیجا کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک فرزند کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ تمہارے یہاں پیدا
ہوگا اور امت میری بعد میرے اسکو قتل کریگی فارسلت الیہ ان لا حاجۃ لی فی مولود تقتلہ امتک
من بعدک جناب سیدہ نے اسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ایسا فرزند نہیں چاہتی جسے آپکے بعد امت آپکی قتل کرے فارسل
الیہا ان اللہ قد جعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصیۃ جناب رسالتمآب نے حضرت فاطمہ
سے کہلا بھیجا کہ خدائے عزوجل نے اس فرزند کی ذریت کو امامت و ولایت و وصیت کے مرتبے سے سرفراز کیا ہے
فارسلت الیہ انی قد رضیت جناب سیدہ نے یہ سنکر حضرت سے کہلا بھیجا کہ میں راضی ہوں فحملتہ کرھا
و وضعتہ کرھا جناب صادق فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے امام حسن کا پیٹ میں رہنا بکراہت گوارا کیا
اور بکراہت وضع حمل کیا وحملہ و فصالہ ثلثون شہرا حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ
اربعین سنۃ کہ امام حسین کی مدت حمل اور زمانہ شیرخوارگی سب ملا کر تیس ۳۰ مہینے ہوئے ہیں یہانتک کہ
جب حضرت سن شباب کو پہنچے اور چالیس برس کا سن ہوا تو جناب نے حدیث میں اس طرح سے دعا کی
رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی و ان اعمل صالحا ترضہ
و اصلح لی فی ذریتی یعنی اے پروردگار مجھے توفیق دے کہ جو نعمت کہ تونے مجھے اور میرے ماں باپ کو
عطا کی ہے اسکا میں شکر ادا کروں اور وہ عمل نیک مجھسے صادر ہوں جن سے کہ تو راضی ہو اور میری ذریت
میں مجھکو نیک کر فلولا انہ قال اصلح لی فی ذریتی لکانت ذریتہ کلہم ائمۃ حضرت صادق
فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسین نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ میری ذریت میں مجھکو نیک کر تو حضرت کی ذریت میں

سے امام ہی ہوا کرتے ولم یرضع الحسین من فاطمۃ ولا من انثٰی اور جناب امام حسینؑ نے حضرت فاطمہؑ کا دودھ
نہیں پیا اور نہ کسی اور عورت کا کان یوتی بہ النبی فیضع ابہامہ فی فمہ فیمص منہا ما یکفیہ
الیومین والثلث جب حضرت رسالتمآبؐ کے پاس جاتے تھے تو وہ اپنا انگوٹھا انکے منہ میں دیتے تھے
اور امام حسینؑ اسطرح سے چوستے تھے کہ دو تین دن تک وہ کافی ہوتا تھا فنبت لحم الحسین من لحم رسول
اللہ و دمہ من دمہ تو وہ لعاب امام حسینؑ کے بدن میں گوشت ہو کر اوگا رسول خدا کے گوشت اور
خون میں سے ولم یولد لستۃ اشھر الا عیسیٰ بن مریم والحسین بن علیؑ اور سوا جناب عیسیٰؑ اور
امام حسین علیہما السلام کے کسی کی مدت حمل چھ مہینے کی نہیں ہوئی وفی روایۃ اخری عن ابی الحسن
الرضا ان النبی کان یوتی بہ الحسین فیلقمہ لسانہ فیمصہ فیجتزی بہ ولم یرتضع
من انثٰی اور دوسری روایت میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ رسالتمآبؐ کی
خدمت میں جاتے تھے تو حضرتؐ اپنی زبان مبارک انکے منہ میں دیتے تھے اسے امام حسینؑ چوسنے لگتے تھے وہی انکو
کافی ہو جاتا تھا اور کسی عورت کا دودھ حضرتؑ نے نہیں پیا (۲) عن ابی بصیر عن ابی
عبد اللہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
ابن ابی بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر میں اس آیہ کی کہ ترجمہ ظاہری اسکا یہ
ہے کہ اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف در آن حالیکہ راضی اور خوشنود ہو تو روایت کی ہے
کہ فرمایا حضرتؑ نے انما یعنی الحسین بن علیؑ فہو ذو النفس المطمئنۃ الراضیۃ واصحابہ
من آل محمد الراضون عن اللہ یوم القیمۃ وھو راض عنھم مراد نہیں ہے مگر
نفس جناب امام حسینؑ کہ وہ جنابؑ بلا ریب صاحب نفس مطمئنہ ہیں اور اصحاب اس جنابؑ کے جو
آل پیغمبرؐ میں شامل ہیں خدا سے قیامت کے دن وہ راضی ہونگے اور خدا انپر مہربان ہوگا ھذہ
سورۃ نزلت فی الحسین بن علی و شیعتہ آل محمد خاصۃ یہہ سورہ نازل ہوا خاص
جناب امام حسینؑ و شیعیان آل محمدؐ کے باب میں من ادمن قراۃ الفجر کان مع الحسین بن
علی فی درجتہ فی الجنۃ پس جو مومن کہ مداومت کرے اس سورہ کی تلاوت میں داخل ہوگا
ساتھ جناب امام حسین علیہ السلام کے درجہ بہشت عنبر سرشت میں (۳) فی کشف الغمۃ قال انس
کنت عند الحسین فدخلت علیہ جاریۃ فحیتہ بطاقۃ ریحان فقال لہا انت حرۃ
لوجہ اللہ فقلت تجیئک بطاقۃ ریحان لا خطر لہا فتعتقہا کتاب کشف الغمۃ میں انس بن مالک
سے روایت کی ہے اسنے کہا ایک روز میں خدمت میں جناب امام حسینؑ کی حاضر تھا ناگاہ ایک کنیز حضرت
کی اس جنابؑ کے پاس آئی اور ایک گلدستہ تلسی کے پتوں کا حضرتؑ کو نذر کیا حضرتؑ نے بخوشی لے لیا

اور عوض میں اسکی فرمایا کہ اے جاریہ مینے تجھے راہِ خدا میں آزاد کیا انس کہتا ہے مینے خدمت میں حضرت کے
کی عرض کی یا ابن رسول اللہ یہہ کنیز ایک گلدستہ حضرت کے لئے لائی کہ کچھہ قیمت نہ رکھتا تھا آپ نے
اسے آزاد کیا قال کذا ادبنا اللہ حضرت نے فرمایا اے انس خدا نے ہمیں یوں ہی تعلیم کیا ہے اور
رتبہ ہمارا ہی بلند کیا ہے کہ جو چیز عطا کریں عوض سے زیادہ ہو آیا تو نے قرآن مجید میں اسکو نہیں تلاوت کیا
کہ خدا عزوجل فرماتا ہے واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا ظاہر ترجمہ اس آیت
شریف کا یہہ ہے کہ ہرگاہ کوئی شخص ہدیہ دے تمہیں لازم ہے کہ تم اسکی عوض میں اُسے بہتر اس سے دو یا پھیر دو
وکان احسن منہا عتقہا اور عوض اس گلدستہ کا مینے اپنے نزدیک بہتر اس سے نہ پایا کہ میں اسکو آزاد
کروں اکثر علمائے جواب سلام میں اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو شخص کسی پر سلام کرے جواب دینا واجب ہے
بلکہ اسکو جواب میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اول کو اسکو سرور حاصل ہو اور عوض حق
(۴) فی تفسیر العیاشی عن مسعدۃ قال مر الحسین بن علی بمساکین قد
بسطوا کساء لہم والقوا علیہ کسرا تفسیر عیاشی میں بسند معتبر مسعدہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک روز حضرت امام
حسین علیہ السلام کا ایک جماعت مساکین پر گذر ہوا کہ وہ اپنی عبا بچھائے خشک روٹیوں کے ٹکڑے اوپر اسکے
کہا رہے تھے فقالوا ہلم یا ابن رسول اللہ فنزل عن فرسہ وثنی ورکہ فاکل معہم ثم تلا ان
اللہ لا یحب المستکبرین جب حضرت امام حسین ان فقرا کے نزدیک پہنچے حضرت نے اُن سبھوں کو سلام کیا
اُن لوگوں نے بعد جواب سلام کے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ ہمیں سرفراز کرو اور یہہ نان خشک
ہمارے ساتھہ نوش فرماؤ یہہ سنتے ہی حضرت گھوڑے سے نیچے اترے اور دو زانو بیٹھکر انکے ساتھ ان
ٹکڑوں کے کہانے میں شریک ہوگئے جب حضرت کھانا کھانے سے فارغ ہوئے اس آیت کو تلاوت فرمایا یعنی
خدا تعالی متکبروں کو دوست نہیں رکھتا ثم قال انی قد اجبتکم فاجیبونی قالوا نعم یا ابن رسول اللہ
فقاموا معہ حتی اتوا منزلہ بعد ازاں حضرت نے اُن مسکینوں سے فرمایا کہ مینے تمہاری دعوت
قبول کی تم بھی میری دعوت قبول کرو اور آج میرے مہمان ہو انہوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ ہم
بسر وچشم حاضر ہیں یہہ کہا اور حضرت کے ساتھہ روانہ ہوئے یہانتک کہ حضرت دولتسرا میں پہنچے اُس وقت
اُنسے فرمایا کہ تم ایک لمحہ یہاں توقف کرو اور آپ گھر میں داخل ہوئے فقال للجاریۃ اخرجی ما
کنت تدخرین اور کنیز سے فرمایا جو کچھہ کھانا موجود ہو حاضر کر جب لونڈی کھانا لائی حضرت نے
انکی ضیافت کی اور انعام دیکر انکو رخصت فرمایا وفی روایۃ اخری انہ جلس معہم وقال
لولا انہ صدقۃ لاکلت معکم اور دوسری روایتمیں یوں وارد ہوا ہے کہ جسوقت ان مساکین نے
حضرت کو کھانا کھانے کے لئے بلایا حضرت گھوڑے سے اترے اور دو زانو ہوکر انکے پاس بیٹھے اور پہلو

عذر خواہی کرکے فرمایا کہ یہ روٹی تمہاری مال تصدق سے ہی اور صدقہ اہلبیت رسولؐ پر حرام ہے، پس تم میرے نہ کھانے سے رنجیدہ خاطر نہو نا اگر صدقہ نہوتا ضرور میں تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوتا بعد ازاں انسے فرمایا کہ مینے تمہاری دعوت قبول کی چاہیے تم بھی میرے گھر میں میری مہمان ہو پس حضرت اُن فقرا کو اپنے مکان میں لائے اور انکی دعوت بخوبی کی اور وقت رخصت بہت سے درہم انکو دیکر رخصت کیا (۵) فی کشف الغمۃ انہ کان للحسین عبد الجنی جنایۃ فامر بدان یضرب فقال یا مولائ والکاظمین الغیظ قال خلوا عنہ الخ + کتاب کشف الغمہ میں روایت کی ہی کہ جناب امام حسینؑ کا ایک غلام تھا کبھار اُسنے کچھ قصور کیا حضرت نے فرمایا کہ اُسکو ماریں جب تازیانہ اُسکے مارنے کو آیا اُسنے اس آیت کو پڑھا یعنی خدا تعالی فرماتا ہی وہ لوگ کہ کھا نیوالے غصہ کے ہیں حضرتؑ نے جب یہ کلمہ سُنا فرمایا اسے چھوڑ دو فقال یا مولائ والعافین عن الناس قال قد عفوت عنک بار دیگر غلام نے کہا خدا تعالی فرماتا ہی وہ لوگ کہ معاف کرنیوالے آدمیوں کے ہیں حضرتؑ نے فرمایا مینے بھی تیری خطا معاف کی قال یا مولائ واللہ یحب المحسنین قال انت حر لوجہ اللہ ولک ضعف ما کنت اعطیتک بعد اُسکے اس غلام نے عرض کی اے آقا میرے خدا تعالی فرماتا ہی کہ ہم دوست رکھتے ہیں نیکوں کو حضرتؑ نے فرمایا ای غلام جا مینے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو روزینہ تیرا آگے مقرر تھا اس سے دونا اب تجھے ملا کریگا (۶) لحن ھرثمۃ بن ابی مسلم قال غزونا مع علی ابن طالب صفین فلما انصرفنا نزل کربلاء فصلی بھا الغداۃ ثم رفع الیہ من تربتہا فشمہا + کتاب امالی میں بسند معتبر ہرثمہ بن ابی سلم سے روایت کی ہی کہ اُسنے کہا کہ ہم سب جنگ صفین میں علی بن ابیطالبؑ کے ساتھ خوارج سے لڑنے کو گئے جب امیر المومنینؑ نے اس جنگ سے مراجعت فرمائی اور وارد زمین کربلا ہوئے صبح کی نماز حضرتؑ نے وہیں پڑھی بعد ازاں ایک مشت خاک اُس زمین پاک سے اپنے دست مبارک میں اُٹھا کر سونگھی ثم قال واھا لک ایتہا التربۃ لیحشرن منک اقوام یدخلون الجنۃ بغیر حساب بعد ازاں فرمایا خوشا حال تیرا اے خاک کہ فردائے قیامت تجھسے ایسی گروہ محشور ہونگی کہ جو بلا حساب داخل بہشت ہونگی فرجع ھرثمۃ الی زوجتہ وکانت شیعۃ لعلی فقال الا احدثک عن ولیک ابی الحسن علیہ السلام ہرثمہ جب اپنے گھر میں آیا اپنی زوجہ سے کہ وہ شیعہ علی بن ابیطالبؑ میں سے تھی کہنے لگا کہ مینے اس سفر میں تیرے مولا علی بن ابیطالبؑ سے ایک بات سُنی ہی اُسنے کہا وہ کیا بات ہی ہرثمہ نے کہا کہ جب امیر المومنینؑ وارد کربلا ہوئے ایک مشت خاک کو اُٹھا کر سونگھا اور فرمایا کہ خوشا حال تیرا اے خاک کہ تجھسے ایسی گروہ محشور ہونگی کہ

فردائے قیامت بغیر حساب داخل بہشت ہونگے قالت ایہا الرجل فان امیر المؤمنین لم یقل الا
حقاً انکی زوجہ نے یہہ سنکر کہا اے مرد تو اس بات پر تعجب نہ کر اس جناب نے کبھی کلام لغو نہیں
فرمایا جو فرماتے ہیں وہی ہوتا ہے قال ہرثمۃ فلما قدم الحسین علیہ السلام بکربلاء
کنت فی البعث الذین بعثہم عبید اللہ بن زیاد ہرثمہ کہتا ہے جب کوفیان بے وفا نے ہزاروں خط پر دغا لکھکر
جناب امام حسینؑ کو کربلا میں بلایا وہ جناب اس زمین پر وارد ہوئے اس لشکر میں جسکو ابن زیاد لعین نے
بھیجا تھا میں بھی تھا فلما رایت المنزل والشجر ذکرت الحدیث فجلست علی بعیری ثم صرت الی
الحسین فسلمت علیہ واخبرتہ بما سمعت من ابیہ فی ذالک المنزل + ہرثمہ کہتا ہے جب
مینے اس منزل کو پہچانا اور ان درختوں کو دیکھا جہاں حضرتؑ نے یہہ حدیث فرمائی تھی تو مجھے حدیث
امیر المؤمنینؑ کی یاد آئی فی الفور میں ناقہ پر سوار ہوا اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور اس
جناب پر سلام کیا اور جو کچھہ انکے والد بزرگوار سے سنا تھا سب بیان کیا فقال معنا انت ام علینا
فقلت لا معک ولا علیک خلفت صبیۃ اخاف علیہا عبید اللہ بن زیاد حضرت امام حسین علیہ السلام
نے فرمایا اے ہرثمہ تو ہماری نصرت و یاری کریگا یا ہمسے لڑنے کو آیا ہے مینے عرض کی یا مولانا آپ مجھسے توقع نصرت
یاری کی رکھیے اور نہ میں آپسے لڑنے کو آیا ہوں اور آپکی رفاقت اسلیے اختیار نہیں کرتا کہ میں ایک بیٹی رکھتا ہوں
شہر کوفہ میں اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں کہ یہہ خبر سنکر میرا گھر بار غارت کرے قال فامض حیث لا تری لنا
مقتلا ولا تسمع لنا صوتا حضرتؑ نے فرمایا اے ہرثمہ تو اس زمین پر سے اور کسی طرف کوچ کر جا تاکہ
ہمارا قتل ہونا تجھے نظر نہ آوے اور نہ آواز تیرے کان تک پہنچے فوالذی نفس حسین بیدہ لا یسمع الیوم
داعیتنا احد فلا یعیننا الا کبہ اللہ بوجہہ فی جہنم پس مجھکو قسم ہے اس خالق کی کہ
جان حسینؑ اسکے قبضہ قدرت میں ہے کہ آجکے روز آواز میری فریاد و استغاثہ کی جسکے کان تک پہنچے اور وہ میری
یاری نہ کرے حق تعالیٰ اسکو سرنگون جہنم میں ڈالیگا (۲) قال شیخنا البہائی رضی اللہ عنہ کنت
ذات یوم عند رمال یہودی وکنت منکرا لہذا العلم فاخذت فی یدی سبحۃ
من تربۃ الحسین وقلت انظر فی یدی امتحانا لہ شیخ بہاؤالدین آملی رضی اللہ عنہ نے
کتاب کشکول میں لکھا ہے کہ میں ایک رمال یہودی کے پاس تھا اور علم رمل کا ہمیشہ سے منکر تھا آزمائش کے
لیے ایک تسبیح خاک مبارک جناب امام حسینؑ کی اپنے ہاتھ میں چھپا کر مینے اس رمال سے کہا کہ بتا میرے ہاتھ میں
کیا ہے فنظر فی کفہ مدۃ طویلۃ ثم رفع راسہ وقال اری شیئا عجیبا لا یسعہ عدۃ العقل
اس رمال نے دیر تک نظر کی بعد اسکے سر اٹھایا اور کہنے لگا علم رمل سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں
ایک عجیب چیز ہے لیکن عقل میری حیران ہے کہ تمہارے پاس وہ کیونکر آئی قال الشیخ قلت وما ھو قال

یظهر من الرمل ان ما فی یدك هو تراب الجنة وما هذا بمعقول شیخ فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہ
کیا چیز ہے اُس نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی علم رمل سے کہ تمہارے ہاتھ میں خاکِ بہشت ہے مگر میری عقل میں نہیں آتا
کہ خاکِ بہشت تمہارے ہاتھ میں کیونکر آئی وکلما ازددت فیها نظرا لا یظهر لی غیر هذا فقال
وما هو خلصنی من التشویش قلت هو سبحة من تربة الحسین علیه السلام اور ہر چند فکر و
تامل کرتا ہوں سوا اسکے مجھے کچھ اور معلوم نہیں ہوتا اب تم میری تشویش کو رفع کرو اور مجھ کو بتا دو کہ تمہارے
ہاتھ میں کیا ہے شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ای شخص جو تو کہتا ہے وہی ہے میرے ہاتھ میں ایک تسبیح ہے تربت جناب
امام حسین کی وقرأت له هذا الحدیث الذی وقع فی من لا یحضره فی کتاب المزار عن
ابی عبد الله علیه السلام قال موضع قبر الحسین منذ دفن فیه روضة
من ریاض الجنة بعد ازاں اس یہودی کے روبرو میں نے یہ حدیث جو من لا یحضر کی کتاب مزار میں
حضرت صادق سے منقول ہے پڑھی یعنی حضرت صادق نے فرمایا کہ مقام قبر امام حسین جب وہ کہ وہ جناب
مدفون ہوئے ہیں ایک باغ ہے باغہائے بہشت میں سے فاسلم الیهودی لما سمع ذلك منی اس حدیث کے
سننے سے وہ یہودی مسلمان ہو گیا (٨) روی الشیخ الثقة محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی
عن زید الشحام روایت کی ہے شیخ ثقہ محمد بن عمر بن عبد العزیز کشی نے زید شحام سے قال کنا عند ابی
عبد الله علیه السلام جماعة من الکوفیین فدخل جعفر بن عفان علی ابی عبد الله کہا زید نے کہ ہم
چند شخص اہلِ کوفہ سے مجلس شریف امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھے کہ ناگاہ جعفر بن عفان
خدمتِ بارفعت امام میں حاضر ہوا فقربه وادناه حضرت اسکو آنے سے بہت خوش ہوئے اور اسکو بلا کر
اپنے پاس بٹھایا ثم قال یا جعفر قال لبیك جعلنی الله فداك قال بلغنی انك تقول الشعر
فی الحسین علیه السلام وتجید قال نعم جعلنی الله فداك بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ ای جعفر کہا اُسنے بلے
ای مولانا تصدق ہو جاؤں آپ پر پوچھا حضرت نے کہ میں نے سنا ہے کہ مصیبت ابا عبد اللہ الحسین میں تو شعر
کہتا ہی اور خوب کہتا ہے عرض کی اُسنے بلے فدا ہو جاؤں آپ پر قال فانشد ه پس اُس معصوم
نے فرمایا کہ پڑھو ان اشعار کو فانشد ه فبکی ومن حوله حتی صارت الدموع علی وجهه
ولحیته جعفر کہتا ہی کہ موافق فرمان واجب الاذعان چند شعر جو میں نے نظم کئے تھے پڑھے انکو
سنکے حضرت بشدت گریاں ہوئے اور جو اشخاص کہ گرد اُس جناب کے بیٹھے تھے وہ بھی روئے یہانتک کہ
آنسو رخسارہ و ریشِ مبارک حضرت پر جاری ہوئے ثم قال یا جعفر والله لقد شهدت الملائکة المقربون
ههنا یسمعون قولك فی الحسین علیه السلام ولقد بکوا کما بکینا واکثروا
بعد اسکے فرمایا اُس جناب نے کہ اے جعفر قسم بخدا کہ حاضر ہوئے ملائکہ مقربین اس مقام پر اور سنا انہوں نے

ان اشعار کو جو کہ تونے مصیبت حسین میں نظم کئے ہیں اور رلائے وہ سب جس طرح کہ تم روئے بلکہ زیادہ تم سے انہوں نے
گریہ زاری کی و لقد وجب اللہ تعالیٰ لک یا جعفر فی الساعۃ الجنۃ باسرھا و غفر اللہ لک
اور بلا شبہہ واجب کیا خدا نے تیرے لئے اے جعفر اسی ساعت بہشت کو سراسر بہشت کو اور مغفور کیا تجھکو فقال
یا جعفر الا ازیدک قال نعم یا سیدی بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ اے جعفر کچھ اور زیادہ بیان کروں
عرض کی ہاں کہ فرمایئے آقا قال ما من احد قال فی الحسین شعرا فبکی و ابکی
بہ الا اوجب اللہ لہ الجنۃ و غفر لہ فرمایا حضرت نے کہ جو شخص کہ نظم کرے مرثیہ حسین میں اگرچہ ایک شعر بھی ہو اور
روئے اور رلائے تو واجب کرتا ہے خداوند کریم اسکے لئے جنت اور بخش دیتا ہے اسکو (۹) عن عروۃ ابن
الزبیر قال سمعت اباذر و ھو یومئذ قد اخرجہ عثمان الی الربذۃ فقال لہ الناس
یا اباذر ابشر فھذا قلیل فی اللہ فقال ما ایسر ھذا و لکن کیف انتم
اذا قتل الحسین ابن علی علیہما السلام قتلا و ذبح ذبحا و اللہ لا یکون فی الاسلام بعد قتل الخلیفۃ
اعظم قتیلا منہ روایت کی ہے ابن قولویہ نے عروہ ابن زبیر سے کہا اس نے کہ سنا ہے میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے جب انکو
شہر بدر کر دیا تھا عثمان نے مقام ربذہ میں اور لوگوں نے کہا کہ اے ابوذر مبارک ہو کہ یہ مصیبت جو تمہارے لئے
راہ خدا میں واقع ہوئی بہت سہل اور آسان ہے انہوں نے جواب دیا کہ واقعی اس مصیبت کی تو کچھ اصل نہیں ہے
اور بہت آسان ہے مگر کیا حال ہوگا تمہارا کہ جسوقت حسین بن علی نہایت بیکسی اور مظلومی سے شہید کیا جاویگا اور
ظالم اسکو ذبح کریگا قسم ہے خدا کی کہ اسلام میں بعد شہادت جناب امیر کے کوئی شہادت اس سے بڑھ کر نہ ہوگی
و ان اللہ یسل سیفہ علی ھذہ الامۃ لا یغمدہ ابدا اور قریب ہے کہ خداوند قہار شمشیر انتقام کو اس
امت جفا کار پر کھینچے گا اور پھر اسے میان میں نہ رکھیگا و یبعث ناقما من ذریتہ فینتقم من الناس
اور منتقم حقیقی بھیجیگا ذریت حسین علیہ السلام میں سے ایک عذاب کرنیوالے کو کہ وہ ظالموں سے بدلا لیگا مراد
اس سے حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہیں و انکم لو تعلمون ما یدخل علی اھل البحار و سکان الجبال
و الغیاض و الآکام و اھل السماء من قتلہ لبکیتم و اللہ حتی تزھق انفسکم اگر جانتے تم لوگ کہ
کیا حزن و اندوہ اہل دریا اور رہنے والوں پر پہاڑوں اور جنگلوں اور ریگستانوں کے اور اہل آسمان پر
بسبب شہادت حسین علیہ السلام کے ہے تو تم لوگ روتے روتے ہلاک ہو جاتے و ما من سماء یمر بہ روح
الحسین الا فزع لہ سبعون الف ملک یقومون قیاما ترعد مفاصلھم الی یوم القیامۃ
اور جب ملائکہ رحمت حضرت کی روح اقدس کو لیکر آسمانوں پر عروج کرینگے تو جس آسمان پر سے روح اطہر کا گزر ہوگا
ستر ہزار ملائکہ بیتاب ہو کر کھڑے ہو جاینگے اور تا روز قیامت انکے بند بند میں رعشہ رہیگا و ما من سحابۃ
تمر و ترعد و تبرق الا لعنت قاتلہ اور جو ابر کہ رواں ہوتا ہے اور برق و رعد اس سے نمودار ہوتا ہے

بے شبہہ لعنت کرتا ہے قاتلان حسینؑ پر وما من یوم الا و یعرض روحہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم فیلتقیان اور کوئی دن نہیں ہوتا مگر یہہ کہ روح اقدس جناب سید الشہداء علیہ السلام کو
جناب رسول خدا کے سامنے لیجاتے ہوں اور ان دونو نورانی روحوں سے ملاقات نہوتی ہو (١٠) راوی عن
مولانا الصادق انہ قال سمعت ابی یقول لما التقی الحسین و عمر بن سعد و قامت الحرب انزل اللہ النصر حتی رفرف علی راس الحسین ثم خیر
بین النصر علی اعدائہ و بین لقاء ربہ فاختار لقاء ربہ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لشکر جناب امام حسینؑ و عمر
سعد مقابل ہوا اور لڑائی شروع ہوئی اسوقت حق سبحانہ تعالی نے ملائکہ کو فتح و فیروزی کے ساتھ حضرتؑ پر
نازل کیا کہ وہ فرشتے حضرتؑ کے سر اقدس پر پرواز کرتے تھے اور منتظر حکم کے تھے پھر حقتعالی نے اختیار دیا
انہیں کہ اے حسینؑ یہہ فتح اور فیروزی موجود ہے تم چاہو اس لشکر قلیل سے اس فوج کثیر پر فتحیاب ہو اور چاہو
ہماری ملاقات اختیار کرو حضرتؑ نے درگاہ باری میں عرض کی کہ خداوندا مجھے فتح اور نصرت درکار نہیں ہے
میں مشتاق تیرا اور تیری رحمت کا ہوں (١١) بحار میں شیخ مفید علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ قتل امام مظلومؑ سے
تین دن پیشتر ایک خط ابن زیاد کا عمر سعد کے پاس آیا اسمیں وہ لکھتا ہے حل بین الحسین و اصحابہ و بین الماء
ولا یذوقوا منہ قطرۃ کما صنع بالتقی الزکی عثمان بن عفان یعنی امام حسینؑ کے
اور نہر کے درمیان تم لوگ حائل ہو جاؤ وہ اور انکے صحاب ایک قطرہ نہ پینے پائیں جسطرح سے کہ تقی زکی عثمان
بن عفان پر پانی بند کیا گیا تھا یہہ حکمنامہ پاکر عمر بن سعد نے پانسو سواروں کا پہرہ گھاٹ پر مقرر کر دیا
اور حضرتؑ کی فوج میں پانی جانا اسیدن سے بند ہو گیا جب امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ ابن سعد کی مدد
کے لئے فوجوں پر فوجیں جمع ہوتی چلی جاتی ہیں تو اس ملعون سے کہلا بھیجا انی ارید ان القاک
یعنی میں تجھسے ملاقات چاہتا ہوں یہہ پیام سنکر رات کو اسنے حضرتؑ سے ملاقات کی اور بڑی دیر تک باتیں
ہوا کیں بعد اسکے وہ انسے اگرچہ نامہ کہ اسنے ابن زیاد کو لکھا ہے مومنین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ نے
کیسا کیسا اتمام حجت فرمایا تھا وہ لکھتا ہے کہ للہ الحمد خدا نے فتنہ و فساد کو دفع کیا حسینؑ اقرار کرتے ہیں کہ جہاں سے
وہ آئے ہیں وہیں پھر پلٹ جائینگے اور اگر مدینہ میں جانا انکا مناسب نہ سمجھو تو کسی اور بستی میں سب مسلمانوں
کی طرح محکوم و فرمانبردار ہو کر وہ بھی رہیں اور اگر یہہ بھی نامنظور ہے تو وہ خود امیر المومنین یزید کے پاس
چلے جائیں جیسے انکی رائے ہوگی اسطرح حضرتؑ سے پیش آئیگا جب یہہ خط ابن زیاد نے پڑھا تو کہنے لگا کہ
اسمیں شفقت و نصیحت کا مضمون پایا جاتا ہے اور شمر ملعون اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ حسینؑ کا قابو میں
آکر نکلجانے دینا بڑی خطا ہے چاہیے کہ پہلے وہ اور انکے صحاب تیری فرمانبرداری قبول کریں بعد انکے اگر تو
سزا دے تو مناسب ہوگا اور اگر معاف کرے تو تجھے اختیار ہے عبید اللہ ملعون نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور
کہا کہ تو ہی اسکا جواب لیکر جا اگر وہ قتل حسینؑ پر آمادہ ہو جائے تو خیر نہیں تو تو سردار فوج ہے اور ابن سعد کو لکھا کہ میں

اہلیٔو نہیں بھیجا تھا کہ حسینؑ کے بچاؤ کی فکر کر اور اُنپر شفقت ظاہر کر اور اُنکی طرف سے معذرت پیش کر پھر وہ
اور اُنکے صحاب میری فرمانبرداری قبول کرلیں تو سبکو میرے پاس روانہ کر نہیں تو وہ اسی قابل ہیں کہ
اُنکو قتل کر اور بعد قتل سینہ حسینؑ پر گھوڑے دوڑا تا کہ وہ نافرمان و سرکش ہیں اور یہہ میں جانتا ہوں کہ
بعد قتل کے اُسے کوئی اذیت اُنکو نہوگی مگر میرے مُنھہ سے یہہ بات نکل گئی ہے اگر تو ان باتوں میں ہماری
اطاعت کریگا تو فرمانبرداری کا صلہ پائیگا نہیں تو تو معزول ہے اور شمر سردار فوج ہے والسلام
جب یہہ خط اُس ملعون کو پہنچا تو اُسیوقت اُسنے قتل امام مظلوم کے لئے حکم دیدیا اور اطاعت عبید اللہ
کا پیام حضرت سے کہلا بھیجا لیکن جناب سید الشہداءؑ نے اُن ملاعنہ سے ایک شب کی مہلت لی اور
شام کے وقت سب انصار و اقربا کو جمع کرکے یہہ مضمون ارشاد کیا کہ میں بخوشی کہتا ہوں
کہ یہہ رات کا وقت ہے تم سب کے سب چلے جاؤ یہہ لوگ فقط میرے ہی قتل کے خواہاں ہیں ہرگز درپے
تمہارے نہونگے یہہ سُنکر جناب عباسؑ اور برادران حضرتؑ اور اہلبیتؑ و صحاب متفق ہوکے بولے
لا اراناالله ذلک ابدا خدا ہمیں وہ وقت نہ دکھائے کہ اے سید و آقا آپ شہید ہوں اور ہم دیکھیں
ہم آپ پر سے تصدق ہونگے اور جانیں نثار کرینگے پھر مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آیا ہم آپکو
چھوڑینگے اور آپ سے جدا ہونگے تو خدا کو کیا جواب دینگے واللہ یہہ نہوگا بلکہ نیزے اور تلواریں ماریںگے دشمنان
حسینؑ کو جبتک کہ قبضہ رہیگا ہاتھہ میں ہمارے ولو لم یکن معی سلاح اقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة
اگر ہتھیار بھی اُنسے لڑنے کو باقی نرہینگے تو پتھر اُنکو مارونگا مگر آپ سے جدا نہونگا تا کہ خدا جانے کہ ہمنے حفاظت
کی ذریت رسول کی اگر میں جانتا کہ میں قتل کیا جاؤنگا اور پھر زندہ کیا جاؤنگا اور جلا دیا جاؤنگا ستر بار تو بھی میں آپسے جدا نہ
ہوتا قربان اُنکی وفاداری کے پس اسیطرح سبنے جواب دیا قال الراوی فباتوا تلك الليلة ولهم دوی
اسه علیهم دوی کدوی النحل من التلاوة والدعاء والخشوع والبکاء والتضرع
الی الله + راوی کہتا ہے کہ اُس شب کو تمام رات صحاب کرام تلاوت کلام مجید اور دعا و
خشوع و بکا میں مصروف رہے اور حالت تضرع وزاری میں آوازیں اُنکی زنبور عسل کی طرح گونجتی تھیں ابومخنف
روایت کرتا ہے کہ جب صبح روز عاشورا نمایاں ہوئی اُسوقت ابن سعد لعین اپنی فوج شوم کی آراستگی میں
متوجہ ہوا میمنہ لشکر میں شمر ذی الجوشن ملعون کو کھڑا کیا اور میسرہ پر سنان ابن انس نخعی کو آمادہ کیا اور
خود وہ شقی قلب میں استادہ ہوا فلما رای الحسين الصفوف قد اصطفت نادی
باصحابه وقال يا معاشر الاخوان قوموا الى الموت الذی لا مفر منه ولا مهرب جب حضرت نے
صفیں آراستہ دیکھیں اُسوقت اپنے صحاب باوفا سے خطاب کرکے ارشاد کیا کہ اے گروہ برادران آمادہ ہو
موت کیلئے جس سے مفر اور چارہ گریز نہیں ہے فجعل علیه السلام فی میمنته زهير بن القين و فی

میسرته هلال بن نافع البجلی وحبیب ابن مظاهر فی جناح العسکر حضرت نے میمنہ لشکر زہیر ابن قین کو عنایت کیا اور میسرہ پر ہلال بن نافع بجلی کو سرفراز فرمایا اور حبیب بن مظاہر کو جناح لشکر میں مامور فرمایا واعطی رایته العباس بن علی ووقف هو علیه السلام فی القلب اور علم سعادت توام حضرت عباس بن علی کو عنایت فرمایا اور خود وہ جناب قلب لشکر میں رونق افزا ہوئے اور خیمہ عصمت و طہارت کے گرد خندق کھود کر لکڑیوں سے اور نے سے اسے بھر کر آگ روشن کر دی اور حضرت کو خندق کے مشتعل کرنے میں اہتمام تمام تھا کہ جو شخص جہاد کے لئے تلوار کو غلاف سے کھینچتا تھا تو تلوار کے میان کو بھی خندق میں پھینک دیتا تھا ثم ان ابن سعد خرج من خیمته ونادی بدرید وکان صاحب رایته فاوتر قوسه وفوق سهمه نحو الحسین وقال اشهدوا لی عند الامیر انی اول رام بعد اسکے صفوف عمر سعد لعین نے اپنی خیمہ سے باہر نکل کر اپنے غلام کو کہ نام اس لعین کا درید تھا اور وہی اس ملعون کا علمدار تھا حکم کیا تو اس ملعون نے تیر چلہ کمان میں جوڑ کر جناب امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی طرف پھینکا اور پکارا کہ تم لوگ امیر کے پاس گواہی دینا کہ پہلے تیر میں نے ہی مارا ہے بعد اسکے وہ اشقیا ہر چہار سمت سے حملہ کر کے حضرت کی فوج قلیل پر تیر برسانے لگے فصار اصحاب الحسین بین طریح وجریح وطعین وذبیح اسی حملہ میں اکثر اصحاب اس جناب کے شہید راہ خدا ہوئے اور بعضے زخمی ہوئے فلما اشتد القتال وانتصف النهار ورای ذلک ابو ثمامة الصائدی قال یا ابا عبد الله نفسی لنفسک الفداء هولاء اقتربوا منک پس جب خروش لشکر مخالف کا زیادہ ہوا اور دوپہر دن آگیا تو ابو ثمامہ نے عرض کی یا ابا عبد اللہ میری جان آپ پر سے فدا ہو یہ لعین بہت قریب آگئے ہیں واحب ان القی الله وقد صلیت هذه الصلوة معک اور میں مشتاق ہوں کہ نماز ظہر بجماعت آپ کے ساتھ پڑھ کے خدا سے ملاقات کروں کہ یہ نماز آخری ہے حضرت نے سر سوئے آسمان اٹھا کر فرمایا ذکرت الصلوة جعلک الله من المصلین اے ابو ثمامہ اس وقت تو نے نماز یاد دلائی خدا تجھے روز قیامت میں نمازگزاروں کے ساتھ محشور کرے ہاں یہ اول وقت ظہر ہے سلوهم ان یکفوا عنا حتی نصلی کہو ان ستمگاروں سے کہ اتنی مہلت ہمیں دو کہ نماز ظہر اپنے امام کے ساتھ ادا کر لیں موجب ارشاد ظالموں سے کہا کہ فرزند رسول خدا نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے فقال الحصین بن تمیم انها لا تقبل حصین بن نمیر لعین نے جواب دیا کہ وہ نماز قبول نہیں ہے کہ تم حق سے منحرف ہو کر امام وقت کی بیعت سے منکر ہو پس حبیب بن مظاہر بولے کہ اے لعین نماز فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو قبول نہ ہو وتقبل منک یا خمار اور قبول ہو نماز تجھ سے شراب خوار کی پس حصین لعین نے حبیب پر حملہ کیا فغضب حبیب وسلم علی الحسین وقال له انی لارجو ان اصلی معک واقرء جدک رسول الله منک السلام اس وقت حضرت

حبیب ابن مظاہر غضبناک ہوئے اور جناب سید الشہداء علیہ السلام کو سلام رخصت کر کے عرض کیا کہ یا حضرت میں ان
اشقیا کے کلام بیہودہ سننے کی تاب نہیں لا سکتا امیدوار ہوں کہ مجھے رخصت فرمائیے اب میں بہشت میں جا کر
نماز جماعت آپ کے جد نامدار جناب رسول خدا کے ساتھ پڑھونگا میں پہلے جا کر آپ کا سلام حضرت رسول خدا
کی خدمت اقدس میں پہنچاتا ہوں یہ کہکر روانہ میدان ہوئے اور مانند شیر غران لشکر عمر سعد میں گھس پڑے
گئے ادھر سے حصین ملعون انکے مقابل ہوا حبیب نے اس شقی کے گھوڑے پر ایک ایسا وار لگایا کہ گھوڑا
انکا مجروح ہو کر زمین پر گر پڑا فطعنہ برمحہ اخرج السنان من ظہرہ وعجل اللہ بروحہ الی النار
گرتے ہی انکو حضرت حبیب نے حصین ملعون کو ایسا نیزہ مارا کہ نوک نیزہ اس ملعون کی پیٹھ سے پار ہو گئی
انکے صدمہ سے وہ شقی راہی دوزخ ہوا بعد اسکے ابن سعد لعین کے لشکر میں گھس کے ایک سو ساٹھ سواروں کو
واصل جہنم کیا پھر جناب سید الشہداء علیہ السلام کی خدمت اقدس میں رجوع کر کے حضرت کے دہان اطہر پر بوسے دیکے
تجدید عہد کی اور حضرت سے رخصت ہو کر لشکر شوم کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت اس طرح سے رجز خوان تھے شعر
انا حبیب وابی مظاہر + وفارس الہیجاء ونار تسعر یعنی میں ہوں حبیب اور باپ میرا مظاہر ہے اور
میں شہسوار میدان جنگ ہوں اور جہاد کے وقت آتش شعلہ ور ہوں سہ وانتم ذو عدد واکثر +
ونحن فی یوما لوغا فتنا درنا اے قوم جفا کار ہرچند باعتبار عدد کے جمعیت تمہاری بیشتر ہے اور گرچہ ہم
قلیل ہیں مگر روز نبرد بلحاظ عشیرہ شجاعت و ناموری ہیں سہ یا ویلکم ھذا الحسین الطاہر +
لیلہ جفا وابن ھند جائر وائے عذاب ہو کہ تم برگشتہ ہو ہمارے آقا حسین بن علی جیسے طاہر سے حالانکہ وہ جناب
طالب حق ہیں اور تم معین ہوا ابن ہند کے باوجودیکہ وہ شقی ظالم ہے فحمل علی القوم ولم یزل یقاتل
حتی اقتل من القوم نہاء علیٰ ربعاتہ فارس واستشہد امام الحسین پھر دوبارہ قوم
اشرار پر حملہ ور ہوئے اور برابر مشغول کارزار رہے یہانتک کہ چار سو ملعونوں کو واصل جہنم کر کے اپنے آقا
حسین مظلوم کے سامنے شہادت سے فائز ہوئے قال ابو مخنف لما قتل الحبیب بن مظاہر بان
الانکسار فی وجہ الحسین وقال انا للہ وانا الیہ راجعون ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ حبیب ابن مظاہر
کے شہید ہونے سے جناب سید الشہداء علیہ السلام کی صورت پر اداسی سی چھا گئی اور آثار شکست کے نمایاں
ہوئے اس وقت ان جناب نے کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا اور کہنے لگے رحمک اللہ یا حبیب لقد
کنت تختم القرآن فی رکعۃ واحدۃ یعنی خدا رحم کرے تجھپر اے حبیب تو ختم کرتا تھا ایک رکعت میں
سارے قرآن کو یہہ فرما کر حضرت بہت شدت سے روئے راوی کہتا ہے کہ اس جناب کو روتے دیکھکر اہل حرم
میں عجب طرح کا کہرام مچا (۱۲) روی لما قتل حبیب ابن مظاہر قام زہیر ابن القین
وقبل ید الحسین وقال یا سیدی لما تاکد بالبراز اخبار میں وارد ہے کہ جب حضرت حبیب بن مظاہر

اپنے آقا نامدار پر نثار ہوگئے اُسوقت زہیر بن القین نے آمادہ شہادت ہوکے جناب سید الشہداء علیہ السلام کے دست اطہر پر
بوسے دیئے اور عرض کی یا حضرت مجھے بھی میدان کی اجازت کیوں نہیں دیتے کہ جاکے دشمنانِ دین سے جہاد کروں حضرت
نے فرمایا بسم اللہ روانہ ہو خدا تعالیٰ تجھے برکت دے یہہ حکم سُنکر زہیر راہی میدان ہوئے اور ایک ہی حملہ میں ایک سو بیس
ناریوں کو داخل نار جہنم کیا وخشی ان تفوتہ الصلوٰۃ فرجع الی الحسین وقال یا مولائی صل بنا بعد اسکو
ڈر ہوا کہ مبادا وقتِ نماز فوت ہوجائے اس خیال سے اپنے آقائے مظلوم کی خدمت میں رجوع کرکے عرض کی کہ اے مولا
جماعت سے ہمکو شرف اور سعادت اندوز کیجئے اُسوقت حضرت نے اپنی اصحاب کرام کے ساتھ نماز جماعت صلوٰۃ خوف
کی طرح ادا فرمائی فلما فرغ من صلوٰتہ وکبر کبر جرادہ وھو یھتف وحمل علے القوم فارغ ہوتے
ہی نماز سے زہیر تکبیر کہکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور تلوار کھینچ کے دوبارہ دشمنانِ دین پر حملہ آور ہوئے اور
بہت زخمی ہوکر پھر اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں مراجعت کی کانہ سمع الحسین علیہ السلام وھو ینادی
ویقول یا کرام ھذہ الجنۃ فتحت ابوابھا والحور قد تزینت لکم دوبارہ زہیر کے پھرنے کی
وجہ یہہ تھی کہ سُنا جناب امام حسین سے کہ وہ جناب ندا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے سعادتمندو دروازے
جنت کے تمہارے لئے کھولے گئے ہیں اور حوروں نے تمہارے واسطے اپنے تئیں آراستہ کیا ہے فحاموا عن ابن
بنت نبیکم وحریمہ وھو مع ذالک یبکی پس حمایت کرو اپنے نبی کے نواسہ کی اور اُسکی حرمِ محترم کی
یہہ کلمات کہکے وہ جناب روتے جاتے تھے فخرجن النساء یصرخن وھن یقلن یا عصب المؤمنین
ویا حماۃ الدین اللہ اللہ فی حرمۃ نبیکم حضرت کو روتے ہوئے دیکھکر عورتیں خیمہ سے باہر نکل پڑی
تھیں اور فریاد کرتی تھیں کہ اے جماعتِ مومنین اور حامیانِ دین برائے خدا حرمت نبی کی نگاہ رکھنے میں کوشش
جانفشانی کرو فقالوا یا جمعھم نفوسنا تفدیکم واللہ لا یصل احد منھم الیکم حتی نشرب
کؤس الموت فردوا الی مضاربکن اُسوقت زہیر وغیرہ اصحاب کرام اہل حرم کا اضطراب دیکھکر
آبدیدہ ہوکر عرض کرنے لگے کہ جانیں ہماری تم پر فدا ہوں جبتک ہم سب زندہ ہیں اُسوقت تک قوم جفاکار
میں سے کوئی ملعون تمہاری طرف نہیں آسکتا تم لوگ اپنے خیموں میں جاؤ زہیر بن القین علیہ الرحمہ بعد تسکین
اہل بیت رسالت پھر راہی میدان ہوئے اُسوقت یہہ شعار انکے وردِ زبان تھے شعر اقدم حسیناً ھادیاً
مھدیاً + الیوم تلقی جدک النبیا یعنی پیش قدمی کرتا ہوں میں اے حسین علیہ السلام
رہنمائے خلق تابع حق کہ آج ملاقات کرونگا آپ کے جد نامدار نبی عربی سے ثم اباک المرتضی علیا +
وذالجناحین الفتی کمیا بعد اسکے ملاقات کرونگا تمہارے والد بزرگوار علی بن ابیطالب سے اور صاحب بازوہائے
زمردیں جوان مرد دلاور یعنی حضرت جعفر طیار سے شعر اللہ قد صیرنی ولیا + سبحانہ ما زال رحمتیا
مجھے خدائے برتر نے ولی کر دیا تسبیح کرتا ہوں میں اُسکی کہ وہ مجھ پر مہربان ہو ثم حمل علے القوم وقتل

منهم ثلث مائة وستين مبارزا واستشهد امام الحسين پھر قوم اشرار پر حملہ کیا اور تین سو ساٹھ
ملعونوں کو واصل جہنم کرکے شربت شہادت پی لیے آقا کے سامنے سیراب ہوگئے ثم برز من بعده یزید بن
المهاجر وانشاء يقول بعد شہادت زہیر ابن القین یزید بن المہاجر رجز پڑھتے ہوئے راہی میدان قتال
ہوئے انا یزید وابی مهاجر اشجع من لیث الوغا مبادر + یا رب انی للحسین
ناصر + ولابن سعد تارک وهاجر یعنی میں ہوں یزید فرزند مہاجر شجاع تر ہوں شیروں سے
اور جنگ میں دلیری کرنیوالا ہوں خدایا میں اپنے آقائے مظلوم حسین بن علی کا ناصر و مددگار ہوں اور ابن سعد
لعین کا تارک ہوں اور اس سے جدا ہوں ثم حمل على القوم ولم يزل يقاتل حتى قتل من القوم
اثنے وسبعين رجلا واستشهد امام الحسين بعد اسکے قوم جفا کار پر حملہ کیا اور برابر مصروف جہاد رہے
یہانتک کہ بہتر لعینوں کو قتل کرکے شہید راہ خدا ہوئے وبرز من بعده یحیی ابن کثیر الانصاری
بعد شہادت یزید بن مہاجر یحیی بن کثیر انصاری رضی اللہ عنہ نے شہادت پر کمر باندھی اور میدان قتال میں
قریب تین سو نامردوں کو واصل النار کرکے پروانہ وار اپنے آقائے نامدار پر نثار ہوگئے وبرز من بعده
هلال بن نافع البجلی وكان قد رباه امير المومنين بعد شہادت یحیی کے ہلال بن نافع بجلی
عازم جہاد ہوئے انکو جناب امیر المومنین نے پالا تھا اور تربیت کیا تھا اور شہسواران نامور میں شمار کیے جاتے
تھے خصوصا فن نیزہ بازی اور تیر اندازی میں نہایت ماہر تھے چنانچہ جبتک تیر انکے پاس تھے اس وقت تک
ان ملعونوں کے کلیجوں کو تیروں سے سوراخ کرتے رہے جب ترکش خالی ہو گیا تو تلوار کھینچکر حملہ آور ہوئے اور
قریب چار سو ناریوں کو جہنم میں بھیجکر داخل روضہ رضوان ہوئے ثم برز من بعده ابراهيم ابن
الحسين وانشاء بهذه الابيات يقول بعد شہادت ہلال بن نافع کے ابراہیم بن حسین قاصد
جہاد ہوئے وہ جناب یہ رجز پڑھتے تھے اقدم حسين اليوم نلقى احمد + ثم اباك الطاهر المجدا
یعنی اقدام کرتا ہوں میں کہ آج کے دن اے حسین علیہ السلام اور ملاقات کرونگا جناب رسول خدا علیہ السلام سے
بعد اسکے آپکے پدر عالیمقدار جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام سے ثم حمل على القوم ولم يزل يقاتل
حتى قتل من القوم مائة وعشرين فارسا یہ رجز پڑھکر قوم جفا کار پر حملہ کیا اور برابر
لڑتے رہے یہانتک کہ ایک سو بیس سواروں کو قتل کرکے شہید ہوگئے وبرز من بعده المعلى بن خنيس
وانشاء يقول بعد شہادت ابراہیم معلی بن خنیس مشتاق شہادت ہوکر راہی میدان ہوئے وہ بزرگ یہ رجز پڑھتے تھے
انا المعلى ابن خنيس البجلى + دينى على دين الحسين بن على + اضرب بكم ضرب كرم لو تفعل
ما شئتم في الورى وارذل + یعنی میں ہوں فرزند خنیس بجلی کا پیروی کرنیوالا ہوں اپنے آقائے
بن علی کا آگاہ ہوا ے قوم شرار و بدترین خلائق و رذیل ناس کہ قتل کرونگا میں تمکو اپنی تلوار سے

جو نہایت تیز و بُراں ہے اور کبھی کُند نہیں ہوتی ثم حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم
مائتی واربعین فارسًا واستشہد امام الحسین یہ رجز پڑھ کر لعینوں پر حملہ کیا اور دو سو چالیس
ملعونوں کو واصل جہنم کر کے امام مظلوم کے سامنے شربتِ شہادت نوش کیا ثم برز من بعدہ غلام
مولی ابی ذر الغفاری وجعل یقول بعد عُلی بن خنیس کے جون غلام ابو ذر غفاری قاصدِ میدانِ جہاد
ہوئے وہ یہ رجز پڑھتے تھے سوف تری الفجار ضرب الاسود + بالمشرفی الصارم المہند
یعنی اب دیکھینگے سب فجار جو میں شمشیرِ بُرّانِ ہندی کی غلام سیاہ کے ہاتھ سے بالسیف اضرب
عن بنی محمد + اذب عنہم باللسان والید قتل کرونگا اپنی تلوار سے دشمنانِ فرزندِ پیغمبر کو دفع کرونگا
انکو زبان سے اور ہاتھ سے ارجو بذاک الفوز یوم الموعد + عند الالہ والشفیع احمد اُمید
رکھتا ہوں کہ یہ کوشش اور جانفشانی خدا کے نزدیک روزِ قیامت موجبِ رستگاری ہو اور محمد مصطفیٰ
شافع روزِ جزا میری شفاعت کریں قال ثم حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم
مائۃ فارس واستشہد امام الحسین علیہ السلام بعد انکو قوم اشرار پر حملہ کیا اور سو سواروں کو
روانہ سقر کر کے بدرجۂ شہادت فائز و رستگار ہوئے ثم برز من بعد عمیر بن مطاع وانشاء یقول
بعد شہادتِ جون عمیر بن مطاع طالبِ شہادت ہو کر یہ رجز پڑھنے لگے انا عمیر والی مطاع +
وفی یمینی صارم قطاع یعنی میں عمیر ہوں اور باپ میرا مطاع ہیں اور قبضہ میں میرے شمشیرِ بُرّاں ہے ثم حمل علی
القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مائۃ واثنی عشر فارسًا واستشہد امام الحسین
بعد انکو قوم اشرار پر حملہ کر کے ایک سو بارہ سواروں کو واصل جہنم کیا اور شربتِ شہادت سے سیراب ہوئے
ثم برز من بعدہ عبد اللہ ابن الکلبی بعد شہادتِ عمیر کے عبد اللہ بن کلبی نے سو ساٹھ سواروں کو
واصل جہنم کر کے داخلِ روضۂ رضوان ہوئے ثم برز من بعدہ طرماح ابن عدی ابن حاتم رحمۃ
اللہ علیہما بعد شہادتِ عبد اللہ کلبی کے طرماح بن عدی حاتم طائی کے پوتے داخلِ میدانِ قتال
ہو کے یہ رجز پڑھنے لگے انی انا الطرماح ارمیکم بصاعقۃ من حد سیفی وقلبی غیر مرعوب
یعنی اے قوم زیاں کار میں طرح طرح اپنی تلوار سے تم پر بجلی گراؤنگا اور قلب میرا مطمئن ہے یعنی خوف و رعب
تمہارا مجھ پر مطلق نہیں ہے یا ویلکم کیف تلقون النبی فی غد + ثم تلقون الوصی المہذب وائے ہو
تم پر قیامت کے دن کیونکر ملاقات کرو گے جناب رسول خدا صلے اللہ و آلہ وسلم سے اور انکے وصی طاہر یعنی جناب
علی بن ابیطالب کو کیا منہ دکھاؤ گے تحسبکم نار جہنم تلہب + لہا شرار و ہیج تغطب بلا شبہ
تم لوگ قابل آتشِ جہنم ہو جس کے شرارے اور شعلے ہیں ثم الطرماح حمل علی القوم ولم یزل یقاتل حتی قتل
من القوم ثلثمائۃ فارس فاستشہد امام الحسین بعد انکو قوم اشرار پر حملہ کر کے برابر لڑتے رہے

تا اینکہ تین سو سواروں کو قتل کر کے جناب رسول خدا کی خدمت میں سدھارے بعد انکے مسلم بن عوسجہ شائق شہادت
ہو کے یہ رجز پڑھنے لگے اضربکم یا معشر الفجار + ارضی بذاک خالق الغفار قتل کرونگا میں تمکو ای گروہ فجار
اور راضی کرونگا بسبب اس جہاد کے اپنے خالق غفار کو ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم مقتلۃ عظیمۃ
برابر اس قوم غدار کو قتل کرتے رہے یہانتک کہ ان ملعونوں کو مارا کہ کشتوں کے ڈھیر ہوگئے بعد اسکے مجروح ہو کے زمین
پر گرے اسوقت ان ملعونوں نے ہجوم کر کے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جسم اقدس کو انکے پامال سم اسپاں کیا
بعد مسلم بن عوسجہ کے فرزندان مسلم بن عقیل مسلح و مکمل ہو کے جناب سید الشہداء علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر
عرض کرنے لگے یا سیدی ائذن لنا البراز یعنی ای آقا میرے ہم عازم جہاد ہوں ہمیں اجازت دیجئے فقال یا بنی
عقیل حسبکم من القتل قتل ابیکم جناب سید الشہداء علیہ السلام نے آبدیدہ ہو کر فرمایا ای فرزندان مسلم
تمہارے باپ کا شہید ہونا کفایت کرتا ہے فقال یا عم و بای وجہ نلقی اللہ و رسولہ اذا نحن ترکنا
الجہاد بین یدیک سبھوں نے بالاتفاق عرض کیا کہ اے عم نامدار اگر آج ہم آپ کے دشمنوں سے جہاد
نکریں تو خدا تعالی سے اور آپکے جد نامدار رسول خدا سے کس منہ سے ملاقات کرینگے غرض اجازت لیکر وارد
میدان ہوئے اور یہ رجز پڑھکر مصروف کارزار ہوئے نحن بنو ہاشم ذو الکرام + نحمی عن السید
ذا الامام یعنی ہم فرزندان ہاشم صاحب شرف و منزلت ہیں حمایت کرتے ہیں اپنے سید نامدار کی کہ وہ
جناب ہمارے امام و رہنما ہیں نسل علی السید الضرغام + صلی علیہ خالق الانام یعنی وہ جناب
فرزند علی بن ابیطالب اسد اللہ الغالب ہیں درود بھیجتا ہے انپر پیدا کرنیوالا مخلوقات کا ثم حمل علی القوم
ولم یزل یقاتل حتی قتل من القوم اربع مائۃ فارس واستشہد امام الحسین ع
متواتر حملوں میں چار سو شقیا کو قتل کر کے بدرجہ شہادت فائز ہوئے فاقبل الیہ الحسین و ہو
علی وجہ الارض فبکی بکاء شدیدا و قال قتل اللہ قاتل ال عقیل جسوقت جناب عبد اللہ
ابن مسلم شہید ہو کر زمین پر گرے اسوقت جناب سید الشہداء انکی نعش اقدس پر جاکر بہت شدت سے روئے اور فرمایا کہ
خدا قتل کرے قاتل کو آل عقیل کے اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہکر باقی اصحاب کی طرف مخاطب
ہوئے اور فرمایا یا کرام بارک اللہ فیکم فان الجنۃ زاد شوقہا الیکم و ہذہ الحور العین
مشرفۃ علیکم فاسعوا یعنی اے سعادتمندو خدا تعالی تمکو برکت عطا فرمائے بہشت تمہارا مشتاق ہے اور
حوریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں چاہیے کہ بہشت کے جانے میں اب تعجیل کرو اسوقت عبد اللہ بن جعفر عازم جہاد ہوئے
اور قوم اشقیا کی طرف مخاطب ہو کر یوں فرمانے لگے اقسمت لا ادخل الا الجنۃ مصدقا باحمد و السنۃ یعنی
قسم کھاتا ہوں کہ میں جنت ہی میں جاؤنگا تصدیق کرتا ہوا احمد مرسل کا اور پیروی کرتا ہوا انکے طریقہ کی یہ فرماکر
مصروف کارزار ہوئے اور ڈیڑھ سو نامردوں کو جہنم میں بھیجکر حوروں سے ہمکنار ہوئے ثم برز من بعدہ عروۃ

الغفاری وکان شیخا کبیرا قد احدودب ظہرہ وسقطت حواجبہ علی عینیہ وقد شہد مع
رسول اللہ اغلب الوقایع وکان منتہویدیا بعد شہادت عبداللہ بن جعفر کے عروہ غفاری مشتاق شہادت
ہوئے وہ جناب نہایت مسن تھے اور بسبب پیری کے خمیدہ قامت ہوگئے تھے اور بھویں انکی آنکھوں پر لٹک
پڑی تھیں اکثر معرکوں میں جناب رسول خدا کے ساتھ کافروں سے جہاد کیا تھا چنانچہ جنگ بدر میں بھی حاضر تھے
اس جہت سے لوگوں میں بدری مشہور تھے جسوقت انہوں نے بعزم شہادت کمر کسکر باندھی اور بھویں انکی لٹک
گئیں تھیں انکو اوپر اٹھا کے جناب سید الشہداء کی خدمت اقدس میں اجازت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت
باوجود اس ضعف و ناتوانی کے انکی جرأت دیکھکر متعجب ہوئے اور خوش ہو کر فرمایا کہ خدا تعالی تمہارے
لئے بہشت میں ہمارا ہمنشین کرے غرض باوجود اس نقاہت کے ساٹھ ملعونوں کو فی النار کرکے جام شہادت
نوش فرمایا عروہ غفاری کے بعد احمد بن محمد ہاشمی جنگ پر تیار ہوئے اس شجاع نامور نے دو سو اسی نامردوں کو
قتل کیا پھر اپنے آقائے نامدار پر نثار ہوئے قال الراوی ثم ان الحسین قام قائما علی قدمیہ
ونظر یمینا وشمالا فلم یر احدا راوی کہتا ہے اسوقت جناب سید الشہداء علیہ السلام نے کھڑے ہو کر دہنے اور
بائیں نگاہ کی تو حضرت کو صحابہ میں سے کوئی نظر نہ آیا فنادی وا محمداہ وا علیاہ وا ابا القاسماہ وا حسناہ
وا حمزتاہ وا عباساہ وا جعفراہ تو فریاد و استغاثہ بلند کی کہ اے نانا محمد مصطفے اے بابا علی مرتضی
اے بھائی حسن مجتبی اے حمزہ سید الشہداء اے عباس اے جعفر طیار ہماری فریادرسی کرو یا قوم مامن مجیر
یجیرنا امامن ناصر ینصرنا امامن ذاب عنا این الکرام البررۃ این الذی اوجب حقنا علیہ الاسلام
کیا کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے کہ ہمکو پناہ دے کیا کوئی مددگار نہیں ہے کہ ہماری نصرت و یاری کرے کیا کوئی
ایسا نہیں ہے کہ ہم اہل بیت سے شر اعدا کو دفع کرے کہاں گئے جوانمردان سعادتمند کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے
اسلام ہمارے حق کو واجب کیا ہے این الوصیۃ فینا من الرسول ثم استعبر وبکا بکاء
شدیدا حتی غشی علیہ کہاں ہیں عامل ہونیوالے نصیحت رسول کے کیا ہوئی وہ وصیت جو ان جناب نے
ہمارے باب میں تاکیدا فرمائی تھی یہ فرماکر حضرت اس شدت سے روئے کہ روتے روتے غش آگیا فصرخن
نسوتہ من داخل الخباء صرخۃ واحدۃ وارتجت الارض لصراخہن وبکت الاطفال
فی حجور امہاتہن وبکت السماء والارض لبکائہن اسوقت عورتوں نے حضرت کا یہ حال دیکھکر خیمہ میں
آواز فریاد و زاری بلند کی کہ زمین کربلا کو انکے نعروں سے زلزلہ تھا اور اطفال صغیر اپنی ماؤں کی گود میں گھبرا کر
چلاتے تھے اور چیخیں مارتے تھے غرض عجب وقت مصیبت تھا کہ زمین و آسمان انکے رونے سے روتی تھی (۱۳)
ومنہم بریر بن حضیر الہمدانی بعد الحر وکان من عباد اللہ الصالحین واقرء اہل زمانہ
روایت میں ہے کہ بعد شہادت حر بریر بن حضیر ہمدانی اس امام کم سپاہ کے سامنے آئے اور اذن جہاد طلب کیا

لکھا ہے کہ اس بزرگوار کی تمام عمر عبادت خدا میں بسر ہوئی تھی اور ہمیشہ زہد و تقویٰ کو اپنا شعار کیا تھا او بندگان
صالح میں سے تھے اور قاری قرآن ایسے تھے کہ تمام اپنے زمانہ کے قاریوں سے ممتاز تھے جب اذن جہاد انھیں حاصل
ہوا مردانہ وار میدان قتال میں آئے اور مقابل لشکر اعدا کے کھڑے ہو کر یہ شعار رجز میں پڑھنے لگے انا برير
و ابی خضیر + لیث یروع الاسد عند الزئیر + ای فوج کوفہ و شام میں بریر ہوں فرزند خضیر
ہمدانی اور شیر ہوں بیشہ وغا کا کہ میری آواز سے شیر نر ڈر کر بھاگ جاتے ہیں یعرف فینا الخیر اهل
الخیر + اضربکم و لا اری من ضیر + آگاہ ہیں میری شرافت حسب و نسب سے صاحبان شرافت میں
حملہ کرونگا تم پر جانتا ہوں کہ اس میں کچھ ضرر میرے لئے نہیں ہے وجعل یحمل علی القوم وھو یقول
اقتربوا منی یا قتلة اولاد رسول رب العالمین و ذریتہ الباقین بعد ازاں بریر ان ملاعین پر
چپ و راست سے حملہ کرتے تھے اور کہتے تھے ای قاتلان اولاد پیغمبر و ذریت رسول اب آؤ میرے پاس آؤ
فلم یزل یقاتل حتی قتل ثلاثین رجلاً پس اس بزرگوار نے بہ قدر مردانگی کی داد دی کہ تیس نامردوں کو
فی النار کیا فبرز الیه رجل یقال له یزید بن معقل فقال لبریر اشهد انك من المضلین
بعد ازاں لشکر شوم ابن سعد نجس سے ایک شقی نکلا کہ نام اسکا یزید بن معقل تھا اور بریر سے کہنے لگا کہ میں
گواہی دیتا ہوں کہ تو گمراہوں میں سے ہے فقال له البریر هلم فلندع الله ان یلعن الکاذب
منا و ان یقتل المحق منا المبطل بریر نے جب یہ کلام بیہودہ اس گمراہ سے سنا فرمایا ای غدار آ ہم اور تو مباہلہ
کریں اور دعا کریں جناب الٰہی میں کہ خدا اور رسول اوسپر لعنت کرے اور جو کوئی ہم دونوں میں سے باطل پر ہو
تلوار سے اہل حق کے مارا جاوے فتصاولا فضرب یزید لبریر ضربة لم تعمل
شیئاً و ضربه بریر ضربة قدت المغفر و وصلت الی دماغه فسقط بعد اسکے دونوں نے حملہ کیا پہلے اس شقی نے
بریر پر شمشیر لگائی بریر نے اس لعین کی ضرب کو رد کیا کہ مطلق کارگر نہوئی بعد ازاں بریر نے اس ناپاک
کے ایسی تلوار حوالہ کی کہ خود کو کاٹ کر دماغ تک پہنچی ساتھ ہی وہ لعین زمین پر گر پڑا اور داخل جہنم ہوا بعد
ازاں بریر نے سپاہ گمراہ پر وار کیا اور کثیر شقیا کو داخل دارالبوار کیا آخر الامر ابن اوس شقی نے اس بزرگوار
کو شہید کیا اور بعد شہید کرنے کے وہ لعین کمال پشیمان ہوا مگر پشیمانی اسکے لئے سود مند نہوئی (۱۴)
ثم برز من بعد البریر وهب بن عبد الله و کانت امه معه یومئذ فقالت قم یا
بنی و انصر ابن بنت رسول الله راوی کہتا ہے کہ جب بریر ہمدانی درجہ رفیعہ شہادت پر فائز ہوئے وہب بن
عبد اللہ بعزم جنگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ماں اس سعادتمند کی انکے ہمراہ تھیں انھوں نے کہا کہ اٹھو ای فرزند
اور فرزند رسول کی نصرت کر فقال افعل یا اماه و لا اقصر وہب کلبی نے کہا ای مادر گرامی ہرگز
میں نصرت فرزند رسول کے کوتاہی نہیں کرونگا اور جو کچھ تم فرماؤ گے اسے عمل میں لاؤنگا او وہب نے فی الفور

خدمت میں شاہ کم سپاہ آکر رخصت جہاد طلب کی جب اذن جہاد حاصل ہوا میدانِ کارزار میں آکر یہ اشعار رجز میں
پڑھنے لگے ان تنکرونی فانا ابن الکلبی ٭ سوف ترونی وترون ضربی یعنی اے اشقیائے کوفہ و
شام اگر تم میری حسب و نسب کا انکار کرو تو میں تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ میں وہب ابن عبداللہ کلبی ہوں عنقریب
تم لوگ مجھکو بھی پہچان لوگے اور میری حرب و ضرب کو بھی جان لوگے وحملتی وصولتی فی الحرب ٭
ادرک ثاری بعد ثار صحبی اور آج تم دیکھو گے میری جرأت و دلاوری کو میدانِ جنگ میں کہ
جو صحاب جناب سید الشہداءؑ کے تمہارے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں پہلے انکے خون کا عوض لونگا اور بعد انکے
اپنے خون کا بدلا لونگا وادفع الکرب امام الکرب ٭ لیس جہادی فی الوغا باللعب دفع کرونگا
میں ایک بلا کو سامنے دوسری بلا کے اور جہاد میرا میدانِ کارزار میں لہو و لعب نہ سمجھنا ثم حمل
فلم یزل یقاتل حتی قتل منہم جماعۃ بعد ازاں وہب کلبی نے ان لعینوں پر حملہ کیا اور مردانہ وار
جہادِ اعدا میں سرگرم تھے یہاں تک کہ بہت سے منافقوں کو جہنم واصل کیا فرجع الی امہ وامرأتہ
فوقف علیہما فقال یا اماہ ارضیت بعد اسکے اپنی والدہ اور زوجہ کے پاس آکے ذرا ٹھیرے اور پوچھا
کہ اے مادر گرامی تم مجھسے راضی ہوئیں فقالت ما رضیت او تقتل بین یدی الحسین
مادر وہب نے کہا ای فرزند جبتک تو فرزندِ رسولؐ پر جان اپنی نثار نہ کریگا ہرگز میں تجھ سے راضی نہونگی فقالت
امرأتہ باللہ لا تفجعنی فی نفسک زن وہب نے جب یہ بات سنی کہنے لگی اے وہب تجھے اپنے غم میں مجھے مبتلا نہ کر
فقالت یا بنی لا تقبل قولہا وارجع فقاتل بین یدی ابن رسول اللہ مادر وہب نے کہا ای فرزند
ہرگز کہنا اپنی زوجہ کا تو نہ ماننا لازم یہی ہے کہ دوبارہ میدانِ کارزار میں جا اور فرزند رسولؐ کے سامنے اعدا سے
مقاتلہ کر فیکون غدا فی القیامۃ شفیعا لک بین یدی اللہ اگر آج تو جان اپنی امام حسینؑ پر فدا
کریگا فردائے قیامت وہ جناب تیرے شفیع ہونگے درگاہِ خدا میں فرجع وغاص فی لجۃ الحرب حتی
قتل تسعۃ عشر فارسا واثنی عشر راجلا دوبارہ وہب کلبی میدانِ کارزار میں آئے اور دریائے حرب میں غوطہ زن ہوئے
یہاں تک کہ انیس سواروں کو اور بارہ پیادوں کو قتل کیا ثم قطعت یداہ فاخذت امہ عمودا واقبلت
نحوہ وقالت فداک ابی وامی قاتل دون الطیبین ہر اثنا میں ایک لعین نے ہاتھ وہب ابن عبداللہ
کے قطع کئے اور والدۂ وہب نے جب ہاتھ انکے کٹے دیکھے بیتابانہ عمود خیمہ ہاتھ میں لیکر میدان میں آئی اور پکاری اے فرزند
کہنے لگی فدا ہوں تجھپر ماں باپ میرے فرزند رسول کی یاری میں کمی نکر او حرم محترم رسول خدا سے شر اعدا کو دفع کر
فاقبل کی یردھا الی النساء فقالت لن اعود وامرت معک وہب کلبی نے پھر کر اپنی ماں سے
عرض کی کہ ای مادر محترم تم خیمۂ اہل حرم میں جا کر بیٹھو مادر وہب نے کہا میں نہ جاؤنگی اور تیرے ساتھ میں بھی
جان اپنی فرزندِ رسولؐ پر نثار کرونگی فقال الحسین جزیتم من اہل بیت خیرا حضرت سید الشہداء

علیہ السلام نے جب یہ حال مشاہدہ کیا کہ مادرِ وہب بھی شہادت پر مستعد ہوئی ہو حضرت میدانِ کارزار میں تشریف
لائے اور فرمایا اے مادرِ وہب اے روہب خدا تمہیں جزائے خیر دے کہ اہلبیت کی نصرت میں کوئی بھی دقیقہ تم نے فروگذاشت
نہیں کیا ارجعی الی النساء رحمک الله اے زنِ صالحہ چل کر خیمہ میں بیٹھ خدا تجھ پر رحم کرے کہ جہاد
عورتوں پر نہیں ہے فانصرفت وجعل یقاتل حتی قتل بموجب حکم جناب سید الشہداء مادرِ محترم
حضرت وہب خیمہ میں آئی اور فرزند اسکا سرگرم جہاد تھا یہانتک کہ جام شہادت نوش کیا قال فذهبت
امراته تمسح الدم عن وجهه راوی کہتا ہے جب وہب رتبہ رفیعہ شہادت فائز ہوئے انکی زوجہ بے تابانہ
سروپا برہنہ قتل گاہ میں آئی اور اپنے شوہر کا سر زمین سے اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور گرد و غبار انکے چہرہ کا اپنی چادر
کے کونے سے پاک کرنے لگی فبصر بها شمر فامر غلاما له فضربها بعمود کان معه فشدخها
وقتلها جب شمر ملعون کی نظر اسپر پڑی اس لعین نے اپنے غلام سے کہا کہ اس عورت کو جا کر قتل کر اس لعین
نے ایک عمود اس زنِ صالحہ کے سر پر مارا کہ جسکی صدمہ سے سر اسکا شگافتہ ہو گیا اور طائر روح اسکا آشیانِ
قدس کو پرواز کر گیا اور اپنے شوہر سے جا کر ملحق ہوئی وهی اول امراة قتلت فی عسکر الحسین اور
یہ پہلی عورت ہے شہیدوں میں جو لشکر امام حسین علیہ السلام میں قتل ہوئی (۱۵) وروایت حدیثا ان وهب
هذا کان نصرانیا فاسلم هو وامه علی ایدی الحسین علیه السلام ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ
بحار میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث میں دیکھا ہے کہ وہب کلبی پہلے نصرانی تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام
کے ہاتھ سے وہ سعادت مند اور ماں انکی دونوں مسلمان ہوگئے پس جب وہب کلبی رخصت جہاد لیکر میدان میں آئے
چوبیس پیادے اس دلیر کے ہاتھ سے فی النار ہوگئے ثم اخذ اسیرا فاتی به عمر بن سعد فقال ما
اشد صولتک راوی کہتا ہے کہ جب وہب کلبی کثرتِ جراحت سے کمال ناتوان ہوئے اور طاقت حرب انکو باقی نہ رہی
چند شقیا اس بزرگوار پر نرغہ کرکے انکو زندہ اسیر کر لیا جب عمر سعد لعین کے پاس انکو لیگئے اس لعین نے
وہب سے خطاب کرکے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حسین کی رفاقت میں تجھ سے بڑی دلاوری صادر ہوئی اور بہت
سوار اور پیادے ہمارے لشکر کے تیرے ہاتھ سے قتل ہوئے وہب نے اس لعین کو کچھ جواب نہ دیا ثم امر فضربت
عنقه ورمی براسه الی عسکر الحسین علیه السلام بعد ازاں عمر سعد نے ایک لعین کو حکم کیا کہ اسکا سر
کاٹ لے اس شقی نے سر وہب کا کاٹ کر لشکر امام حسین علیہ السلام میں پھینک دیا فاخذت امه الراس
فقبلته ثم رمت الی عسکر ابن سعد فاصابت به رجلا فقتلته اور مادر وہب نے جب یہ حال دیکھا دوڑ کر
سر اپنے فرزند کا ہاتھوں میں اٹھا لیا اسکے لب و دندان کے بوسے لیتی تھی اور کہتی تھی اے سعادت مند خوش
حال نیک ہو کہ تو نے جان اپنی فرزند رسول پر نثار کی یہ کہکر اس سر کو لشکر عمر سعد میں پھینک دیا کہ اسکی چوٹ سے
ایک ملعون واصل جہنم ہوا ثم شدت بعمود الفسطاط فقتلت رجلین بعد ازاں خود وہ زنِ پاک اعتقاد

ستون خیمہ ہاتھ میں لیکر روانہ قتل گاہ ہوئی اور ان اشقیا پر حملہ کیا اور دو لعینوں کو اپنے ہاتھ سے فی النار کیا فقال لہا
الحسین ارجعی یا ام وہب انت وابنک مع رسول اللہ اسوقت حضرت سید الشہداء علیہ السلام اس
عورتِ صالحہ کے قریب گئے اور فرمایا اے مادرِ وہب خدا تجھے جزائے خیر دے خیمہ میں چلکر بیٹھ کہ خدا نے عورتوں پر
جہاد واجب نہیں کیا ہے اور تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تو اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت میں سرورِ انبیاء کی خدمت میں ہوگی
فرجعت وہی تقول اللہم لا تقطع رجائی مادرِ وہب یہ بشارت حضرت کی زبانِ مبارک سے سنکر
خیمہ کی طرف روانہ ہوئی اور یہ دعا کرتی آتی تھی کہ خداوندا تو میری امید کو قطع نکر فقال لہا الحسین
یا ام وہب لا یقطع اللہ رجائک حضرت سید الشہداء نے جب مادرِ وہب کی زبان سے یہ دعا سنی فرمایا اے مادرِ
وہب تو خاطر جمع رکھ کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہرگز تیری امید کو قطع نکریگا (۱۶) ثم برز من بعدہ مسلم بن
عوسجہ وکان من العباد والزہاد فبرز وہو یقول راوی کہتا ہے جب وہب بن عبد اللہ
کلبی درجۂ رفیعۂ شہادت پر فائز ہوئے تو مسلم بن عوسجہ کہ بڑے عابد و زاہد تھے اور علوم دین کے عالم اور
اصحاب کبار جناب سید الشہداء علیہ السلام میں سے تھے بعزم شہادت اس امام کل سپاہ کی خدمت میں آئے اور اجازت
حرب لیکر میدانِ کارزار میں سامنے اشرار کے آکر یہ اشعار رجز میں پڑھنے لگے ۔ ان تسألونی فانی ذو
لبد ۔ من فرع قوم من ذری بنی اسد یعنی اے اشقیائے کوفہ و شام اگر میرا حسب و نسب پوچھو تو میں غیر قا
بعول نسل سے ہوں قوم کے سرداروں میں سے جو سر آمد بنی اسد ہیں ۔ فمن بغانا حائد عن الرشد + وکافر بدین
جبار صمد ۔ پس جس نے سرکشی کی ہمسے وہ پھر گیا راہ ہدایت سے راہِ باطل کی طرف اور منکر ہوا وہ
دینِ جبار صمد کا ثم قاتل قتالا شدیدا وقتل منہم جماعۃ کثیرۃ فسقط الی الارض بعد اسکے اُسنے
شمشیر نیام سے لی اور ان کافروں پر حملہ آور ہوا یہاں تک داد شجاعت و مردانگی کی دی کہ بہت سے بدبختوں کو
واصلِ جہنم کیا اور جب کثرتِ زخمہائے کاری سے بدن میں طاقت لڑنے کی نرہی اس جناب پر غشی طاری ہوا
اور پشتِ زین سے زمین پر گرے وبہ رمق فمشی الیہ الحسین ومعہ حبیب ابن مظاہر ہنوز
جان ایک رمق باقی تھی کہ حضرت امام حسین حبیب بن مظاہر کو ساتھ لئے اس بزرگوار کی لاش پر تشریف لائے
فقال لہ الحسین رحمک اللہ یا مسلم فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر اسوقت سید الشہداء سرہانے
مسلم بن عوسجہ کے زمین پر بیٹھ گئے اور سر اس بزرگوار کا اپنے زانوئے مبارک پر زمین سے اٹھا کر رکھا اور خون انکی
صورت سے پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا تجھپر رحم کرے اے مسلم کہ نصرت میں فرزند رسول کے تو نے کمال
جانفشانی کی بعد ازاں حضرت نے اس آیت کو تلاوت فرمایا ترجمہ اسکا یہ ہے کہ بعضوں نے موت سے ملاقات
کی اور بعض مرگ کا انتظار کر رہے ہیں تفسیر میں ہے کہ یہ آیہ شان میں حضرت حمزہ اور عبیدہ اور جناب علی ابن ابیطالب
کے نازل ہوا ہے جب ان دونوں بزرگواروں نے شہادت پائی اور جناب امیر علیہ السلام مصروفِ جہاد تھے

ثم دنی منہ حبیبؓ فقال یعز علی مصرعک یا مسلم وابشر بالجنۃ ٭ اُسوقت حبیب بن مظاہر نے مسلم سے
کہا اے مسلم نہایت دشوار ہے مجھپر کہ تمہیں اس حال سے خاک و خون میں دیکھوں اے مسلم خوشحال تمہاری بشارت
ہو تمکو کہ اب کوئی آن میں تم بہشت میں حورانِ بہشتی سے معانقہ کرو گے فقال لہ قولا ضعیفا
بشرک اللہ بخیر ٭ مسلم بن عوسجہ از بسکہ کثرت زخمہای کاری سے بشدت ناتوان ہو گئے تھے اور طاقت کلام
کی نرکھتے تھے بآوازِ ضعیف و نحیف حبیب بن مظاہر سے کہا کہ خدا تمہیں بھی بخیر بشارت دے فقال
حبیبؓ لولا اعلم انی فی الاثر لاحببت ان توصی الیّ بکل ما اھمک ٭ حبیب بن مظاہر نے کہا اے مسلم
میں بھی تمہارے بعد عنقریب آنیوالا ہوں نہیں تو میں کہتا کہ مجھے کچھ وصیت کرو فقال انی اوصیک
بھذا واشار الی الحسینؑ فقاتل دونہ حتی تموت ٭ مسلم بن عوسجہ نے فرمایا اے حبیب میری تمہی
وصیت تم سے یہی ہے کہ اس بزرگوار کی نصرت و یاری سے دست بردار نہونا جبتک کہ جان اپنی انکے قدم پر نثار نکرو
اور اشارہ جناب امام حسینؑ کی طرف کیا یہہ فرماکر روح شریف اُن جناب کی ریاضِ بہشت کیطرف پرواز کر گئی
قال فصاحت جاریۃ لہ یا سیداہ ٭ راوی کہتا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے ایک کنیز تھی کہ اہل حرم کی خدمت
میں رہتی جب مسلم کی خبر شہادت اُس کنیز نے سنی فریاد یا سیداہ یا مسلماہ انکی زبان پر جاری ہوئی فنادی
اصحاب عمر بن سعد مستبشرین بانا قتلنا مسلم بن عوسجہ ٭ جب صدائے شیون عمر سعد کے لشکر میں
پہنچی شادی و مسرت سے ہر ایک لعین نے آواز بلند کی اور فخر و مباہات سے ہر ایک شقی کہتا تھا کہ مسلم
بن عوسجہ کو ہمنے قتل کیا ہے شبث بن ربعی نے کہا اے غدارو ہائیں تمہاری تمہارے ماتم میں بیٹھیں اپنے ہاتھ
سے بزرگانِ قوم کو قتل کرتے ہو اور عزتِ دین کو ذلتِ دنیائے دنی سے بدل کرتے ہو ایسے بزرگوار
جسکے قتل پر سرور و شادی کرتے ہو بڑی مردانگیاں اس سے جہادِ کفار میں واقع ہوئی ہیں اور بہت
سے حقوق اس بیدار کے اسلام پر اور مسلمانوں پر ہیں (۱۷) قال الراوی فخرج العباس ابن
علی وحمل حتی دنی من الشریعۃ اذا دونہا عشرۃ الاف فارس ٭ راوی کہتا ہے کہ حضرت
عباس بن علی بعزم شہادت میدان کارزار میں تشریف لائے اور دشمنان دین پر حملہ آور ہو کر متصل دریائے
فرات پہنچے دیکھا کہ قریب دس ہزار سوار کے موکل آب فرات ہیں فصاحت علیہ الابطال من کل
جانب ومکان من انت ایھا البطل المدل بنفسہ المقدم الی دمنسحہ ٭ ہر ہر دستہ فوج ہر طرف
سے نعرہ زن ہوئے کہ اے جوان تو کون ہے کہ اپنی زندگی تلف کرتا ہے اور اپنے پاؤں سے قبر کی طرف
چلا آتا ہے فقال انا عباس بن علی فتصاعقت الرجال وتزاعقت الابطال وقالوا دونکم
والعباس بن علی واجتمعت علیہ الخیل ٭ جناب عباسؑ نے فرمایا کہ میں فرزند حیدر کرارؑ عباس علمدار
ہوں جونہی اُن اشقیا نے نام حضرت کا سُنا نعرہ مار کر باہم کہنے لگے کہ جلد اس نوجوان کو قتل کرو کیونکہ

وہ سب سوار ایکبار حضرت عباس پر ٹوٹ پڑے فلما رأی العباس ذلک استقبلهم بسیفه وهو یقول
جب حضرت عباس نے اُن اشقیا سے یہہ بے ہمتی دیکھی تو شمشیر بکف ہوکر اُن لعینوں سے مقابلہ کیا اور یہہ
اشعار رجز میں پڑھنے لگے ٭ وثب اللیث فمن شاء اصددکره + الیوم یروی من دمائکم
اخفره یعنی یہہ حملہ ہے شیر کا اگر تم میں کوئی مرد ہو تو روکے مجھے آج اپنی تلوار کو تمہارے خون سے
سیراب کرونگا انا الذی اعرف عند الزجره + ابی علی ومکنی حیدره میں جنگ و جدل میں
مشہور و معروف ہوں اور پدر بزرگوار میرے علی ہیں کہ جنکا لقب حیدر کرار ہے فاثبتوا الان لنا
یا کفره + لعترة الحمد وال البقره اے منکرین عترت رسول اب میرے مقابلہ میں ثابت قدم رہو
تو جانوں وحمل فیهم حملة منکرة فجدل الابطال وافنی الشجعان ولم یزل یقاتل حتی
قتل منهم مائة وثمانین رجلا ابطالا معروفة یہہ اشعار پڑھکر حضرت عباس نے اُن لعینوں پر
حملہ کیا اور بڑے بڑے شجاع اور دلیر اُس قوم شریر کے قتل کیے یہانتک کہ ایک سو اسی پہلوانان نامدار اُس
فرقہ کے نار سے واصل جہنم ہوئے قال فنظر الی ذلک مارد بن صدیف قال لاصحابه لا مرحبا
بکم ولا امثالکم فلو کان کل واحد منکم ملأ کفه حصا لکنتم طحنتموه واهلکتموه راوی کہتا ہے
جب شجاعت حضرت عباس اور ہزیمت لشکر یزید مارد بن صدیف نے دیکھی طیش میں آکے اپنے اصحاب پر
ایک نعرہ مارا کہ اے نامردو تم ایسوں کو روز خوش نہ نصیب ہو اگر تم سب ایک ایک مٹھی پتھر اس جوان پر پھینکتے تو
اُسے ہلاک کر سکتے تھے ثم قال معاشر الناس قسم علیکم لو کنتم لامیر المؤمنین یزید بن علی
بیعة فاعتزلوا عن القتال وامسکوا عن النزال فانا لهذا الغلام الذی قد اباد الابطال و الشجعان بعد ازاں مارد نے
بہ آواز بلند کہا ایہا الناس میں تمہیں قسم دیتا ہوں بیعت یزید کی کہ تم سب ہٹ جاؤ اور دور سے تماشا دیکھو کہ
اس نوجوان کو جسنے آج بڑے بڑے شجاعان نامی نیست و نابود کیے ہیں قتل کرونگا فاعتزلت الناس عنه فاقبل
المارد ابن صدیف من عسکره منفرداً بنفسه وبیده رمح طویل وهو راکب علی فرس اشقر
کانه العقیق الاحمر یہہ کلام بد انجام اُس لعین کا لشکر تمام کوفی و اہل شام علیحدہ ہوگئے مارد بن صدیف ایک نیزہ
دراز ہاتھ میں لیے سرخ رنگ گھوڑے پر سوار کہ مثل عقیق سرخ تھا تنہا فوج سے نکل کر سامنے آیا فتاهب
له العباس حتی اذا دنی فصاح به المارد یا غلام ارحم حسامک واظهر استسلامک فالسلامة
اولی لک من الندامة یہہ دیکھکر حضرت عباس نے بھی تہیۂ قتال کیا یہانتک کہ جب نزدیک
پہنچے تو مارد بن صدیف نے ایک نعرہ مارا اور کہا اے نوجوان تلوار اپنی پھینکدو اور اطاعت فرمانبرداری
یزید کی قبول کر کہ بیعت یزید تیرے حق میں بہتر ہے ندامت قتل سے ثم ان المارد رجز العباس
من شعره وانشأ یقول بعد ازاں مارد بن صدیف حضرت عباس سے متوجہ ہوکر یہہ اشعار رجز تصنیف

کر کے پڑھنے لگا ء الی نصحتک ان قبلت نصیحتی + خوفا علیک من حسام القاطع یعنی اے
عباس اگر تم میری بات مانو تو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ میری شمشیر براں سے خائف و ترساں رہو
ولقد رحمتک للصبا لا غیرہ + لما رایت جمال وجھک بازغ اور اے عباس او رمجھے نہیں تیری
جوانی پر رحم آتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو صاحب جمال ہے مارق قلبی فی الزمان وانتی + لاخشی
علیک من الجمال البارع میرے دل میں کبھی رحم نہیں آیا مگر با اینہمہ میں افسوس کرتا ہوں کہ تجھسا
نوجوان رعنا آج میری ہاتھ سے مارا جائے فاعط انقیاد تعیش خیر معیشۃ + الا فذوقک من
عذاب واقع پس اگر آج تو بیعت یزید اختیار کریگا تو مدت العمر بعیش و عشرت بسر کریگا نہیں تو میری ہاتھ سے
مبتلائے عذاب ہوگا فلما سمع العباس من شعرہ وما ھو علیہ من مرامہ فقال یا عدو اللہ
ما نطقت بجمیل جب حضرت عباس نے اسکے اشعار سنے اور جو کچھ کہ اسکا مطلب تھا سمجھے فرمایا کہ اے دشمن خدا یہ تو نے
کچھ اچھی تقریر نہ کی والذی اَمّلتہ منی ان استسلم الیک فبعید والوصول الیہ صعب شدیدہ
اے ملعون تجھے امید ہے کہ میں تیری اور تیرے یزید لعین کی اطاعت کرونگا یہ اندیشہ دور و دراز ہے اور یہ
مطلب حاصل ہونا بہت دشوار ہے وقد عرفت یا عدو اللہ وعدو رسولہ ان لی اتصالا
برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وانا غصن من اغصان الشجرۃ اور جانتا ہے تو اے دشمن خدا کہ مجھے قرابت
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے حاصل ہے اور میں ایک شاخ ہوں شاخہائے شجرہ نبوت سے ومن کان
متصلا بھذہ الشجرۃ فلا یدخل تحت الذمام ولا یستسلم من خوف الحسام جو شخص کہ فرزند حیدر کرار اور پارہ
جگر گوشہ احمد مختار ہو کیونکر بخوف شمشیر آبدار بیعت فاسق غدار اختیار کرے فلیس عن من یاسف من الحیوۃ
ولا یحزن من الوفات لانی اعلم ان الذی لی فی الجنۃ عند اللہ تعالی افضل مما فی ھذہ الدنیا
پس اے دشمن خدا ہم مرنے سے نہیں ڈرتے اور مارے جانے سے غم و اندوہ نہیں کرتے ہو اسکے کہ ہم بیقین جانتے ہیں کہ
ہمارے واسطے درجات عالی جنت میں بہتر ہیں دنیا و مافیہا سے ثم ان العباس علیہ السلام رجز وا جابہ
علی شعرہ بعد ازاں حضرت عباس علیہ السلام نے چند شعر اسی زبان قافیہ میں انشا کرکے اس لعین کے
شعر کا جواب دیا صبرا علی جور الزمان القاطع + ومنیۃ ما ان لہا من دافع یعنی صبر
کرینگے ہم جور و ستم پر زمانے کے اور موت مرگ ہے کہ کوئی چیز اسکی دفع کرنے والی نہیں ہے لا تجزعن فکل
حی ھالک + حاشا المثلی ان یکون بجازع ہرگز ہم اضطراب نہیں کرتے ہو اسکے کہ ہر ذی حیات کے واسطے
موت ہے اور حاشا کہ مجھ سا شخص مضطرب ہو نحن الصلوۃ لنا تقاف وقتھا + والضاربون
بکل عضب لامع ہم ادا کرتے ہیں نماز کو وقت نماز اور وقت کارزار شمشیر زنی کرتے ہیں فلئن زمانا
الدھر منہ باسھم + وتفرق منی بعد شمل جامع پس اگرچہ آج ہمیں زمانے نے نشانہ تیر جفا بنایا ہے

اور ہماری جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا ہے فلکم لنا من وقعۃ ذلت لنا + رؤس الاکابر
بعد ضرب فامع لیکن ہمنے کثر لڑائیوں میں بڑے بڑے شجاعان نامی کے سروں کو شمشیر آبدار سے
کاٹا ہی اور اس سے تمام عالم آگاہ ہی فالی علی لیث کل کریہۃ + قد یقتحم فی امر واقع اور پدر
نامدار میرے علی بن ابیطالب ہمیشہ جا ہائی خطرناک میں شیر نر کی طرح در آئی اور فتح جنگہائے اسلام ہمیشہ انکے
ہاتھ سے ہوئی قال فلما سمع المارد ذلک من مقالتہ بادرہ بالطعنۃ فقبض العباس
علی الرمح من ید المارد وجذبہ جذبۃ کادان یقلبہ من ظہر فرسہ

راوی کہتا ہی جب یہہ کلام بلاغت نظام زبان حضرت عباس علیہ السلام سی مارد مردود نے سنا تو
حضرت پر نیزہ کا وار کیا پس حضرت عباس علیہ السلام نے نیزہ کو بچکے اس زور سی کھینچا کہ قریب تھا کہ
اُس شقی کو پشت زین سی در کے زمین پر الٹ دیں فخل المارد الرمح من یدہ وقد تجلہ
الخیل عند ما ملک العباس رمحہ پس جلدی سی مارد نے نیزہ ہاتھ سی چھوڑ دیا جب فوج نے دیکھا کہ حضرت
عباس نے نیزہ اس شقی سی چھین لیا تو اسکو خوب شرمندہ کیا فَاَخَذَ العَبَّاسُ الرُّمحَ وردہ بسرعۃ الیہ
وصاح علیہ انی لارجو من اللہ عز وجل یقتلک بسنان رمحک یا عدو اللہ فحار المارد
وکان ودہ لو قتل ولا یسلب منہ رمحہ حضرت عباس نے نیزہ پکڑکے اسی نیزہ سی فوراً
وار کیا اور فرمایا کہ میں خدائے عز وجل سے امیدوار ہوں کہ تجھے تیرے ہی نیزہ سی ہلاک کرے یہہ حال دیکھکر مارد
حیران ہوگیا اور یہ کہ وہ چاہتا تھا کہ قتل ہوجاؤں مگر نیزہ نہ چھنے فہم علیہ وطعن جوادہ فی خاصرتہ
فخرقہا فثب الفرس بالمارد وقذفت بہ الی الارض پس حضرت عباس نے حملہ کرکے اس
نیزہ کو کمر اسپ مارد میں لگایا اور شگافتہ کردیا گھوڑا چراغ پا ہوا اور اس شقی کو زمین پر گرادیا فاضطربت
الصفوف وتصارخت الابطال ونادی الشمر یا ویلکم ادرکوہ بنجیب والا فہو مقتول لا محالۃ

پس ایک ہل چل لشکر مخالف میں پڑگئی اور شور مچگیا شمر لعین پکارا وائے تمپر مارد کی جلد خبر لو اور کوئی
اسپ جلد لاکے اسکے لئے بھیجو نہیں تو ابھی قتل ہوجائیگا فخرج الیہ غلام لہ اسود یقال لہ صارفۃ بجوادۃٍ
یقال لہا طاویۃ وکانت تضاہی الریح فی سرعتہا پس یہہ کلام شمر بد انجام سنکر صارفہ
مارد کا حبشی غلام ایک گھوڑی کو کہ نام اسکا طاویہ تھا اور سرعت میں ہوا کے برابری کرتی تھی لیکر اُس شقی
کی طرف بڑھا فلما نظر الیہا عدو اللہ صاح بالغلام ویحک عجل بالطاویۃ قبل حلول
الداہیۃ مارد نے جب گھوڑی کو دیکھا خوش ہوکر کہنے لگا کہ اے صارفہ جلد طاویہ کو مجھ تک پہنچا دے
ورنہ مرے مارے ہوجانے میں کچھ باقی نہیں ہے فاسرع الیہ الغلام فکان العباس ابن علی
علیہ السلام اسبق الیہا عدو اللہ فوثب وثاب الاسد الضرغام وتشاکل

وثاب علی علیہ السلام فوصل الی الغلام فلم یمہلہ دون ان طعنہ بسنان رمح مولاہ
فمکن الطعنۃ من قلبہ پس غلام بسرعت تمام چاہتا تھا کہ گھوڑی اپنے آقا کو پہنچا دے جناب
عباسؑ اس سے زیادہ قریب تھے مانند شیر ضرغام اور مثل حضرت علی علیہ السلام اس غلام بدانجام پر جا پڑے
اور وہی نیزہ اسکے قلب میں مارکر کام تمام کیا فاحتوی علی الطاویۃ ووثب فی ظہرھا وعطف
علی قرنہ اور اسی گھوڑی پر سوار ہو کر مارد بن صدیف کی طرف پھیرا فلما رای المارد ذلک
اصفر وارتعدت فرایصہ وانقطع رجاہ وایقن لفناہ ونادی باعلی صوت ھلا
اغلبہ علی جوادی واطعن بسنانا لہا شئیۃ جبکہ جب مارد نے یہ تماشا دیکھا رنگ زرد ہو گیا اور تھرتھری
پڑ گئی زندگی سے مایوس ہو کر فریاد کرنے لگا وافضیحتاہ میرا مرکب لعین چھین چلا ہے اور میں اپنے نیزہ سے
آپ مارا جاؤں قال فلما سمع الشمر ذلک من کلامہ اطلق عنانہ نحوہ واتبعتہ الشجعان
فجردت السیوف واظہرت الحتوف وتبادرت الابطال وتزاعقت الرجال ومالت نحو العباس
راوی کہتا ہے جب آواز مارد شمر نے سنی اسکی طرف باگ موڑ دی اور اس مردود کے پیچھے پیچھے بہت سے دلیران
لشکر مخالف شمشیر ہای برہنہ ہاتھوں میں لیے ہوئے نعرہ کرتے ہوئے حضرت عباس علیہ السلام کی طرف چلے فنادی
الحسینؑ اخاہ العباس یا اخی ما انتظارک بعد واللہ وقد عزرتک اللیام فاحترز علی
قربک وقض علیہ وعجل بروحہ الی النار یہ دیکھکر جناب امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی عباسؑ کو
پکار کر کہنے لگے بھائی کیا انتظار ہے اس دشمن خدا کو جلد قتل کر کہ دشمنان دین مع شمر لعین اس شقی کے بچانے کو
آپہنچے جلد اسکا کام تمام کر اور اسکو جہنم میں پہنچا قال فنظر العباس الی سرعۃ الرجال ومجیہم الیہ
کالسیل فاسرع الی خصمہ وخفق علیہ بطعنہ وقال تجرع من سنانک کاسا رویا وانا
العباس بن علی راوی کہتا ہے کہ موافق ارشاد جناب سید الشہداء علیہ السلام حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ
وہ اشقیاء بسرعت تمام شمر لعین سیل کی طرح امڈے چلے آتے ہیں پس حضرت فوراً اسی دشمن پر آپڑے اور نیزہ کو تکان
دیکر فرمایا کہ اے اپنے ہی نیزہ سے شربت مرگ پی اور میرا نام عباس بن علی ہے فقال المارد مہلا یا غلام
ابق علی اسیرک یکون لک خادم فقال العباس وما اصنع بک اسیرا وقد قرب الرحیل
ثم انہ طعنہ فی نحرہ فذبحہ من اذنہ الی اذنہ مارد نے بتضرع وزاری جناب عباسؑ سے عرض کیا اے
فرزند اسد اللہ الغالب مجھے چھوڑ دے اور زندہ اسیر کرلے اور اپنی غلامی میں رکھ جناب عباسؑ نے جواب میں
اس ملعون کے ارشاد فرمایا کہ کوچ ہمارا دنیا سے قریب ہے تیری قید کرنے سے کیا حاصل بعد ازاں حضرت عباسؑ نے
اس ملعون کے گلوئے نحس پر ایک نیزہ ایسا مارا کہ ایک کان سے دوسرے کان تک نکل گیا اور وصلت فی انتہارہا وصلت
الخیل الیہ فوجدوہ صریعا یخور فی دمہ فعطف علیہم العباس وھو علی المطاویۃ جب

شمر بن ذی الجوشن مع فوج قریب ملعون پہنچا تو دیکھا کہ وہ شقی اپنے خون میں غلطاں ہیں جناب عباسؑ نے اُن سب
اشقیا پر حملہ کیا اور وہ طاویہ پر سوار تھے وکانت الخیل اذ ھی خمسمائۃ فارس فما کان الا ساعۃ حتی
قتل منھم مائتی فارس واشرفوا الباقی علی الھلاک وایقنوا بالموت فرجع عمر بن سعد و
رجعت الاعلام والتعود عنہ اور جمعیت اُن اشقیا کی جو بسر کردگی شمر محافظت ماروبن
صدیف کے لئے آئی تھی قریب پانسو سوار کے تھے تھوڑی دیر میں حضرت عباس علیہ السلام نے دو سو
نامردان اشقیا میں سے واصل جہنم فرمائے باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے اور عمر سعد بھی نشان علم لیکر پسپا ہوا
واراد ان یشرب فذکر العطش الحسین فرمی الماء من یدہ جب میدان کارزار اُن اشقیا سے خالی ہوا
حضرت عباسؑ نے اپنی گھوڑی کو مہمیز کیا اور داخل دریائے فرات ہوئے اور شدت تشنگی میں چلو لبوں تک
لیگئے کہ پیاس امام حسینؑ کی اور اطفال خردسال کی یاد آگئی پانی ہاتھ سے پھینکدیا وقال لا اشرب
واخی الحسین ظمآن اور کہا نہ پیونگا کہ بھائی میرا حسینؑ پیاسا ہے ثم ملاء القربۃ ووضعھا علی
کتفہ الایمن وقصد نحو الخیمۃ بعد ازاں مشک پانی سے بھری اور دوش مبارک پر رکھکر واسطے
پیاسے بچوں اور روانہ خیمہ گاہ ہوئے اذ کمن لہ رجل من بنی امان یقال لہ زرارۃ ابن محارب فشار
علی العباس فضربہ علی یمینہ فبراھا کبری القلم اسی حال میں ایک شقی نے کہ نام جسکا زرارہ بن
محارب تھا کمین گاہ سے اُٹھکر ایک تلوار لگائی کہ دہنا ہاتھ اُن جناب کا قلم ہو گیا فما انثنی بل اخذ
الرایۃ بشمالہ فضربہ آخر علی شمالہ فبراھا فاخذ الرایۃ بساعدیہ وضمھا الی صدرہ والقربۃ
باسنانہ حضرت عباسؑ نے ہاتھ قلم ہو جانے کی کچھ پرواہ نہ کی اور مڑ کے بھی نہ دیکھا بلکہ علم کو
بائیں ہاتھ میں لے لیا کہ ایک شقی نے اس ہاتھ پر بھی تلوار لگائی اور وہ ہاتھ بھی حضرت کا قلم ہو گیا
اُس وقت حضرت عباسؑ نے دونو کٹی ہوئی کلائیوں سے علم امام حسینؑ کو سنبھال کر سینہ سے لگا لیا اور مشک
دانتوں میں دبالی فاصاب القربۃ سہم واریق ماؤھا ناگاہ ایک شقی نے ایک تیر مشک پر
لگایا کہ تمام پانی بہ گیا فضربہ ملعون بعمود من حدید علی ام راسہ فالقرع عن فرسہ
الی الارض وھو ملتفت باخیہ الحسین فانشا یقول اس اثنا میں ایک ملعون نے ایک گرز آہنی اُن جناب
کے سر مبارک پر لگایا کہ ضرب سے اُنکے سر مبارک شگافتہ ہو گیا اور گھوڑی پر سے زمین پر گرے اور اپنے بھائی
جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف رخ کرکے یہ اشعار پڑھنے لگے اقدم حسینا ھادیا مھدیا ٭
الیوم نلقی جدک النبیا اے حسینؑ اے امام میرے اے رہنما میرے آج میں ملاقات کرونگا تیرے نانا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحمزۃ والمرتضیٰ علیا ٭ وتلقاحقا فاطما زکیا ٭ اے مقتدا میرے آج میں جناب
حمزہ اور حضرت علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہم سے ملاقات کرونگا فلما سمع الحسین کلام

اتاه فراٰه طريحا فصاح وا اخاه واعباساه واقلة ناصراه الآن انكسر ظهري وقلت حيلتي
وبكى بكاء شديدا جب صدائے عباس جناب امام حسینؑ نے سُنی بہت جلد لاش برادر پر پہنچے دیکھا کہ عباس
خاک و خون میں لوٹتے ہیں اسوقت حضرتؑ نے نعرہ وا اخاہ واعباساہ واقلة ناصراہ زبان پر جاری فرمایا اور
بشدت روئے اور فرمایا اے اخی عباس میری کمر ٹوٹ گئی اور راہ چارہ سازی کی مسدود ہوگئی (۱۸)
لما قتل العباس تدافعت الرجال على الحسين فلما نظر ذلك نادى يا قوم اما من مجير يجيرنا
اما من مغيث يغيثنا اما من طالب حق فينصرنا روایت ہے کہ جسوقت جناب حضرت عباس علیہ السلام
شہید ہوئے ایکدفعہ ہی فوج اشقیا نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر نرغہ کیا جب حضرتؑ نے بیباکی ان اشقیا کی
مشاہدہ کی اتمام حجت کے لئے بآواز بلند فرمایا آیا ہے کوئی پناہ دہندہ کہ فرزند پیغمبر کو پناہ دے آیا ہے کوئی فریاد رس
کہ ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی شخص طالب حق کہ جگر گوشہ رسولؐ کی اسوقت میں یاری کرے اما من
خائف من العذاب فيذب عنا اما من احد يأتينا بشربة من الماء لهذا الطفل فانه لا يطيق الظماء
آیا ہے کوئی خداپرست کہ عذاب سے خدائے قیامت کے ڈرے اور شر اعدا کو ہمسے دفع کرے آیا ہے کوئی ایسا
دیندار کہ ایک تھوڑا سا پانی اس میرے فرزند شیرخوار کو لاکر پلاوے کہ یہ بچہ معصوم دو روز سے پیاسا ہے اور جان
اسکی شدت تشنگی سے لبوں پر پہنچی ہے فقام اليه ولده الاكبر وكان له من العمر سبعة عشر سنة
جسوقت صدائے استغاثہ امام حسینؑ حضرت علی اکبر نے سُنی اٹھ کھڑے ہوئے اور ابھی سن ان جناب کا سترہ برس کا تھا
فقال يا ابتاه فداك روحي انا اتيك بالماء يا سيدي عرض کی کہ اے پدر بزرگوار فدا ہو آپ پر
جان میری اگر مجھے اجازت ملے تو میں اپنے بھائی کے لئے پانی ابھی حاضر کروں فقال الحسين عليه السلام
امض بارك الله فيك حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے علی اکبر خدا تعالی تیرے ارادہ میں برکت
عطا کرے اگر پانی میسر ہو سکے لے آ قال فاخذ الركوة بيده ثم اقتحم الشريعة وملاء الركوة و
اقبل نحو ابيه راوی کہتا ہے کہ علی اکبر کو رخصت ملی ایک چھوٹا سا مشکیزہ لیکر فرات کی جانب روانہ ہوئے اور موکلان
فرات کو لب آب سے بضرب شمشیر آبدار مار کر ہٹا دیا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں لاکر حاضر کیا
فقال يا ابت الماء لمن طلبت ؛ اور عرض کی اے والد نامدار آپ نے علی اصغر کے واسطے پانی طلب فرمایا ہے سو
یہ حاضر ہے اسق اخي وان بقي شيء فصبه على فاني والله عطشان اے پدر بزرگوار پہلے
یہ پانی میرے چھوٹے بھائی کو پلائیے اور بعد اسکے جو کچھ پانی بچ رہے وہ مجھپر چھڑک دیجیے قسم بخدا کہ میں بھی
بہت پیاسا ہوں فبكى الحسين واخذ ولده الطفل واجلسه على فخذه واخذ الركوة
وقربها الى فمه حضرت امام حسین علیہ السلام کو جناب علی اکبر کی اس بات پر رقت آئی اور تشنہ
وہاں پر بہت روئے بعد اسکے علی اصغر کو اپنے زانوئے مبارک پر بٹھایا اور مشک کو انکے لب نازنین کے قریب لیگئے

فلما اھم الطفل ان یشرب اتاہ سہم مسموم فوقع فی حلق الطفل فذبحہ قبل ان یشرب
من الماء شیئاً جو ہیں اس معصومؑ نے پانی پینے کا ارادہ کیا تھا یک حرملہ نے ایک تیر زہر آلود اس معصومؑ کی طرف
پھینکا کہ وہ تیر جا حلق علی اصغر پر لگا اور ابھی وہ معصوم پانی نہ پینے پایا تھا کہ آب پیکان کا گھونٹ گلے سے
اُتر گیا فبکی الحسین ورمی الرکوۃ من یدہ ونظر بطرفہ الی السماء امام مظلومؑ بے اختیار اس
معصوم کے لئے رونے لگے اور مشکیزہ زمین پر دے مارا اور ایک نگاہ حسرت سے بجانب آسمان دیکھ کر فرمایا
اللھم انت الشاھد علی القوم قتلوا اشبہ الخلق بنبیک رسول اللہ ص خداوندا تو گواہ رہنا
کہ اس گروہ اشقیا نے کیا سلوک کیا مجھ سے کہ قتل کیا انہوں نے اس معصوم کو جو کہ مشابہ تھا تیرے نبی
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ثم قال لا یکون اھون علیک من فصیل پھر فرمایا کہ خداوندا یہ
فرزند میرا تیرے نزدیک بچہ ناقہ صالح سے کم نہ ہوگا اللھم ان کنت حبست عنا النصر فاجعل ذلک لما
ھو خیر لنا خداوندا اگر تو اس وقت میں مصلحت نہیں جانتا کہ ہماری نصرت امداد کرے تو اس آزار و بلا کو میری
لئے زیادتی ثواب آخرت کا سبب کر دے بعد ازاں حضرتؑ نے علی اصغر کے ماتم میں یہ اشعار انشا کئے
واللہ مالی انیس بعد فرقتکم ٭ الا البکاء وقرع السن من ندم قسم ہے خدا کی کہ تمہارے ماتم میں سوا
اشک حسرت بہانے اور دندان تاسف چبانے کے کوئی غمخوار نہیں نظر آتا ولا ذکرت الذی ابدی
الزمان لکم ٭ الا جرت ادمعی مع وجہ بدم ٭ اور جب مجھے یاد آتی ہیں وہ مصیبتیں جو زمانہ کے ہاتھ
سے تمہیں پہنچی ہیں بے اختیار اشک خونین میری آنکھوں سے رواں ہوتی ہیں (۱۹) قال
الشیخ المفید فی الارشاد لما قتل عباس بن علی فبرز علی بن الحسین من اھل الخبا شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت
کی ہے کہ جب حضرتؑ بے علمدار ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا کہ جان اپنی فرزند مصطفےٰ پر نثار کرے اس وقت
علی اکبر نوجوان خیمہ امام حسین علیہ السلام سے باہر نکلا و زینب و ام کلثوم و رقیہ و سکینہ متعلقات یہ
اور پھوپیاں اور بہنیں یعنی قافلہ بے وارثوں کا اس صاحبزادہ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھا اور چاہتی تھیں کہ
اس شاہزادہ کو خیمہ میں لیجاویں فجذب نفسہ منھن ورکب جوادہ وحماہ فی المیدان
غرض کہ علی اکبرؑ اپنے تئیں بدشواری پھوپیوں اور بہنوں سے چھڑا کر روانہ میدان کارزار ہوئے
فرفع الحسین راسہ نحو السماء وقال اللھم اشھد علی ھولاء القوم فقد برز الیھم غلام
اشبہ الناس خلقا وخُلقا ومنطقا برسولک اس وقت امام حسینؑ نے سر مبارک اپنا آسمان کی طرف بلند
کیا اور فرمایا کہ خداوندا تو گواہ رہنا کہ ان ستمگاروں نے تمام عزیز و رفیق میرے قتل کئے اور اب نوبت میرے پارہ
جگر کی پہنچی کہ جو مشابہ تر ہے رسول خداؐ سے صورت اور سیرت اور گفتار میں وکنا اذا اشتقنا الی
نبیک نظرنا الی وجھہ اور ہم لوگ جب زیارت رسول خداؐ کے مشتاق ہوتے تھے تو اسکو دیکھ لیا کرتے تھے

روی انہ قتل علی عطشہ مائۃ وعشرین رجلا یعنی شاہزادہ نے اُن کفار پر حملہ کیا اور باوجود شدت تشنگی
کے کہ کبھی روز سے پانی میسر نہ آیا تھا ایک سو بیس ملعون داخل جہنم کیے ثم رجع الی ابیہ وقد اصابتہ جراحات
کثیرۃ جب علی اکبر پر پیاس نے غلبہ کیا اور زخموں سے نہایت چور ہو گئے خدمت امام حسینؑ میں آئے وقال
یا ابت العطش العطش هل الی شربۃ من الماء سبیل اور عرض کی کہ اے پدر عالیمقدار پیاس نے ہلاک کیا اگر تھوڑا
پانی میسر آئے تو مجھے پلا دیجیے فبکی الحسین وقال یا بنی این اتی بالماء حضرتؑ نے فرمایا کہ اے علی اکبر
کہاں سے پانی لا کر حسین تجھے پلاوے بخدا سوگند حسینؑ پر بہت دشوار ہے کہ تو مجھ سے پانی طلب کرے اور میں پلا سکوں
یا بنی هات لسانک فاخذ بلسانہ فمصہ امام حسینؑ نے زبان علی اکبر کی منہ میں لیکر چوسی علی اکبرؑ نے
زبان اپنی حضرتؑ کے منہ سے نکالی اور عرض کیا کہ اے پدر عالیمقدار زبان مبارک آپکی میری زبان سے بھی
زیادہ تر خشک ہے بعد ازاں حضرتؑ نے انگوٹھی رسول خدا کی علی اکبر کو دی کہ اسے منہ میں رکھو تاکہ پیاس سے
تجھے تسکین ہو فانی ارجو انک لا ترجع حتی یسقیک جدک بکاسہ الاوفی شربۃ لا تظماء
بعدها ابدا اور اے علی اکبر حسینؑ کو یقین ہے کہ ابکی بار تو پیاسا نہ پھریگا اور آب کوثر سے سیراب ہوگا
چنانچہ پھر علی اکبر میدان قتال میں آئے اور جہاد میں مصروف ہوئے اور بہت منافقوں کو پھر داخل جہنم کیا ثم
ضربہ منقذ بن مرۃ العبدی ضربۃ صرعتہ فصرعہ اس اثنا میں منقذ لعین نے کمین گاہ سے
آکر ایک تلوار ایسی لگائی کہ پھر سنبھل نہ سکے ثم اعتنق فرسہ فاحتملہ الفرس الی عسکر الاعداء
فقطعوہ بسیوفہم اربا اربا علی اکبرؑ نے تیورا کر باہیں گھوڑے کی گردن میں ڈالدیں اور گھوڑا اس حال میں
علی اکبر کو لشکر اعدا کی طرف لیگیا اور ان لعینوں نے جسم نازنین تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا فقال
یا ابتاہ ادرکنی اسوقت علی اکبرؑ نے آواز دی کہ اے پدر عالیمقدار علی اکبر کی جلد خبر لو کہ مجھے
ان لعینوں نے شہید کیا فصاح الحسین وقال قتل اللہ قوما قتلوک یہ سنکر امام حسینؑ چلائے
کہ اے فرزند خدا قتل کرے اس قوم کو کہ جنہوں نے تجھکو شہید کیا راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے امام حسینؑ کو کہ
گریاں اور نالاں مقتل شہدا میں آئے اور گھوڑے سے اتر کر علی اکبر کی لاش پر کھڑے ہوئے ایک دید میں
کہ اسوقت تک رمق حیات جسم علی اکبر میں باقی تھی اور طائر مذبوح کی طرح زمین پر لوٹتے تھے حضرتؑ نے
آواز دی علی اکبر باپ تیرا آیا ہے آنکھیں کھولو اور دیکھو اس حال میں آواز پدر سنکر علی اکبرؑ نے آنکھیں کھول لیں
اور حضرت کی طرف دیکھا اور تھوڑا مسکرائے ساتھ ہی اسکے روح نے مفارقت کی فاخذ راسہ ولدہ و
وضعہ فی حجرہ وجعل یمسح الدم عن وجہہ حضرتؑ خاک پر بیٹھ گئے اور سر علی اکبر زمین سے اٹھا کر اپنے
زانو پر رکھا اور چہرہ نورانی سے انکے خون پونچھنے لگے فقال مخاطبا لہ یا بنی یا علی اکبر قد استرحت من
کرب الدنیا وما اسرع اللحوق بک حضرت لاش علی اکبر سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ اے علی اکبر تو نے سنان ظلم

سینہ پر رکھا کر رنج والم دنیا سے راحت پائی اے علی اکبر عنقریب ہے کہ ہم بھی شہید ہو کر تجھ سے ملاقات کریں
یا بنی ھذا ابوک الحسین قد بقی فریداً لا ناصر لہ ولا معین اے علی اکبر باپ تیرا حسین تنہا بے مونس و
مددگار تیری لاش پر رو رہا ہے اس کے بعد حضرت نے ایک عجب کلمہ فرمایا یا علی اکبر علی الدنیا
بعدک العفا یعنی اے علی اکبر تمہارے بعد خاک ہے دنیا اور زندگانی دنیا پر قال حمید بن مسلم
کانی نظر الی امراۃ خرجت مسرعۃ کانہا الشمس الطالعۃ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جس وقت علی اکبر
شہید ہوئے میں لشکر عمر سعد میں موجود تھا دیکھا میں نے کہ ایک خاتون معظمہ آفتاب کی طرح خیمہ امام حسین سے
سر برہنہ روتی پیٹتی باہر نکلی اور قتل گاہ کو روانہ ہوئی فجاءت وانکبت علیہ یہاں تک کہ اُس
بی بی نے اپنے تئیں لاش علی اکبر پر گرا دیا فاخذ الحسین بیدہا وردہا الی الفسطاط امام حسین
علیہ السلام ہاتھ اُس بی بی کا پکڑ کے خیمہ اہل حرم میں لے گئے فسالت عنہا فقیل ھی زینب بنت
امیر المومنین راوی کہتا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بی بی صاحب عصمت کون تھی جو اس
بیقراری سے خیمہ سے باہر نکلی اُس نے کہا اے شخص یہ بڑی بیٹی امیر المومنین علیہ السلام کی ہیں اور یہ نواسی
ختم المرسلین کی ہیں نام اُن کا زینب ہے اے شخص انہوں نے علی اکبر کو پرورش کیا تھا (۲۰) روی انہ
لما قتل علی ابن الحسین فی طف کربلاء اقبل الحسین وعلیہ جبۃ خز دکناء و
عمامۃ مورد راوی کہتا ہے کہ جناب علی اکبر جب میدان کربلا میں شہید ہوئے تو جناب امام حسین علیہ السلام
اس ہیئت سے کہ ایک کہنہ عبائے خز حضرت کے دوش مبارک پر پڑی تھی اور گلابی عمامہ سر اقدس پر
رکھا تھا اپنے نور چشم لخت جگر کی لاش پر تشریف لائے اور اُس شبیہ رسول خدا یوسف قافلہ کربلا کو خاک و خون
میں آلودہ دیکھ کر مثل یعقوب اشک حسرت بہائے اور دردناک کلمات فرمائے ثم وثب علی قدمیہ و
اتی الی الخیمۃ لوداع اہل بیتہ پھر حضرت اسی طرح نالاں و گریاں اہلبیت سے رخصت ہونے کو خیمہ میں
تشریف لے گئے ثم اقبل علی ام کلثوم وقال لہا اوصیک یا اخیۃ بنفسک وصبراً وانی
بارز الی ہؤلاء الکفار بعد ازاں ام کلثوم سے فرمایا کہ اے بہن میں اب ان کفار سے لڑنے جاتا ہوں اور تمہیں وصیت
کرتا ہوں کہ میرے بعد تم صبر کرنا پھر فرمایا کہ اے بہن صبح سے مجھے اپنے فرزند بیمار زین العابدین کا حال نہیں
معلوم ہوا کہ اُس کی کیا کیفیت ہے اگر کچھ اس وقت افاقہ ہو تو میرے پاس لاؤ میں اُس کو دیکھ لوں وہ مجھ کو دیکھ لے
کہ پھر ملاقات میسر نہ ہوگی ام کلثوم رو کے بولیں اے بھائی زین العابدین ایسا بیہوش بستر بیماری پر پڑا ہے کہ
اُس کے بچنے کی توقع نہیں حضرت نے فرمایا کہ اے بہن وہ بفضل الہی سے صحت پائیگا اور اُس کو تو ابھی عمر پیری
کو پہنچنی ہے اور چالیس برس میرے ماتم میں رونا ہے ثم کتب کتاباً واودعہ الی ابنتہ فاطمۃ فقال لہا
یا بنیۃ اذا افاق اخوک العلیل فسلمیہا الیہ پھر حضرت نے کچھ لکھ کر اپنی بیٹی فاطمہ کو دیا اور

فرمایا کہ جسوقت بھائی تمہارا ہوش میں آوے تو یہہ وصیت نامہ بھی دیدینا راوی کہتا ہے کہ آخر میں اُس نامہ کے
یہہ وصیت لکھی تھی کہ اے فرزند جب تم قید سے چھُٹ کے مدینہ جانا تو ہمارے دوستوں کو ہماری جانب
سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ حسینؑ نے تم سبھوں کے لئے پیاسا گلا کٹوایا اور تا دم مرگ تم سے غافل نہیں رہے
شرط دوستی و وفاداری یہی ہے کہ جب تم آب سرد پیو سوقت ہماری بیکسی و تشنگی کو یاد کر کے رو و
حضرات یہہ وصیت آخری امام مظلوم و تشنہ لب کی تمہارے واسطے یہی ہے کہ وہ حضرتؑ تمہاری
نجات کے لئے پیاسے شہید ہوئے اور سب مصائب و رنج گوارا کئے فاقبلت سکینۃ وہی صارخۃ و کان
یحبہا حبّاً شدیداً اتنے میں سکینہ چلاتی ہوئی اور روتی ہوئی حضرتؑ کے پاس آئیں اور
جناب امام حسین علیہ السلام سکینہ کو نہایت پیار کرتے تھے فضمہا الی صدرہ و مسح دموعہا بکمہ وقال لہا
سکینہ کو روتا دیکھ کے حضرتؑ کو تاب نہ رہی اسے چھاتی سے لگا لیا اور بفرط شفقت آستین مبارک سے اسکے آنسو
پونچھنے لگے اور یہہ اشعار پڑھتے جاتے تھے ؎ لا تحرقی قلبی بدمعک حسرۃ ٭ مادام منی الروح
فی جثمانیۃ ای جان پدر میرے دل کو نہ دکھا تیرے رونے سے دل حسینؑ کا ٹکڑے ہوتا ہے اور نہ رو
جبتک میں جیتا ہوں فاذا قُتِلتُ فانت اولیٰ بالّذی ٭ تاتینہ یا خیرۃ النسوانیۃ جب میں
قتل ہو جاؤنگا تو سب سے زیادہ رونے کی مستحق و سزاوار تو ہی ہے کہ اپنے باپ کی نعش پر رویگی فاعتنقت
سکینہ و قالت یا ابتاہ الی این الی این یہہ سنکر سکینہ اپنے پدر بزرگوار سے لپٹ گئیں اور پوچھتی
تھیں کہ اے بابا یہہ تو بتاؤ کہ تم کہاں جاتے ہو فبکی الحسینؑ بکاءً شدیداً وقال الی المکان
الّذی لا یعود منہ احد جناب امام حسینؑ سکینہ کی بیتابی دیکھ کے بہت شدت سے روئے اور فرمایا کہ
اے بیٹی وہاں جاتا ہوں جہاں سے جا کر کوئی نہیں پھرا فبکت و لطمت علیٰ وجہہا حتّیٰ غشی علیہا
یہہ سنکر سکینہ اسقدر روئی اور پیٹی اور منہ پر طمانچے ماری کہ بیہوش ہو گئی جبتک سکینہ کو ہوش نہ آیا حضرتؑ
سرہانے کھڑے رہے اور کمال رقت حضرتؑ پر طاری تھی اور اہل حرم حضرتؑ کے گرد کھڑے رو رہے تھے
فلمّا افاقت قالت فمن بعدک جب غش سے اُس شاہزادی کو افاقہ ہوا تو پوچھا کہ اے بابا تمہارے بعد
کون ہمارا ہے و من یسقینا الماء یا ابتاہ فقد شققت کبدنا من شدۃ الظماء اے بابا
کون مجھے پانی لا دیگا مارے پیاس کے میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے حضرتؑ خیمہ سے نکلے
والدموع تجری من عینیہ حتیٰ بل جیبہ حضرتؑ کے آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے کہ تمام گریبان
بھیگ گیا تھا والدم جار عن جسمہ الشریف اور خون زخموں سے بہہ رہا تھا فرفعت سکینۃ صوتہا
بالبکاء والنحیب سکینہ نے جو حضرتؑ کو جاتے دیکھا پھر آواز گریہ و زاری بلند کی فرجع الیہا و
ضمہا الی صدرہ وقبل ما بین عینیہا و مسح دموعہا بکمہ حضرتؑ نے سکینہ کی آواز سنی تو الفت

پدری سی بیتاب ہوکر بھی چلے آئے اور اپنے پارہ جگر کو چھاتی سی لگا لیا اور پیار کیا اور سب طرح پھر تسکین دی انسو
پونچھی حضرات یہہ رخصت عجب طرح کی تھی کہ نہ تو سکینہ کو امام حسینؑ کو جاتے دیکھکر صبر آتا تھا نہ امام حسینؑ سے
بیٹی کو تڑپتا چھوڑکر جایا جاتا تھا حضرت چاہتی تھے کہ میں اپنی آنکھوں سے الگ ہوجاتا اور تڑپتا نہ دیکھوں
کسطرح سی بھلا اگر چلا جاؤں افسوس کیا حال ہوا ہوگا روح جناب امام حسین علیہ السلام کا جب سکینہ کو اشقیا
طمانچی مار مار کر رولاتے تھے اور وہ یتیم وا ابتاہ کہکر چلاتی تھی (۲۱) روی عن سلمان الفارسی قال
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سی منقول ہے کہ کہا انہوں نے اھدی الی النبی قطف من العنب
فی غیر اوانہ فقال لی یا سلمان ایتنی بولدی الحسن والحسین لیاکلا معی من ھذا العنب کسی نے
رسول خدا کی خدمت میں کچھہ خوشی انگور کے بے فصل بھیجی تو مجھے فرمایا کہ ای سلمان میرے دونو فرزندوں
حسن اور حسین کو لے آو کہ ان انگوروں کو وہ بھی میرے ساتھ کھائیں قال سلمان الفارسی فذھبت
اطرف علیھما منزل امھما فلم ارھما فاتیت منزل اختھما فلم ارھما حضرت سلمانؓ
فرماتے ہیں کہ میں دونو صاحبزادوں کو ڈھونڈھتا ہوا انکی ماں کے مکان پر گیا اور وہاں نہیں پایا
پھر انکی بہن ام کلثوم کے مکان پر گیا وہاں بھی دونو صاحبزادوں کو نہ پایا فجئت فخبرت النبی بذلک
فاضطرب ووثب قائما وھو یقول اسکے بعد میں نے خدمت میں پیغمبر خدا کے جاکر یہہ حال بیان کیا تو
حضرت بیتاب ہوگئی اور گھبراکر اٹھہ کھڑے ہوئے اور فرماتے تھے واثمرۃ فواداہ من یرشدنی علیھما
فلہ علی اللہ الجنۃ ای میوہ دل میرے نانا تمہارا اسوقت تمہاری فراق میں نہایت بے تاب ہے پس جو شخص کہ
خبر تمہاری مجھکو لاوے میں ضامن ہوتا ہوں کہ حق تعالی اس شخص کو بہشت میں داخل کریگا فنزل جبرئیل
من السماء وقال یا محمد علی من ھذا الانزعاج یکایک اسی اثنا میں جبرئیل آسمان سی نازل ہوئے اور
عرض کی یا محمد یہ بیقراری کسکے فراق میں ہے فقال علی ولدی الحسن والحسین حضرت نے فرمایا ای
جبرئیل دونو فرزند میرے حسنؑ حسینؑ گم ہوئی ہیں اور سراغ انکا نہیں ملتا انکی غم فراق سے میں مضطرب
الحال ہوں فقال جبرئیل یا محمد ان ابنیک الحسن والحسین نائمان فی حدیقۃ بنی الدحداح
جبرئیل نے عرض کی یا محمد آپ اسقدر فرزندوں کے لئے مغموم نہ ہوجیے کہ دونو فرزند آپ کے فضل خدا سی جمیع
آفات سی محفوظ ہیں اور نخلستان بنی دحداح میں آرام کرتے ہیں فسار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ من وقتہ
الی الحدیقۃ وانا معہ حتی دخلنا الحدیقۃ یہہ سنتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نخلستان
بنی دحداح کی طرف روانہ ہوئے سلمان کہتے ہیں کہ میں بھی ہمراہ حضرت کے تھا یہاں تک کہ داخل اس
باغ میں ہوگئے فاذا ھما نائمان وقد اعتنق احدھما الاخر وثعبان فی فمہ طاقۃ ریحان یروح بھا
وجوھھما کیا دیکھا کہ وہ دونو شاہزادی گلے میں باہیں ڈالے ہوئے آرام فرما رہی ہیں اور ایک اژدہا انکی

سر پر تھا ایک گلدستہ ریحان منھہ میں لیے ہوئے انکی تکسن بنی کر رہا ہو فلما رای الثعبان النبی القی ما فی فمہ
وقال السلام علیک یا رسول اللہ لست انا الثعبان ولکنی ملک من الملائکۃ الکروبین جب یہ
اژدھا کی جناب رسول خدا پر پڑی تو گلدستہ کو منہ سے زمین پر رکھدیا اور کہا سلام خدا تم پر ہو یا رسول اللہ
میں اژدھا نہیں ہوں بلکہ فرشتہ ہوں فرشتگان مقربین میں سے غفلت عن ذکر ربی طرفۃ عین فغضب
علی ربی ومسخنی ثعبانا کما ترونی وطردنی من السماء اثنا مجھسے قصور ہوا تھا کہ ایک لمحہ
عبادت خدا سے غافل ہوا فی الفور غضب الٰہی مجھپر نازل ہوا اور خدا نے میری صورت تبدیل کی اور بصورت
اژدھا مسخ کیا اور آسمان سے زمین پر ڈال دیا ولی منذ سنین کثیرۃ اقصد کریما علی اللہ فاسئلہ
ان یشفع لی عند ربی یا رسول اللہ برسوں گزری ہیں کہ میں اس ہیئت سے ہوں اور میں خواہاں
ہوں کہ کوئی بزرگ شفاعت کرے کہ حق تعالیٰ میری تقصیرات کو عفو فرماوے اور پھر مجھے ہیئت اصلی عطا
فرماوے کہ میں اپنے مقام پر پہنچوں قال فجثی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ یقبلھما حتی استیقظا
فجلسا علی رکبتی النبی سلمان کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ زانو حسنین کے پاکر بوسے
دینے لگے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوئے اور جناب رسول خدا کے زانو پر جا بیٹھے فقال النبی یا ولدی
انظرا الی ھذا المسکین فقالا ما ھذا یا جداہ فقد خفنا من قبح منظرہ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے حسنین سے فرمایا کہ اے فرزندو اس مسکین کی طرف دیکھو کہ یہ کچھ تمسے التماس کہتا ہے حسنین نے پوچھا ای
جد بزرگوار یہ کون ہے کہ اسکی صورت ہیبت ناک سے ہمیں خوف آتا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ
ہے فرشتگان مقربین میں سے ایک لمحہ ذکر خدا سے غافل رہا اس سبب سے خدا نے اسکی ہیئت تبدیل کرکے بصورت
اژدہا مسخ کیا ہے وانا مستشفع الی ربی بکما فاشفعا لہ فوثب الحسن والحسین فاسبغا
الوضوء وصلیا رکعتین چاہتا ہوں کہ تم اسکی شفاعت کرو جناب حسنین یہ بات سنکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور وضو کرکے دو رکعت نماز بجالائے وقالا اور بعد فراغ نماز کے دونوں شاہزادوں نے درگاہ قاضی
الحاجات میں دعا کی اللھم بحق جدنا الجلیل الحبیب محمد المصطفی وبابینا اسد اللہ الغالب علی
المرتضی وبامنا فاطمۃ الزہراء الا ما رددتہ الی حالتہ الاولی یعنی خداوندا
ہمارے جد بزرگوار جناب محمد مصطفیٰ کے وسیلے سے جنہیں تو نے اپنا حبیب کیا ہے اور ہمارے پدر عالی مقدار
شیر خدا علی مرتضیٰ کے سبب سے اور ہماری مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا کے وسیلے سے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ
اس فرشتہ کو ہیئت اصلی اپنی قدرت کاملہ سے عطا کر فما استتم دعاؤھما واذا بجبرئیل قد نزل من
السماء فی رھط من الملائکۃ ہنوز وہ دونوں نور چشم بتول دعا کرنے سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ جبرئیل امین افواج
ملائک ہمراہ لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے وبشرہ بذلک یرضی اللہ ویردہ

الی میتہ الاولی ثم ارتفعا بہا الی السماء اور جبرئیلؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں تمکو بشارت دیتا ہوں کہ
حق تعالیٰ حسنینؑ کے دعا کی برکت سے تجھسے راضی ہوا اور صورت اصلی تجھے عطا ہوئی بعد ازاں وہ فرشتہ
مع ملائکہ آسمان پر پرواز کر گیا ثم رجع جبرئیل وهو متبسم فقال یا رسول اللہ ان ذلک
الملک یفتخر علی ملائکۃ سبع سموات ویقول لهم من مثلی وانا فی شفاعۃ السیدین السندین
السبطین الحسن والحسین بعد ایک لمحے کے جبرئیلؑ مسکراتے ہوئے نازل ہوئے اور جناب رسول خدا سے عرض کی کہ
یا محمد وہ فرشتہ کہ جسکی حسنینؑ شفاعت خواہ ہوئے تھے تمام فرشتگان ہفت آسمان پر مفاخرت کرتا ہے اور ان
سب سے کہتا ہے کہ کون فرشتہ برابری کر سکتا ہے میری کہ میرے لئے شفاعت خواہ ہوئے وہ دو سید بزرگوار کہ نواسے
رسول خدا کے ہیں اور نام انکا حسنؑ وحسینؑ ہے ایہا المومنون هذا محل بکاء وعویل فهو الحسین
یوم عاشورا لما قتل جمیع اصحابه واهلبیته ینظر یمینا وشمالا ولم یر احدا فنادی واحدتاه واغربتاه وا
قلة ناصراه وامصیبتاه مومنین مقام گریہ وبکا ہے کہ وہی امام حسینؑ تھے روز عاشورا جب تمام اصحاب
اقربا اس جناب کے میدان کربلا میں شہید ہو چکے اور کوئی جاں نثار اس امام مظلوم کا باقی نہ رہا اسوقت
حضرت جانب چپ وراست نظر کرتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے کہ وائے تنہائی وائے مسافری وبیوطنی وائے
قلت مددگار وائے شدت مصیبت ثم بکی علیه السلام بکاء شدیدا حتی بکت السموات والارض
بعد ازاں حضرتؑ بشدت روئے کہ حضرتؑ کے رونے پر آسمان وزمین گریاں ہوئے فقام علیه السلام واتکی
علی سیفه ونادی باعلی صوته فقال انشدکم الله هل تعرفونی قال نعم انت ابن رسول الله
اس حالت میں حضرت امام حجت کے لئے سامنے اس فوج اشرار کے کھڑے ہوئے اور ذوالفقار پر تکیہ کرکے بآواز
بلند فرمایا کہ میں تمکو قسم دلاتا ہوں خدا کی کہ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں سب نے جواب میں کہا کہ ہاں ہم تمہیں
جانتے ہیں تم فرزند پیغمبر خدا ہو فقال علیه السلام هل تعرفون ان فاطمة بنت محمد وان ابی علی
ابن ابیطالب پھر اس امام مظلوم نے فرمایا تم جانتے ہو کہ مادر گرامی میری فاطمہ زہرا ہیں اور والد بزرگوار میرے
علی مرتضیٰ ہیں سب نے جواب دیا کہ واقعی ہم یہ بھی جانتے ہیں فقال انشدکم الله اتعلمون ان هذه
سیف رسول الله وان هذه عمامة رسول الله انا لابسها پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ میں تمکو قسم
پوچھتا ہوں کہ آیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو میرے سر پر ہے عمامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہے اور سیف جو
میری کمر میں ہے سیف رسول خدا ہے وقالوا اللهم نعم پھر حضرتؑ کے جواب میں ان ملعونوں نے کہا کہ ہاں
ایسا ہی ہے فقال علیه السلام فبما تستحلون دمی قالوا قد علمنا ذلک کله و
نحن غیر تارکیک حتی تذوق الموت عطشانا پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر یہ سب امور تم جانتے ہو تو کیا سبب ہے کہ خون مجھ
بیگناہ کا حلال جانتے ہو اور مجھے پانی بھی نہیں دیتے ہو ان اشقیا نے جواب دیا کہ ہم سب تمہاری شرف وفضیلت

واقف ہیں لیکن یا حسین ہم تمکو نہ چھوڑینگے جبتک پیاسا ذبح نکریں اور ایک قطرہ نہر فرات سے تم تک نہ پہنچنے دینگے
فتقدم علیہ السلام الی القتال فقتل منہم الی نحو عشرۃ الاف رجل حتی ضعف عن القتال
بعد اتمام حجت کے اس جناب نے اس قوم جفاکار سے مقابلہ کیا اور قریب دس ہزار ملاعین کے واصل جہنم کئے
تا آنکہ اس جناب پر شدت قتال سے ضعف طاری ہوگیا اور کثرت زخمہائے کاری سے سست ہوگئے فعند
ذلک حملوا علیہ القوم حملۃ رجل واحد حتی وقع فیہ الف وتسع مائۃ جراحۃ وکانت
السہام فی درعہ کالشوک فی جلد القنفذ اس اثنا میں ان سب اشقیا نے ہر چہار طرف سے
یکبارگی حضرت پر حملہ کیا کہ ایک ہزار نو سے زخم جسم شریف پر لگے اور تیروں کی کثرت حضرت کے زرہ پر اس طرح سے
لگے تھے کہ جیسے ساہی کے کانٹے ہوتے ہیں فتقدم الیہ سنان ابن انس النخعی فطعنہ بسنانہ
وخرج السنان من ظہرہ پس سنان بن انس ملعون نے آگے ایک نیزہ سینۂ اقدس پر اس زور سے مارا کہ
نوک نیزہ پشت مبارک سے باہر نکل آئی فلما جذب رمحہ وقع الحسین من فرسہ الی الارض و
یخور فی دمہ ویشکوا الی ربہ جسوقت اس لعین نے نیزہ کو کھینچا تو صدمہ سے آپ اسپ سے
وہ راکب دوش رسول خدا اور محبوب حبیب کبریا پشت زین سے روئے زمین پر گر پڑے اور اپنے خون میں لوٹتے
تھے اور شکایت قوم جفاکار کی اپنے پروردگار سے کرتے تھے ویقول الٰہی انک تعلم انہم
یقتلون رجلا لیس علی وجہ الارض ابن بنت نبی غیرہ اور سر مبارک آسمان کی طرف بلند کرکے
فرماتے تھے کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ یہ لوگ قتل کرتے ہیں ایسے شخص کو کہ آج روئے زمین پر کوئی فرزند دختر پیغمبر کا
سوا اسکے نہیں ہے فاراد القیام فخر مغشیا علیہ فبقی مکبوبا علی وجہہ ثلث ساعات
حضرت نے اس حال میں ارادہ کھڑے ہونیکا کیا لیکن شدت زخمہائے کاری سے غش کھاکر گر پڑے
اور تین ساعت کامل حضرت روئے زمین پر بحالت غش میں بیہوش پڑے رہے فلما افاق من غشیتہ فقصد
ذرعۃ بن شریک التمیمی فضربہ علی عاتقہ فکب منہا حضرت کو ابھی غش سے افاقہ
ہوا تھا کہ ناگاہ زرعہ بن شریک ملعون نے ایک تلوار ایسی دوش مبارک پر لگائی کہ حضرت منہ کے بل
روئے زمین پر گر پڑے ثم جاء الشمر فدنی منہ ورکب علی صدرہ علیہ السلام وجعل یقطع اوداجہ
کس زبان سے بیان کیا جاوے کہ بعد ازاں شمر ملعون آیا اور سینۂ اقدس پر اس امام مظلوم کے چڑھا اور خنجر
بیداد سے رگہائے گردن شریف کاٹنے لگا فکلما قطع منہ عرقا ینادی الامام واعطشاہ واقلۃ ناصراہ
واجداہ وامحمداہ انا اقتل عطشانا غریبا وحیدا وجدی محمد ن المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جو رگ کہ گردن اقدس سے جدا کرتا تھا حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ افسوس کوئی فرزند
رسول کا ناصر و مددگار نہیں افسوس میں تشنہ لب غریب تنہا شہید ہوتا ہوں حالانکہ سب جانتے ہیں کہ میں نواسا

رسول خدا کا انہوں ثم قال آہ آہ یا غیاث المستغیثین و یا صریخ المستصرخین فبکی بکاء
شدیدا حتی بکت لہ الجن والملائکۃ المقربون ومن فی الارض والسماء اور فرماتے تھے آہ
آہ فریادرس مستغیثاں والے داد و بندہ مظلوماں سوائے تیرے کوئی فریادرس میرا نہیں یہہ فرما کر حضرت
بشدت روئے تا انکہ حضرت کے رونے پر تمام جن اور ملائکہ مقربین اور اہل آسمان و زمین گریاں ہوگئے انا للہ و
انا الیہ راجعون (۲۲) روی عن ابن عباس انہ قال لما ولد الحسین امر اللہ جبرئیل
ان یہبط الی الارض فی الف من الملائکۃ المقربین لیہنی محمدا بمولود سیدۃ نساء العالمین
شیخ مفید رحمہ نے کتاب امالی میں بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جسوقت حضرت امام
حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اسوقت جبرئیل کو فرمان الٰہی ہوا کہ اے جبرئیل ہزار فرشتے اپنے ساتھ لیکر زمین پہ
نازل ہو اور ہماری طرف سے رسول خدا کو سلام کہو اور فرزند سیدۃ النساء کی مبارکباد کہو فہبط جبرئیل مع
الملائکۃ المقربین علی جزیرۃ من جزائر جبرئیل امین بحکم حضرت رب العالمین روانہ ہوئے اثنائے راہ
میں گزر جبرئیل کا ایک جزیرہ میں ہوا فیہا ملکا یقال لہ فطرس قد ارسلہ اللہ فی امر من امورہ
فابطاء علیہ فغضب اللہ علیہ وکسر جناحہ والقاہ فی تلک الجزیرۃ
وہاں جبرئیل نے ایک فرشتہ کو دیکھا کہ نام اسکا فطرس تھا حق تعالیٰ نے اس سے کسی کام کو فرمایا تھا اسکے
بجالانے میں اس فرشتے سے اندکے تاخیر ہوئی فوراً غضب الٰہی نازل ہوا اور پر و بال اسکے ٹوٹ گئے اور اس
جزیرہ میں پھینکدیا فمکث یعبد اللہ سبعمائۃ عام حتی ولد الحسین فقال الملک یا اخی
جبرئیل الی این ترید اور سات سو برس تک وہ فرشتہ عبادت خدا میں مشغول تھا یہانتک کہ حضرت امام
حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور جبرئیل امین مبارکباد کہنے کو جناب ختم المرسلین کے پاس آنے لگے اثنائے راہ میں
فطرس سے ملاقات ہوئی فطرس نے پوچھا کہ اے بھائی جبرئیل کہاں جاتے ہو قال ان اللہ انعم علی
محمد بمولود فبعثنی الیہ اہنیہ عن اللہ جبرئیل نے کہا کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ کے یہاں نواسا
پیدا ہوا ہے خداوند عالم نے مجھے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے فقال الملک یا جبرئیل قد مکثت فی ہذہ
الجزیرۃ سبعمائۃ عام ارید ان تحملنی معک لعل محمدا یدعو لی فطرس نے یہہ سنکر کہا کہ اے جبرئیل مجھے
سات سو برس گزرے ہیں کہ اس عذاب الیم میں گرفتار ہوں زیادہ اس سے مجھے تاب نہیں ہے تم مجھکو بھی حضرت
کی خدمت میں اپنے ساتھ لے چلو شاید وہ جناب میری عفو تقصیرات کے لئے درگاہ جناب قدس الٰہی میں دعا
کریں اور حضرت کی برکت دعا سے پھر مجھے پر و بال عطا ہوں کہ میں اپنے مقام پر پہنچوں قال فحملہ جبرئیل
علی طرف ریشۃ من جناحہ حتی دخل بہ الی النبی فہناہ عن اللہ و اخبرہ بحال الفطرس راوی
کہتا ہے کہ حضرت جبرئیل فطرس کو اپنے پر و بال پر بٹھا کر رسول خدا کے پاس لائے اور جناب سے مبارکباد کہی

بعد اُسکے فطرس کا حال عرض کیا فقال له النبی قل له یقوم ویمسح جناحه بهذا المولود فقام
الملك ومسح جناحه ثم ارتفع طائرا الی السماء ببرکت الحسین جناب رسول خدا نے فرمایا فطرس سے کہو کہ اپنے بازو کو
مس مولود سے کرے بعد اُسکے مس کرنے کے فطرس نے بموجب ارشاد اپنے بازو کو امام حسین کے جسم مبارک سے مس کیا فی الفور امام حسین کی برکت سے تمام بال
پر فطرس کے پیدا ہوگئے اور آسمان کیطرف پرواز کر گیا اور مشغول عبادت الہی ہوا وھو یقول من مثلی فانا عتیق
الحسین علیه السلام اور فطرس ہمیشہ ملائکہ سے فخر کیا کرتا تھا کہ آج کون ہے مثل میرے کہ میں آزاد کردہ
فرزند رسول الثقلین ہوں ۞ بجسم ترقی فطرس فی الملائک ۞ غدا فی عراض الطف تحت
السنابك وہ جسم کہ جسکے مس کرنے سے فطرس ملائکہ میں پہنچے ہزار افسوس کہ روز عاشورہ اُس جسم پاک پر گھوڑے
دوڑائے گئے مومنین حضرت زینب اُسوقت میدان قتال میں آئی تھیں کہ جب یہ ظلم ہوا تھا ۞ فخرت زینب
لما رأته ۞ یحمی بنفسه تحت الخیول جب یہ حال حضرت زینب نے دیکھا کہ امام حسین علیه السلام زمین
کربلا پر ایڑیاں رگڑتے ہیں اور اشقیا حضرت پر گھوڑے دوڑاتے ہیں اُسوقت دختر زہرا کو تاب نہ آئی اپنے بھائی
کی لاش پر جاکر گر پڑیں مٹی جاتی تھیں اور یہ فرماتی تھیں کہ اے ظالمو حسین پر یہ ظلم نکرو حسین کے بدلے
زینب کو پامال کرو (۲۳) قال الراوی لما قتل الحسین فقام ابن سعد بقیته یوم والیوم
الثانی الی زوال الشمس فجمع قتلاه و صلی علیهم و ترك الحسین واصحابه راوی
کہتا ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیه السلام کے عمر سعد لعین نے اُس روز مقام کیا اور دوسرے دن دوپہر
تک رہا اور اپنے کشتوں کو ایک جا جمع کیا اور اُن سبھوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا اور لاش امام حسین علیه السلام
کو مع لاشہائے باقی شہدا اسیطرح آغشتہ بخاک و خون بے دفن و کفن ریگستان گرم کربلا پر چھوڑا ثم انهم
فی اخر الیوم شدّ واسید الساجدین وسائر اهل بیت بالحبال ۞ پھر اُن اشقیا نے جب تیسرا
دن باقی رہا حضرت امام زین العابدین علیه السلام کو مع تمام اہلبیت رسی میں باندھ لیا قال علی ابن الحسین
وکانت الحبل بعنقی ویکتف عمتی زینب وفی زند ام کلثوم وعنق سکینة وکذلك
باقی الارامل والاطفال حضرت امام زین العابدین علیه السلام فرماتے ہیں کہ رسی میں اسطرح
ہم سب بندھے تھے کہ گلا میرا اور بازو پھوپی زینب کا اور کلائی ام کلثوم کی اور گلا سکینہ کا اور باقی سب اہلبیت
اور اطفال بھی اسیطرح بندھے ہوئے تھے فارکبوا الحرم والاطفال فی ارذل الاحوال وعبروا بهم
عنادا علی مصارع ال الرسول بعد اسکے سوار کیا ہم سب کو شتران بے کجاوہ پر اور از راہ
دشمنی و عداوت قتل گاہ کی طرف سے لے چلے فلما جاز الجمل الذی علیه زینب بنت امیر المومنین
بجسد الحسین ورأته القت نفسها من اعلی البعیر وحضنت جسم اخیها جسوقت ناقہ حضرت زینب
خاتون کا لاش حضرت امام حسین کے پاس پہنچا اور حضرت زینب نے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا تو اپنے تئیں

اونٹ سے نیچے گرا دیا اور لاش بے سر اُس مظلوم کی گود میں لے لی اور آنکھیں اپنی جسم مجروح سے ملتی تھیں اور رو رو کے یہ
کہتی تھیں ۞ اخی حرقوا منازلنا علینا ۞ وفینا حکموا ایدی السبایا ۞ اے بھائی دشمنان دین نے
ہمارے خیمے جلا دیئے اور ہمیں مثل گنہگاروں کے قید کیا ہے ۞ وتنظر للیتامی صارخات ۞ وتنظر للایامی
فی نعاء ۞ اور اے بھائی دیکھو اپنے یتیم بچوں کو کہ کس درد سے فریاد کرتے ہیں اور کوئی انکا فریاد رس نہیں
ہے اور دیکھو رانڈوں کو کہ تمہارا ماتم کر رہی ہیں ۞ ومن بعد الاساور من عقیق ۞ تصاغ لہا
اساور من دماء ۞ اور کنگن عقیق کے انکے ہاتھوں سے اتار لیے ہیں اور رسی اسطرح کس کر باندھی ہے کہ
کنگن کی طرح خون انکی کلائیوں پر جم گیا ہے ۞ وتنظر اختک الثکلی بذل ۞ کسانی الحزن
اثواب العناء ۞ اور دیکھو اے بھائی اپنی غمزدہ بہن کو کہ تمہاری مصیبت نے انکو لباس ماتمی پہنایا فلم
تزل تخاطبه واذا بالسوط بین الکتفین فجذبها منه قہرا حضرت زینب یہ بین جگرخراش کر رہی
تھیں کہ ناگاہ ایک شقی نے پشت مبارک پر ایک تازیانہ مارا اور بزور لاش امام حسین علیہ السلام سے چھوڑایا
ثم السکینة اعتنقت جسد الحسین تقول یا ابتاہ من ذا الذی طعن علی صدرک ۞ وتقبل جسم
ابیہا وتقول یا ابتاہ من ذا الذی خضبک بدمائک ۞ بعد اسکے سکینہ نعش مطہر جناب
سید الشہداء علیہ السلام سے لپٹ کر فریاد کرنے لگی اے بابا کس شقی نے آپ کے سینہ اقدس پر نیزہ مارا اور بے
اختیار جسم اقدس امام مظلوم کے بوسے لیتی تھیں اور کہتی تھیں اے والد بزرگوار کسنے آپ کے جسم شریف کو خون سے رنگین کیا یا
من ذا الذی قطع راسک وودیک ۞ اے پدر عالیمقدار کس شخص نے آپکے سر مبارک کو قطع کیا
اور شہ رگ کو کاٹا یا ابتاہ من ذا الذی ایتمنی علی صغر سنی ۞ اے پدر بزرگوار کس شخص نے مجھکو اس صغر سن
میں یتیم کیا یا ابتاہ من لیتمی بعدک ترجوہ ۞ اے بابا اب کون ہے بعد تمہارے کہ ہم سب اس سے توقع رکھیں
یا ابتاہ من للنساء الحاسرات اے بابا کون ہم رانڈوں کی خبرگیری کریگا یا ابتاہ من للارامل المسبیات اے کون ہم قیدیوں کی خبر لیگا
یا ابتاہ لیتنی وسدت تحت الثری ولا اری شیبک مخضبا بالدماء ۞ اے پدر بزرگوار کاش میں خاک میں مل جاتی کہ ریش مبارک
تمہاری خون میں ڈوبی ہوئی نہ دیکھتی ۞ ابی فانظر للایتام بعدک قد غدت حیاری فی ماقی
الفلا مستخفض الصدر دعا ۞ اے پدر بزرگوار اپنے اطفال یتیم اور عورات بیکس کو دیکھو کہ بے مقنعہ و چادر ہیں ۞ ابی لو
ترانی والعدا یسلبوننی ۞ وقد راح راسی بالقطیع مقنعا ۞ اے پدر بزرگوار کاش آپ ہمکو اس حال سے
دیکھتے کہ دشمنوں نے برہنہ سر کیا اور تازیانے لگاتے ہیں ۞ ابی لا ھنا عیش الی ولیتنی تجرعت
کاس الحتف قبلک منقعا ۞ اے پدر بزرگوار کاش کے آپ سے پہلے میں مر جاتی کہ آپکی لاش اسطرح آلودہ
بخاک و خون نہ دیکھتی ۞ قال الراوی تقبل جسم ابن البتول سکینة وشمر لہا بالسوط یضربہا ۞ راوی
کہتا ہے کہ سکینہ یہ بین کر رہی تھیں اور اپنے پدر مظلوم کے بوسے لیتی تھیں کہ شمر نے اس مظلومہ کو لاش سے بضرب تازیانہ جدا کیا

(۲۴) دو ظلم عظیم کوفہ میں ہاتھ سے اشقیائے امت کے اہلبیت رسول پر گزرے ہیں ایک ابن ملجم ملعون کے ہاتھ سے اور دوسرا ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ سے پہلے ابن ملجم نے تلوار سر جناب امیر علیہ السلام پر عین سجدہ میں لگائی اور حسنین کو یتیم کیا اور بعد ازاں ابن زیاد بدنہاد نے ذریت رسول اور دختران بتول کو سر برہنہ داخل کوفہ کیا ایک روز اسی کوفہ میں حال دختران علی و فاطمہ کے پردہ کا یہ تھا کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام مسجد میں زخمی ہوئے اور حسنین علیہما السلام حضرت کو لیکر قریب بستر پہنچے تو حضرت بیہوش تھے کہ ناگاہ صدائے گریہ دختران فاطمہ زہرا حضرت نے سنی چشم مبارک کھولی اور آہستہ حضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا یا قرۃ عینی قل للناس لید عونی فان بنات الزہراء ینشرون الشعور فی عزائی اے نور چشم اب لوگوں سے کہدو کہ مجھے رخصت کریں کہ دختران زہرا میرے ماتم میں بال کھولینگی ہزار افسوس اسی کوفہ میں ایک روز دختران زہرا کس صورت سے داخل ہوئی ہیں قال الراوی رایت الاسارے موثقین بالحبال مقرنین بالحدید منہم نساء و صبیان من بنات رسول اللہ علی اقتاب الجمال مکشفات الوجوہ والرؤس راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے اسیران اہلبیت کو کہ رسیوں سے بندھے ہوئے اور لوہے میں جکڑے ہیں انمیں کچھ عورتیں رسول خدا کی بیٹیاں ہیں اور کچھ اطفال ہیں کہ بار شتر عریاں پشت شتران برہنہ پر سوار ہیں ومنہن صبیۃ تبکی و تقول یا عمتی یا زینب روحی فداک این ابی این ابی اور ان اسیروں میں رو رو کر کہنے لگی اے پھوپھی زینب تمہارے صدقے بتاؤ کہاں ہیں بابا میرے کہاں ہیں بابا میرے فرانما الطست وجہہا حتی خرت مغشیۃ علیہا وہ صاحبزادی یہ بین کرکے اسقدر رونے اپنا منہ پیٹی کہ غش کھا کر گر پڑی فضجت النساء بالبکاء والعویل وضجت القوم بالبکاء و النحیب حتی جرت الدموع علی حوافر الخیول اس صاحبزادی کا حال دیکھ کے ایک ماتم عظیم اہلبیت میں برپا ہو گیا کہ سب دیکھنے والے بھی رونے لگے یہانتک کہ گھوڑوں کے سموں تک آنسو ٹپک ٹپک کر پہنچے

(۲۵) روی ثقات الاخبار لما قتل مولینا الحسین فی ارض کربلا تسابقت بنو امیۃ و بنو سفیان علی نہب الخیم والنسوان فاضرمت فی مضاربہن النیران بعض ثقات نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین اشقیائے بنی امیہ اور فوج کوفہ و شام داخل خیام اہلبیت ہوئے اور زر و زیور دختران فاطمہ کا لوٹ لیا اور خیمہ میں آگ لگادی فخرجن النساء حاسرات مسلبات باکیات فاجتمعن کلہن عند الجسد المرضوض وہن فی نوح و بکاء و عویل بس دختران فاطمہ سر برہنہ روتی پیٹتی لٹی ہوئی باہر نکل پڑیں اور سب بیبیاں لاش کے ٹکڑوں پر آکر جمع ہوئیں اسوقت شور و فریاد و واویلا اس مصیبت زدوں میں برپا تھا الا علی بن الحسین فانہ بقی مطروحا بمضارب الخیام بین الفجرۃ اللئام لانہ کان لا یستطیع الکلام ولا یقدر

علی النهوض ولا قیام من شدة الجوع والعطش والسقام فقط امام زین العابدینؑ خیمہ میں
بیہوش پڑے رہ گئے تھے کہ حضرتؑ کو زیادتی مرض و شدتِ عطش سے کھڑے ہونیکی اور بات کرنیکی طاقت نہ تھی
والکل منهم شاهر سیفه علیه هذا یقول اقتلوه والحقوه بابیه وهذا یقول دعوه
بعلته ولحوانه لیتسلین به اُس وقت فوج عمر بن سعد لعین اُس مظلومؑ کے سر پر تلواریں کھینچے ہوئی
کھڑی تھی کوئی کہتا تھا کہ اس بیمار کو بھی مثل اسکے باپ کے قتل کرو اور کوئی کہتا تھا کہ اس سے متعرض نہ ہو کیونکہ
سوا اسکے اب کوئی وارث دخترانِ رسولِ خدا کا باقی نہیں ہے، ومنهم من یقول لا تبقوا من اهل
البیت صغیرا ولا کبیرا وبعض یقول لا تعجلوا حتی تستبشر الامر بعمر بن سعد
علی قتله وهو مشغول بنفسه لا یدری ما یقولون ولا یسمع ما یتشاورون اور بعضے ملعون یہہ کہتے تھے کہ نام و نشان
آلِ محمدؐ کا صفحہ ہستی سے مٹا دو اور اِن میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو اور بعضے ملعون یہہ کہتے تھے کہ ابھی
جلدی نکرو عمر سعد کے مشورہ پر موقوف رکھو اور حال بیمار کربلا کا یہہ تھا کہ حالتِ غش میں تھے مطلق
حضرتؑ کو خبر نہ تھی کہ کسکے قتل کا مشورہ کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں فاذا افاق من غشوته نظر
یمینا وشمالا فلم یر الا النار مشبوبة وخیاما منهوبة فنادی یا ویلتاه واعمتاه۔
جب اُس بیمار کو غش سے کچھہ افاقہ ہوا تو دیکھا کہ خیموں کو لوٹ لیا ہے اور آگ لگا دی ہے اُس وقت
گھبرا کر نام ایک ایک کا لیکر یوں کہتے تھے این عمتی زینب این عمتی ام کلثوم این اختی
سکینة این الخیام این النسوان این الاصحاب این الاحباب کہاں ہیں پھوپی میری امّ کلثومؑ اور
کہاں ہیں پھوپی میری زینبؑ مغموم اور کہاں ہیں بہن میری سکینہ مظلوم کیا ہوئے خیمے اور کہاں
گئے اہلِ بیت اور کیا ہوئے صحاب اور کہاں گئے حباب ثم نهض لیقوم فلم یقدر فمد
طرفا الی جند الاعداء فرأی عجاجة ثائرة وخیولا غائرة ونساء مجتمعات واصوات
عالیات وشعورا منشورات بعد اسکے بیمار کربلا نے اُٹھنے کا قصد کیا مگر شدتِ ضعف سے گر پڑے پھر
میدان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک غبار زمین سے تا آسمان بلند ہوا اور شقیا تاراجی عترتِ رسول کے
لئے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں اور ایک سمت اہلبیت اطہار بالوں کو بکھرائے مشغول
گریہ وزاری ہیں فقام متکیا علی عضد فنظر الی الفرس واذا هو فرس ابیه یجول فی
المیدان خالی السرج والعنان فصاح صیحة عظیمة وان انة طویلة حضرتؑ بیتاب ہو کر
بہزار دشواری ہاتھوں پر زور دیکر اُٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ذوالجناح با زین واژگون و عنانِ پر خون
میدانِ کربلا میں دوڑتا ہے یہہ دیکھتے ہی حضرتؑ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور باواز
بلند رونے لگے ویقول قتل ابی الحسین وقرة العینین آه آه قتل الامام ونهب الخیام

اور فرماتے تھے ہائے میرے پدرِ مظلوم حسینؑ قتل ہو گئے افسوس صد افسوس کہ شہید ہو گئے امامؑ اور لوٹے گئے خیام
فما زال يقول هذا القول ومثله حتى سقط على وجهه و اغمى عليه فلم يكن عنده من عماته
واخواته احد راوی کہتا ہے کہ وہ امام رنجور اپنے پدرِ مظلوم کے غم میں اسقدر روئے کہ آخر بیہوش ہو کر منہ
کے بل زمین پر گر پڑے اور اسوقت اہلِ بیت میں سے کوئی اس جگہ نہ تھا کہ حضرتؑ کو خاک سے اٹھاتا اور تسکین دیتا
فذهب من شهد الواقعة من نساء العرب وصحن باعلى صوتهن يا عمات السجاد ادركن
مهجة الفؤاد فابتدرت اليه ام كلثوم واتبعتها زينب فرات قلب المهموم وعلت
بالنوح والانين بعض زنانِ عرب نے دوڑ کر پکارا کہ اے امِ کلثومؑ اور اے زینبؑ مغموم جلد خبر لو اپنے لختِ جگر
سید الساجدینؑ کی یہ سنتے ہی حضرت امِ کلثومؑ اور زینبِ مغموم روتی پیٹتی حضرت زین العابدینؑ کی طرف
دوڑیں فتسابقن اليه فرأيته مكبوبا على وجهه وهو مغشيا عليه فانكبت عليه ام
كلثوم ووضعت راسه في حجرها ومسحت التراب عن خده جب حضرت امِ کلثومؑ اور زینبِ مغمومؑ نے
دیکھا کہ وہ بیمار منہ کے بل زمین پر غش میں پڑا ہے سر اپنے فرزند برادر کا خاک سے اٹھا کر زانو پر رکھا اور
خاک رخساروں سے پونچھنے لگیں ونادته فديتك عمتاك اجلس يا بقية السلف اجلس يا
نعم الخلف اجلس قتل اخوك واجلس ذبح ابوك اور پکاریں کہ اٹھو اٹھو پھوپھی تیرے صدقے ہو جائے اے
یادگارِ رسولؐ اے جانشین حسینؑ اٹھو اٹھو کہ بھائی تمہارا قتل ہو گیا اور باپ تمہارا ذبح ہو گیا یا ابن اخي
اين عمك العباس واين اخوك الاصغر يا ابن اخي اين الحامي والكفيل وهو لا يجيب نداءها ولا
يسمع شكواها اے فرزند کہاں ہیں چچا تیرے عباسؑ اور کیا ہوئے بھائی تیرے علی اکبرؑ اور علی
اصغرؑ اور کیا ہوئے حمایت کرنیوالے اور کہاں گئے کفیل ہم سب مسکینوں کے اور امام زین العابدینؑ
حالتِ غش میں تھے نہ بین حضرت امِ کلثومؑ کی سنتے تھے اور نہ کچھ جواب دیتے تھے فعند ذلك تقدمت
اليه عمته زينب فحملت ابن اخيها فاصلين على سيد الشهداء وقرة عين
البتول الزهراء فوقعن عليه بعض بدم الحسين عليه السلام اسی حال میں حضرت زینبؑ اپنی فرزند
برادر امام زین العابدینؑ کو گود میں اٹھا کر لاش امام حسینؑ پر لے چلیں اور سب بیبیاں علیؑ کی بیٹی حضرت زینبؑ کے ساتھ
ساتھ ہوئیں پس امام زین العابدینؑ کو نعش امام حسینؑ کے برابر زمین پر لٹا دیا اور سب بیبیوں نے اپنے تئیں لاش پر گرا دیا اور خون امام حسینؑ
میں لوٹنے لگیں کوئی کہتی تھی اے سید میرے اور کوئی کہتی تھی ہائے والی میرے کوئی کہتی تھی اے بابا میرے قال الراوي
لا انسى زينب بنت علي وهي تندب الحسين وتنادي بصوت حزين وقلب
كئيب راوی کہتا ہے حضرت زینبؑ کے بین میرے دل سے فراموش نہیں ہوئے ہیں کہ وہ خاتون لاش
سے لپٹی ہوئی یوں کہتی تھیں ؎ هذا اخي فوق التراب معفرا ٭ بنفسي عفيرا في التراب مجدلا

ہزار افسوس تھی جسم نازنین سے جو بہا گیا یوں خاک پہ پڑا ہو قربان مجھ جان زینب کی لاش پر کہ جو خاک خون میں غلطاں ہے بنفسی طریحا ھشیم الخیل
صدرہ ٭ بنفسی جریحا بالدماء مغسلا ٭ قربان مجھ جان زینب کی اس سینہ پر کہ جو عدو ظلم سے پامال ستم ہوا ہے قربان مجھ جان زینب کی
اس جسم پر کہ اپنی خون میں نہایا ہو خاک پہ پڑا ہے بنفسی خضیب الشیب من دم نحرہ ٭ تریب الخدود بالدماء
مرملا ٭ قربان مجھ جان زینب کی اس ریش سفید پر کہ جو خون نحر کا خضاب ہوئی قربان مجھ جان زینب کے ان رخساروں کہ جو خاک و خون میں آلودہ ہیں
فلم یزل تخاطبہ واذا بالسوط بین الکتفین فجذبہا منہ ٭ اسی حضرت زینب بین اپنی بھائی کی
لاش سے لپٹی ہوئی کر رہی تھیں کہ ناگاہ ایک شقی نے آکر پشت مبارک پر ایک تازیانہ مارا اور بزور لاش امام حسین سے
چھوڑا دیا فانثت زینب عن حزن قلب ٭ بنار الوجد محترق یذوب ٭ اسوقت حضرت زینب نے
ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رونے لگیں وتنادت لیت امی لم تلدنی ولم ادری کا رزی
بلیۃ دیا غریب اور رو کر یہ کہتی تھیں ای کاش میں نہ پیدا ہوئی ہوتی کہ تمہیں اس حال پر دیکھتی کہ تم اس طرح
بے گور و کفن خاک پر پڑے ہو اور یہ شقیا تمہاری لاش پر ہمیں رونے بھی نہیں دیتے تنادی اختہا یا اخت
قومی فموتک بعد سیدنا قریب اور اپنی بہن ام کلثوم سے کہتی تھیں کہ ای بہن اٹھو اور چلو کہ موت تمہاری
بھی بعد ہماری آقا کے قریب ہو (۲۶) ورد بالاتفاق فی احادیث الفریقین بان اللہ تعالی فی
کل مخلوقاتہ اعطی ثلثۃ اشیاء شرفا و فضلا لم یعط مثلہ احدا الاول القرآن کل من انکر شرفہ
فھو کافر الثانی بیت اللہ الحرام کل من انحرف عن القبلۃ بطلت صلوتہ و کل من
لم یعرف شرف الکعبۃ فھو کافر وارد ہے باتفاق حدیث فریقین میں کہ خداوند عالم نے اپنی کل مخلوقات میں ایسا
شرف و فضل تین چیزوں کو عطا کیا کسیکو نہیں عطا ہوا ایک تو انہیں سے قرآن ہے جو اسکی شرف کا منکر ہو بالاتفاق
وہ کافر ہے اور دوسرا انہیں سے کعبہ ہے جو انحراف کعبہ سے نماز میں کرے تو نماز اسکی باطل ہے جو اسکو شرف کا قائل نہو وہ بھی کافر ہے
الثالث اہل بیت النبی کل من لم یقر بشرفھم و فضلھم فھو کافر فلذلک ان النبی
فی حالۃ الاحتضار اوصی و قال انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی تیسرے
اہلبیت طاہرین ہیں جو انکی شرف فضل کا قائل نہیں ہے وہ بھی کافر ہے اسلیے جناب رسالت نے حالت احتضار
میں اپنی امت کو وصیت فرمائی کہ دو چیزیں تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت
ایھا الاخوان ھذا محل البکاء والعویل لان اللہ تعالی قد اعطی اہل بیت محمد ھذہ المرتبۃ
والفضیلۃ فمع ذلک ان اعداء اللہ الذین قتلوھم و نھبوھم ای برادران مومن ای شیعیان اہلبیت
جائے گریہ و زاری اور مقام انصاف ہے کہ خداوند جلیل نے تو اہلبیت طاہرین کو ایسا مرتبہ و فضل عنایت فرمایا
اور اعداء دین نے اہلبیت رسول کو قتل کیا اور لوٹا کما انہ مروی عن حمید بن مسلم قال لما
استشھد الحسین ظلموا اھل بیتہ ظلما عجیبا سلبوھم واسروھم ظلما و عدوانا

اور صاحب بحار نے بطریق مقتل الحسین ابن مسلم کہتا ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے یہ ظلم عظیم اہلبیت رسول خدا پر ہوا کہ اُن بیکسوں کو
سر برہنہ اسیر کرکے ازراہ عداوت مقتل کی طرف لے چلے فلما وصل جمال السبایا ذلک المکان صرخن و
ضربن بانفسہن عن ظہور الجمال الی الارض جو وقت اونٹ اہلبیتؑ کے مقتل میں پہنچے اور بیبیوں کی نگاہ لاشوں پر
پڑی سب نے اپنے تئیں اونٹوں سے نیچے گرا دیا ووقعن علی اجساد المقتولین یقبلونہن اور اپنے عزیزوں کی
لاشوں سے لپٹ گئیں قال حمید فانی قد شاہدت ذلک من عینی بان ام لیلی تقبل جثۃ
علی الاکبر وام کلثوم تقبل جثۃ العباس ابن علی وان ربابا حالہا عجیب منعورۃ مسلوبۃ
الحلی فی محملہا کہتا ہے حمید بن مسلم کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ام لیلی حضرت علی اکبر کی لاش سے لپٹی تھیں اور ام کلثوم لاش حضرت
عباسؑ سے لپٹی تھیں اور رباب عجب حال سے اونٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں ثم ان سکینۃ لما رأت المذبوحین بلا
رؤس وہی تنظر الیہم بامعان المنظر ولم تری نعش اخیہا علی الاصغر مع المذبوحین
جو وقت جناب سکینہ نے دیکھا کہ بے سر کی اور سب لاشیں تو پڑی ہیں مگر علی اصغر کی لاش بھی کہیں
نہیں معلوم ہوتی فصرخت وبکت وقالت لرباب یا اماہ این نعش اخی علی الاصغر و
لماذا انت لم تقبلی نعشہ مثل ما یقبلن سائر النساء پس جناب سکینہ چلا کے رونے لگیں اور کہا رباب سے
کہ اے اماں میرے چھوٹے بھائی علی اصغر کی لاش کہاں ہے اور سب کی طرح سے تم علی اصغر کی لاش کو بھی
گلے سے کیوں نہیں لگاتیں فلما سمعت رباب کلام ابنتہا لطمت فی وجہہا وخرت علی الارض
راوی کہتا ہے کہ جب سکینہ نے اپنی ماں سے یہ پوچھا تو بیتاب ہو کر رباب نے اپنے تئیں اونٹ سے گرا دیا
وہی قامت فخرت علی الارض اربعین مرۃ اور کتنے ہی دفعہ اٹھ اٹھ کر زمین پر گر گر پڑیں
وان ربابا کلما رأت ارضا عالیۃ بکت وقالت ہذا قبر ولدی اور رباب کا یہ حال
تھا کہ جہاں کہیں اونچی زمین دیکھتی تھیں بے اختیار رو کے کہتی تھیں کہ یہی میرے بچے کی قبر ہے حمید بن
مسلم کہتا ہے کہ مجھ سے حال رباب کا دیکھا نہ گیا اور میں بھی رونے لگا (۲۷) روی صاحب المناقب
ان سہل ابن سعد قال خرجت الی بیت المقدس حتی توسطت بالشام ۞
روایت کی ہے صاحب مناقب نے کہ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ میں بارادہ بیت المقدس روانہ ہوا یہاں تک
کہ شام میں پہنچا فاذا انا بمدینۃ مطرزۃ الانہار کثیرۃ الاشجار قد علقوا الستور والحجب
والدیباج دیکھتا ہے کہ شہر نہایت آراستہ ہے نہریں جاری ہیں طرح طرح کے درخت لگے ہیں
مکانوں میں پردے زربفت و دیبا کے لٹکے ہوئے ہیں وہم فرحون مستبشرون وعندہم نساء
یلعبن بالدفوف والطبول اور اہل شہر نہایت خوشحال و فرحناک ہیں اور مغنیہ عورتیں
مجرے کر رہی ہیں اور گا بجا رہی ہیں فقلت فی نفسی لاہل الشام عید لا نعرفہ نحن جب میں نے

یہ ماجرا دیکھا تو میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید آج اہل شام میں کوئی عید ہے کہ ہم نہ جانتے ہوں فرایت قوما
یتحدثون میں اسی حیرت میں تھا کہ چند شخصوں کو دیکھا کہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں فقلت یا قوم
الکم بالشام عید لا نعرفہ نحن میں نے اُن لوگوں سے پوچھا کہ آج کوئی عید ہے تمہارے یہاں کہ ہم اُس سے مطلع
نہیں ہیں قالوا یا شیخ نراک اعرابیا اُن لوگوں نے کہا کہ ای شیخ معلوم ہوتا ہے کہ تو کوئی گنوار
ہے کہ اس ماجرے کی خبر نہیں فقلت انا سہل بن سعد قد رایت محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ
میں نے کہا کہ میرا نام سہل بن سعد ہے میں شرفِ صحبتِ جناب رسالتماب سے بھی مشرف ہوا ہوں قالوا
یا سہل ما اعجبک السماء لا تمطر دما والارض لا تنخسف باھلہا اُن لوگوں نے کہا کہ اے
سہل تعجب ہے کہ آسمان خون کیوں نہیں برساتا اور زمین کیوں نہیں پھٹ جاتی فقلت لم ذاک
میں نے پوچھا کہ کیوں قالوا ھذا راس الحسین عترۃ محمد یھدی من ارض العراق اُن لوگوں نے
کہا کہ حسینؑ فرزند رسول کا سر آتا ہے عبید اللہ بن زیاد علیہ اللعن نے یزید لعین کے لیے عراق سے ہدیہ بھیجا ہے
فقلت واعجباہ یھدی راس الحسین والناس یفرحون کہا میں نے کہ ہائے مقام عجب ہے کہ سر امام کا
ہدیہ بھیجا گیا ہے اور یہ لوگ اسکی خوشی کر رہے ہیں فقلت من ای باب یدخل میں نے پوچھا کہ سر حضرت
کا شہر کے کس دروازہ سے داخل ہوگا فاشاروا الی باب یقال لہ باب الساعات اُن لوگوں نے
اشارہ سے ایک دروازہ بتایا جسے باب الساعات کہتے تھے فبینا انا فی ذلک حتی رایت الرایات یتلوا بعضہا
بعضا میں اسی باتوں ہی میں تھا کہ ناگاہ بہت سے علم آگے پیچھے آتے ہوئے دکھائی دیے فاذا نحن بفارس
بیدہ لواء علیہ راس من اشبہ الناس وجہا برسول اللہ آخر میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار کے
ہاتھ میں نیزہ ہے اور نوک نیزہ پر ایک سر ہے بہت مشابہ جناب رسول خدا کے چہرہ سے فاذا انا من ورائہ
رایت نسوۃ علی جمال بغیر وطاء پیچھے اسکے بہت سی بیبیاں شتران برہنہ پر سوار چلی آتی ہیں و
فیھن جاریۃ فدنوت منہا وقلت یا جاریۃ من انت اُن بیبیوں میں ایک صاحبزادی تھیں
میں نے قریب جا کر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے فقالت انا سکینۃ بنت الحسین ؑ اُس معصومہ نے جواب دیا کہ
میں بیٹی امام حسینؑ کی ہوں اور نام میرا سکینہ ہے فقلت الک حاجۃ الی فانا سہل بن سعد ممن
رای جدک وسمعت حدیثہ عرض کی میں نے کہ اگر آپکو کچھ احتیاج ہو تو ارشاد کیجیے کہ میں بجالاؤں
اور مجھ سے کچھ تکلف نہ کیجیے اسلئے کہ میں نے آپکے نانا پیغمبر خدا کو دیکھا ہے اور اُن جناب کی باتیں سنی ہیں قالت
یا سہل قل لصاحب ھذا الراس یقدم الراس امامنا حتی یشتغل الناس بالنظر الیہ
ولا ینظروا الی حرم رسول اللہ اُس معصومہ نے فرمایا کہ اور حاجت کچھ نہیں ہے سوائے اسکے کہ جسکے نیزہ پر سر
امام کا نصب ہے اُس سے کہدو کہ ہمارے آگے لیکر چلے تاکہ لوگ اُسکو دیکھنے میں مصروف ہوں اور حرم رسول خدا کو کوئی

لگا ہو محفوظ رہیں قال سہل فدنوت من صاحب الراس فقلت هل لك ان تقضی حاجتی وتاخذ
منی اربعمائة دینار کہا سہل نے کہ یہ سنتے ہی میں اس سوار کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ تو
میری ایک بات مان لے اور اسکے عوض میں مجھسے چار سو دینار لے لے قال ما ھی اُسنے پوچھا کہ وہ کیا
بات ہے فقلت تقدم الراس امام الحرم کہا میں نے کہ اس سر کو آگے آگے لیکر چل ففعل ذالك وہ
ملعون طمع زر سے راضی ہو کر آگے بڑھ گیا فدفعت الیه ما وعدته اُسوقت میں نے موافق وعدہ کے چار سو
دینار اس شقی کے حوالہ کئے ووضع الراس فی حقة ودخلوا علی یزید فدخلت معهم وکان
یزید جالسا علی السریر وعلی راسه تاج پھر جب کہ وہ اشقیا دروازہ یزید لعین پر پہنچے سر مطہر کو
نیزہ سے اتار کر ایک ظرف میں رکھا اور اس لعین کے پاس لیگئے میں بھی اُنکے ساتھ داخلِ خانہ یزید پلید ہوا اُسوقت
وہ ملعون تاج شاہی سر پر رکھے باشان و شوکتِ فرعونی بالائے تخت بیٹھا تھا اور اُس ملعون نے کہ جسکے ہاتھ پر
سر مقدس تھا ان اشعار کو یزید لعین کے سامنے پڑھا ہ املأ رکابی فضة وذهبا ۔ انا قتلت السید
المحجبا ۔ یعنی میری اونٹوں کو چاندی اور سونے سے لاد دے اسلئے کہ میں نے قتل کیا ہے سید بزرگ کو قتلت
خیر الناس اما وابا وخیرهم اذ ینسبون النسبا قتل کیا میں نے اشرف ناس کو اور بہترین ناس کو حسب
نسب میں قال لو علمت انه خیر الناس لم قتلته یزید ملعون اس کلام کو سنکر غیظ میں آیا اور کہنے
لگا کہ اگر تو جانتا تھا کہ وہ اشرف الناس ہے پھر کس لئے اسکو قتل کیا قال رجوت الجائزة منك اُس
ملعون نے جواب دیا اسواسطے کہ میں تجھسے امید انعام کی رکھتا تھا فامر بضرب راسه یزید نے اُس
کلام سے اور غضبناک ہو کر اسکے قتل کا حکم دیا اُسیوقت اس ملعون کا سر تن سے جدا کیا گیا ووضع راس
الحسین علی طبق من ذهب وهو یقول کیف رایت یا حسین اور سر اطہر امام مظلوم کا ایک سونے کی
طبق میں رکھا ہوا تھا اور وہ شقی حضرت کے سر کی طرف خطاب کر کے کہتا تھا کہ کیوں حسین ہم سے لڑنے کا
کیا فائدہ دیکھا (۲۸) روی انه لما قدم آل رسول الله علی یزید فی الشام افرد لهم دارا
حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب اہلبیتِ اطہار مجلس یزید میں گئے تو اُس دشمن خدا و رسول نے ایک خرابہ
میں ان ستم رسیدوں کو قید کیا فلما دخلوها الدار کانوا مشغولین باقامة العزاء
جب ان مصیبت زدوں کو داخلِ خرابہ کیا تو ماتمداری جناب سید الشہدا میں مشغول ہوئیں وانه
کان للحسین بنت عمرها ثلث سنین راوی کہتا ہے کہ جناب سید الشہدا کی ایک بچی تھی کہ
سن اس صاحبزادی کا تین برس کا تھا ومن الیوم الذی قتل ابوها تبکی لفراقه جس روز سے
امام مظلوم شہید ہوئے تھے وہ دختر نادان فراق میں اپنے پدرِ مظلوم کے دن رات رویا کرتی تھی ہ وقالوا لها
یاتی غدا فتصبرت ۔ واشتهرت من بعد ذالك مرة تو اہلِ حرم اُسکی تسلی کے لئے کہتی تھیں اے بیبی صبر کر

بابا تیرا کل آئیگا تو وہ لڑکی چپ ہو جاتی تھی بعد تھوڑی دیر کے پھر مچلتی تھی اور آواز فریاد و نالہ بلند کرتی تھی
قد کان ھذا دابھم معہا الیٰ ان ابصرتہ لیلۃ فی ھجعۃ لوگ اسطرح اس صاحبزادی کو بہلایا کرتے
تھے کہ ایک شب اسنے خواب میں دیکھا کہ امام مظلوم اسے اپنی آغوش میں لئے ہوئے پیار کر رہے ہیں فتنبہت
لا تستمل من البکاء۔ تدعو بعمتہا الزکیۃ عمتی ۔ پس وہ یتیم خواب سے چونکی اور اپنے پدر
مظلوم کو اس خرابہ میں نہ پایا بیقرار ہو کر رونے لگی اور کسیطرح چپ نہ ہوتی تھی اور اپنی پھوپی زینب خاتون سے
کہتی تھی این الحسین ابی وغایۃ مطلبی ۔ ومد الی ومقلبی ومسکنی اے عمہ جان میرے بابا
حسین مظلوم کیا ہوئے ابھی تو وہ مجھے پیار کرتے تھے اور بہلاتے تھے اور سب مجھے اس خرابہ تاریک میں چھوڑ کر
کہاں چلے گئے اس لڑکی کی باتوں پر سب بیبیوں نے خاک سر پر اڑائی اور بال سر کے پریشان کئے اور بہ آواز
بلند رونے لگیں فسمع ذلک یزید فقال ما الخبر قال بنت الحسین الصغیرۃ رأت
اباھا بنومہا وھی تطلبہ وتصیح جب شور و غل رونے پیٹنے کا اس پردہ شب میں بلند ہوا اور یہ
آواز یزید پلید کے کان تک پہنچی تو وہ شقی خواب غفلت سے بیدار ہوا اور خادموں سے پوچھا کہ یہ کیسا غل
رونے اور پیٹنے کا ہے دریافت کرو کہ میری نیند میں خلل آتا ہے ایک خادم نے کہا کہ ایک لڑکی حسین کی
نہایت کمسن ہے اسنے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا ہے کسیطرح چپ نہیں ہوتی فلما سمع یزید لعنہ اللہ
ذلک قال اطرحوا راس الحسین بحجرھا۔ فعسیٰ اذا نظرت الیہ تسلت۔ جب یزید لعین نے
اس قصہ کو سنا تو حکم کیا کہ سر اسکے باپ کا لیجاؤ اور اسکی گود میں رکھدو شاید اسکو دیکھنے سے تسکین ہو
فاتوا بہ فی الطست یلمع نورہ ۔ کالشمس بل ھو فوقہا فی البہجۃ ایک خادم یزید لعنہ نے سر
مبارک امام مظلوم کا کہ مثل آفتاب کے درخشاں تھا ایک طشت میں رکھکر اس یتیم معصومہ کے پاس لایا
قالت فیما اذا قیل راس ابیک قالت امنا بوح الا والحسین جب اس یتیم نے سر مبارک کو دیکھا تو
پوچھا یہ کیا ہے سبھوں نے کہا کہ اے لڑکی یہ سر تیرے باپ کا ہے یہ سنکر بیتاب ہو گئی اور کہنے لگی کہ ہائے
افسوس ان ظالموں نے میرے پدر مظلوم کو ذبح کیا اور سر انکا میرے پاس لائے ہیں بعد ازاں سر مبارک کو
اپنے کرتے میں اٹھا کر سینہ سے لگایا اور منہ پر منہ رکھکر یہ بین کرنے لگی من جز راسک یا ابی و
من ارتقی دمی فوق صدرک قابضاً للمۃ وہ یتیم رو رو کر یہ کہتی تھی کہ اے پدر مظلوم کس شقی نے
آپکے سر مبارک کو جدا کیا اور کس لعین نے سینہ اقدس پر چڑھ کر ریش اطہر کو پکڑا حتیٰ رأت فمہا علی
فیہ وقد خرت علیہ ولم تزل فی سکرۃ اور وہ یتیم اپنا منہ اس امام مظلوم کے منہ پر رکھکر
بیہوش ہو گئی اور اسی حال میں دنیا سے رحلت کر گئی جب حضرت زینب نے یہ دیکھا تو سانس ہلایا معلوم ہوا کہ
وہ یتیم تمام ہو گئی فلطمت زینب حتی خرت مغشیۃ علیہا پس حضرت زینب نے طمانچہ اپنے منہ پر مارا کہ

بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑیں اور ایک ماتم اہلبیتِ رسولؐ میں برپا ہوا (۲۹) ہندہ روایت کرتی ہے کہ خواب
میں دیکھا میں نے کہ ایک دروازہ بہشت کا کشادہ ہوا ہے اور ملائکہ گروہ گروہ سرِ مطہر جناب سید الشہداء علیہ السلام پر
نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سلام ہمارا پہنچے اے فرزند رسول خدا فبینما انا کذلک اذ نظرت الی سحابۃ
قد نزلت من السماء وفیہا رجال کثیرون وفیہم رجل دری اللون قمری الوجہ اسی حال میں دیکھا
میں نے کہ ایک ٹکڑا ابر کا آسمان سے نازل ہوا انہیں بہت سے مرد تھے ازانجملہ ایک مرد نورانی تھا کہ چہرہ اسکا
مثل ماہ چہاردہ کے تھا فاقبل یسعی حتی انکب علی ثنایا الحسین یقبلہم ویقول یا ولدی
اتراہم ما عرفوک ومن شرب الماء منعوک وہ مرد نورانی دوڑ کر سر امام حسینؑ پر گر پڑے اور
لب و دندان کے بوسے لینے لگے کہ کیا ان شقیانے تجھکو نہیں پہچانا اور پانی سے منع کیا یا ولدی انا جدک
رسول اللہ وہذا ابوک علی المرتضی وہذا اخوک الحسن وہذا عمک جعفر وہذا عقیل وہذا
حمزۃ والعباس اے فرزند میں ہوں جد تیرا رسول خدا اور یہ ہے باپ تیرا علی مرتضی اور یہ بھائی
تیرا حسن مجتبی اور یہ چچا تیرے جعفر و عقیل و حمزہ و عباس ثم جعل یعد اہلبیتہ واحدا بعد واحد
اسیطرح حضرت اہلبیت میں سے ایک ایک کا نام لیا کئے ہندہ کہتی ہے کہ میں ترساں و لرزاں خواب سے
بیدار ہوئی تو دیکھا میں نے کہ ایک نور سرِ امامِ مظلوم سے ساطع و لامع ہے وجعلت اطلب یزید
وہو یدخل الی بیت مظلم وقد دار وجہہ الی الحائط ویقول مالی وللحسین وقد وقعت
علیہ الغمومات ہندہ کہتی ہے کہ میں یزید کو ڈھونڈھنے اٹھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ روسیاہ ایک اندھیری
کوٹھری میں غم میں ڈوبا ہوا دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے کہتا ہے کہ اے مجھے حسینؑ سے کیا کام تھا فقصصت
علیہ المنام وہو منکس الراس میں نے خواب کو اس شقی سے بیان کیا اور وہ ملعون ندامت سے
سر جھکائے ہوئے تھا فلما اصبح استدعی بحرم رسول اللہؐ جب صبح ہوئی تو اس لعین نے
حرم رسول خدا کو بلا بھیجا اور کہا کہ تم لوگوں کی کیا مرضی ہے میری پاس رہنا منظور ہے یا پھر مدینہ میں جانیکا
ارادہ ہے بہر صورت میں تمکو بہت سا مال و زر عطا کرونگا قالوا نحب اولا ان ننوح علی الحسین
ان لوگوں نے کہا کہ پہلی تمنا ہماری یہ ہے کہ ہم سب بھر کر حسینؑ شہید پر نوحہ و زاری کریں قال فعلوا
ما بدالکم اس شقی نے جواب دیا کہ اختیار ہے تمکو کوئی مانع و مزاحم نہیں ثم اخلیت لہن الحجر والبیوت
فی دمشق ولم تبق ہاشمیۃ ولا قرشیۃ الا ولبست السواد علی الحسین وندبوہ فی
سبعتہا بعد اسکے لئے حجرے اور مکانات دمشق کے خالی کئے گئے کوئی زن ہاشمیہ و قرشیہ ایسی نہ تھی کہ سیاہ پوش
نہوئی ہو اور سب ماتم غریب کا سات دن تک برپا رہا فلما کان الیوم الثامن دعاہن یزید و
عرض علیہن المقام آٹھویں روز اس ملعون نے اہلبیت کو بلا کے کہا کہ شام میں سکونت اختیار کریں فابین

ولم یردن الرجوع الی المدینة اہلبیتؑ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم مدینہ کو جائینگے فاحضر لہن
المحامل و زینہا وامر بانطاع الابریسم یزید نے محملیں منگوائیں اور انہیں سجا اور حکم دیا کہ ریشمی جھلیں اُنپر
ڈال دی جائیں اور بہت سا مال و زر منگا کر اُم کلثومؑ سے کہا کہ جو مصیبت کہ تمہیں پہنچی ہے اُسکی عوض میں
اسے لو فقالت ام کلثوم یا یزید ما اقل حیاؤک تقتل اخی و اھل بیتی و تعطی عوضہم
فرمایا حضرت اُم کلثومؑ نے کہ اے یزید کیا ہو گئی حیا تیری کہ ہمارے اقربا کو قتل کیا اور اب چاہتا ہے کہ عوض
اُنکا ہمکو دے ثم امر برد الاساری فی سبایا البتول الی اوطانہم بمدینة الرسول اُسکے بعد اُس
ملعون نے حکم دیا کہ اسیران آل پیغمبرؐ اپنے وطن کو مراجعت کریں اور نعمان بن بشیر کو بلا کر کہا کہ اسباب سفر
اہل حرم کے لئے مہیا کرے ودعا بعلی ابن الحسین علیہ السلام فاستخلاہ اور حضرت امام زین العابدینؑ کو
بلا کر خلوت میں لیگیا اور کہا کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر بخدا سوگند اگر میں اُنکی جگہہ پر ہوتا تو
حسینؑ جو کچھہ مجھسے کہتے میں قبول کرتا اور جسطرح سے ہو سکتا موت کو اُنسے دفع کرتا قال السید لما
رجعت نساء الحسین و عیاله من الشام و بلغوا الی العراق قالوا للدلیل مر بنا علی
طریق کربلا راوی کا بیان ہے کہ جب مخدرات حضرت امام حسینؑ نے شام سے رہائی پاکر مراجعت فرمائی
اور زمین عراق میں پہنچے تو اُس شخص نے جسے یزید پلید نے ساتھہ کیا تھا فرمایا کہ ہمکو کربلا کی طرف سے
لے چل وہ مرد مطیع و فرمانبردار تھا اُنکے فرمانے کو بجا لایا فوصلوا الی موضع المصرع فوجدوا جابر بن
عبد اللہ الانصاری و طائفة من بنی ھاشم و رجالا من آل رسول اللہ قد وردوا لزیارة
قبر الحسین ع جسوقت اہلبیتؑ کربلا میں پہنچے اُسوقت جابر بن عبد اللہ انصاری اور ایک گروہ
بنی ہاشم کا اور چند شخص آل رسولؐ میں سے زیارت مرقد منورہ کے لئے آئے تھے فوافوا فی وقت واحد
وتلاقوا بالبکاء والحزن واللطم واقاموا الماتم المقرحة للاکباد واجتمع الیہم نساء ذلك
السواد و اقاموا علی ذلك ایاما ہر ایک نے اُس موضع پاک میں با دل بریان و دیدہ گریاں ملاقات
کی اور اپنے رخساروں پر طمانچے مارے اور ماتم جگر خراش اور شیون جانگداز برپا کیا جب اہل حرم کو
گریہ و زاری نوحہ و بیقراری سے افاقہ ہوا پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے سید ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ
جب قافلہ اہل حرم کا قریب مدینہ کے پہنچا اُسوقت حضرت اُم کلثومؑ نے ایک مرثیہ جانسوز پڑھا چند اشعار
اُسکے کہ حضرت امام زین العابدینؑ کی طرف خطاب کر کے فرمائی ہیں وہ یہہ ہیں شعر عج بالبقیع و
قف ونادی انا ابن حبیب رب العالمین حضرت اُم کلثومؑ فرماتی ہیں جناب سید سجادؑ سے کہ اے
فرزند جنت البقیع میں جاکے کھڑا ہو اور فریاد کر کہ میں فرزند ہوں حبیب خدا کا وقل یا عمّ یا الحسن الزکی
عیال اخیك اضحوا ضایعینا اور کہو اے چچا امام حسنؑ کہ عیال تمہارے بھائی کے ضائع و تباہ ہیں

ایا عمتاه ان اخاک اضحی ⁂ بعید اعنک بالرمضاء رهینا ⁂ بلا راس تنوح علیه جهرا ⁂ طیور
والوحوش الموحشینا ای عمہ حسین بھائی تمہارا تیغ ظلم سے تشنہ وگرسنہ شہید کیا گیا اور جسم مطہر بے
غسل وکفن زمین گرم کربلا میں پڑا رہا کہ نوحہ وزاری کرتے تھے نعش پر اسکے پرندہ اور جانوران وحشی ولو
عاینت یا مولای ساقوا ⁂ حریما لا یجدن لهم معینا ⁂ علی متن النیاق بلا وطاء ⁂ وشاهدت
العیال مکشفینا ⁂ کاش معائنہ فرماتے آپ حرم محترم وعیال رسول مکرم کو کہ بظلم وستم اسیر کرکے بے
چادر ومقنعہ شتران برہنہ پر سوار کرکے کوچہ وبازار میں پھرایا اسوقت نالہ وفریاد کرتی تھیں کہ کوئی معین و
مددگار نہ تھا کہ انکی نصرت اور یاری کرتا (۳۰) یا عین لا للمرابع وخیام ⁂ اودت سواکنها ید الایام
لا ینفع الغلل الدموع بریها ⁂ الا اذا ندب القتیل الظامی یعنی ای چشم گریہ مکن از
برای خرابی و برطرف شدن منزلها و خیمہا کہ ساکنان آنہا را زمانہ تلف نمودہ کہ ہیچ سود نبخشد جاری
ساختن اشکہا از دیدہ ہا مگر در وقتیکہ ندبہ ونوحہ شود برای شہید مظلوم تشنہ کام ⁂ ما عذر من لم یبک
یوم مصابه ⁂ متاسفا بدم ودمع حامی ⁂ سح الدموع علی الحسین وحاذری ⁂ ان
تستزلک الالسن اللوام ⁂ وتمثلیه بکربلا ظمانا ⁂ یرنو الی ماء الفرات الطامی چہ خواہد بود عذر
کسے کہ خود را از گریستن باز دارد و تہا سخونین از دیدہ ہای خود براو نبارد بریز اشکہای خود را ای دیدہ
بر حسین تشنہ لب بپرہیز از آنکہ ملامت کنندہ ترا از آن باز دارد و بخاطر خود بیاور حسین را در حالیکہ
تشنہ کام بود در صحرای کربلا کہ نظر حسرت بر آب فرات میکرد کہ طغیان نمودہ بود ودوام وحیوانات از آن
میخوردند. وابکی علی الشیب التریب معفرا ⁂ وابکی علی النحر الخضیب الدامی ای دیدہ گریہ کن
بر آن محاسن خون آلودہ و بر روی خاک نہادہ و گلوی بریدہ از خون خود رنگین شدہ وتمثلی لخواته
بناته بنت نبیه یتجمع ولطام ⁂ هذی تنوح وهذه تبکی لما ⁂ سلب العدی من برقع ولثام
ای دیدہ بخاطر بیاور خواہران ودختران اورا کہ بر سر و رو میزدند ونوحہ میکردند بر آن بزرگوار وگریہ میکردند
از شدت صدمہ کہ از دشمنان بر ایشان میرسید از غارت کردن وربودن چادر و مقنعہ از سر ایشان
وابکی مصارع فتیة علویة ⁂ شربوا علی ظماء کؤس حمام ⁂ وگریہ کن ای دیدہ بر بدنہای شریف
فرزندان امیر المؤمنین کہ ایشان را با لب تشنہ شربت مرگ چشانیدند وغلطان بر روی خاک نہادہ بودند وابکی
لزینب تستغیث بامها ⁂ ذات المفاخر والعلی السامی ⁂ یا ام قومی من تراک وشاہدی
وتبینی ذلی وسوء مقامی ⁂ وقفی علی المقتول وانحنی له ⁂ وابکی له فردا بغیر محامی ای دیدہ گریہ کن برای
زینب خاتون کہ بہ مادرش فاطمہ زہرا خطاب میکرد کہ ای مادر گرامی از خاک برخیز وبشتاب ولتی بجای من
مشاہدہ بفرمائی وتکیہ بر لاش فرزند خود بیاد گریہ وزاری کن وابکی علی الطفل الصغیر مضمخا ⁂ بدماه

بعد تحرّق ولوامِ ۞ گریہ کن بر علی اصغر شیر خوارہ کہ با سوزش تشنگی در خون خود غلطیدہ بود وابکی
عزیزات الحسین حواسرًا ۞ یسترن او جھھن بالاکمام وابکی لزین العابدین مقیدًا ۞ فی الاسر یشکو
کربۃ الاسقام ۞ گریہ کن بر حرم حسین کہ در میان مردم می دویدند و روہای خود را بآستین و دست خود گرفتہ بودند
بر سید الساجدین بیمار گریہ کن کہ بآن ضعف بیماری و رنجوری او را دست بستہ می کشیدند وابکی لراس السبط
یشہر فی القنا ۞ کالبدر یجلو حندس الاظلام ۞ وگریہ کن بر آن سری کہ مثل ماہ تابان بود و آن را بر
نیزہ کردہ بودند و شہر بشہر می گردانیدند ۞ ایکون صاحب شرعۃ الاحکام ۞ داعی الانام منکس الاعلام
وتبید آل زیادٍ آل محمدٍ ۞ قتلا بحد صوارم وسہام ۞ ویبیت جسم ابن النبی مرملا ۞
ترباً لوطء الخیل والاقدام ۞ آیا خدا روا دارد کہ صاحب شرع و دعوت کنندہ مردم علمش
سرنگون باشد و آل زیاد بد نہاد آل محمد مصطفیٰ را بشمشیر و نیزہ و تیر ہلاک کنند و بدن نازنین فرزند پیغمبر آخر الزمان
در خاک و خون آغشتہ پامال سم ستوران شود والی ابن اکلۃ الکبود براسہ ۞ یسرّ بہ بعین الواجد
العلام ۞ ویمکن الرجس القضیب بجہلہ ۞ وبضعتہ فی ثغرہ البسّام ۞ آیا خداوند عالم پیغمبر علیہم خود می بیند کہ
سر آن بزرگوار را بہ یزید برند و سیر نہد جگر خوار کہ از کینہ و کفر خود چوب خیزران بر لب و دندان او زند (۳۱)
للسید المہدی الطباطبائی رح ۞ اللّٰہ اکبر ماذا الحادث الجلل ۞ فقد تزلزل سہل
الارض والجبل ۞ اللّٰہ اکبر عجب حادثہ بزرگیست کہ زمین پست و بلند زلزلہ فتادہ است ماھذہ الزفرات
الصاعدات اسیً ترمی بہا شعلٌ من فوقہا شعل ۞ عجب نالہ ہای دل سوزیست کہ
شعلہ ہا پے در پے می افگند ۞ ما للعیون عیون الدمع جاریۃ ۞ منہا لتخد خدٌّ وداحین تنہمل
و بیدا را چہ شد کہ چشمہای شہک از آنہا جاریست و از سوزش شہک گرم رخسار ہا شگافتہ میشوند ماذا
الصیاح التی غطّ القلوب وما ۞ ہذا الضجیج و ذا الضوضاء والزجل ۞ کان نفخۃ صور
الحشر قد نفخت ۞ فالناس سکری ولا سکر ولا ثمل ۞ عجب نعرہ دل سوز و فریاد و آہ است گویا
دمیدہ صور محشر را دمیدند کہ مردم در حالت سکر ہستند و سکر نیست قد ھل عاشورا وغم الہلال لہ
کانما ہو من شومہ بوزحل ۞ آری ہلالِ عاشورہ طالع شدہ است کہ ہلال نیز در غم گرفتار است
از نحوستِ نحو و مثل حمل نحس کمر شدہ است شہر دہی ثقلیہا منہ داھیۃ ۞ ثقل النبی حصید
فیہ والثقل ۞ قامت قیامۃ اہل البیت وانکسرت ۞ سفن النجاۃ وفیہ العلم والعمل
در این ماہ مصیبت عظمی بر ثقلین سید اولاد نبی را کشتند و حرمت قرآن ضائع کردند درین ماہ در اہلبیت رسول
قیامت کبریٰ برپا شد و سفینۂ نجات کہ در و علم و عمل بود بشکست وادنجت الارض والسبع الشداد
وقد ۞ اصابہا ہل السمٰوات العلیٰ الزلل ۞ واھتز من ھش عرش الجلیل فلو لا اللّٰہ ما سکنہ

اهوی به المیل ؛ زمین و هفت آسمان از مصیبت در لرزه آمدند و ساکنان سموات در لغزش افتادند
و عرش جلیل از دهشت مصیبت در جنبش آمد اگر او تعالی او را نمی گرفت بر روی خاک بیفتادی
(۳۲) شافعی که یکی از ائمه اهل سنت و جماعت است در مصیبت آن امام مظلوم شهید گفته ست تأوه
قلبی والفؤاد کئیب ؛ وارق نومی والرقاد عجیب چه نالها از دلم بیرون می آید چه حزن و
الم در دلم جای نموده که خواب را از من بوده فمن مبلغ عنی الحسین رسالة ؛ وان کرهتها
نفس و قلوب ؛ کیست که پیغام مرا بحسین برساند هرچند بر بسیاری از دلها گران باشد ذبیح بلا جرم کان
قمیصه ؛ صبیغ بماء الارجوان خضیب ؛ کشته بیگناه گلگون کفن که گویا پیراهن او را به آب ارغوان رنگین
نموده اند وللسیف اعوال وللرمح رنة ؛ وللخیل من بعد الصهیل نحیب آه از آن دم که لشکر
کفار بر او احاطه نمودند و صدای نیزه و شمشیر و شیهه اسبان بر آن بیکس غریب بلند شد و گویا منحصر شده بود
نوحه کننده و ناله کننده و اشک از دیده های خود بارنده بر شمشیرها و نیزه های دشمنان و اسبان ایشان چنانچه
وارد شده که در وقتیکه آن امام مظلوم را شهید نمودند اسبان مخالفان همگی سیل زدند و از چشمان آنها
اشک جاری شده بود تزلزلت الدنیا لال محمد ؛ وکادت لهم صم الجبال تذوب وغارت نجوم
واقشعرت کواکب ؛ وهتک استار و شق جیوب تمام دنیا از این مصیبت که بر آل محمد
روی نمود بجز و لرزید و نزدیک شد که کوهها آب شود و ستاره ها بریزند و نور و روشنی اینها بر طرف شود و
چه پرده ها که در این ماتم دریده شد و چه جامه ها که در این غم چاک شد یصلی علی المبعوث من آل
هاشم ؛ ویغزی بنوه ان ذا لعجیب از عجائب امور است که صلوات بر محمد و آل محمد میفرستند و خود را
متدین بدین او میدانند و با وجود آن او را اعزا و فرزندانش میکشند (۳۳) غریبون عن اوطانهم
وبلادهم ؛ تنوح علیهم فی البراری وحوشها ؛ فکیف ولا یبکی العیون لمعشر ؛
سیوف الاعادی فی الفلاة تنوشها ؛ بدور تواری نورها فتغیرت ؛ محاسنها ترب الفلاة نعوشها
جگر سوزا ای عزیزان بر غریبانی چند که از دیار و وطنهای خود آواره گردیده و بر ایشان وحشیان صحرا نوحه گری
می نمایند و نمی تواند شد که غلامان امیرالمؤمنین و دوستان ائمه طاهرین در این مصیبت ضبط گریه نمایند حال اگر
تصور میکنند که شمشیرهای دشمنان بدان ماههای آسمان رفعت جلال چگونه رسید و نور چهره های ایشان تغیر شد
و خاک بیابان و باد صبا بر بدنهای برهنه ایشان می پاشید بجای نعش و تابوت شده از برای ایشان
(۳۴) ایا شیعة المختار نوحوا لمصرع ؛ الشهید و بالدمع الغزیر فجودوا ؛ وقوموا باعیا
العزاء فانه ؛ جلیل واما عزة فرهید ؛ لای مصاب یذرف الشان مائه ؛ وتفضی نفوس
او تفتت کبود ؛ لاعظم من هذا المصاب وخطبه ؛ عظیم اهل السماء شدید

ای شیعیان پیغمبر مختار نوحه کنید بر امام شهید غریب و اشک فراوان از چشمان خود بخشید و برپا کنید تعزیه داری را
در این ماتم که این ماتم بزرگی است در تمام مصیبتها و حسب آن حقیر نداند برای کدام مصیبت اشک ریخته میشود و جگرها
می پاشد و جان ها بلب میرسد که از این مصیبت عظیم تر باشد و حال اینکه امر این مصیبت بر ما آنگه آسمانها
بسیار تاثیر کرده مصاب له فی کل قلب مصیبة ؞ سهام لجنبات القلوب تبید ؞ وللهم یوم
والرزایا رزیة ؞ وللحزن حزن زائد و مزید ؞ چنان مصیبتی است تازه که هر چند از آن بر
میخیزد و در دلها جا میکند و دلها را هلاک میکند و هر اندوهی اندوه تازه بار می آورد و از هر مصیبتی و غمی
غم و مصیبتی تازه بهم میرسد که از آن اندوه اول زیاده تر است و زیاده تر میشود و مطاة الجنوب الجاد ربا
مجنبا ؞ و یستقی علیه بعد ذاک صعید ؞ آه جان بر بدن نازک لطیف آن بزرگوار تاختند
از راه بحر و عناد و بدن او را برهنه در آن زمین گرم انداختند که بادهای صبا و دبور خاک های بیابان ها را
بر روی او می پاشید و آل رسول الله یشهر فی الملاء ؞ و آل ابن هند فی الخدور قعود ؞ زینب و کلثوم
دختران امیر المومنین و سائر اهلبیت پیغمبر را با سر و پای برهنه در میان مردم شهر بشهر و مجلس بمجلس بگردانند
و بر روی شتران برهنه لاغر سوار کنند و زنان یزید و معاویه داخل پرده های عزت و حریم سلطنت نشسته باشند
و راس الامام السبط فی راس ابل ؞ طویل علی راس السنان یمید ؞ و سر پیغمبر آخر الزمان را
بر سر نیزه دراز بلند کردند که از این طرف به آن طرف سر اقدس میل میکرد و ینکته بالخیزران شماتة
به و سروره کافر عنید ؞ و یوتی بزین العابدین مصفدا ؞ و فی قدمیه للحدید کخدود ؞
یزید پلید کافر عنید شماتت کند به آن سر امام شهید و چوب خیزران بر لب و دندان فرزند رسول مختار زند و
خوشحالی کند و امام زین العابدین بیمار بقیه اهلبیت اطهار را با غل و زنجیر در مجلس آن لعین شریر بیارند و آهن
در پاهای مبارک او جا کرده باشد و زینب ما بین النساء و قلبها ؞ قریح و بالاحزان فهو کمید
تقول وللاحزان فی القلب مبدع ؞ و مبدی لاسرار الهموم معید ؞ و زینب خاتون
در میان زنان با دل مجروح و از غصه و اندوه تحمیل رفته خطاب با برادر گشته شده خود کرده و در دل خود
دمبدم غم و اندوه تازه می نمود و غصه های پنهانی خود اظهار و اعاده مینمود و میگفت اخی یا ابن امی یا
شفیقی و سیدی ؞ و من لی من دون الانام عمید ؞ علیک جفونی الذاریات ذوارف
و دمعا دموع المرسلات نجود ؞ ای برادر ای فرزند مادر ای مولا و آقای من ای آن کسی که
محل اعتماد من در هر حادثه میباشی از مژگان های چشم من نهرهای آب جاری است اشک چشمان من بی
اختیاری میریزد و قطع نخواهد شد اخی ثل عرش الدین فانهد رکنه ؞ و عطل منه اذ اصبت
حدود ؞ اخی من الیم للشمل بعد شتاته ؞ و من لبناء المکرمات یشید ؞ ....

ای برادر عرش دین شگافته شد و رکن دین خراب گردید روزیکه تو کشته گشتی حدود شریعت معطل شد ای برادر
کیست که بعد از تو متفرقه امور را جمع کند و اساس کرم و محاسن اخلاق را محکم گرداند (۳۵) العین
عبری دمعها مسفوح ÷ والقلب من الم الاسی مقروح ÷ ما عذر مثلی یوم عاشوراء اذا
لم ابک آل محمد وانوح ÷ ام کیف لا ابکی الحسین وقد غدی ÷ شلوا بارض الطف و هو ذبیح
چشمم گریان ست و اشک دیده جاری ست و دل من از الم غصه مجروح و بریان ست چه عذر خواهم داشت
در روز عاشورا که با این ادعای محبت با اہلبیت از گریه و نوحه خود را معاف دارم با آنکه چگونه گریه نکنم بر
حسین و حالانکه در آن روز در صحرای کربلا او را از روی زین بر زمین انداختند و سر او را مثل گوسفند بریدند
والطاهرات حواسرا من حوله ÷ کل تنوح و دمعها مسفوح ÷ هذی تقول اخی و هذی
والدی ÷ ومن الرزایة قلبها مقروح چگونه گریه نکنم بر مخدرات طاهره آن بزرگوار که دور
او را گرفته بودند و نوحه میکردند برا و و اشک از دیده های ایشان جاری بود یکی میگفت برادرم و یکی
میگفت پدرم و از این مصیبت دلهای خود پاره پاره داشتند اسفی لذاک الشیب و هو مضمخ ÷
بدمائه والوجه فیه قروح ÷ غم و اندوه و غصه من از برای آن محاسن و صورت غرقه در خون است
که بر علاوه زخمهای منکر که در سر و پشت و خون از آنها جاری بود در خون آن صورت زخمهای بسیار از
شمشیر و تیر که بر پیشانی و لبهای مبارک آن بزرگوار بود داشت وبفاطم تبکی علیه بحرقة ÷
وتقبل الوجنات وهی نصیح زاری من از برای فاطمه و سکینه دختران امام حسین است که از سوز
دل میگریستند و آن روی خون آلوده را می بوسیدند و سرهای برهنه واله و حیران فریاد میزدند الیوم
مات محمد یا والدی ÷ والطهر موسی والمسیح و نوح ÷ الیوم آدم فی العزاء وعرسه ÷
حوا وقد حل المصاب جموح امروز روزی ست ای پدر که جد ما محمد مصطفی از دنیا رفته و موسی بن عمران و
عیسی مسیح و نوح از دنیا رفته امروز آدم و حوا در تعزیه داری مشغول اند و این مصیبت بهر سنگدلی تاثیر
کرده الیوم تبکیک السماء با دمع ÷ مثل الدماء اسفا وتکسف یوح امروز روزیست که آسمان در
مصیبت تو خون میگرید و آفتاب منکسف شد لهفی له یبغی النصیر وماله ÷ فی الکربلا من الانام
نصیح ÷ آه و ناله من از برای آن بزرگوار است در وقتیکه تنها مانده بود در صحرای کربلا و هر قدر
استغاثه میکرد و یاری میطلبید هیچکس او را یاری نمیکرد لهفی له والجسم منه مجدل ÷ فوق الثری
حتی هوی به ذبیح ÷ لهفی علیه مرملا بدمائه ÷ ومن الاسوافی کفنه الریح ÷ غصه و اضطراب
من از برای اوست در آن وقت که در خون غلطیده بود و بادهای صبا و جنوب از ریگ گرم زمین کربلا او را
کفن می پوشانیدند لهفی لراس ابن النبی محمد ÷ کالبدر من فوق السنان یلوح روزیکه شد به نیزه

همراں بزرگوار؛ خورشید سر برہنہ برآمد زکوہسار؛ موجی بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ؛ ابری بہ بارش
آمد و بگریست زار زار؛ والنجوم عاثرات الطلائع كسفى ؛ بادو في وجه الثراء كلوح ؛ والارض ترجف
من رزيتها احمد ؛ وعليه وحشى الفلا مقروح ؛ یعنی ہوا بسیار تاریک و روی
زمین گرفتگی بہم رسانید و زمین از ین مصیبت کہ بہ فرزند پیغمبر رسید بلرزہ در آمد و وحشیان صحرا دل کباب شدند
وبالطهر زين العابدين مقيد ؛ يمشي وقد اذى بالتبريح ؛ و امام زین العابدین را با غل و زنجیر
می بردند با پای برہنہ و پر آبلہ و از سوز دل در تعب بود و الطاهرات على المطايا حسّر ؛ تغدو
العداة عليهم وتروح ؛ قد قفلوهن التستا مبلا وطاء ؛ وعلى الجمام لباسهن مسوح
و اہلبیت پیغمبر را بر شتران بے چادر و معجر سوار کردہ بودند و دشمنان و نامحرمان پیش ایشان می رفتند و
می آمدند و دستہای ایشان را بستہ بودند بریسمان و بجای لباس موہای خود را پریشان کردہ بودند آن
خیمہ گہ گیسوی حور بی طناب بود؛ شد سرنگون ز باد مخالف حباب وار؛ جمعی کہ پاس محمل شان داشت جبرئیل
گشتند بی عماری و محمل شتر سوار؛ با اینکہ سر زد این عمل از امت نبی ؛ روح الامین ز روح نبی گشتہ شرمسار؛
(۳۶) واعظم من كل الرزايا ؛ مصارع يوم الطف ادهى واعظم ؛ از ہمہ مصیبت ہا
مصیبت شہدای کربلا عظیم تر است فما احدث الايام من يوم انشئت ؛ ولا حادث فيها الى
يوم يعدم ؛ باعظم منها في الزمان رزية ؛ يقام لها حتى القيامة مأتم ؛ از روزیکہ ایجاد عالم
شدہ تا روزیکہ قیامت برپا شود مصیبتی برتر از مصیبت کربلا اتفاق نیفتادہ و تا قیام قیامت باقی خواہد بود
ولم انس سبط المصطفى وهو ظامئ ؛ يذاد على الماء المباح ويحرم ؛ يموت عطاشا اهل
بيت محمد ؛ ويشرب هذا الماء ترك وديلم ؛ فراموش نکردہ ام و نخواہم کرد فرزند پیغمبر
آخر الزمان را کہ با لب تشنہ بر کنار آب فرات ایستادہ و نظر بہ آب میکرد و او را قطرہ آب ندادند و محروم ساختند
او را از نوشیدن آب تا شہید شد و اہل بیت محمد مصطفی از تشنگی ہلاک شدند و کفار ترک و دیلم بلکہ دد و
دام ازان سیراب میشدند وقد صرعت انصاره وهو مفرد ؛ ينادى اما من راحم
يترحم ؛ و فراموش نکردم حسین را در آن وقت کہ ہمہ یاران و اقربا و برادران او با بدن ہای چاک چاک
افتادہ بودند بر روی خاک و او بیکس و تنہا ماندہ بود و بہر طرف نظر میکرد و استغاثہ میکرد و میگفت آیا کسی ہست کہ
بر حسین غریب کربلا رحم کند. تكاد السموات لشدة قتله ؛ لتفطر والارضون تخسف فيهم
نزدیک شد کہ آسمان ہا از ہم بپاشد و بسبب عزای او زمین فرو رود با کسانیکہ در زمین اند و كواكب السماء
جميعها ؛ وامطرت الدمع السماء عليهم ؛ وستارہ ہا و ماہ گرفتند و منخسف شدند و آسمان خون بر ایشان
(۳۷) لكم ابك ربعا دارس العرصات ؛ اضحت معارفه من النكرات ؛ در دست معاہدہ

وغیرتها البلی ÷ وبادت بساکنیها ید الغربات ÷ لکن بکیت علی جزیر محمد ÷ بشهن
فوق غوارب البدنات ÷ یعنی گریہ میکنم بر ویران ہای کہ عرصہ ہائے آن خراب و ویران دیدہ وجاہای
معروف آن گمنام شدہ واماکن معہودہ آن کہنہ گردیدہ وبعلت بوسیدگی متغیر گردیدہ ودست غریبی بر
ساکنان آنہا مستولی شدہ وآنہارا از آن مکان ہا دور ساختہ بلکہ گریہ میکنم بر حریم محمد مصطفےٰ کہ بر پشتہای شتران
برہنہ ایشان را سوار کردہ بودند وشہر بشہر میگردانیدند ÷ وتذکرنی رفع الکریم اعادلی ÷ حزنا
کیوم مصارع الشادات ÷ و یاد آمدن من آن سر بزرگوارے کہ بر سر نیزہ کردہ بودند دوبارہ غم واندوہ
تازہ کرد مثل آن روزیکہ ایشان را شہید کردہ بدن ہای ایشان را بر خاک گرم کربلا انداختہ بودند ÷ بابی بنیات
البتول تو ادبا ÷ من عظم احزان وطول شتات ÷ جانم بفدای دختران فاطمہ زہرا باد در آنوقت کہ
نوحہ وندبہ میکردند از طول ایام جدائی از دوستان خود وزیادتی اندوہ کہ بایشان وارد بود ÷ لما قفلن
الی الشام قریحۃ ÷ اجفانهن سواکب العبرات ÷ والرأس منتصب وزینب عندہ
ودموعها تجری علی الوجنات ÷ ودر وقتیکہ ایشان را بشام می بردند با چشمان مجروح ودیدہ ہای گریان و
سر مبارک امام شہیدان را بر سر نیزہ نصب کردہ بودند وناقہ زینب را در پای آن سر می بردند واشک دیدہ ہائے او
مثل باران بر رخسارہا جاری بود ÷ تشکو الیہ ووجهہ متوقد ÷ کالبدر یجلو احلک الظلمات
وتضیع بالحزن لی وتدعو یا اخی ÷ دخلیفتی بعظائم النکبات ÷ ودر آنوقت زینب شکوہ میکرد
بہ برادر خود وروی مبارک آن بزرگوار چون ماہ شب چہاردہ تاریکی شب را روشن کردہ بود وفریاد میزد
ومیگفت ای برادر وا مصیبتاہ تو پناہ من بودی ودر شہر شدہ ای وامر عظیمے کہ رخ می داد

حضرت امام سید الساجدین علیہ السلام

(۱) قال الشیخ المفید رح الامام بعد الحسین بن علی علیهما السلام ابنه ابو محمد علی
ابن الحسین زین العابدین صلوات اللہ علیہ شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب سید الشہداء امام حسین
کے بعد حضرت سید الساجدین ہادی وپیشوائے خلق ہیں وکان یکنی ایضا ابا الحسن وامه شاہ زنان
بنت یزدجرد بن شہریار بن کسری ویقال ان اسمہا کان شہربانویہ آنحضرت کی کنیت ابو الحسن بھی
ہے ان حضرت کی والدہ شاہ زنان یزدجرد بن شہریار بن کسری کی بیٹی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ نام انکا شہربانویہ ہے
وکان امیر المومنین علیہ السلام ولی حریث بن جابر الجعفی جانبا فی المشرق فبعث
الیہ ابنتی یزدجرد بن شہریار بن کسری فنحل ابنه الحسین علیه السلام شاہ زنان فاولدها
علی بن الحسین ع ونحل الاخری محمد بن ابی بکر فولدت لہ القسم بن محمد بن ابی بکر فهما ابنا خالة

جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے حریث بن جابر جعفی کو پورب کے کسی ملک پر حاکم فرمایا تھا انہوں نے
وہاں سے دو بیٹیاں یزدجرد کی اسیر کر کے حضرت علی کی خدمت میں بھیجیں حضرت نے شاہ زنان کو جناب امام
حسین علیہ السلام کو عطا کیا اور دوسری کو محمد بن ابی بکر کو دیا حضرت کے یہاں جناب سید الساجدین علیہ السلام
متولد ہوئے اور دوسری سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے اسلئے یہ دونو صاحب خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں وکان مولد
علی ابن الحسین علیہما السلام بالمدینۃ سنۃ ثمان وثلثین من الہجرۃ فبقی مع جدہ امیر المومنین
سنتین ومع عمہ الحسن اثنی عشر سنۃ ومع ابیہ الحسین ثلثا وعشرین سنۃ وبعد ابیہ اربعا وثلثین سنۃ
ولادت باسعادت اس جناب کی شہر مدینہ میں سنہ اڑتیس ہجری میں واقع ہوئی دو برس کا سن تمام کر کے جناب
امیر علیہ السلام نے دار دنیا سے رحلت فرمائی جب بارہ برس کا سن ہوا تو جناب امام حسن نے انتقال فرمایا جب
جناب امام حسین شہید ہوئے تو سن اس جناب کا تئیس برس کا تھا اپنے والد بزرگوار کے بعد چونتیس برس تک حضرت
اور زندہ رہے وتوفی بالمدینۃ سنۃ خمس وتسعین ھجرۃ ولہ یومئذ سبع وخمسون سنۃ
فکانت امامتہ اربعا وثلثین ودفن بالبقیع مع عمہ الحسن ابن علی ع مدینہ ہی میں
حضرت نے رحلت فرمائی جبکہ پچانوے برس ہجرت سے گزر چکے تھے سن حضرت کا ستاون سال کا تھا اور
زمان امامت و خلافت چونتیس برس ہے جنت البقیع میں اپنے عم نامدار امام حسن علیہ السلام کے برابر مدفون ہیں

(۲) عن سعید بن کلثوم قال کنت عند الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام فذکر
امیر المومنین علی ابن ابیطالب فاطراہ ومدحہ بما ھو اہلہ ثم قال واللہ ما اکل علی بن
ابیطالب من الدنیا حراما قط حتی مضی لسبیلہ سعید بن کلثوم سے روایت ہو کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں خدمت
اقدس جناب صادق علیہ السلام میں حاضر تھا کہ حضرت نے جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کا ذکر کیا اور بہت
دیر تک حضرت کی مدح و ثنا بیان فرمائی بعد اسکے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ علی بن ابیطالب نے دنیا اور مال دنیا سے
کبھی لقمۂ حرام تناول نہیں فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لیگئے وما عرض لہ امران قط ھما للہ رضی
الا اخذ باشدھما علیہ فی دینہ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضرت کو دو امر درپیش ہوئے ہوں کہ دونو موجب
رضامندی خدا ہوں مگر حضرت نے جو ان دونو میں سخت اور دشوار ہوگے اسکو اختیار نہ کیا ہو وما نزلت
برسول اللہ صلعم نازلۃ الا دعاہ ثقۃ بہ اور جناب رسول خدا پر کبھی کوئی مصیبت اور
محنت نازل نہیں ہوئی کہ جناب امیر اسکی سپر نہ ہوئے ہوں وما اطاق احد عمل رسول اللہ من ھذہ
الامۃ غیرہ وان کان لیعمل عمل رجل کان وجہہ بین الجنۃ والنار یرجو ثواب ھذہ و
یخاف عقاب ھذہ جناب رسول خدا کی امت میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا کہ اس جناب کے اعمال کو
بجا لاوے سوا جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اور جب جناب کوئی عمل کرتے تھے تو جنت اور دوزخ گویا حضرت

کی میں نظر رہتے تھے بہشت کے امیدوار رہتے تھے اور عقاب و دوزخ سے خائف رہتے تھے ولقد اعتق من
ماله الف مملوک فی طلب وجه الله عز وجل والنجاة من النار مما کدّ بیده ورشح منه جبینه
حضرت نے اپنی قوت بازو سے مال پیدا کیا اور گاڑھے پسینے کی کمائی سے ہزار بندے خرید کے راہ خدا میں آزاد
فرمائے محض رضائے خدا کے لئے اور نجات پانے کو آتش جہنم سے وانه کان لیقوت اهله بالزیت والخل
والعجوة حضرت کی اہل و عیال کی غذا اکثر روغن زیتون سرکہ تھا کبھی سوکھا گوشت ابال کر کھا لیتے تھے
اور لباس کی یہ کیفیت تھی کہ کم آستینیں کچھ بڑی ہوتی تھیں تو حضرت مقراض منگا کر کتر ڈالتے تھے بعد اسکے
فرمایا جناب صادقؑ نے کہ وما اشبهه من ولده ولا اهل بیته احد اقرب شبها فی لباسه
وفقهه من علی ابن الحسینؑ اور جناب امیر علیه السلام کی اہلبیت اور اولاد میں جیسا کہ حضرت
زین العابدینؑ لباس میں اور فقہ میں ان جناب سے مشابہ ہیں ایسا کوئی نہیں ہے ولقد دخل ابنه ابو جعفر
علیه السلام فاذا هو قد بلغ من العبادة ما لم یبلغه احد فراه قد اصفر لونه من السهر
وابیضت عیناه من البکاء ودبرت جبینه وانخرم انفه من السجود وورمت ساقاه وقدماه من القیام فی الصلوة
چنانچہ ایکدن جناب امام محمد باقر علیه السلام اپنے والد ماجد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ کثرت
عبادت سے حضرتؑ کا حال نہایت متغیر ہے یعنی رنگ حضرت کا راتوں کے جاگنے سے زرد ہو گیا ہے اور آنکھیں
روتے روتے بے رونق ہو گئی ہیں اور پیشانی نورانی پر اور بینی اطہر پر کثرت سجود سے گھٹے پڑ گئے ہیں اور ازبسکہ
نماز میں رات دن کھڑے رہتے تھے اس سبب سے پاؤں حضرتؑ کے ورم کر گئے ہیں قال ابو جعفر علیه السلام
فلم املک حین رایته بتلک الحال البکاء فبکیت رحمة واذا هو یفکر فالتفت الی بعد
هنیئة من دخولی وقال یا بنی اعطنی بعض تلک الصحف التی فیها عبادة علی ابن ابیطالب
جناب امام محمد باقر علیه السلام فرماتے ہیں کہ اپنے والد ماجد کا یہ حال دیکھ کر مجھ میں طاقت ضبط کی باقی نہ رہی بے
اختیار میں رونے لگا حضرت نے مجھے روتے دیکھ کر تھوڑی دیر تک تامل کیا بعد اسکے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ اے فرزند جن صحیفوں میں جناب علی ابن ابیطالب کی عبادتیں مرقوم ہیں ان صحیفوں کو میرے پاس لے آ فاعطیته
فقرء فیها شیئا یسیرا ثم ترکها من یده تضجرا وقال من یقوی علی عبادة علی علیه السلام
جسوقت میں نے ان صحیفوں کو حاضر کیا حضرت نے کچھ انہیں سے پڑھا بعد اسکے مغموم ہو کر ہاتھ سے رکھ دیا اور
فرمایا کہ کون شخص ہے کہ عبادت مثل علی ابن ابیطالب کے بجا لانے پر قدرت رکھتا ہو (۳) قال ابو حمزة الثمالی
اتیت باب علی ابن الحسینؑ فکرهت ان اصوت فقعدت حتی خرج فسلمت علیه و
دعوت له فرد علی ثم انتهی الی حائط فقال یا ابا حمزة الا تری الی هذا الحائط فقلت
بلی یا ابن رسول الله صلی الله علیه واله ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ ایکدن میں

جناب زین العابدین علیہ السلام کے درِ دولت پر حاضر ہوا مینے اس امر کو مکروہ جانا کہ حضرتؑ کو دروازہ پر کھڑا ہو کر پکاروں سو اُٹھو وہاں منتظر بیٹھا رہا یہانتک کہ حضرتؑ گھر سے باہر تشریف لائے مینے سلام کیا حضرتؑ نے سلام کا جواب دیا اور ایک دیوار کے قریب جاکر مجھسے فرمایا کہ ای ابو حمزہ اس دیوار کو تو دیکھتا ہے مینے عرض کیا بلے ای فرزند رسول خدا

قال انی اتکات علیہ یوماً وانا حزین واذا رجل احسن الوجہ حسن الثیاب ینظر فی تجاہ وجہی قال لی یا علی ابن الحسینؑ مالی اراک کئیبا حزینا اعلی الدنیا حزنک فرزق حاضر للبر والفاجر

حضرتؑ نے فرمایا ایکدن محزون و غمناک اس دیوار سے میں لگا بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک مرد خوبصورت خوش لباس میرے سامنے کھڑا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا اور مجھسے کہا کہ ای علی بن الحسینؑ کیا سبب ہے کہ میں آپکو محزون و غمناک پاتا ہوں کیا دنیا کے لئے محزون ہو تو دنیا میں ہر نیک و بد کو رزق پہنچتا ہے قال فقلت ما علی ھذا احزن وانہ لکما تقول فقال علی الاخرۃ فھو وعد صادق یحکم بہ ملک قاھر او قال قادر قلت ولا علی ھذا احزن وانہ لکما تقول فقال

حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مینے کہا کہ نہیں دنیا کا مجھکو کچھ غم نہیں ہے اور دنیا کا حال جیسا کہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہے پھر اس شخص نے کہا کہ کیا خوفِ آخرت سے مغموم ہو تو وہ سچا وعدہ ہے کہ اُسمیں بادشاہ قاہر حکم کریگا حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مینے کہا کہ کچھ بھی میرے حزن کا سبب نہیں جیسا تو کہتا ہے ویسا ہی ہے قال فعلام حزنک

اسنے کہا کہ پھر تم کیوں غمگین ہو قال فقلت الخوف من فتنۃ ابن الزبیر حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مینے کہا کہ میں ابن زبیر کے فتنہ سے خائف ہوں قال فضحک ثم قال یا علی بن الحسین ھل رایت احداً قط توکل علی اللہ فلم یکفہ قلت لا قال یا علی ابن الحسین ھل رایت احداً قط خاف اللہ فلم ینجہ قلت لا قال یا علی بن الحسینؑ ھل رایت احداً قط سئل اللہ فلم یعطہ قلت لا ثم نظر فاذا لیس قدامی احد

حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ابن زبیر کا نام مجھسے سنکر وہ شخص ہنسا اور کہا کہ اے علی بن الحسینؑ تمنے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خدا پر توکل کرے اور خدا اُسکی کفایت نکرے مینے کہا کہ نہیں پھر اس شخص نے پوچھا کہ اے علی بن الحسینؑ کسیکو دیکھا ہے تمنے کہ خدا سے وہ خائف ہے اور خدا اُسکو نجات نہ دے مینے کہا کہ نہیں پھر اُسنے کہا کہ اے علی بن الحسینؑ تمنے کسیکو دیکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے سوال کرے اور خدا اُسکو عطا نکرے مینے کہا کہ نہیں حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مینے نظر کی تو میرے سامنے پھر کوئی شخص نظر نہ آیا (۴) عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان علی ابن الحسین یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعۃ فکانت الریح تمیلہ بمنزلۃ السنبلۃ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امام زین العابدین شبانہ روز میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اس کثرتِ عبادت سے حضرتؑ کا حال یہہ پہنچا تھا کہ ہوا سے جیسے خوشہ جھونک کھاجاتا ہے اسیطرح حضرتؑ ہوا کے جھونکے سے لڑکھڑا جاتے تھے (۵) عن زرارۃ بن اعین قال سمع سائل فی جوف اللیل وھو یقول این الزاھدون فی الدنیا الراغبون فی الاخرۃ فھتف بہ ھاتف من

ناحیة البقیع یسمع صوته ولا یری شخصه ذاک علی بن الحسین۔ زرارہ بن اعین سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ شہر مدینہ میں ایک سائل شب کی وقت ندا کرتا تھا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو زہد کرتے ہیں دنیا میں اور راغب ہیں آخرت کے تو ایک ہاتف نے جنت البقیع کی طرف سے آواز دی کہ جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ جناب علی بن الحسین علیہما السلام ہیں فقط اس ہاتف کی آواز سنائی دیتی تھی کسی نے اسکی صورت نہیں دیکھی (۶) فی الامالی ان ہشام بن عبد الملک قد حج البیت ومعہ سادات الشام کتاب امالی میں کہا ہے کہ ایکمرتبہ ہشام بن عبد الملک خلیفہ وقت حج کرنیکو آیا اور بہت امیران شام اسکے ساتھ آئے ہوئے تھے فجھد ان یستلم الحجر فلم یقد رلکثرۃ الناس ہشام نے بہت کوشش کی کہ سنگ اسود تک پہنچے مگر حجاج کی ایسی کثرت تھی کہ راہ نہ ملی حتی جاء علی ابن الحسین فطاف ہشام اسی انتظار میں تھا کہ کسی طرح سنگ اسود تک جانیکی راہ ملے کہ حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کو انہوں دیکھا کہ تشریف لائے اور حضرت نے بھی طواف شروع کیا فلما بلغ الحجر تفرق لہ الناس عنہ انہوں دیکھا کہ جب طواف کرتے ہوئے سنگ اسود کی طرف حضرت بڑھنے لگے تو تمام مجمع متفرق ہو گیا اور حضرت نے بوسہ سنگ اسود کے باطمینان مشرف ہو کر دوسرا طواف شروع کیا فسأل عنہ سادات الشام ہشاما وہ تمام امیران شام جو برفاقت ہشام بڑی بیتابی سے اسلام کھڑے ہوئے تھے حضرت کے دیدار معجز آثار سے کبھی مشرف نہوئے تھے ہشام سے کہنے لگے کہ یہہ کون شخص ہے یعنی اتنا بڑا جلیل القدر جو کہ مالک عراق و حجاز و قابض مصر و شام و وارث خلافت ہو اسکو تو اتنی دیر میں بھی سنگ اسود تک راہ نہ ملی اور ایک غریب مسکین الحجر دفعتہ مشرف ہو جائے کہ سنگ اسود کی طرف رخ کیا اور معلوم ہوا کہ گویا ملائکہ نے تمام مجمع کو ہٹا کر راہ نکالدی فقال لا اعرفہ وکان یعرفہ امالی کا مصنف کہتا ہے کہ ہشام حضرت امام زین العابدین کو بخوبی جانتا تھا مگر ان لوگوں کے پوچھنے پر کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا یہ کون شخص ہے فقال الفرزدق انا اعرفہ فانشد ــ فرزدق بھی اسوقت حاجیوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تھے یہہ سنکر انہیں تاب نہ آئی بول اٹھے کہ ہم انکو جانتے ہیں اور یہہ کہکر اسیوقت حضرت کی مدح میں فی البدیہہ اشعار تصنیف کر کے پڑھنے شروع کئے ؎ ھذا الذی یعرف البطحاء وطأتہ ۔ والبیت یعرفہ والحل والحرم ۔ یہہ وہ شخص ہیں کہ زمین بطحا انکی رفتار کو پہچانتی ہے اور خانہ کعبہ انکا شناسا ہے اور فضائے حل و حرم انکے مرتبہ کو جانتی ہے ھذا ابن خیر عباد اللہ کلھم ۔ ھذا التقی النقی الطاھر العلم ۔ یہہ فرزند ہیں اس شخص کے جو بہترین خلق خدا ہے یہہ صاحب تقوی و طہارت صاحب مرتبہ بلند ہیں اذا راتہ قریش قال قائلھا ۔ الی مکارم ھذا ینتھی الکرم ۔ یہہ وہ شخص ہیں کہ عرب کا قبیلہ بزرگ یعنی بنی قریش جب انکو دیکھتے ہیں تو خود اقرار کرتے ہیں کہ بزرگی و کرم کا انہیں پر خاتمہ ہو گیا ہے یکاد یمسکہ عرفان راحتہ

رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم یعنی وہ شخص ہیں کہ خانہ کعبہ انکی ہاتھ کو پہچانتا ہے کہ جب بوسہ
لینے کے لئے رکن حطیم پر ہاتھ بڑھاتے ہیں وہ جانتا ہے کہ ان کے ہاتھ سے خود لپٹ جائے اور پھر نہ چھوڑے ای
القبائل لیست فی رقابہم لاولیۃ ہذا اولہ نعم عربی عجمی ان میں ایسا کوئی نہیں جسکی گردن پر انکے بزرگوں کا یا انکا احسان نہ ہو
(۷) کتاب کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا لما حضر الحسین ما حضرہ رفع
وصیتہ الی ابنتہ فاطمۃ ظاہرۃ فی کتاب مدرج جب واقعہ شہادت جناب سید الشہداء کو پیش
آیا تو حضرت نے اپنا وصیت نامہ فاطمہ کبریٰ کو دیدیا تھا فلما ان کان من امر الحسین ما کان دفعت
ذلک الی علی ابن الحسین جب حضرت شہید ہو گئے تو فاطمہ کبریٰ نے وہ وصیت امام زین العابدین علیہ السلام
کے حوالہ کر دی ابی جارود جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا
کہ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا ہوا تھا تو فرمایا حضرت نے ما یحتاج الیہ ولد آدم منذ کانت
الدنیا الی ان تفنی یعنی اولاد آدم کو جب تک دنیا رہے گی جب سے دنیا ہے جو حاجتیں ہیں سب اس میں لکھی ہوئی تھیں
(۸) وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ہشام بن عبد الملک یا ولید بن عبد الملک کے زہر
دینے کے سبب سے واقع ہوئی کتاب کافی میں روایت ہے کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب پہنچا تو پہلے بیہوشی
طاری ہو گئی پھر آنکھیں کھولیں اور سورہ اذا وقعت الواقعۃ اور انا فتحنا لک فتحا مبینا
حضرت نے تلاوت فرمائی اور فرمایا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء
من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین یعنی لاکھ لاکھ شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے اپنا وعدہ پورا
کیا اور ہمکو زمین کا وارث بنایا بہشت میں جہاں ہمارا جی چاہے گا وہاں رہینگے کیا اچھا اجر و ثواب ہے حکم خدا پر
عمل کرنیوالوں کا یہ فرما کر جوار رحمن سے نعیم خلد کی طرف حضرت تشریف لیگئے (۹) فی الکافی عن ابی جعفر
علیہ السلام قال کتاب کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا لما مات ابی علی
ابن الحسین جاءت ناقۃ لہ من الرعی حتی ضربت بجرانہا علی القبر و تمرغت علیہ یعنی
جب میرے پدر بزرگوار علی بن الحسین نے وفات پائی تو ناقہ ان حضرت کا چراگاہ سے پلٹ آیا اور قبر پر جا کر
منہ اپنا و ہر دے مارتا تھا اور اس خاک مطہر پر پچھاڑیں کھاتا تھا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ شور و فریاد کرتا تھا
فامرت بہا فردت الی مرعاہا میں نے جب حکم دیا تو لوگ اس ناقہ کو پھر چراگاہ کی طرف لیگئے وان ابی کان
یحج و یعتمر علیہا ولم یقرعہا قرعۃ قط فرمایا حضرت نے کہ میرے پدر بزرگوار اسی ناقہ پر سوار ہو کر
حج و عمرہ کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے اور کبھی اسے ایک کوڑا بھی نہیں مارا تھا

حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام

(۱) قال کمال الدین بن طلحۃ ولادتہ بالمدینۃ فی ثالث صفر سنۃ سبع وخمسین للهجرۃ
قبل قتل جدہ بثلث سنین وقیل غیر ذلک بنابر قول کمال الدین بن طلحہ کے جناب امام محمد باقر
علیہ السلام تیسری تاریخ ماہ صفر کی سن ستاون ہجری میں تین برس قبل شہادت جناب امام حسینؑ کے پیدا ہوئے
اسکے سوا اور بھی روایتیں ہیں واما نسبہ ابا واما فابوہ زین العابدین علی ابن الحسین وامہ
فاطمۃ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب وتدعی ام الحسن وقیل ام عبد اللہ نسب جناب کا
ماں باپ کی جانب سے یہ ہے کہ حضرتؑ فرزند ہیں جناب امام زین العابدینؑ کے اور پوتے ہیں جناب امام حسین علیہ السلام کے
ماں اُس جناب کی فاطمہ ہیں جنکا نام ام الحسنؑ یا ام عبد اللہ بھی ہے وہ بیٹی ہیں جناب امام حسنؑ کی اور پوتی
ہیں جناب علی بن ابیطالبؑ کی پس جناب امام حسینؑ حضرتؑ کے دادا ہیں اور جناب امام حسنؑ اُس جناب کے
نانا ہیں اور جناب علی بن ابیطالب پردادا بھی ہوئے اور پرنانا بھی اور وہ جناب طرفین سے ہاشمی ہیں
اسمہ محمدؐ وکنیتہ ابو جعفر ولہ ثلثۃ القاب باقر العلم والشاکر والهادی واشہرها
الباقر وسمی بذلک لبقرہ فی العلم وتوسعۃ فیہ نام حضرتؑ کا محمدؐ ہے اور کنیت ابوجعفر ہے اور اس جناب
کے تین لقب ہیں باقر و شاکر و ہادی اور مشہور زیادہ باقر ہے چونکہ اس جناب نے علم کو بہت وسعت دی
اس سبب سے قبل حضرتؑ کی پیدائش کے جناب رسول مقبول نے اُس جناب کو اسی لقب سے ملقب کیا تھا
قال ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن الخشاب رح عن محمد بن سنان اقام مع ابیہ علی بن
الحسین خمسا وثلثین سنۃ الا شہرین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن خشاب علیہ الرحمہ نے محمد بن سنان سے
روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ جب جناب امام زین العابدینؑ نے انتقال فرمایا جناب امام محمد باقرؑ کا سن
پینتیس برس کا تھا اور بعد جناب سید الساجدینؑ کے حضرتؑ تئیس برس اور زندہ رہے وفی روایۃ اخری
قام ابو جعفر وهو ابن ثمان وثلثین سنۃ ۞ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب وہ جناب
بدرجہ رفیعہ امامت فائز ہوئے سن حضرتؑ کا اڑتیس برس کا تھا واما اولادہ فعد ابن خشاب و
ابن طلحۃ ثلثۃ بنین وبنت واحدۃ جعفر وعبد اللہ وابراهیم وام سلمہ لیکن اولاد امجاد حضرتؑ کی موافق
بیان ابن خشاب و ابن طلحہ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی جعفر اور عبد اللہ اور ابراہیم اور ام سلمہ
وعدہ ابن الجوزی اربع بنین وابنتین فزاد علی و زینب اور ابن جوزی نے لکھا ہے کہ چار
صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چوتھے صاحبزادہ کا نام علی ہے اور دوسری صاحبزادی کا نام زینب ہے
وقال صاحب فصل الخطاب ستۃ بنین وثلاث بنات ولم یذکر اسماءهم اور صاحب فصل
الخطاب کہتا ہے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں مگر انکے نام نہیں ذکر کئے وکان جعفر وعبد اللہ
شقیقین اور حضرت امام جعفر صادقؑ اور عبد اللہ یہ دونوں صاحب برادر عینی تھے والعقب من

ولد الباقر والصادق وليس لغيره ذكر في كتاب الاخيار اور حضرتؑ کی نسل فقط حضرت صادق علیہ السلام
سے ہوا اور کسیکا ذکر کتب اخبار میں پایا نہیں گیا (۲) روی عن جابر بن عبد الله قال قال لي
رسول الله صلى الله عليه وآله يوشك ان تبقى حتى تلقى ولدا من الحسين يقال له محمد يبقر
العلم بقرا فاذا لقيته فاقرء مني السلام حضرت جابر بن عبد الله انصاری سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ فرمایا
مجھسے جناب رسول خدا صلعم نے کہ اے جابر تو زندہ رہیگا یہانتک کہ ملاقات کریگا تو ایک لڑکے سے کہ ہوگا وہ
نسل میں حسین کے نام اُس فرزند کا محمد ہے وہ شگافتہ کریگا علم دین کو جیسا کہ چاہئے تو جس وقت تو اُس سے
ملاقات کرنا میرا سلام پہنچانا یہ روایت بہت مشہور و معروف ہے اور کئی طریق سے آئی ہے اور دلیل ہے امامت
طہارت امام محمد باقرؑ کی (۳) في كتاب الدلائل للحميري عن سعد الاسكاف قال طلبت الاذن
على ابي جعفر فقيل لي لا تعجل ان عنده قوما من اخوانكم کتاب الدلائل میں سعد کفش دوز
سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ ایکدفعہ میں دروازہ پر جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے حاضر ہوا اور اذن
چاہا کہ اگر حضرت حکم کریں تو خدمت اقدس میں حاضر ہوں لوگوں نے مجھسے کہا کہ جلدی نکر اس وقت
کچھ لوگ برادران ایمانی سے حضرت کی خدمت شریف میں کچھ عرض کر رہے ہیں فما لبثت ان
خرج على اثنا عشر رجلا يشبهون الزط عليهم اقبية ضيقات وخفاف فسلموا ومروا تھوڑی
دیر کے بعد حضرتؑ کے پاس سے بارہ آدمی نکلے سیاہ رنگ کہ مشابہ تھے حبشیوں سے تنگ اور چست قبائیں
انکے بدن میں تھیں اور پاؤں میں موزے پہنے ہوئے تھے اور ہم لوگوں کو سلام کیا اور چلے گئے فدخلت على
ابي جعفر قلت له ما اعرف هؤلاء الذين خرجوا من عندك اُن لوگوں کے جانے کے بعد میں حضرتؑ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت یہ لوگ کون تھے جو آپ کے پاس سے ابھی نکل کر چلے گئے ہیں
انکو نہیں پہچانتا ہوں قال هؤلاء قوم من اخوانكم الجن قال قلت له ويظهرون عليكم
فقال نعم يفدون علينا في حلالهم وحرامهم كما تفدون ۰ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ قوم جن سے
ہیں اور تمہاری برادر ایمانی ہیں یعنی ہمکو اپنا امام اور پیشوا سمجھتے ہیں راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ جن آپ پر
ظاہر ہوتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا ہاں ہمارے پاس آیا کرتے ہیں اور اپنے حلال و حرام کے مسائل پوچھا کرتے ہیں
جیسا کہ تم لوگ سوال کیا کرتے ہو (۴) عن ابي عبد الله قال كنت عند ابي محمد بن عليؑ في
اليوم الذي قبض فيه فاوصاني في غسله وكفنه وفي دخوله قبره اسی کتاب میں جناب صادق علیہ السلام
سے روایت ہے فرمایا اُس جنابؑ نے کہ جسدن میرے والد ماجد جناب امام محمد باقر نے دار دنیا سے جنت کی طرف
انتقال فرمایا میں اُس جنابؑ کی خدمت میں حاضر تھا مجھسے وصیت کی کہ تم مجھے نہلانا اور کفنانا اور میری قبر میں
خود داخل ہونا قال فقلت يا ابت والله ما رايتك منذ اشتكيت احسن هيئة منك اليوم

ما اری علیک اثر الموت حضرت صادق فرماتے ہیں کہ مینے عرض کیا کہ اے والد ماجد جس وقت کہ آپ علیل ہوئے ہیں کبھی آپ کو ایسا اچھا نہیں دیکھا جیسا کہ آپکا حال آج بہتر دیکھتا ہوں کچھ آثار موت کے مجھ کو نظر نہیں آتے فقال یا بنی اما سمعت علی بن الحسین ینادی من وراء الجدار یا محمد تعال عجل حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تمہارے کان میں آواز نہیں آئی کہ میرے والد ماجد جناب امام زین العابدین دیوار کے پیچھے سے ندا کرتے ہیں کہ اے محمد جلد آؤ وقبض علیہ السلام سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ وسنۃ یومئذ سبع وخمسون سنۃ وقبرہ بالبقیع شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ سن ایک سو چودہ ہجری میں حضرت نے انتقال فرمایا سن اُس جناب کا ستاون برس کا تھا جنت البقیع میں حضرت مدفون ہیں اور موافق قول حافظ عبد العزیز جنابذی کے سن اُن جناب کا اٹھتر برس کا تھا

(۵) روی قطب الدین ابی الحسین سعید ابن ھبۃ اللہ بن الحسن الراوندی فی کتابہ الخرائج والجرائح عن ابی بصیر قال قلت یوما للباقر انتم ذریۃ رسول اللہ قال نعم قلت ورسول اللہ وارث الانبیاء کلھم قال نعم ورث جمیع علومھم قطب الدین راوندی علیہ الرحمہ نے کتاب خرائج میں ابو بصیر سے روایت کی ہے کہا ابو بصیر نے کہ ایکدن مینے جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ یا حضرت آپ فرزند رسول خدا ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہم فرزند رسول خدا ہیں مینے عرض کیا کہ رسول خدا وارث ہیں سب انبیا کے حضرت نے فرمایا کہ ہاں جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کو سب پیغمبروں کا علم میراث میں ملا تھا قلت وانتم ورثتم جمیع علم رسول اللہ قال نعم مینے عرض کی کہ سب علم جناب رسول خدا کا آپ کو میراث میں ملا حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے قلت وانتم تقدرون ان تحیی الموتی وتبروا الاکمہ والابرص وتخبروا الناس بما یاکلون وما یدخرون فی بیوتھم قال نعم باذن اللہ ابو بصیر کہتا ہے کہ مینے عرض کی کہ آپکو قدرت ہے کہ مردہ کو جلا دیں ماں کے پیٹ سے جو شخص اندھا پیدا ہوا ہو اسکو بینا کردیں اور جو شخص کہ برص میں مبتلا ہو اُسکو اچھا کردیں اور لوگ جو اپنے گھروں میں کھاتے ہوں اور جمع کرتے ہوں اسکی خبریں حضرت نے فرمایا کہ ہاں بحکم خدا سے ہم ان سب امور پر قادر ہیں ثم قال ادن منی یا ابا بصیر فدنوت فمسح بیدہ علی وجھی فابصرت السھل والجبل والسماء والارض ثم مسح یدہ علی وجھی فعدت کما کنت لا ابصر شیئا بعد اسکے حضرت نے مجھسے فرمایا کہ اے ابو بصیر میرے پاس آؤ موافق حضرت کے فرمانے کے میں قریب گیا اُسوقت حضرت نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا فوراً میری آنکھیں کھل گئیں حالانکہ قبل اسکے میں اندھا تھا اور بقدرے میری آنکھوں میں روشنی ہوئی کہ میدان کوہ و آسمان و زمین سب مجھکو دکھائی دئے بعد اسکے پھر حضرت نے میرے منہ پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر جیسا میں تھا ویسا ہی ہوگیا قال ابو بصیر فقال لی الباقر ان احببت ان تکون کما ابصرت وحسابک علی اللہ وان کنت تحب کما کنت وثوابک

الجنة فقلت لكون معي كنت في الجنة احب الي ابو بصیر کہتا ہے جبکہ میں ویسا ہی پھر ہو گیا تو پوچھا کہ اے ابو بصیر تجھے کیا منظور ہے کیا تو چاہتا ہے کہ دنیا میں تیری آنکھیں روشن ہیں اور روز جزا کو خدا تعالیٰ تجھ سے حساب لے یا یہ کہ جیسا تو نابینا تھا ویسا ہی رہے اور خدا تعالیٰ اسکی عوض میں تجھے جنت عطا کرے میں نے عرض کیا کہ یا حضرتؑ جیسا کہ میں اندھا تھا ویسا ہی ہوں اور بہشت مجھ زیادہ دوست ہے دنیا کی بصارت سے (۶) روی ثقة الاسلام فی الکافی عن ابی الصباح عن ابی جعفر علیہ السلام رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی نے کتاب کافی میں روایت کی ہے ابی الصباح سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قال کانت امی قاعدة عند جدار فتصدع الجدار وسمعنا هدة شديدة فقالت بيدها لا وحق المصطفى ما اذن الله في السقوط فرمایا حضرتؑ نے کہ میری مادر گرامی ایک دن ایک دیوار کے نیچے کھڑی تھیں کہ دفعۃً دیوار شق ہو کر گرنے لگی کہ میں نے اسکے شق ہونے کی آواز سنی اسوقت میری والدہ نے اسکی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا ٹھہر جا بحق محمد مصطفیٰ کہ خداوند کریم نے ابھی تجھکو گرنے کا حکم نہیں کیا ہے فبقي معلقا في الجو حتى جازته فتصدق عنها ابي بمائة دينار وہ دیوار ہوا میں معلق رہی یہانتک کہ میری والدہ اس مقام سے کنارہ ہو گئیں جب یہ خبر میرے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے سنی تو سو دینار تصدق فرمائے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی جدہ طاہرہ کا ذکر کیا بعد اسکے فرمایا صدیقة لم یدرک فی آل الحسن مثلہا یعنی وہ جناب صدیقہ تھیں اولاد جناب امام حسن علیہ السلام میں کوئی اس مرتبہ کا نہیں ہوا (۷) قولہ تعالی وکذلك نری ابراهیم ملکوت السموات والارض جابر جعفی روایت کرتا ہے کہ میں نے خدمت بابرکت جناب امام محمد باقر علیہ السلام میں عرض کی کہ یا حضرت خدا تعالیٰ نے ملکوت آسمان و زمین حضرت ابراہیمؑ کو کیونکر دکھایا حضرتؑ نے دست مبارک سے اوپر کی طرف اشارہ کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اوپر نظر کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ چھت شگافتہ ہو گئی اور آنکھوں سے پردے اٹھ گئے اور ایک نور عظیم دیکھا جسکے دیکھنے سے آنکھوں میں خیرگی ہوتی تھی پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان و زمین کو اسیطرح دیکھا بعد اسکے مجھ کو حکم ہوا کہ نظر نیچے کر لوں پھر ارشاد ہوا کہ اوپر نظر کر جب میں نے دوبارہ دیکھا تو چھت کو بحال خود پایا میرا ہاتھ پکڑ کر دوسرے مکان میں لے گئے وہاں جا کر اپنے لباس کو تبدیل فرمایا بعد اسکے ارشاد کیا کہ اپنے آنکھوں کو بند کر لے اور کھولنا نہیں بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تو اسوقت کہاں ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ اسوقت تو ظلمات میں ہے جہاں ذوالقرنین گذر کیا تھا میں نے عرض کی کہ یا حضرتؑ مجھے رخصت دیجئے کہ میں آنکھ کھول کر دیکھوں فرمایا کہ کھول مگر کچھ دیکھ نہ سکیگا جب میں نے آنکھ کھولی تو اسطرح کی تاریکی نظر آئی کہ اپنے قدم رکھنے کی جگہ بھی معلوم

نہوئی تھوڑی دُور اور تشریف لیجاکر مجھے پوچھا کہ تو جانتا ہی اب کہاں ہے، مینے عرض کی نہیں آپنے فرمایا اب تو
کنارہ آب حیوان کے کھڑا ہی جسمیں سے حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے پانی پیا ہی پھر اس مین سے اور اُس عالم
سے نکلکر دوسرے عالم میں داخل ہوئے جب تھوڑی سی راہ قطع کی مثل اُس عالم کے مکانات اور آدمیونکو
دیکھا پھر اس عالم سے نکلکر تیسرے عالم میں داخل ہوئے اُسے بھی اُن دونو عالموں سے مشابہ پایا اسیطرح
پانچ عالمونکی سیر کی اُسوقت حضرتؑ نے فرمایا کہ ملکوت زمین یہی تھا اور حضرت ابرہیمؑ نے اسقدر نہیں
دیکھا تھا اور ملکوت زمین بارہ عالم ہیں اور ہر عالم مثل اِس عالم اول کے ہی اور جو امام کہ دنیا سے جاتا ہی
انہیں عالموں میں سے ایک عالم میں ساکن ہوتا ہی یہانتک کہ امام آخر کہ صاحب الامرؑ ہیں عالم اول میں ساکن ہونگے
بعد اسکے مجھسے فرمایا کہ اب تو آنکھوں کو بند کرلے جب مینے آنکھہ بند کی حضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑا ناگاہ اپنے تئیں اسی
گھر میں دیکھا جہاں سے گیا تھا پھر حضرتؑ نے کپڑوں کو اُتار کر پہلے کپڑے پہن لئے اور اپنی جگہہ پر بیٹھے مینے عرض
کی یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں کس قدر دن چڑھا ہی فرمایا تین ساعت (۸) فی الکافی عن الحضرمی
قال لما حمل ابو جعفر الی الشام الی هشام بن عبد الملك وصار ببابه قال لاصحابه
ومن كان بحضرته من بنی امیة اذا رایتمونی قد وبخت محمد بن علی ثم رایتمونی
قد سكت فليقبل كل رجل منكم فليوبخه ؛ کتاب کافی میں حضرمی سے
روایت ہی کہا اُسنے کہ جسوقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بحکم ہشام بن عبد الملک بن مروان کہ خلفای
بنی امیہ میں سے تھا شام محنت انجام کو روانہ ہوئے جبکہ اُسکے دروازہ پر پہنچے تو اپنے صحابسے اور بنی امیہ
میں سے جو لوگ اُسوقت حاضر تھے کہنے لگا کہ جسوقت حضرتؑ داخل ہونگے میں انکو نہایت جبر و توبیخ کرونگا جب
تم لوگ دیکھنا کہ میں ساکت ہوا اُسوقت ہر ایک شخص تم لوگوں میں سے حضرتؑ کے قریب آکر کلمات ملامت مبالغہ آمیز
اُس جناب کی شان میں ادا کرے ثم امر ان یوذن له بعد ہمیں اُسنے اجازت دی کہ حضرتؑ
اندر تشریف لائیں فلما دخل علیه ابو جعفر فعمهم جميعا بالسلام ثم جلس فازداد هشام علیه
حنقا بتركه السلام عليه بالخلافة وجلوسه بغير اذن جسوقت حضرتؑ اندر
داخل ہوئے ایک مرتبہ سلام علیکم فرماکر اُسکی مسند پر بیٹھ گئے اس جہت سے اُسکا غم و غصہ اور بھی زیادہ ہوا کہ حضرتؑ
نے بحیثیت خلیفہ اُسکی تعظیم کا خیال نفرمایا اور بلا اجازت اُسکے بیٹھ گئے فاقبل یوبخه ویقول فیما یقول له
یا محمد بن علی لا یزال الرجل منکم قد شق عصى المسلمين ودعى الى نفسه وزعم انه
الامام سفها وقلة علم ووبخه بما اراد ان یوبخه بعد اُسکے حضرتؑ کو زجر و توبیخ کرنے لگا نعوذ باللہ
منجملہ اُن کلمات کے کہ شان میں اُس امام عالی مقام کے اُسکی زبان پر جاری ہوئے یہ ہیں کہ اے محمد بن علی
ہمیشہ تم میں سے ہر شخص دین کی بربادی اور مسلمانوں کی خرابی میں مصروف رہا اور باوصف سفاہت و قلت

علم کے مدعی منصب امامت و خلافت کا رہا فلما سکت اقبل علیہ القوم وجعل یوبخہ حتی انقضی اخرہم جب وہ چپ ہوا تو ہر ایک شخص انکی صحاب میں سے مباورت کرتا تھا اور حضرتؑ کی شان اطہر میں کلمات ناملائم و بیہودہ بکتا تھا تا اینکہ کوئی انمیں سے باقی نرہا کہ حضرت کی خدمت میں بے ادبی نہ کی ہو فلما سکت القوم نہض علیہ السلام قائما ثم قال ایہا الناس این تذہبون واین یراد بکم بنا ہدی اللہ اولکم وبنا یختم اخرکم جب سب لوگ اپنی بیہودہ گوئی سے خاموش ہوئے وہ امام وزرا الاحترام ایستادہ ہوکر انکی جانب خطاب کرکے فرمانے لگے کہ تم سب کسلئے کج روی کرتے ہو اور راہ حق کو چھوڑ کر کیوں ضلالت کیطرف جاتے ہو ہم وہ ہیں کہ ہمارے طفیل سے تمہارے اگلوں کو خداوند کریم نے ہدایت فرمائی اور ہمیں سے تمہاری پچھلوں کا خاتمہ ہوگا فان یکن لکم ملک معجل فان لنا ملکا موجلا ولیس بعد ملکنا ملک لانا اہل العاقبۃ یقول اللہ تعالیٰ والعاقبۃ للمتقین اگر تمہارے واسطے ملک دنیا کہ محض بے اعتبار و ناچیز ہے حاصل ہو تو ہمارے لئے ملک عقبیٰ کہ وہی لازوال ہے مقرر ہوا اور بعد ہماری سلطنت کے دوسری کی نوبت نہ پہنچے گی یعنی جسطرح ملک دنیا میں ایک کے بعد دوسرا بادشاہ ہوتا ہے ہماری مملکت میں یہہ بات نہوگی بلکہ ہماری مملکت ہمیشہ باقی و ثابت رہیگی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ملک عاقبت متقیوں کے لئے ہے فامر بہ الی الحبس فلما صار الی الحبس تکلم فلم یبق فی الحبس رجل الا ترشفہ وحن الیہ حضرتؑ سے یہہ کلمات سنکر وہ غضب میں آیا اور حکم کیا کہ حضرتؑ کو محبس میں لیجاویں جب حضرتؑ قیدخانہ میں تشریف لیگئے اور وہاں اپنے حال کو بیان فرمایا تو کوئی شخص قیدخانہ میں ایسا نہ تھا کہ حضرتؑ کے احوال پر تاسف کرتا ہوا اور سب ہوگئے حضرتؑ کے ساتھ اتفاق کیا فجاء صاحب المحبس الی ہشام فقال یا امیر المومنین انی خائف الیک من اہل الشام ان یحولوا بینک و بین مجلسک ہذا فاخبرہ بخبرہ یہہ حال دیکھکر داروغہ محبس ہشام کے پاس گیا اور کیفیت اس سے بیان کی اور کہا کہ اے امیر المومنین میں ڈرتا ہوں کہ مبادا اہل شام حضرتؑ کے ساتھ اتفاق کرکے بلوا کریں اور تجھکو منصب خلافت سے باز رکھیں —

فامر بہ فحمل علی البرید ہو واصحابہ لیردوا الی المدینۃ وان یخرج لہم الاسواق وحال بینہم و بین الطعام والشراب یہہ خبر سنکر وہ گھبرایا اور کہنے لگا کہ حضرتؑ کو سوار کرکے صحابؓ رفقا سمیت مدینہ کو روانہ کردیں مگر راستہ میں جتنے بازار اور دوکانیں واقع ہیں انکے لوگوں کو حکم بھیجا جائے کہ اپنی دوکانوں کو بند کردیویں کہ حضرتؑ کو کھانا پانی میسر نہو ہنسا روا ثلثا لا یجدون طعاما ولا شرابا حتی انتہوا الی مدین فاغلق باب المدینۃ دونہم فشکوا صحابہ الجوع والعطش میں حضرت وہانسے روانہ ہوئے اور کھانے اور پینے کی قسم میں سے تین شبانہ روز تک حضرتؑ کو

کچھ میسر نہوا تین روز کے بعد حضرت مدین میں پہنچے وہاں کے لوگوں نے جس جناب کو دیکھکر مطابق حکم ہشام شہر کے
دروازوں کو بند کر دیا تو رفیقوں نے اپنی بھوک پیاس کی حضرت سے شکایت کی قال فصعد جبلا یشرف
علیہم فقال باعلی صوتہ یا اہل المدینۃ الظالم اہلہا انا بقیۃ اللہ یقول اللہ تعالی
بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین وما انا علیکم بحفیظ ؛ راوی کہتا ہے کہ جب حضرتؑ
نے اپنے اصحاب کی بیتابی ملاحظہ فرمائی ایک بلندی پر کہ قریب اس شہر کے واقع تھی تشریف لیگئے اور
لوگوں سے بہ آوازِ بلند ارشاد کیا کہ اے اہل شہر جہاں کے لوگ ظالم و زیاں کار ہیں آگاہ ہو کہ ہم
بقیۃ اللہ ہیں حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے کہ بقیۃ اللہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور میں تمہارا
بچانیوالا نہیں ہوں قال وکان فیہم شیخ کبیر فاتاہم فقال لہم یا قوم ہذہ واللہ دعوۃ
شعیب النبی واللہ لئن لم تخرجوا الی ہذا الرجل بالاسواق لتؤخذن من فوقکم
ومن تحت ارجلکم فصدقونی فی ہذا الامر واطیعونی فانی لکم ناصح راوی کہتا ہے کہ اس شہر کے لوگوں میں
ایک پیر مرد تھا حضرتؑ کے ارشاد کو سنکر ان لوگوں سے کہنے لگا کہ اے قوم آگاہ ہو کہ حضرت شعیبؑ نے
جو کہ پیغمبر خدا تھے اپنے لوگوں کو اسطرح پکارا تھا قسم ہے خدا کی کہ اگر تم لوگوں نے اپنی دکانوں کو نہ کھولا تو
ضرور عذابِ خدا آسمان و زمین سے تمکو گھیر لیگا چاہئے کہ اس امر میں تم لوگ میری تصدیق کرو اور میری
کہنے کو عمل میں لاؤ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں قال فبادروا فاخرجوا الی محمد بن علی واصحابہ الاسواق
والماء فاخبر ہشام بن عبد الملک خبر الشیخ فبعث الیہ فلم یدر ما صنع بہ اس شیخ کی
نصیحت کو سنکر لوگوں نے بازاروں کو آراستہ کر دیا اور کھانے پینے کی چیزیں حضرتؑ کی خدمت اقدس میں
حاضر کیں لوگوں نے اس خبر کو ہشام سے بیان کیا وہ سنکر اس مرد بزرگ پر غضبناک ہوا اور اسکو اپنے پاس
طلب کیا معلوم نہیں کہ اسکے ساتھ کیا سلوک کیا (۹) عن ہشام ابن معاذ قال کنت جلیس ـــ
عمر ابن عبد العزیز حیث دخل المدینۃ فامر منادیہ فنادی من کانت لہ مظلمۃ او ظلامۃ
فلیات الباب ہشام بن معاذ کہتا ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب اپنی خلافت کے زمانہ میں شام سے مدینہ میں
آیا تو میں اسکے ساتھ تھا اسنے حکم دیا کہ مدینہ میں پکار دیا جائے کہ جس شخص پر کچھ ظلم ہوا ہو یا کوئی جاگیر چھین
لی گئی ہو وہ ہمارے پاس آکر دادخواہی کرے فاتاہ محمد بن علی یعنی الباقر علیہ السلام فدخل
الیہ مولاہ مزاحم فقال ان محمد بن علی بالباب فقال لہ ادخلہ یا مزاحم جب منادی نے ندا کی تو
محمد بن علی یعنی باقر علیہ السلام اسکے پاس تشریف لے گئے اور مزاحم نامی ایک غلام اسکا تھا اسنے آکر اطلاع
کی کہ محمد بن علیؑ تشریف لائے ہیں عمر نے مزاحم سے کہا کہ مزاحمت نکرو اور آنے دو فقال محمد بن علی یا عمر
انما الدنیا سوق من الاسواق فمنہا خرج قوم بما ینفعہم ومنہا خرجوا بما یضرہم حضرتؑ نے

فرمایا کہ اے عمر دنیا ایک بازار ہی کچھہ لوگ تو یہاں سے وہ چیزیں حاصل کرینگے جسمیں انکو نفع ہوگا اور کچھہ لوگ ایسا سودا کرینگے جسمیں نقصان اُٹھاوینگے فاستر عبوا فخرجوا من الدنیا ملومین لما لم یاخذ والما احبوا من الاخرۃ عدۃ ولا مما کرھوا جنۃ وہ لوگ خوف زدہ اور ملامت زدہ ہوکر دنیا سے گئے کہ زاد راہ آخرت کا کسی کو کفیل نہ پایا اور جس عذاب سے کہ ڈرتے تھے کوئی انکو آڑے نہ آیا فاتق اللہ واجعل فی قلبک اثنین تنظر الی الذی تحب ان تکون معک اذ قدمت علی ربک فقدمہ بین یدیک وتکرہ ان تکون معک اذ قدمت علی ربک فابتغ بہ البدل فاتق اللہ یا عمر وافتح الابواب واقض المظلوم ورد المظالم خوفِ خدا کر اور دو باتوں کا خیال رکھہ ایک یہ کہ جو اعمال کہ تو اپنے ساتھہ خدا کے سامنے لیجانا چاہتا ہو انہی میں مشغول رہ دوسرے جو فعال اپنی خدا سے چھپانا چاہتا ہو انکو بدلے میں نیکی کر اور اے عمر خدا سے ڈر دروازوں کو کھولدے اور باتوں کو درست کر مظلوم کی اعانت کر جسکا حق بظلم چھین گیا ہو اسکو واپس کر فدعا عمر ابن عبد العزیز بدواۃ و قرطاس وکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما رد عمر بن عبد العزیز ظلامۃ محمد بن علی فدک حضرت کا وعظ و پند سنکر عمر بن عبد العزیز نے قلم دوات مانگی اور لکھدیا کہ باغ فدک جو حق محمد بن علی کا ہے اور بظلم لے لیا گیا تھا عمر بن عبد العزیز نے واپس کر دیا (۱۰) کتاب خرائج و جرائح میں جناب صادق علیہ السلام سے اسطرح مرقوم ہی کہ زید بن حسن نے جو کہ حضرت کا چچا ہوتا تھا اس جناب سے نزاع و مخالفت کی اور چاہا کہ میراث پیغمبر خدا کی تقسیم کر لی ہر چند بحکم خدا و بمعجزہ امامت بدفعات سنگ و درخت نے حضرت کی حقیت پر گواہی دی مگر زید اپنی خباثت سے باز نہ آیا آخر بسبب بغض و حسد کے مدینہ کو چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا وہاں پہنچکر ہشام بن عبد الملک کو حضرت کی دشمنی پر آمادہ کیا ہشام نے اس بدبخت کی اغوا سے عامل مدینہ کو لکھا کہ محمد بن علی کو مقید و محبوس کر کے میرے پاس روانہ کر دے عامل مدینہ نے انکو جواب میں لکھا کہ میں خلیفہ عصر کی متابعت سے باہر نہیں ہوں لیکن فرمانبردار کو لازم ہے کہ جو امر کہ اپنے آقا کی خیرخواہی کا ہو اسکی عرض کرنے میں دریغ نکرے اسلئے میں لکھتا ہوں کہ تونے جسکی اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا ہی وہ ایسا شخص ہے کہ مثل انکے زاہد و پرہیزگار و عفیف روئے زمین پر دوسرا نہیں ہے ہمیشہ محراب عبادت میں بیٹھا رہتا ہی خوش الحانی قرات اس مرتبہ پر ہی کہ مثل داؤد علی نبینا علیہ السلام کے مرغان ہوا اور درندے گرد انکے جمع ہوکر انکی قرات کو سنتے ہیں سب آدمیوں سے علم میں افضل اور رقیق القلب ہے اور ریاضت عبادت میں یکتا ہی امیر المومنین کو مناسب نہیں کہ ایسے شخص کو اذیت پہنچاوے اسلئے کہ خداوند عالم اپنی نعمت و رحمت سے کسی طائفہ کو محروم نہیں کرتا ہی مگر اس وقت کہ وہ کفران نعمت کرے جب نوشتہ عامل مدینہ کا خلیفہ کو پہنچا تو یہ سمجھکر کہ عامل نے خیرخواہی سے لکھا ہی بہت خوش ہوا اور حضرت کی اذیت پہنچانے سے باز رہا مگر پھر زید بن حسن کی اغوا سے دوسرا خط عامل مدینہ کو لکھا اسکا مضمون یہ تھا کہ متروکات رسول خدا محمد بن علی سے لیکر میرے لئے بھیجوا دے

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ کا نوشتہ عامل کے پاس پہنچا تو وہ لیکر میرے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس نوشتہ کو پڑھکر تھوڑے دنوں کی مہلت چاہی بعد چند روز کے اسباب کو سرانجام کرکے والی مدینہ کے پاس بھجوا دیا والی نے موافق حکم خلیفہ کے اس اسباب کو شام میں روانہ کیا اسباب کے پہنچنے سے خلیفہ کو بہت سرور ہوا اور زید کو طلب کرکے سب اسباب کھلایا اس بجیانے خلیفہ سے کہا کہ تبرکات رسول خدا میں سے کوئی چیز اس میں نہیں ہے خلیفہ نے وہ اسباب اہل شام کو دکھا کر انسے کہا کہ یہ تبرکات رسول خدا ہے کہ محمد بن علی نے میرے لئے بھیجا ہے اور زید بن حسن پر غضبناک ہوکر طوق و زنجیر میں سلسل کرکے حضرت کی خدمت اقدس میں روانہ کیا اور اس جناب کی خدمت میں لکھا کہ میں آپکے پسر عم زید بن حسن کو آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں آپ اسکو سزا دیجئے جسوقت زید مدینہ میں پہنچا حضرت نے اس سے فرمایا کہ وائے بحالیت تیرے زید کیسے کیسے امور عظیمہ تجھسے صادر ہوتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے بمکر و دغا ایک خلعت نفیس طلائی اور زین مرصع باہل سے تعبیہ کرکے زید کے ساتھ میرے والد نامدار کی خدمت میں بھجوایا تھا حضرت نے زید سے خطاب کرکے فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس درخت کو جس سے اس زین کی لکڑی تراشی گئی مگر تقدیر الہی سے چارہ نہیں ہوسکتا پس وائے ہے اس شخص پر کہ جسکے ہاتھ سے امور شرک کے جاری ہوتے ہیں ایک بار اونٹ پر اس زین کو کسوا کر سوار ہوئے سوار ہوتے ہی حضرت کے اعضائے مبارک میں ورم ہوگیا جب اونٹ سے اترے تو حضرت کا حال بہت متغیر تھا اسوقت اس جناب نے ان کپڑوں کو جس سے احرام باندھتے تھے منگوا کر وصیت فرمائی کہ انہیں کپڑوں سے حضرت کا کفن کیا جائے تین روز تک بسبب اثر زہر کے وہ جناب مبتلائے مرض رہے چوتھے روز رحمت الہی سے واصل ہوگئے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابھی تک وہ زین اہلبیت اطہار میں موجود ہے اور بعد شہادت امام کے زید بن حسن بھی بیمار و پریشان ہوگیا صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیا اور اسی حالت میں مرگیا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو عبد اللہ سنۃ ثلث و ثمانین و مضی علیہ السلام فی شوال من سنۃ ثمان و اربعین و مائۃ و لہ خمس و ستون سنۃ ؁ رئیس المحدثین ملا محمد یعقوب کلینی نے کتاب اصول کافی میں رقم فرمایا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سن تراسی ہجری میں متولد ہوئے اور سن ایکسو اڑتالیس ہجری ماہ شوال میں حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی اور سن مبارک اس امام عالی مقام کا پینسٹھ برس کا تھا و دفن بالبقیع فی القبر الذی دفن فیہ ابوہ وجدہ والحسن بن علی اور مدفون ہوئے وہ جناب جنت البقیع میں قریب قبر مطہر جناب امام محمد باقر علیہ السلام

امام زین العابدینؑ امام حسن علیہم السلام کی وامّه ام فروة بنت القاسم بن محمد ابن ابی بکر وامها اسما بنت عبد الرحمن بن ابی بکر مادرِ گرامی اُس جناب کی ام فروہ ہیں اور وہ پوتی تھیں محمد بن ابی بکر کی اور نواسی تھیں عبد الرحمن بن ابی بکر کی (۲) عن المفضل ابن عمر قال وجہ ابو جعفر المنصور الی الحسین بن زید وهو والیه علی الحرمین ان احرق جعفر بن محمد فی داره مفضل بن عمر سے منقول ہے کہا اُسنے کہ ایک مرتبہ منصور دوانقی نے حسین بن زید کو کہ اُنکی جانب سے مکہ اور مدینہ کا حاکم تھا حکم کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان میں آگ لگادو تا حضرت مع گھر کے جل جاویں فالقی النار فی دار ابی عبد اللہ علیه السلام فاخذت النار فی الباب والدهلیز اُسنے موافق اُسکی اشارہ کے خانۂ اہلبیتِ رسالت کو جلا دیا اور آگ مشتعل ہوئی یہانتک کہ در و دیوار کو گھیر لیا اور آمد و شد کی راہ مسدود ہو گئی فخرج ابو عبد اللہ علیه السلام یتخطی النار ویمشی فیها ویقول اُسوقت حضرتؑ بمعجزۂ امامت آگ کو روندتے ہوئے دولتخانہ سے باہر نکلے اُس حالت میں کہ حضرت کی زبانِ اقدس پر یہ کلمات جاری تھے انا ابن اعراق الثری انا ابن ابراهیم خلیل اللہ میں فرزند اُن بزرگوں کا ہوں جو بنیاد ہیں بقائے زمین کے میں ہوں فرزند حضرت ابراہیم کا کہ جو خلیل الرحمن ہیں (۳) عن احمد بن عمر بن ابی المقدام قال وقع الذباب علی المنصور فذبه عنه فعاد فذبه عنه حتی ضجره فدخل علیه جعفر ابن محمد علیه السلام احمد بن عمر بن ابی المقدام سے روایت ہے کہا اُسنے کہ ایکمرتبہ منصور دوانقی پر مکھیوں نے ہجوم کیا ہر چند یہ اُڑاتا تھا مگر مکھیاں دفع نہوتی تھیں یہانتک کہ اُسکو پریشان کر دیا اُسوقت امام جعفر صادق علیہ السلام اُسکے پاس تشریف لیگئے فقال له المنصور یا ابا عبد اللہ لِمَ خلق اللہ تعالی الذباب فقال لیذل به الجبابرة منصور نے حضرتؑ سے پوچھا کہ اے ابو عبد اللہ خداوند تعالی نے مکھیوں کو کیوں پیدا کیا ہے حضرتؑ نے فوراً فرمایا اسلئے کہ متکبر و اُنسے ذلیل کرے (۴) وذکر الحافظ ابو القاسم خلف بن عبد الملک ابن مسعود القرطبی فی کتاب المستغیثین وابن جوزی فی الصفوة عن اللیث بن سعد حافظ ابو القاسم خلف ابن عبد الملک بن مسعود قرطبی نے کتاب مستغیثین میں اور ابن جوزی نے صفوہ میں روایت کی ہے لیث بن سعد سے قال حججت سنة ثلث عشرة ومائة فلما صلیت العصر رقیت ابا قبیس فاذا رجل جالس یدعو لیث ابن سعد نے کہا کہ سن ایک سو تیرہ ہجری میں میں حج کو گیا تھا ایکدن بعد ادائے نماز عصر کے کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا وہاں جاکر دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا درگاہِ باری تعالی میں دعا کر رہا تھا فقال یا رب یا رب حتی انقطع نفسه ثم قال یا اللہ یا اللہ حتی انقطع نفسه ثم قال

یا حی یا حی حتی انقطع نفسہ ثم قال یا رحیم یا رحیم حتی انقطع نفسہ ثم قال یا ارحم الراحمین
حتی انقطع نفسہ بخضوع و خشوع تمام اپنے خالق سے کہہ رہا تھا یا رب یا رب یہانتک پکارا کہ سانس
منقطع ہوگئی بعد اسکے یا اللہ یا اللہ کرکے پکارا یہانتک کہ سانس منقطع ہوگئی پھر یا حی یا حی کہا یہانتک کہ
سانس منقطع ہوگئی پھر یا رحیم یا رحیم کہہ کے پکارا یہانتک کہ ایک سانس تمام ہوئی پھر یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین
کہہ کر ندا کی تا اینکہ سانس منقطع ہوئی ثم قال اللھم انی اشتھی العنب فاطعمنیہ وان بردی
قد اخلق فاکسنی بعد اسکے درگاہ باری میں عرض کی کہ بارخدایا میں انگور کی خواہش کرتا ہوں وہ
مجھکو اور ردا میری کہنہ ہوگئی پس دوسری چادر پہناوے قال اللیث فواللہ ما استتم کلامہ حتی
نظرت الی سلۃ مملوءۃ عنبا ولیس علی وجہ الارض یومئذ عنب و بردین جدیدین
موضوعین علیہ لیث کہتا ہے قسم بخدا ہنوز حضرتؑ کا کلام تمام نہوا تھا کہ دیکھا مینے ایک زنبیل تازہ
انگوروں سے بھری ہوئی رکھی ہے حالانکہ انگور کی فصل نہ تھی اور دو چادریں نئی اسپر رکھی ہوئی ہیں
فاراد ان یاکل فقلت انا شریکک فقال ولم قلت لانک تدعو وانا اؤمن حضرتؑ نے
ارادہ کیا کہ انگوروں کو نوش فرماویں مینے کہا یا حضرتؑ میں بھی آپ کا شریک ہوں اس جناب نے پوچھا تو
کیوں شریک ہے مینے عرض کی کہ جب آپ دعا کرتے تھے تو میں آمین کہتا تھا فقال لی تقدم وکل ولا
تخبا شیئا فتقدمت واکلت شیئا لم اکل مثلہ قط فاذا ھو عنب لا عجم لہ فاکلت حتی شبعت
والسلۃ لم تنقص پھر ارشاد کیا کہ آگے آ اور کھا مگر کچھ اپنے پاس چھپا نہ لے جب حضرتؑ نے اجازت دی تو میں
آگے بڑھ کے کھانے لگا کبھی تمام عمر ایسا لذیذ انگور مجھے نصیب نہوا تھا کہ مطلق بیج کا نام نہ تھا مینے خوب سیر ہو کر
کھایا مگر زنبیل سے کچھ کم نہوا فقال خذ احب البردین الیک فقلت انی غنی عنہما بعد اسکے ارشاد کیا مجھے
کہ ان دونو چادروں میں سے جو تجھے پسند ہو لے لے مینے عرض کی کہ مجھے ان دونو میں سے کسیکی احتیاج نہیں ہے
فقال لی توار عنی حتی البسہما فتواریت عنہ فاتزر بالواحد وارتدی بالاخری پھر مجھسے
فرمایا کہ تو کنارہ ہو جا تو میں ان چادروں کو پہن لوں موافق فرمانے کے میں ہٹ گیا تو حضرتؑ نے ایک
چادر پہن لی اور ایک کو اوڑھ لیا واخذ البردین اللذین کانا علیہ فجعلہما علی یدہ ونزل
اور وہ دو چادریں جو پہلے حضرتؑ پہنے تھے انکو اتار کے ہاتھ میں لے لیا اور کوہ ابوقبیس سے نیچے اترے فاتبعتہ
حتی اذا کان بالمسعی لقیہ رجل فقال اکسنی کساک اللہ فدفعہما الیہ میں بھی حضرتؑ کے پیچھے روانہ ہوا
جب مقام سعی تک پہنچے تو ایک شخص نے آکر حضرتؑ سے ملاقات کی اور عرض کی مجھکو کچھ پہناوے خدا آپکے
حلہ ہائے بہشت سے آراستہ کرے بمجرد سوال آپنے ان دونو چادروں کو انکو حوالہ کر دیا فلحقت الرجل فقلت
من ھذا قال ھذا جعفر بن محمد قال اللیث فطلبتہ لاسمع منہ فلم اجدہ راوی کہتا ہے کہ

میں اسوقت تک حضرت کو نہ پہچانتا تھا اُس سائل کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہہ کون ہیں اُسنے کہا کہ یہہ رہنمائے خلق
جعفر بن محمد ہیں پھر میں حضرت کے پیچھے چلا کہ کچھہ کلام معجز نظام سے بہرہ مند ہوں مگر حضرت سے ملاقات میسر نہوئی

(۵) بسند معتبر یونس بن ظبیان وغیرہ سے روایت ہے کہتا ہے وہ ایکدن ہم لوگ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت
میں حاضر تھے حضرتؑ نے ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ خزانے زمین کے ہمارے ہاتھ میں ہیں اگر ہم اپنے پاؤں سے
اشارہ کریں تو زمین فوراً اپنے خزانوں کو ظاہر کر دے پس حضرتؑ نے ایک پاؤں پھیلایا اور اوپر زمین کے کھینچا
پھر ہاتھ بڑھا کر ایک سونے کا شمس بقدر ایک بالشت کے اُٹھا لیا اور فرمایا کہ دیکھو ہم لوگوں نے نظر کی تو
بہت سے شمش زمین پر تہ بہ تہ پڑے دیکھے کہ وہ چمک رہے تھے اسوقت ایک شخص نے ہم لوگوں میں سے
حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ پر میں فدا ہوں ہیں باوجودیکہ آپ اسقدر مال پر قادر ہیں
شیعہ آپ کے اکثر محتاج ہیں حضرتؑ نے جواب دیا کہ خداتعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے لئے بہشت کو خلق کیا
ہے (۶) عبداللہ بن سنان روایت کرتا ہے کہ ایکدن جناب صادقؑ نے مجھسے ارشاد کیا کہ ہمارا ایک حوض ہے
بصرہ سے صنعاء یمن تک تو چاہتا ہے کہ اُسے دیکھے میں نے عرض کی ہاں یا حضرتؑ میں آپ پر قربان ہوں اسوقت
حضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ سے باہر لیجا کر ایک پاؤں زمین پر مارا فوراً مجھے ایک نہر معلوم ہوئی کہ کنارا
اُسکا ناپیدا تھا اور جہاں ہم کھڑے تھے وہ جگہہ مثل جزیرے کی تھی پھر اُس مقام پر ایک نہر ظاہر ہوئی کہ
ایک طرف اُسکی برف سے زیادہ صاف اور شفاف پانی جاری تھا اور دوسری طرف دودھ بہہ رہا تھا اور
بیچمیں اُس نہر کے شراب یاقوت رنگ موجیں مار رہی تھی باوجودیکہ پانی اور دودھ اور شراب سب ایک جا
نہر میں تھی لیکن الگ الگ معلوم ہوتے تھے اور شراب کی سُرخی دونو سفیدیوں میں ایسی خوشنما معلوم ہوتی
تھی کہ روح کو فرحت ہوتی تھی میں نے عرض کیا کہ یا حضرتؑ میں آپ پر فدا ہوں یہہ نہر کہاں سے نکلی ہے
فرمایا کہ یہ ایک چشمہ ہے بہشت میں کہ خداتعالیٰ نے قرآن میں اُسکی صفت کی ہے اِس نہر کے کنارہ پر
درخت دیکھے اُن درختوں پر حوریں بیٹھی ہوئی ہیں بال اُنکے ایسے حسن و خوبی کے ساتھ تھے کہ میں نے کبھی ایسے
بال نہ دیکھے تھے اُن حوروں کے ہاتھ میں ظروف تھے اُن ظرفوں کی خوبی اور لطافت عقل میں نہیں
آسکتی ہے اُن ظرفوں کو ظروف دنیا سے کچھہ مشابہت نہ تھی حضرتؑ نے ایک حور کے قریب جاکر پانی کا اشارہ
کیا فوراً درخت خم ہوا اور اُس حور نے جھک کر ایک ظرف اُس حوض سے بھرا اور بادب تمام حضرتؑ کے ہاتھ
میں دیا پھر وہ درخت سیدھا کھڑا ہو گیا حضرتؑ نے وہ ظرف مجھے عطا فرمایا پینے کے ساتھ ہی مجھے ایسی فرحت
حاصل ہوئی کہ بیان سے باہر ہے کبھی میں نے کوئی چیز ایسی لطیف لذیذ نہیں چکھی تھی خوشبو اُسکی مشک کی سی تھی
کاسہ میں نظر کی تو اُسمیں تین رنگ کا شربت تھا اُسوقت میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان ہوں میں نے کبھی
ایسا حال مشاہدہ نہیں کیا اور نہیں جانتا تھا کہ ایسے عجائب و غرائب عالم میں ہوتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ

خدا تعالی نے ہماری شیعوں کے لئے جو مہیا کیا ہے اُس سے یہہ ادنی چیز ہی جب مومن دنیا سے جاتا ہے تو اُنکی روح
کو اسی مقام پر لاتے ہیں اور انہیں باغوں میں سیر کرتا ہی اور اسی نہر سے سیراب ہوتا ہی اور جب دشمن
ہمارا مرتا ہی تو اُسکی روح کو وادی برہوت میں پہنچاتے ہیں وہ ایک صحرا ہی حوالی یمن میں وہاں ہمیشہ
معذب رہتا ہے (۲) عن الربیع حاجب المنصور قال بعث المنصور الی الصادق جعفر بن
محمد یستقدمه لشئی بلغه عنه — کتاب امالی میں منقول ہے ربیع حاجب منصور دوانقی سے کہتا ہی
وہ کہ ایک مرتبہ کچہہ لوگوں نے خلیفہ کے پاس حضرت کی چغلی کہائی اُنے غضبناک ہوکر حضرت کو طلب کیا فلما
وا نابه خرج وقال اعیذک بالله من سطوة هذا الجبار فانی رایت حرده علیک شدیدا جب
حضرت منصور دوانقی کے مکان کے قریب پہنچے اُسوقت ربیع نے دروازی سے باہر نکلکر حضرت کی خدمت میں
عرض کی کہ آپ کو خداوند کریم کی پناہ میں دیتا ہوں سطوت وغضب سے اس جبار کے کہ اسوقت وہ آپ پر نہایت
غضبناک ہی فقال الصادق ع علی من الله جُنة واقية حضرت نے بزبان معجز بیان ارشاد فرمایا کہ
خداوند عالم کی حفاظت میری لئے سپر اور زرہ ہے استاذن علیه فاستاذن فاذن له فلما
دخل سلم فرد علیه السلام تو میرے آنیسے منصور کو مطلع کرا اور دخل ہونیکا اذن لے حسب ارشاد حضرت
اُسکو خبر کی گئی تو اُسنے حضرت کو بلوالیا جب سامنے تشریف لیگئے تو موافق طریقۂ نبوی کے رسم سلام کو بجالائی
اُسنے بعد جواب سلام کے حضرت سے خطاب کرکے کہا یا جعفر قد علمت ان رسول الله صلی الله
علیه وآله قال لابیک علی لولا خفت ان یقول فیک طوائف من امتی ما قالت النصاری فی
المسیح لقلت فیک قولا لا تمر بملاء الا یاخذون التراب من تحت قدمیک ویستشفون به
یعنی اے جعفر تم جانتے ہو کہ جناب رسالت مآب نے تمہارے پدر بزرگوار علی بن ابیطالب سے خطاب کرکے
فرمایا کہ اے علی اگر مجھکو یہہ خوف نہوتا کہ چند گروہ میری اُمت کے تمہیں بھی ایسا ہی سمجھنے لگینگے جیسا کہ نصاری
عیسے کو کہتے ہیں تو میں بیان کرتا تمہارے باب میں ایسا کچہہ کہ جس محفل و مجلس کی طرف تم گزر کرتے
لوگ تمہارے قدم کے نیچے سے خاک اُٹھاکے اُس سے طلب شفا کرتے وقال علی یهلک فی اثنان ولا
ذنب لی محب غال ومفرط قال اور فرمایا علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ گمراہ ہوگئی
میرے باب میں دو گروہ کہ شومی اعمال اُنکی ہرگز میرے طرف عائد نہیں ہے ایک وہ قوم ہیں کہ جو میری دوستی
میں غلو کرتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ کہ جو مجھسے دشمنی رکھتے ہیں اس حدیث کو حضرت نے مقام عذر میں فرمایا
ہے کہ لوگ جانیں کہ حضرت بقول غالی ہونے سے راضی نہیں ہیں ولعمری ان عیسی بن مریم لو
سکت عما قالت فیه النصاری لعذبه الله اور قسم ہے اپنی جان کی اگر حضرت عیسے سکوت کرتے اُن باتوں سے
جو نصاری اُنکے حق میں کہتے تھے تو خدا تعالی اُنپر عذاب کرتا حضرت منصور نے اس حدیث کو تمہید اذکر کیا تھا

غرض انکی اس سے یہہ تھی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو الزام دے اب سنو کہ بعد اس تمہید کے اُنہنے کیا کہا
کہا کہ اے جعفر تم جانتے ہو کہ تمہارے شیعوں نے اور دوستوں نے تمہارے باب میں بہت افراط کی ہے اور تمپر بہتان باندھتے
ہیں باوجود انکی بھی تم ساکت ہو اور نہ انکو کچھ مزاحم نہیں ہوتے یہہ سکوت کرنا تمہارا باعث غضب و قہر مالک
روز جزا کا ہوگا یزعم وغاد الحجاز ورعاع الناس انک خیر خلق اللہ وخلیفۃ اللہ وحجۃ المعبود
وترجمانہ وعیبۃ علمہ ومیزان قسطہ ومصباحہ الذی یقطع بہ الطالب عرض الظلمۃ
زعم ناقص حمقائے حجاز و سفہائے مردم میں تم بہترین خلق اللہ ہو اور خلیفہ پروردگار ہو اور ناموس رحمانہ
اور حجت یگانہ اور تفسیر کرنیوالے کلام باری کے اور صندوق علم اور ترازوئے عدل ہو اور چراغ ہدایت ہو کہ
طالب تمہارا قطع کرتا ہے تاریکی جہل کو اور حاصل کرتا ہے روشنی ایمان کو اور کہتے ہیں یہی حمقائے حجاز کہ جس
شخص نے دنیا میں تمہارے مرتبہ کو نہیں سمجھا کوئی عمل نیک اسکا مقبول درگاہ احدیت نہوگا اور قیامت
میں اسکی ترازو اعمال حسنات سے خالی ہوگی لوگ نسبت کرتے ہیں تمہاری طرف اس مرتبہ کی جسکے تم سزاوار
نہیں ہو اور بیان کرتے ہیں ایسی چیزیں جو تم میں موجود نہیں ہیں فاول من قال الحق جدک واول
من صدقہ علیہ ابوک وانت حری ان تقتص آثارہما وتسلک سبیلہما جسنے پہلے بروئے
راستی و حق کلام کیا ہے وہ جد نامدار تمہارے محمد مصطفے ہیں اور پہلے جسنے انکے حق پر تصدیق کی پدر بزرگوار
تمہارے علی مرتضی ہیں پس تم سزاوار ہو کہ اپنے جد و آبا کے اطوار کی پیروی کرو اور انکے طریقے پر رفتار کرو
فقال الصادق ع انا فرع من فرع الزیتونۃ وقندیل من قنادیل اھلبیت النبوۃ وادیب السفرۃ
وربیب الکرام البررۃ ومصباح من مصابیح المشکوۃ التی فیہا نور النور وصفو الکلمۃ
فی عقب المصطفین الی یوم الحشر والنشور حضرت صادق علیہ السلام نے
انکی اعتراض سفاہت آمیز کو سنکر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ میں ایک شاخ ہوں شاخ زیتونیہ سے
حضرات زیتونیہ کنایہ ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ سے اور شاخ سے اسکے جناب امام حسین علیہ السلام
مراد ہیں کہ جناب صادق علیہ السلام ایک فرع ہیں اس شاخ سے جناب احدیت کلام مجید میں فرماتا ہے شجرۃ مبارکۃ
زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ علمائے تفسیر نے شجرہ مبارکہ سے جناب ختمی مآب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و
آلہ کو مراد لیا ہے اور فرمایا میں ایک قندیل ہوں قنادیل خانہ نبوت سے یعنی رفتار کرنیوالا ہوں موافق اخلاق
آداب انبیا کی تربیت پائے ہوئے ہوں پرہیزگاروں سے چراغ ہوں چراغہائے مشکوۃ سے جسمیں نور کی
تجلی ہے اور کلمہ باقی ماندہ ہوں نسل برگزیدگان خدا سے تا روز قیامت فالتفت المنصور الی
جلسائہ فقال ھذا قد احالنی علی بحر مواج لا یدرک طرفہ یتحیر فیہ العلماء ویغرق فیہ السبحاء
حضرت کے کلام معجز نظام کو سنکر منصور اپنے مصاحبوں سے کہنے لگا کہ حضرت کے کلام نے مجھے ایسے دریائے

سماج میں ڈالا کہ جسکا کنارہ پیدا نہیں ہے جسمیں علما حیران ہوجائیں اور جسکے دریا میں پیراک ڈوب جائیں
نہیں کلام کی نفی ہوسکتی ہے اور نہ انکا قتل کرنا شرعاً اور عرفاً یا عقلاً جائز ہوسکتا ہے اگر میرا مربیہ ایک
خاندان سے نہ ہوتا یا رعایت قرابت منظور نہ ہوتی تو انکو بھی اذیت پہنچاتا کہ جس سے دوسروں کو عبرت ہوتی اسلئے
کر بیٹھو کر سنا ہے کہ کثیر یہ ہم پر طعن کرتے ہیں اور لوگوں سے ہمارے عیوب بیان کرتے ہیں فقال الصادق
لاتقبل فی ذی رحمک واهل الرعایة من اهل بیتک قول من حرم الله علیه الجنة وجعل مثواه
النار ۔ حضرت نے فرمایا کہ جسپر حق سبحانہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کیا ہے اور جہنم کو محل سکونت اسکا بنایا ہے
تو اسکے قول کو اپنی اہلبیت کے باب میں جنسے صلہ رحم و رعایت کرنا چاہیے باور نکر فان النمام شاهد زور
وشریک ابلیس فی الاغراء بین الناس ہو سمجھو کہ غیبت افترا کرنیوالا شاہد زور
ہے اور باہمیں نزاع و فساد ڈالنے میں شریک ابلیس ہے وقد قال الله تبارک وتعالیٰ حق تعالےٰ
نے فرمایا ہے یا ایها الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة
فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین یعنی اے ایماندارو اگر کوئی بدکار تمہیں خبر کہے تو اسے تحقیق کرو اگر کسی قوم
بجہالت و ناواقفی پہنچ گئے تو اپنے فعل پر پشیمان ہوگے (۸) عن محمد بن اسمعیل عن موسیٰ
بن القاسم الحضرمی قال ورد ابو عبد الله الصادق من المدینة الی الکوفة فی
اول ولایة ابی جعفر المنصور العباسی محمد بن اسمعیل نے موسیٰ بن قاسم حضرمی سے روایت کی ہے کہ
انھوں نے کہا کہ ایک سال حضرت صادق علیہ السلام مدینہ منورہ سے وارد شہر کوفہ ہوئے اُن ایام میں ابو جعفر
منصور عباسی تازہ تخت خلافت پر بیٹھا تھا فقال الصادق یا موسیٰ بن القاسم امض الی الطریق
الاعظم فقف علی الطریق هنیئة فانه سیاتیک رجل من ناحیة القادسیة حضرت
صادق نے موسیٰ بن قاسم سے فرمایا کہ اے موسیٰ شاہ راہ کی طرف جا اور ایک لحظہ وہاں توقف کر بعد
ایک ساعت کے قادسیہ کی جانب سے ایک شخص ظاہر ہوگا فاذا دنی منک فقل له هنا رجل من
ولد رسول الله صلی الله علیه واله یدعوک فانه سیجیء معک جسوقت وہ شخص
تیرے قریب آوے تو اس سے کہنا کہ یہاں ایک شخص اولاد رسول خدا سے ہے وہ تجھے بلاتا ہے جب تم
پیغام میرا تو اسے دیگا وہ شخص سنکر خوش ہوگا اور تیرے ساتھ آویگا قال موسیٰ فمضیت ووقفت
علی الطریق وکان الحر شدیدا فمددت بصری فی الفلات فنظرت شیئا مقبلا
من بعید فاذا هو رجل علی بعیر موسیٰ بن قاسم کہتا ہے موجب ارشاد حضرت کے میں اس شاہراہ
پر جاکر کھڑا ہوا اُن ایام میں گرمی کی بہت شدت تھی پس بجانب صحرا میں نے نگاہ کی ناگاہ دیکھا میں نے کہ
دور سے کوئی شخص آتا ہے جب بغور میں نے نگاہ کی ایک شخص شتر سوار نظر آیا کہ میری طرف کو آتا ہے

فلما دنی منی قلت یا هذا ان هنا رجل من ولد رسول الله یدعوک وقد وصف لی
بجمیع صفاتک یعنی جب وہ شتر سوار میرے قریب آیا میں نے اُس سے کہا اے شخص یہاں ایک جگہ ایک مرد اولاد رسول خدا سے
حاضر ہے انہوں نے تجھے بلایا ہے اور جو جو اوصاف تیرے ہیں اُن علامتوں سے اُنہوں نے مجھے خبر دی ہے فزاد عجابہ
وسر بذالک وقال اذھب بنا الیہ وہ شتر سوار یہ کلام سنکر متعجب ہوا اور نہایت مسرور ہو کر
مجھ سے کہنے لگا مجھے انکی خدمت میں لیچل قال فجاءہ الرجل حتی اناخ بعیرہ علی باب خیمۃ الصادق
ودخل علیہ وقبل یدیہ ورجلیہ غرض وہ شتر سوار حضرت صادقؑ کی خدمت میں آیا
اور اونٹ کو خیمہ کے دروازہ پر بٹھا کر اُترا اور داخل ہو کر حضرتؑ کو سلام کیا اور دستہائے اطہر پاہائے انور کو
بوسہ دیا فقال لہ الصادق من این اقبلت قال من اقصی بلاد الیمن حضرت صادقؑ
نے اُس سے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں سے آیا ہے اُنہوں نے عرض کی اے مولا میں شہر یمن سے آیا ہوں فقال
لہ انت من موضع کذا وکذا واسمک کذا قال نعم حضرتؑ نے فرمایا فلانے محلہ میں تیرا گھر تھا
اور نام تیرا یہ ہے اُسنے عرض کی ہاں یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال فیما جئت قال لزیارۃ قبر
الحسین فقال لہ الصادق لیس جئت من غیر حاجۃ الا للزیارۃ قال نعم حضرتؑ نے پوچھا تو جو اتنی
راہ دور و دراز سے کس کام کے لئے آیا اُسنے کہا زیارت امام حسینؑ کے واسطے آیا ہوں حضرتؑ نے فرمایا فقط
زیارت کے لئے آیا ہے اور کوئی کام ضروری نہیں ہے اُنہوں نے کہا لا الا ان اصلی عند قبرہ وازورہ واسلم
علیہ وارجع الی اھلی تاکہ قبر مطہر کے نزدیک نماز پڑھوں اور حضرتؑ کی زیارت کروں اور اُن
جناب پر سلام بھیجوں بعد اسکے اپنی اہل و عیال کی طرف پھر جاؤں فقال لہ الصادق فما ترون من
زیارتہ قال انا نری البرکۃ والشفاء فی انفسنا واھالینا واموالنا ومعایشنا وقضاء
حوائجنا حضرتؑ نے فرمایا تمنے کیا فائدہ دیکھا ہے جناب کی زیارت میں اُنہوں نے کہا کہ ہم دنیا میں ہم
برکت دیکھتے ہیں اور شفا پاتے ہیں اور دولت ہماری زیادہ ہوتی ہے اور حاجات دنیوی و اخروی ہماری بر آتے ہیں
فقال الصادق فلا تحب ان ازیدک من فضل زیارتہ فقال ای واللہ حضرتؑ نے فرمایا کہ
کیا تو خواہاں ہے کہ زیادہ تر اس سے فضیلت زیارت کی تجھسے بیان کروں اُنہوں نے عرض کی ہاں مولا قسم بخدا میں خواہاں
ہوں اس بات کا فقال اعلم یا اخا الیمن ان زیارۃ الحسینؑ تعادل حجۃ مبرورۃ مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حضرتؑ نے فرمایا اے برادر یمنی جو شخص کہ زیارت امام حسینؑ کی بجالاوے گویا
اُسنے رسول خدا کے ساتھ ایک حج مقبول کیا فتعجب الرجل من ذلک فقال الصادق لا
تعجب یا اخا الیمن بل تعادل حجتین مبرورتین فتعجب الرجل من ذلک فلم یزل الصادق
یزیدہ حتی قال لہ تعادل ثلثین حجۃ مبرورۃ مقبولۃ مع رسول اللہ صلعم

جب اُس نے اسقدر زیارت کا ثواب سُنا متعجب ہوا حضرت صادقؑ نے فرمایا اسپر او تعجب نکر بلکہ ثواب نو حج مقبول کا
اُسے عطا ہوتا ہے وہ حج کہ رسولِ خدا کے ساتھ ہوا ہو یہہ سُنکر وہ مرد نہایت متعجب ہوا حضرتؑ نے اور ترقی کی
یونہی ہر بار وہ تعجب کرتا تھا اور حضرت بڑھاتے جاتے تھے یہانتک کہ حضرتؑ نے فرمایا بلکہ ثواب تیس حج مقبول کا
جو رسولِ خدا کے ساتھ بجالایا ہو اُسکو عطا ہوگا فقال الرجل اذا کان ھذا فضل زیارتہ فواللہ لا افارقہ
حتی اموت اُس مرد نے کہا اگر ثواب زیارت کا اسقدر ہے تو بخدا قسم کہ میں کبھی مرقدِ اطہر سے جدا نہوگا جبتک
کہ روح میری جسم سے مفارقت کرے قال ولم یزل الرجل لائذا بقبر الحسین حتی مات راوی کہتا ہے
جو اُس شخص نے کہا تھا وہی کیا یعنی اُسدن سے اُنکی قبرِ مطہر کی مجاورت اختیار کی اور عمر بھر وہاں سے جدا نہوا
(۹) کتاب کافی میں ابی الصباح سے روایت ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام ایکدن سامنے پھر رہے تھے
امام محمد باقر علیہ السلام نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا اتری ھذا من الذین قال اللہ عزوجل ونرید
ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین یعنی جعفر صادقؑ کو تم نے
دیکھا یہہ اُن لوگوں میں سے ہے جنکی بارے میں حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ونرید ان نمن الخ یعنی جنکو لوگ
روئے زمین پر ضعیف و کم زور سمجھتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اُنپر احسان کریں اور اُنہیں امام بنائیں اور وارث
خلافت کریں یہہ فرمانا جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا دلیل صریح ہے جناب صادقؑ کی امامت و خلافت پر اور
تمام موالف و مخالف متفق ہیں اس بات پر کہ جناب صادقؑ فضل و علم تھے تمام عالم میں ابو حنیفہ کو اہلسنت میں
امام اعظم ہونیکا مرتبہ حضرت صادقؑ کے تصدق میں حاصل ہوا اور ابو یزید کا علوم باطنہ میں شہرہ اور
علم تصوف میں کمال سقائی دولتسرائے صادق آل محمدؑ کے طفیل میں ظاہر ہوا (۱۰) کانت امامتہ
علیہ السلام اربعا وثلثین سنۃ ووصی الیہ ابو جعفر وصیۃ ظاہرۃ ونص علیہ بالامامۃ
حضرتؑ چونتیس برس امام زماں رہے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے بہت سی حدیثیں حضرت کی ثبوتِ
امامت پر نص اور دلیل ظاہر ہیں روی ھشام بن سالم عن جابر بن یزید الجعفی قال سئل
ابو جعفر الباقر عن القائم بعدہ فضرب بیدہ علی ابی عبد اللہ ؑ فقال ھذا واللہ
بعدی قائم آل محمد ازانجملہ روایت کی ہے ہشام بن سالم نے جابر بن یزید جعفی سے کہا اُسنے کہ
پوچھا کسی شخص نے حضرت امام محمد باقر سے کہ یا حضرت بعد آپ کے امام کون شخص ہوگا حضرتؑ نے
جناب امام جعفر صادقؑ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ بعد میرے قائم آلِ محمد صلعم یہ ہے
قد روی للناس من آیات اللہ جل اسمہ الظاہر علی یدہ علیہ السلام ما یدل علی امامتہ
وحقہ وبطلان مقال من . روی الامامۃ لغیرہ روایت کیا ہے اشخاص نے اُن آیات و
معجزات کو جو حضرتؑ کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی ہیں وہ معجزے دلیل ہیں حضرتؑ کی امامت اور ثبوت حقوق پر

اور بطلان پر اُن لوگوں کی جو حضرت کے سوا دوسروں کو امام جانتے ہیں فمن ذلک ما رواہ نقلۃ الآثار
من خبرہ علیہ السلام مع المنصور لما امر الربیع باحضارہ فاحضرہ فلما بصر بہ المنصور
قال قتلنی اللہ ان لم اقتلک اتلحد فی سلطانی ازانجملہ وہ واقعہ ہے جو منصور دوانقی کے
ساتھ اتفاق ہوا روایت کیا ہے اسے کثیر ناقلان آثار نے کہ ایکدن منصور خلیفہ عباسی نے حکم کیا اپنے حاجب کو
کہ نام اسکا ربیع تھا کہ حضرت صادق علیہ السلام کو میرے پاس حاضر کر ربیع نے موافق حکم کے حضرت کو حاضر
کیا جب منصور نے حضرت کو دیکھا کہا کہ خدا مجھکو مارے اگر میں تمکو قتل نکروں تم میری سلطنت میں رخنہ
ڈالتے ہو اور فتنہ وفساد برپا کرتے ہو۔ فقال لہ ابو عبد اللہ واللہ ما فعلت ولا اردت فان کان
بلغک فمن کاذب وان کنت فعلت فقد ظلم یوسف فغفر وابتلی ایوب فصبر واعطی
سلیمان فشکر فھولاء انبیاء اللہ والیھم یرجع حضرت نے جواب دیا کہ قسم بخدا میں نے تیری سلطنت میں
کسی طور کا رخنہ اور فساد نہیں ڈالا بلکہ اس امر کا ارادہ بھی نہیں کیا اس خبر کو جس کسی نے تجھسے بیان کیا
ہے وہ مفتری و کاذب ہے اور اگر بالفرض میں نے کیا ہے تو حضرت یوسف پر انکے بھائیوں نے ظلم و ستم کیا اور
انہوں نے بخش دیا اور حضرت ایوب بلاؤں میں مبتلا ہوگئے تو صبر کیا اور جناب احدیت نے حضرت سلیمان
کو نبوت اور سلطنت تمام روئے زمین کی عطا کی تو وہ اسکا شکر بجا لائے یہ لوگ نبی تھے تجھکو چاہیے کہ تو بھی
ان لوگوں کے طریقے پر رفتار کر۔ فقال لہ المنصور اجل ارتفع فارتفع فقال ان فلان بن فلان
اخبرنی عنک بما ذکرت فقال احضرہ یا امیر المومنین لیوافقنی علی ذلک جب حضرت نے
اسطرح کے کلمے فرمائے تو وہ نادم ہو کر کہنے لگا کہ ہاں میں بھی اسی طریقے پر عمل کرونگا آپ اوپر تشریف
لاویں جب حضرت اوپر جاکر بیٹھے اسوقت اسنے ظاہر کیا کہ فلانے شخص نے مجھسے یہ امور آپکی نسبت میں بیان
کئے ہیں حضرت نے فرمایا اے امیر المومنین اس شخص کو اسوقت حاضر کر تا میرے سامنے آنکر مقابلہ کرے
فاحضر الرجل المذکور فقال لہ المنصور انت سمعت ما حکیت عن جعفر فقال نعم
چنانچہ جب وہ حاضر ہوا منصور نے اس سے پوچھا کہ تو نے جو امر مجھسے بیان کیا خود تو نے حضرت امام جعفر
سے سنا ہے اسنے کہا کہ ہاں میں نے حضرت سے سنا ہے فقال لہ ابو عبد اللہ علیہ السلام فاستحلفہ
علی ذلک ۔ حضرت نے منصور سے فرمایا کہ اس شخص سے قسم لے اس بات کی فقال لہ المنصور
اتحلف قال نعم وابتدأ بالیمین منصور نے اُس شخص سے پوچھا کہ تو قسم کھائیگا اسنے کہا کہ
ہاں میں قسم کھاؤنگا یہ کہکر قسم کھانی شروع کردی فقال لہ ابو عبد اللہ دعنی یا امیر المومنین
استحلفہ انا فقال لہ افعل حضرت صادق علیہ السلام نے اسکی جرات دیکھکر فرمایا کہ اے امیر المومنین
مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس سے قسم لوں منصور نے کہا کہ آپکو اختیار ہے جسطرح سے چاہیں آپ قسم لیں

فقال ابو عبد الله للساعی قل برئت من حول الله وقوته والجأت الی حولی وقوتی لقد
فعل کذا وکذا جعفر حضرتؑ نے اس مفتری سے فرمایا کہ کہہ کہ بری ہوتا ہوں میں حول و قوت
خدا سے اور بھروسا کرتا ہوں اپنی حول و قوت پر کہ جو کچھ میں کہتا ہوں بہ نسبت جعفرؑ کے اسمیں میں
سچا ہوں فامتنع ھنیئۃ ثم حلف بھا فما برح حتی ضرب برجلہ پہلے تھوڑی دیر تو اس
طرح پر قسم کھانے میں تامل کیا آخر اسطرح سے قسم کھائی اور قسم کھاتے ہی گر پڑا اور پاؤں میں رگڑنے لگا
فقال ابو جعفر جروا برجلہ فاخرجوہ لعنہ اللہ اسوقت منصور نے کہا اسکا پاؤں پکڑ کر کھینچو اور
باہر پھینکو کہ یہ شقی لعنت خدا میں گرفتار ہوا قال الربیع وکنت رایت جعفر بن محمد علیہما
السلام حین دخل علی المنصور یحرک شفتیہ وکلما حرکھا سکن غضب المنصور
حتی ادناہ ورضی عنہ ربیع کہتا ہے کہ جسوقت حضرت صادق علیہ السلام منصور کے پاس تشریف لیگئے میں دیکھتا تھا کہ
حضرتؑ کے لبہائے مبارک حرکت کرتے ہیں گویا اسوقت کچھ حضرت پڑھ رہے تھے ساتھ ہی اسکو دیکھا کہ
منصور کا غیظ و غضب فرو ہو گیا اور اسقدر مہربان ہوا کہ اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور بکمال راضی ہوا
فلما خرج ابو عبد الله علیہ السلام من عند ابی جعفر تبعتہ فقلت ان ھذا الرجل کان
اشد الناس غضبا علیک فلما دخلت علیہ کنت تحرک شفتیک وکلما حرکتھما سکن
غضبہ فبای شیء کنت تحرکھما جب حضرتؑ منصور سے رخصت ہو کر باہر تشریف لائے میں حضرتؑ کے پیچھے روانہ
ہوا اور حضرتؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت خلیفہ آپ پر بکمال غضبناک تھا اور آپ
جسوقت اسکے پاس تشریف لیگئے تو آپ کے لبہائے مبارک ہل رہے تھے جسوقت آپ کے لبوں کو جنبش
ہوئی فوراً اسکا غصہ فرو ہو گیا مجھے ارشاد ہو کہ اسوقت آپ کیا پڑھ رہے تھے قال بدعاء جدی
الحسین ابن علی علیہما السلام قلت جعلت فداک ما ھذا الدعاء حضرتؑ نے فرمایا
کہ میں اسوقت اپنے جد نامدار جناب سید الشہداء علیہ السلام کی دعا کو پڑھ رہا تھا ربیع نے عرض کیا کہ میں
آپ پر قربان ہوں وہ دعا کونسی ہے قال یا عدتی عند شدتی ویا غوثی عند کربتی احرسنی
بعینک التی لا تنام واکفنی برکنک الذی لا یرام قال الربیع فحفظت ھذا
الدعاء فما نزلت بی شدۃ قط الا دعوت بہ ففرج عنی ربیع کہتا ہے کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا
اور جس سختی و مصیبت میں اسکو پڑھا فوراً مجھے اس سے نجات حاصل ہوئی قال فقلت لابی عبد الله
جعفر ابن محمد علیہما السلام لم منعت الساعی ان یحلف بالله قال کرھت ان یراہ
الله یوحدہ ویمجدہ فیحلم عنہ ویؤخر عقوبتہ فاستحلفتہ بما سمعت فاخذہ الله
تعالی اخذۃ رابیۃ ربیع کہتا ہے کہ پھر میں نے حضرتؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اے حضرت

آپ نے اس مفتری سے واللہ باللہ کی قسم کیوں نہ لی آپ نے فرمایا کہ میں نے مکروہ جانا اس امر کو کہ وہ ایسی ہی قسم کھائے کہ جسمیں خدا کی وحدانیت اور رحمت نکلتی ہو اور بسبب اسکے کہ خدا تعالیٰ دیکھے کہ وہ اسکی توحید اور تمجید کرتا ہے مبادا بسبب اپنے حلم و رحمت کے عذاب نازل کرنے میں تاخیر فرماوے اسلئے میں نے اسی طرح پر کہلوایا جیسا کہ تو نے سنا پس حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے عذاب سخت میں اُسے گرفتار کیا

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(۱) قال الشیخ المفید رحمہ اللہ تعالیٰ کان مولد ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام بالابواء سنۃ ثمان و عشرین ومائۃ وقبض علیہ السلام ببغداد فی حبس سندی بن شاھک لست خلون من رجب سنۃ ثلث وثمانین ومائۃ فرمایا شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہ ولادت باسعادت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی منزل ابوا میں سن ایک سو اٹھائیس ہجری میں واقع ہوئی مشہور یوں ہے کہ صفر کی ساتویں تاریخ تھی اور شہر بغداد میں سندی بن شاہک کی قید میں ماہ رجب کی چھٹی کو سن ایک سو تراسی ہجری میں اُس جناب نے دار دنیا سے انتقال فرمایا ولہ یومئذ خمس وخمسون سنۃ یعنی عمر جناب کا پچپن برس کا تھا وامہ ام ولد یقال لہا حمیدۃ البربریۃ وقیل الاندلسیۃ حضرت کی والدہ ام ولد تھیں نام انکا حمیدہ ہے اور وہ بربر سے آئی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ اندلس سے آئی تھیں اور اندلس ایک ملک ہے ولایت فرنگستان کا جہاں بنی امیہ کی خلافت کئی سو برس تک رہی وکانت مدۃ خلافتہ ومقامہ فی الامامۃ بعد ابیہ علیہ السلام خمسا وثلثین سنۃ حضرت کی مدت خلافت اور مقام امامت بعد حضرت صادق علیہ السلام کے پینتیس برس تھی وکان یکنی ابا ابراہیم وابا الحسن وابا علی ویعرف بالعبد الصالح والکاظم کنیت اس جناب کی ابو ابراہیم و ابو الحسن و ابو علی ہے اور لوگ حضرت کو عبد الصالح و کاظم کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت رات رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور کیسا ہی کچھ ظلم و ستم ہو جائے آپ درگزر فرماتے تھے اور مدفن مبارک شہر بغداد کے مقابر قریش میں ہے (۲) روی الوشاء عن علی بن الحسین عن صفوان الجمال قال سئلت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن صاحب ھذا الامر فقال ان صاحب ھذا الامر لا یلھو ولا یلعب روایت کی ہے وشا نے علی بن حسین سے اسنے صفوان جمال سے کہا صفوان نے کہ میں نے سوال کیا حضرت صادق علیہ السلام سے کہ امام و رہنمائے خلق بعد آپ کے کون ہے حضرت نے فرمایا کہ سزاوار منصب امامت وہ شخص ہے جو مصروف لہو و لعب نہیں ہوتا فاقبل ابو الحسن موسیٰ علیہ السلام وھو صغیر ومعہ عناق مکیۃ وھو یقول اسجدی لربک

فاخذه ابو عبد الله علیه السلام وضمه الیه وقال بابی وامی من لا یلهو ولا یلعب
حضرت صادق علیہ السلام مجھ سے یہ فرما رہے تھے کہ ناگاہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام داخل ہوئے اُس وقت
وہ جناب کم سن تھے اور ایک بکری کا بچہ اُس جناب کے ساتھ تھا اُس سے فرماتے تھے کہ اپنے خدا کو سجدہ کر
حضرت صادقؑ نے خوش ہو کر اُس معصوم کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ایسے
طفل پر جو مصروف لہو لعب نہیں ہوتا (۳) روی ابو بصیر قال قلت لابی الحسن بن جعفر
علیهما السلام جعلت فداك لم یعرف الامام روایت کی ہے ابو بصیر نے کہ پوچھا میں نے حضرت
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہ فدا ہوں میں آپ پر امام کس علامت سے پہچانا جاتا ہے قال بخصال
اما اولهن فانه بشیء تقدم من ابیه واشار به الیه لیکون حجة فرمایا حضرتؑ نے کہ
پہلی علامت یہ ہے کہ قول امام سابق اُس کی امامت پر نص اور دلیل ہو یعنی اس امام کے باپ نے فرمایا ہو
کہ بعد میرے یہ فرزند میرا خلیفہ اور رہنمائے خلق ہے ویسأل فیجیب اور دوسرے یہ کہ جس مسئلہ کو لوگ اُس
سے استفسار کریں اُسکا جواب شافی دے واذا سکت عنه ابتدأ بلکہ جو امر کہ آدمی کے دل میں ہو قبل
سوال کے اُسے بیان کرے ویخبر بما فی غد خبر دے لوگوں کو اُن ہونیوں کی جو ابھی کل واقع ہونگی
ویکلم الناس بکل لسان اور کلام کرے آدمیوں سے جس زبان میں کہ وہ کلام کریں ثم قال
یا محمد اعطیك علامة قبل ان تقوم بعد اسکے فرمایا کہ اے محمد میں عطا کرتا ہوں تجھے ایک علامت
قبل اسکے کہ یہاں سے تو اُٹھ جائے فلم نلبث ان دخل علیه رجل من خراسان فکلمه
الخراسانی بالعربیة فاجابه ابو الحسن بالفارسیة ابو بصیر کہتا ہے کہ ہنوز میں حضرت کی خدمت سے
مرخص نہوا تھا کہ ایک شخص خراسانی اُس جناب کے پاس داخل ہوا اور زبان عربی میں حضرتؑ سے
باتیں کرنے لگا حضرتؑ نے اُسکو زبان فارسی میں جواب دیا فقال له الخراسانی والله ما منعنی
ان اکلمك بالفارسیة الا انی ظننت انك لا تحسنها مرد خراسانی نے عرض کیا کہ میں نے جو آپ
سے عربی میں باتیں کیں اسکی وجہ یہ ہے کہ میں اپنے زعم میں سمجھا تھا کہ آپ زبان فارسی نہیں سمجھتے ہیں فقال
سبحان الله اذا کنت لا احسن اجیبك فما فضلی علیك فیما یستحق به الامام حضرت نے اُس خراسانی
سے فرمایا کہ سبحان اللہ اگر میں تیرا جواب تیری زبان میں نہ دے سکوں تو مجھے تجھ پر کیا فضیلت ہو اگر امام
مثل سب آدمیوں کے ہو تو مستحق امامت کا کس سبب سے ہو ثم قال یا ابا محمد ان الامام لا یخفی
علیه کلام احد من الناس ولا منطق الطیر ولا کلام شیء فیه روح بعد اسکے فرمایا کہ
اے ابو محمد امام پر کسی شخص کا کلام مخفی نہیں ہے یہاں تک کہ پرندوں کا کلام بھی سمجھتا ہے بلکہ جتنے جانور کہ ذی
روح ہیں امام سب کی زبان کو سمجھتا ہے (۴) روی علی بن ابی حمزة البطائنی قال خرج ابو الحسن

موسی فی بعض الایام عن المدینۃ الی ضیعۃ لہ خارجۃ عنہا روایت ہے علی بن حمزہ بطائنی سے
کہا انہوں نے کہ جناب امام موسی کاظم علیہ السلام ایک دن بیرون مدینہ اپنے باغ کیطرف تشریف لیچلے فصحبتہ وکان
علیہ السلام راکبا بغلتہ وانا علی حمار لی ۔ میں بھی حضرت کے ہمراہ رکاب ہوا وہ جناب اپنے قاطر پر
سوار تھے اور میری سواری میں ایک حمار تھا فلما صرنا فی بعض الطریق اعترضنا اسد
فاحجمت عنہ خوفا واقدم ابو الحسن غیر مکترث بہ تھوڑی ہی راہ قطع کی تھی کہ ناگاہ ایک شیر سامنے سے
نمودار ہوا انکو دیکھتے ہی مجھپر خوف غالب ہوا اور سہم کر کھڑا ہو گیا اور حضرت بیخوف وخطر انکے سامنے
تشریف لیگئے فرایت الاسد یتذلل لابی الحسن ویہمہم فوقف لہ ابو الحسن علیہ السلام
کالمصغی الی ہمہمتہ ووضع یدہ علی کفل بغلتہ وقد ہمتنی نفسی من ذلک وخفت خوفا عظیما
ابو حمزہ کہتا ہے دیکھا میں نے کہ وہ شیر حضرت کے سامنے آنکر جزع و فزع کرنے لگا اور اپنی زبان میں اُن
جناب سے کچھ عرض کرنے لگا اور حضرت بتوجہ تمام اس شیر کی باتوں کو سنتے تھے جیسے حاکم عادل
مستغیث کی فریاد کو بگوش دل سنتا ہے غرض وہ شیر اتنا حضرت کے قریب آیا کہ اپنی پنجہ کو قاطر کے پٹھے
پر رکھدیا یہ دیکھکر ہم وغم مجھپر غالب ہوا اور نہایت ڈرا میں کہ مبادا یہ شیر حضرت پر حملہ کرے ثم تنحی
الاسد الی جانب الطریق وحول ابو الحسن موسی علیہ السلام وجہہ الی القبلۃ وجعل یدعو
ویحرک شفتیہ بما لم افہمہ جب حضرت انکی فریاد کو سن چکے تو وقت وہ شیر مڑکر راستہ پر کھڑا ہوا اور امام
روبقبلہ ہوکر مصروف دعا ہوئے اور آہستہ آہستہ درگاہ باری میں دعا کرتے تھے میں نے فقط اُن جناب کے لبوں کی
حرکت سے دریافت کیا ورنہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا ثم اومی بیدہ الی الاسد ان امض فہمہم
الاسد ہمہمۃ طویلۃ وابو الحسن علیہ السلام یقول امین امین وانصرف الاسد حتی
غاب عنا ومضی ابو الحسن لوجہہ بعد اسکے حضرت نے اپنے دست مبارک سے اُس شیر کو اشارہ فرمایا کہ چلا جا حضرت
کے اشارہ فرمانے سے اُس شیر نے دیر تک ہمہمہ کیا اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے تھے آمین آمین
پھر وہ شیر روانہ ہو گیا یہانتک کہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا اور جناب معصوم اپنے راستہ پر روانہ ہوئے
فلما بعدنا عن الموضع قلت لہ جعلت فداک ما شان ہذا الاسد فقد خفتہ واللہ علیک و
عجبت من شانہ معک جب اُس مقام سے ہم آگے بڑھے تو وقت میں نے حضرت کی خدمت اقدس میں
عرض کی کہ یا حضرت میں آپ پر فدا ہوں اس شیر کا کیا ماجرا تھا اور میں حضرت کے واسطے خائف وہراساں
تھا کہ وہ شیر آپکے قریب ہے مبادا آپ پر حملہ کرے مگر انہوں نے آپ سے اسطرح کی حرکتیں کیں کہ مجھکو نہایت تعجب ہوا
فقال لی ابو الحسن انہ خرج یشکوا الی عسر الولادۃ علی لبوتہ وسئلنی ان اسأل اللہ تعالی ان
یفرج عنہا ففعلت ذلک حضرت نے مجھسے فرمایا کہ اسکی شیرنی دردِ زہ میں مبتلا تھی اسسبب سے مضطر ہوکے

ہو اپنی جنس سے نکل کر میرے پاس آیا تھا کہ میں انکے لئے جناب احدیت میں دعا کروں چنانچہ مینے انکی حسب خواہش جناب باری سے دعا کی فقال لی امض فی حفظ اللہ فلا سلط اللہ علیک و علی ذریتک ولا علی احد من شیعتک شیئا من السباع فقلت آمین سو وقت شیر نے بھی میرے لئے دعا کی اور اپنی زبان میں کہا کہ اب آپ تشریف لیجاویں اور خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ حفظ و امان میں رکھے اور نہ مسلط کرے آپ پر اور نہ آپکی ذریت پر اور نہ آپکے دوستوں پر کسی درندے کو وہ بھی دعا کرتا تھا اور مینے جو آمین کہی انکی یہی وجہ تھی (۵) ذکر ابن الجوزی فی الصفوۃ و ابن طلحۃ فی کتابہ و غیرھما عن شقیق البلخی مشاہیر اہل سنت ابن جوزی اور ابن طلحہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں شقیق بلخی سے روایت کی ہے قال خرجت حاجا فی سنۃ تسع و اربعین و مائۃ فنزلت القادسیۃ شقیق کہتا ہے کہ سن ایک سو انچاس ہجری میں بارادہ حج میں اپنے گھر سے نکلا اور منزل قادسیہ میں اتر کر کثرت خلائق کو اور انکی زینت کو نظر کر رہا تھا ناگاہ مینے ایک جوان رعنا کو دیکھا کہ گلے میں اسکے لباس صوف ہے اور پاؤں میں نعلین عربی ہے اور لوگوں سے علیحدہ بیٹھا ہوا ہے مینے اسکو دیکھکر اپنے دل میں خیال کیا کہ یہہ شخص فرقہ صوفیہ میں سے معلوم ہوتا ہے چاہتا ہے کہ لوگوں کو دام فریب میں لاوے چلکر اسکو زجر و توبیخ کیا چاہئے یہ ارادہ کرکے میں انکی طرف چلا جب مجھے اپنی طرف آتے دیکھا قال یا شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ثم ترکنی و مضی کہا کہ اے شقیق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم شبہوں سے پرہیز کیا کرو بلا شک بعضے شبہات معصیت ہیں یہہ کہکر وہ جوان وہانسے روانہ ہو گیا مینے اپنے دل میں کہا کہ یہہ امر عظیم ہے کہ اسنے میرے دل کی بات کو ظاہر کر دیا اور باوجودیکہ مجھسے ملاقات نہیں ہے میرا نام لیکر مجھسے خطاب کیا ما ھذا الا عبد صالح یہہ شخص ضرور کوئی مرد نیک ہے انکی ملاقات سے مشرف ہونا چاہئے یہ ارادہ کرکے میں بھی روانہ ہوا ایک مقام پر یہہ ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ وہ شخص نماز میں مصروف ہے اور تمام اعضا انکے خوف خدا سے کانپ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں وہاں اس ارادہ سے ٹھہر گیا کہ نماز سے فراغت کر لے تو چلکر ملاقات کروں جب نماز پڑھکر بیٹھا میں انکی طرف چلا فلما رانی مقبلا قال یا شقیق اتل و انی لغفار لمن تاب و امن و عمل صالحا ثم اھتدی ثم ترکنی و مضی جب اس جوان نے مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کہا اے شقیق تلاوت کر اس آیہ کی جسمیں جناب احدیت فرماتا ہے کہ بیشک میں بخش دیتا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے اور عمل نیک بجا لائے بعد اسکے ہدایت پائے اتنا کہکر وہ جوان وہانسے بھی روانہ ہو گیا فقلت ھذا الفتی من الابدال لقد تکلم علی سری مرتین مینے کہا بلاشک یہ شخص ابدال میں سے ہے کہ دو مرتبہ میرے دل کی بات کہہ دی فلما نزلنا زبالۃ اذا انا بالفتی

قائم على البئر وبيده ركوة يريد ان يستقي ماء جب ہم لوگ منزل زبالہ میں پہنچے تو میں نے ان کو
دیکھا کہ ایک کنوئیں پر کھڑا ہوا ہے اور ایک ڈولچی ہاتھ میں ہے چاہتا ہے کہ پانی نکالے فسقط الركوة من
يده في البئر وانا انظر اليه فرايته قد رمق الى السماء وسمعته يقول ناگاہ ڈولچی اسکے
ہاتھ سے کنوئیں میں گر پڑی اور میں انکی طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگہ آسمان کی طرف نظر کی اور میں نے سنا کہ
درگاہ باری میں اسطرح مناجات کرتے تھے انت ربي اذا ظمئت الى الماء وقوتي اذا اردت
الطعاما اللهم سيدي ما لي غيرها ربنا فلا تعدمنيها یعنی بارالہا وقت تشنگی تو ہی
پانی پلانیوالا ہے اور وقت گرسنگی تو ہی غذا کا دینا کرنیوالا ہے خداوندا ہمیں ڈولچی کے سوا دوسری شے
پاس نہیں ہے تو اسکو میرے ہاتھ سے نہ جانے دے قال شقيق فوالله لقد رايت البئر وقد ارتفع
ماؤها فمد يده فاخذ الركوة فتوضأ وصلى اربع ركعات شفیق کہتا ہے کہ قسم بخدا میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا
پانی بلند ہوا یہانتک کہ ہاتھ بڑھا کے ڈولچی لے لی اور وضو کرکے چار رکعت نماز پڑھی ثم مال الى
كثيب رمل فجعل يقبض بيده ويطرحه في الركوة ويحركه ويشرب بعد اسکے ایک ٹیلے ریتی
کیطرف گئے اور اپنے دست اطہر سے ریگ کو اٹھاتے تھے اور ڈولچی میں ڈال ڈال کر ہلا کے پی جاتے تھے
بعد اسکے میں قریب گیا اور سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا فقلت اطعمني من فضل ما انعم الله
عليك فقال يا شقيق لم تزل نعم الله علينا ظاهرة وباطنة فاحسن ظنك بربك اور عرض کی کہ مجھے
حق سبحانہ تعالیٰ نے جو نعمت آپکو دی ہے انمیں سے کچھ مجھکو بھی دیجئے حضرت نے جواب دیا کہ اے شقیق
خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہمارے لئے ہمیشہ ظاہر اور باطن موجود ہیں تو حق تعالیٰ سے اعتقاد کو درست رکھ
ثم ناولني الركوة فشربت منها فاذا هو سويق وسكر فوالله ما شربت قط الذ منه ولا اطيب ريحا بعد اسکے
ڈولچی مجھے عنایت کی میں نے اسمیں سے پیا تو معلوم ہوا کہ ستو اور شکر ہے قسم ہے خدا کی کہ ایسی لذیذ اور ایسی
بو باس کی ستو مجھے کبھی نصیب نہیں ہوئے تھے اسکے پینے سے بھوک اور پیاس میری رفع ہوئی اور ایسی
سیری حاصل ہوئی کہ کئی دن تک کھانے اور پینے کی احتیاج نہوئی بعد اسکے پھر آپ سے
ملاقات نہوئی یہانتک کہ مکہ میں داخل ہوا وہاں پہنچکر ایک شب کو دیکھا کہ نزدیک قبۃ الشراب کے
آدھی رات سے صبح تک بخشوع و خضوع نماز میں مصروف رہے اور خوف خدا سے برابر گریہ و بکا کرتے رہے
یہانتک کہ رات تمام ہوئی فلما راى الفجر جلس في مصلاه يسبح الله ثم قام فصلى الغداة
فطاف بالبيت اسبوعا وخرج جب آثار صبح نمود ہوئی تو وہ جناب بیٹھکر تسبیح و تحمید باری تعالیٰ میں
مصروف ہوئے بعد اسکے کھڑے ہوئے اور نماز صبح سے فارغ ہوکر سات مرتبہ خانہ خدا کا طواف کیا اور باہر نکلے
فتبعته فاذا له غاشية وموال وهو على خلاف ما رايته في الطريق ودار به الناس من حوله

یسلمون علیه جب وہ اٹھے تو میں پیچھے پیچھے چلا اسوقت مجھے اور ہی صورت نظر آئی یعنی راہ میں برابر پا پیادہ اور تنہا دیکھتا تھا اور اسوقت سواری اور اسباب و سامان ریاست جیسا کچھ چاہیے سبھی موجود تھا اور لوگوں کو دیکھا کہ حضرتؑ کے گرد ہیں اور بہ آداب تمام سلام کرتے جاتے ہیں فقلت لبعض من رأيته يقرب منه من هذا الفتى فقال موسى ابن جعفر بن محمد بن علي ابن الحسين بن علي ابن ابي طالب علیه السلام پس جو لوگ کہ حضرتؑ کے مقرب تھے انہیں سے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں اسنے کہا کہ یہ حضرت امام موسی کاظم علیه السلام ہیں شقیق کہتا ہے کہ اسوقت میں نے کہا کہ ایسے معجزات اور عجائب نہیں ہوتے ہیں مگر ایسے ہی بزرگواروں سے (۶) ابن بابویہ وغیرہ نے اسطرح سے لکھا ہے کہ جب ہارون رشید نے اپنی چودہ بیٹوں میں سے تین کو انتخاب کیا اور ایک کے بعد دوسرے کو ولی عہد قرار دیا یعنی پہلے ولی عہد کیا محمد امین کو جو زبیدہ کے بطن سے تھا بعد اسکے عبداللہ مامون کو اسکے بعد قاسم مؤتمن کو چونکہ جعفر بن محمد بن اشعث امین کا مربی اور مقرب تھا اس جہت سے وزیر اعظم یعنی یحیی برمکی کو اندیشہ ہوا کہ بعد ہارون کے امین خلیفہ ہوگا تو ابن اشعث مالک اور مختار ہو جائیگا اسوقت دولت اور ریاست میری خاندان سے منقطع ہو جائیگی یہ خیال کر کے درپے اسکی خرابی کا ہوا اور اکثر ہارون رشید سے اسکی چغلی کہا کرتا تھا از انجملہ ایک دن ہارون رشید سے ظاہر کیا کہ ابن اشعث شیعہ ہے اور امام موسی کاظمؑ کو امام اور خلیفہ عصر جانتا ہے اور جو کچھ اسکو بہم پہنچتا ہے خمس اسکا حضرتؑ کو بھیجا کرتا ہے ہارون پر یہ حرف یحیی کا کارگر ہو گیا چنانچہ اکثر وزیر یحیی وغیرہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کی دانست میں اولاد ابو طالب میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جسے طلب کر کے موسی کاظمؑ کے احوال کو اس سے دریافت کروں اسوقت سبھوں نے بالاتفاق اس سے کہا کہ اگر محمد بن اسمعیل کو جو کہ انکا بھتیجا ہوتا ہے طلب کیجے تو سب احوال انکا بخوبی منکشف ہو جاوے اسلئے کہ وہ انکا محرم راز اور محل اعتماد ہے خلاصہ یہ کہ ہارون رشید نے محمد بن اسمعیل کے طلب میں نامہ لکھا باوجودیکہ حضرتؑ اس بھتیجے سے کثر احسان فرماتے تھے لیکن اس بدبخت نے کچھ حضرتؑ کا پاس و لحاظ نہ کیا نامہ پہنچتے ہی بغداد کا عازم ہوا علی ابن جعفر کہتے ہیں کہ ایک دن محمد بن اسمعیل میرے پاس آکر مجھسے کہنے لگا کہ میں عازم بغداد ہوں اگر آپ میرے ساتھ تشریف لیچلتے تو میں آپ کے ساتھ چلکر اپنے عم نامدار امام موسی کاظم سے رخصت ہو لیتا علی کہتے ہیں کہ میں اسکو اپنے ہمراہ لیکر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں ایک امر میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں اگر آپکے نزدیک مصلحت اور مناسب ہو تو عمل میں لاؤں اور اگر مناسب نہو تو منع فرمائیے کیونکہ سوا رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کے سب لوگ خاطی ہیں حضرتؑ نے پوچھا کہ وہ کونسا امر ہے قلت هذا ابن اخيك يريد ان يودعك ويخرج الى بغداد میں نے عرض کی کہ آپکا بھتیجا محمد بن اسمعیل بغداد کا عزم رکھتا ہے آپ سے رخصت ہونے آیا ہے حضرتؑ نے اسکو قریب

بلا کے پوچھا کہ تم نے کس لئے بغداد کا ارادہ کیا ہے اُسنے کہا کہ بہت پریشان ہوں اور مقروض ہو گیا ہوں
حضرتؑ نے فرمایا کہ میں تیرے قرض کو ادا کرونگا اور خرچ کا بھی متکفل ہونگا اُسنے نہ مانا اور کہا کہ مجھے رخصت
فرمائیے اور کچھ وصیت کیجئے فقال اوصیک ان تتقی اللہ فی دمی حضرتؑ نے فرمایا کہ میں تجھے
وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور میرے خون میں شریک نہونا تین مرتبہ اُسنے عرض کی کہ کچھ وصیت
فرمائیے حضرتؑ نے تینوں مرتبہ یہی ارشاد کیا جب اُسنے نہ مانا تو حضرتؑ نے اُسے رخصت کیا اور سو دینار زاد راہ
کے لئے عنایت کئے بعد اسکے سو درہم اور عطا کئے پھر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ یہ میرے خون میں شریک ہوگا
اور فرزندوں کو میرے یتیم کریگا بیٹے نے عرض کی کہ یا حضرتؑ جب آپ جانتے ہیں کہ یہ آپکا دشمن ہے اور
اس سے ایسی شقاوت ظاہر ہوگی تو کیوں آپ اس سے اسقدر سلوک کرتے ہیں فقال اذا وصلتہ و
قطعنی قطع اللہ حضرتؑ نے فرمایا کہ جب میں اس سے صلہ رحم کرونگا اور وہ مجھسے عداوت کریگا تو
خدا تعالیٰ اسکی عمر کو قطع کریگا یعنی جو کوئی کہ اپنے محسن سے بدی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو دنیا و آخرت میں
مبتلائے عذاب کرتا ہے بعد اسکے تین ہزار درہم کی ایک تھیلی اور عنایت فرمائی اسے لیکر بہت خوش ہوا
میں سمجھا کہ اب یہ جانے سے باز رہیگا لیکن وہ بیچا یہ سب لیکر بغداد کو روانہ ہو گیا حتی دخل علی
ھارون وقال ماظننت ان فی الارض خلیفتین حتی رایت علی موسیٰ بن جعفر یسلم علیہ بالخلافۃ
یہ اغوائے یحییٰ برمکی وقت ملاقات ہارون رشید سے کہا کہ ایک زمانہ میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے تو بغداد
کا خلیفہ ہے اور مدینہ میں میرے چچا خلیفہ کہلاتے ہیں چنانچہ لوگ اطراف بلاد سے انکو خراج بھیجتے ہیں اور خزانہ
وافر جمع کیا ہے اور اسباب اور سلاح بھی بہت سا جمع کیا ہے ہارون نے خوش ہو کے حکم کیا کہ بیس ہزار درہم
اسکو دیں یہ کمبخت شاد اور بشاش ہارون رشید سے رخصت ہو کے اپنے مکان میں آیا آتے ہی اسکے ساتھ ہی ایک
ایسا ورم اسکے حلق میں پیدا ہوا کہ اُسکے صدمہ سے اسی شب کو واصل عذاب خدا ہوا اور اس مال سے
کچھ منتفع نہوا اور وہ درہم سب پھر خلیفہ کے خزانہ میں داخل ہوگئے بعد اسکے سن ایکسو اناسی ہجری میں
ہارون رشید بہانۂ حج بغداد سے روانہ ہوا اور اطراف بلاد میں نامے لکھے کہ علماء اور سادات اور اعیان
اور اشراف سب مکہ میں حاضر ہو کے ولی عہد سے بیعت کریں یعقوب بن داؤد روایت کرتا ہے کہ جب
ہارون رشید مدینہ میں داخل ہوا ایک شب کو میں یحییٰ برمکی کی ملاقات کے لئے گیا اُسنے مجھسے بیان کیا کہ آج
میں نے دیکھا کہ ہارون رشید جناب رسالتمآب کی قبر اطہر سے خطاب کر کے کہتا تھا کہ یا رسول خدا چونکہ مجھے موسیٰ
بن جعفر سے اطمینان نہیں ہے ڈرتا ہوں کہ مبادا فتنہ اور فساد برپا کریں تو آپکی امت ناحق قتل اور برباد ہو
اسلئے چاہتا ہوں کہ انکو قید کروں آپ سے اسکا عذر کرتا ہوں اسنے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کل انہیں قید کریگا
جب دوسرا روز ہوا تو ہارون نے فضل بن یحییٰ کو بھیجا اسوقت امام علیہ السلام نزدیک قبر مطہر جناب رسول خدا

مصروف نماز تھے اسی حالت میں حضرتؑ کو گرفتار کیا راوی کہتا ہے کہ جب حضرتؑ کو گرفتار کیا اور کھینچکر مسجد سے
باہر لیچلے اسوقت اس جناب نے اپنے جد بزرگوار کی قبر سے متوجہ ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ سے
انکی امت کی شکایت کرتا ہوں کہ جو مجھ پر ہوتے ہیں کیسے کیسے ظلم اور جو رآپکی اہلبیت کو پہنچتے ہیں اسوقت
حضرتؑ کے اس کلام جگرخراش سے کسیکو ضبط کی طاقت نرہی اور صدائے نالہ وفغاں لوگوں میں بلند
ہوئی جب حضرتؑ کو ہارون کے پاس لائے اسوقت اسنے کلمات بیہودہ حضرتؑ کی شان میں بکے اور دو محملیں
تیار کروائیں ایک پر حضرتؑ کو سوار کر کے بصرہ میں روانہ کیا اور دوسرے کو خالی بغداد کی طرف بھیجا
اس سے غرض انکی یہہ تھی کہ لوگوں کو مشتبہ ہو جاوے اور مفصل معلوم نہو کہ حضرتؑ کو کدھر بھیجا ہے فحبسه
عند عیسی ابن جعفر هو عیسی بن جعفر بن المنصور الدوانقی وابن عم هارون و والیه
فی البصرة وکان علیه السلام فی حبسه سنة فبعث هارون الی عیسی فی امر بقتله علیه
السلام فابیٰ و استعفیٰ عن ذلك پہلے ہارون نے حضرتؑ کو عیسی بن جعفر بن منصور دوانقی
کے پاس قید کیا تھا اور عیسی اسکا چچازاد بھائی تھا اور اسکی جانب سے بصرہ کا والی تھا چنانچہ ایکسال تک
اسنے حضرتؑ کو بصرہ میں قید رکھا بعد ایکسال کے ہارون نے عیسی کو پیغام دیا کہ حضرتؑ کو قتل کرے
اسنے اس امر سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ خلیفہ اس امر میں مجھے معاف کرے فاشخصه هارون الی
بغداد وحبسه عند الفضل بن الربیع وبقی فی حبسه مدة فامره ایضا بقتله فابی عنه جب عیسی نے
اس امر سے انکار کیا اسوقت ہارون نے حضرتؑ کو بغداد میں بلوا کر فضل بن ربیع کے پاس قید کیا بعد چند
مدت کے اسکو بھی حضرتؑ کے قتل پر مامور کیا مگر وہ بھی اس فعل کا مرتکب نہوا ثم حبسه عند الفضل
بن یحیی خالد البرمکی فضیق علیه الفضل اولا الطعام والشراب والمسکن ثم عظمه
واکرمه واحترمه ووسع علیه لما رای منه کثرة الصلوة والصیام والخشوع اور ملا صالح مازندرانی
نے شرح اصول کافی میں لکھا ہے کہ جب فضل بن ربیع نے حضرتؑ کے قتل سے انکار کیا تو ہارون نے فضل
بن یحیی برمکی کے پاس حضرتؑ کو قید کیا پہلے اسنے موافق حکم رشید کے حضرتؑ کو مکان خراب میں جگہہ دی
اور کھانے اور پینے کی بھی بہت تنگی کی بعد چند روز کے جب حضرتؑ کی کثرت نماز و روزہ و خشوع و خضوع
سے مطلع ہوا تو اپنی کردار سابق سے پشیمان ہو کر برعکس اسکے حضرتؑ کی تعظیم و تکریم میں بہت سا اہتمام کیا
اور مکان نفیس و پاکیزہ میں جگہہ دی فانتهی ذلك الی هارون فغضب علیه وکتب الی السندی
ان یضرب الفضل مائة سوط فضربه جب ہارون رشید کو اس حال کی خبر ہوئی تو فضل بن
یحیی پر نہایت غضبناک ہو کر سندی بن شاہک کے پاس جو کہ اسکا امیر لشکر تھا لکھ بھیجا کہ فضل کو سو کوڑے
مارے اس شریر نے موافق حکم ہارون فضل کو سو کوڑے مارے ثم حبس عند السندی بعد

ہارون نے حضرتؑ کو سندی کے پاس قید کیا ولما رای یحیی بن خالد تغیر ہارون الی ابنہ وعلم
سببہ اسرای الی ہارون ان یتجاوز عن تقصیر ابنہ وتکفل ہو ذلک فعل الشنیع ؛
جب یحیی بن خالد نے خلیفہ کو اپنے بیٹے پر غضبناک دیکھا اور دریافت کیا کہ سبب خفگی کا یہی ہے کہ اسنے
خلاف رائے خلیفہ حضرتؑ کی تعظیم اور تکریم کی اور قتل کا مرتکب نہوا تو ایک شب خلیفہ کے پاس گیا
اور اُس سے بہت منت و سماجت کی کہ اسکے بیٹے کا قصور معاف کرے اور خلیفہ کی خوشنودی کے لئے خود اس
فعل قبیح کا متکفل ہوا فسر بذلک ہارون وامرہ ان یذہب الی بغداد ویاتی بما امرہ
خفیۃ لکیلا یعلمہ العلویون وغیرہم ؛ ہارون اس بات کو سنکر بہت خوش ہوا اور یحیی کو
حکم کیا کہ بغداد میں جاکر حضرتؑ کو مخفی شہید کرے تاکہ سادات علوی وغیرہ اس امر سے مطلع نہوں
فدخل بغداد واظہر انہ جاء لتعمیر العمارات وبقی ایاما قلائل واظہر ما فی ضمیرہ علی
السندی ففعلا ما فعلا وسمۃ احد بما علیہما لعنۃ اللہ والملائکۃ ولعن اللاعنین
پس یحیی برمکی نے موافق اشارۂ ہارون کے بغداد میں داخل ہو کر لوگوں سے ظاہر کیا کہ بعض
عمارات کی درستی کے لئے خلیفہ نے مجھے یہاں بھیجا ہے بعد چند روز کے اپنی مافی الضمیر کو سندی بن
شاہک لعین پر ظاہر کیا پس ان دونوں نے ملکر حضرتؑ کو زہر ستم سے شہید کیا (ن) فرمایا ابن بابویہ علیہ الرحمہ
نے کہ روایت کی مجھسے عبد الواحد بن عبدوس عطار نیشاپوری نے تین سو باون ہجری ماہ شعبان میں
کہا اُنہوں کہ روایت کی مجھسے علی بن محمد بن قتیبہ نے روایت کی انہوں حمدان بن سلیمان نیشاپوری کی
اور اُنہوں حسن بن عبد اللہ صیرفی سے اُنہوں نے اپنے والد سے قال توفی موسی بن جعفر علیہ السلام فی
یدی السندی بن شاہک فحمل علی نعش ونودی علیہ ہذا امام الرفضۃ فاعرفوہ
کہا اُنہوں کہ وفات پائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے قید میں سندی بن شاہک کے بعد شہادت کے
حضرتؑ کی نعش اطہر کو تختہ پر رکھکر لیچلے اُسوقت انہیں شقیا میں سے ایک شخص پکارتا جاتا تھا کہ یہ امام
ہے رافضیوں کا پہچان لو اسے فلما اتی بہ مجلس الشرطۃ اقام اربعۃ نفر فنادوا الا من اراد
ان یری موسی بن جعفر فلیخرج جب حضرت کا جنازہ اقدس کوتوالی کے قریب پہنچا تو
اس خبیث ابن خبیث ملعون نے چار شخصوں کو حکم کیا کہ وہ پکار پکار کر کہنے لگے کہ جو کوئی کہ دیکھنا
چاہتا ہو وہ آکر دیکھے یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم صلوات اللہ علیہ کو جو دیکھنا چاہتا ہو وہ آئے
اور دیکھے فخرج سلیمان بن ابی جعفر الجعفری من قصرہ الی الشط فسمع الصیاح والضوضاء
فقال لغلمانہ ولولدہ ما ہذا یہ سنکر سلیمان بن ابو جعفر جعفری اپنے قصر سے دریا کیطرف نکل آیا
اور اپنے بیٹوں سے اور غلاموں سے پوچھا کہ یہ غل کیسا ہے قالوا السندی بن شاہک علیہ اللعنۃ

ینادی علیٰ موسیٰ ابن جعفر علی النعش اُن بہوں نے بیان کیا کہ سندی بن شاہک لعین منادی کر رہے تھے نعش اطہر جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر فقال لولدہ وغلمانہ یرشلن ان یفعل ھذا بہ فی الجانب الغربی سلیمان جعفری نے اپنے بیٹوں اور غلاموں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ اشقیا حضرتؑ کے جنازہ کو لیجا کر مغرب کی جانب بھی رکھکر یوں ہی پکاریں گے فاذا عبروا بہ فانزلوا مع غلمانکم فخذوہ من ایدیہم فان مانعوکم فاضربوھم واخرقوا ما علیہم من السواد جس وقت عبور کریں اُس جانب کو تم لوگ اپنے غلاموں کو لیکر جاؤ اور نعش اطہر کو اُن لعینوں سے چھین لو اگر دینے میں کچھ تکرار کریں تو اُنکو مار کر ہٹا دو اور اُنکی جمعیت کو پراگندہ کردو فلما عبروا بہ نزلوا الیہم فاخذوہ من ایدیہم وضربوھم وخرقوا علیہم سوادہم چنانچہ جب اُن ملعونوں کا عبور وہاں ہوا اُسوقت جعفر کے بیٹے اور غلاموں نے آکر حضرتؑ کے جنازہ کو اُن بیچاروں سے چھین لیا اور اُنکو مار کر ہٹا دیا ووضعوہ فی مفارق اربعۃ طرق وقاموا المنادین ینادون الا من اراد ان یری الطیب ابن الطیب موسیٰ بن جعفر فلیخرج وحضر الخلق اور نعش اطہر کو چوراہی پر رکھکر منادیوں کو کھڑا کیا کہ وہ سب ندا کرتے تھے آگاہ ہو جو شخص چاہتا ہے کہ دیکھے طیب ابن طیب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو تو وہ گھر سے باہر نکلے یہ سنکر خلائق کثیر جمع ہوئی وغسل وحنط بحنوط فاخر وکفنہ بکفن فیہ صبرۃ استعملت لہ بالفی وخمسمائۃ دینار علیہ القرآن کلہ سلیمان بن جعفر نے حضرتؑ کو غسل دیا اور حنوط کیا کافور جید سے اور کفنایا ایسے کفن میں جسمیں ایک بردیمانی تھی کہ دو ہزار پانچ سو دینار جسکی قیمت تھی اور سارا قرآن اُسپر لکھا ہوا تھا واحتفی ومشی فی جنازتہ متسلبا مشقوق الجیب الی مقابر قریش اور سلیمان بن جعفر پابرہنہ چاک گریبان انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہوا تا مقابر قریش حضرتؑ کے جنازہ کے ساتھ گیا فدفنہ علیہ السلام ھہنا وکتب بخبرہ الی الرشید حضرتؑ کی نعش اقدس کو مقبرہ میں دفن کر کے ساری سرگزشت ہارون کے پاس لکھ بھیجی جس وقت سلیمان کا نوشتہ ہارون الرشید کے پاس پہنچا اُس مکّاری نے اسکے جواب میں رقم کیا کہ اے عمّو خدا تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دیوے

امام غریب علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو الحسن الرضا علیہ السلام سنۃ ثمان و اربعین ومائۃ وقبض علیہ السلام فی صفر من سنۃ ثلث ومائتین وھو ابن خمس و خمسین سنۃ رئیس المحدثین محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں لکھا ہے کہ جناب امام رضا

علیہ السلام سن ایک سو اڑتالیس ہجری میں متولد ہوئے اور دو سو تین ہجری صفر کے مہینہ میں حضرتؑ نے
دار فانی سے رحلت فرمائی اور سن شریف اس امام معصوم کا پچپن برس کا تھا وقد اختلف فی
تاریخہ الا ان ہذا التاریخ ہو افضل انشاء اللہ تم حضرتؑ کی تاریخ ولادت و رحلت میں اختلاف ہے ایک
قول یہ ہے کہ ایک سو تریپن ہجری ذیحجہ کی گیارہویں کو حضرتؑ متولد ہوئے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسی سن
میں گیارہویں تاریخ ربیع الثانی کو حضرتؑ متولد ہوئے اسیطرح حضرتؑ کی وفات میں بھی کئی قول ہیں
ایک قول اوپر ذکر ہوا دوسرا قول یہ ہے کہ اسی سن میں ماہ رمضان میں حضرتؑ نے انتقال فرمایا مگر قول
اول معتبر ہے وتوفی علیہ السلام فی الطوس فی قریۃ یقال لہا سناباد من نوقان علی
دعوۃ ودفن بہا علیہ السلام شہر طوس میں ایک قریہ ہے کہ نام اسکا سناباد ہے اور قریہ نوقان سے آواز
اذان کے فاصلہ پر ہے اسی قریہ میں حضرتؑ نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوگئے وکان المامون اشخصہ
من المدینۃ الی مرو علی طریق البصرۃ وفارس فلما خرج المامون وشخص الی بغداد
اشخصہ معہ فتوفی علیہ السلام فی ہذہ القریۃ مامون نے اس امام عالی مقام کو مدینہ سے
بصرہ اور پارس کی راہ سے شہر مرو میں طلب کیا جب عزم بغداد مرو سے روانہ ہوا حضرتؑ کو بھی اپنے ساتھ
لیا جب قریہ سناباد میں پہنچے تو حضرتؑ نے انتقال فرمایا ویکنی رضی اللہ عنہ ابا الحسن وہو
سمی جدہ علی ابن ابیطالب وکنیتہ ویلقب بالرضی والوفی والصابر والرضا وہو اشہر کنیت حضرتؑ
کی بروایت اکثر علما ابو الحسن ہے اور وہ جناب اسم اور کنیت میں ہمنام ہیں اپنے جد نامدار علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کے اور لقب حضرتؑ کا رضی اور وفی اور صابر اور رضا ہے بہ نسبت اور القاب کے رضا زیادہ تر
مشہور ہے امہ ام ولد تسمی الخیزران المرسیۃ وقیل سبیکۃ النوبیۃ وقیل سمہا اروی
وقیل نجمۃ وقیل سمانۃ وقیل تکتم وہو اشہر مادر مطہر اس جناب کی ام ولد تھیں نام اس مخدومہ کا
خیزران مرسیہ ہے اور بعضوں نے کہا سبیکہ نوبیہ اور بعضوں نے کہا اروی اور بعضوں نے نجمہ اور
بعضوں نے سمانہ اور بعضوں نے تکتم اور یہی مشہور تر ہے وتکنی ام البنین وتلقب الشقراء
کنیت انکی ام البنین ہے اور لقب شقرا ہے وکانت مولاۃ لحمیدۃ ام الکاظم فوہبتہا لابنہ
یہ جاریہ تھیں حضرت حمیدہ خاتون کی یعنی جناب امام کاظمؑ کی ماں کی انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کو
ہبہ کیا روی ان حمیدۃ لما اشترتہا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی المنام یقول
لہا یا حمیدۃ ہبی نجمۃ لابنک موسی فانہ سیلد منہا خیر اہل الارض فوہبتہا لہ
فلما ولدت الرضا سماہا الطاہرۃ روایت ہے کہ حمیدہ خاتون نے جب انہیں مول لیا تو جناب رسول خدا کو خواب
میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے حمیدہ نجمہ کو اپنے فرزند موسی کاظم کو ہبہ کر دے کہ اس سے بہترین ارض پیدا ہوگا پس حضرت

حمیدہ حکم جناب رسول خدا بجا لائیں جب امام رضا پیدا ہوئے تو نجمہ کا نام طاہرہ رکھا اور حضرت رضا کی اولاد میں
پانچ صاحبزادے ہیں اور ایک صاحبزادی محمد اور حسن اور حسین و جعفر اور ابراہیم وقال المفید لم
یترک ولدا نعلمه الا محمدا اور شیخ مفید علیہ الرحمہ قائل ہوئے ہیں کہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام کے سوا دوسرے
صاحبزادے کا ہمکو علم نہیں (۲) قال اهل الاخبار انفذ المامون الی جماعة من سادات
اهل البیت یحملهم الیه من المدینة وفیهم الرضا علی ابن موسی اہل اخبار سے منقول ہے کہ مامون نے
اہل بیت رسالت میں سے ایک جماعت سادات کو مدینہ میں سے طلب کیا از انجملہ جناب امام رضا علیہ السلام بھی تھے
وکان المتولی لاشخاصهم رجل یعرف بالجلودی فقدم بهم علی المامون فانزلهم دارا وانزل
الرضا دارا —— جس شخص کو مامون نے ان لوگوں کو لانے کے لئے مامور کیا تھا اسے لوگ جلودی
کہتے تھے جب وہ سب کو لیکر مامون کے پاس پہنچا تو اور سب سادات کو تو ایک ہی مکان میں اتارا اور
جناب امام رضا علیہ السلام کو الگ مکان میں اتارا واکرمه المامون غایة التکریم ثم انفذ الیه
انی ارید ان اخلع نفسی من الخلافة واقلدک ایاه فما رایک —— مامون نے حضرت امام رضا
کی نہایت تعظیم وتکریم کی بعد اسکے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں چاہتا ہوں
کہ اپنے تئیں منصب خلافت سے معزول کرکے آپ کو منصوب کروں اس امر میں آپ کی کیا رائے ہے
فانکر الرضا هذا الامر فرد المامون علیه الرسالة وقال اذا ابیت ما عرضت علیک فلابد
من ولایة العهد من بعدی جناب امام رضا نے اس امر سے انکار فرمایا مامون نے دوبارہ پھر کہلا
بھیجا کہ اگر اسوقت آپ خلافت کو قبول نہیں فرماتے تو بعد میرے قبول کیجئے اور آپ اب میرے ولی عہد ہوں
فابی علیه الرضا اباء شدیدا فاستدعاه المامون وخلا به ومعه الفضل بن سهل
ذو الریاستین لیس فی المجلس غیرهم حضرت نے ولی عہدی سے انکار شدید کیا آخر کو مامون نے حضرت کو
طلب کرکے خلوت کی فضل بن سہل بھی جو کہ اسکا ندیم تھا وہاں موجود تھا سوا حضرت کے اور ان دونو
شخصوں کے چوتھا شخص اس مجلس میں نہ تھا فقال المامون للرضا انی قد رایت ان اقلدک امر
المسلمین وافسخ ما فی رقبتی واضعه فی رقبتک مامون نے حضرت سے بالمشافہ عرض کیا کہ میں چاہتا
ہوں مسلمانوں کے امور کو آپ سے متعلق کروں اور اس بار عظیم کو اپنی گردن سے اتار کر آپ کے ذمہ کر دوں
فقال له الرضا الله الله یا امیر المومنین انه لا طاقة لی بذلک ولا قوة لی علیه حضرت نے فرمایا
اللہ اللہ اے امیر المومنین میں اس بار عظیم کے اٹھانے کی طاقت اور قوت نہیں رکھتا فقال له انی مولیک
العهد بعدی فقال له اعفنی یا امیر المومنین من ذلک جب یہ کہا انہوں نے کہ حضرت خلافت کو قبول
نہیں فرماتے تو عرض کیا کہ آپ میری ولیعہدی قبول فرمائیے حضرت نے اس سے بھی انکار کیا اور فرمایا کہ مجھے

امیر المومنین مجھکو اس سے بھی معاف رکھیے فقال له المامون کلاما کالمهدد له فی الامتناع وقال فی
کلامه ان عمر ابن الخطاب جعل الشوری فی ستة احدهم جدك علی ابن ابی طالب وشرط
فی من خالف منهم ان تضرب عنقه ولا بد من قبولك جب دیکھا انہوں کہ حضرتؑ کسی طرح قبول
نہیں فرماتے تو غصے میں آکر کہنے لگا کہ عمر بن خطاب نے بعد اپنے باب خلافت میں چھ شخصوں کو صاحب
مشورہ قرار دیا تھا ایک انہیں سے تمہارے جد نامدار علی ابن ابیطالبؑ تھے اور عمر نے کہا تھا کہ جو شخص انہیں سے خلاف
کرے اسکی گردن ماری جاوے اس سے اشارہ ہے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں تمہیں ہلاک کرونگا جب
حضرتؑ نے دیکھا کہ اسکا ارادہ ضرر پہنچانیکا ہے تو لاچار ہو کر ولی عہدی قبول فرمائی لما اجاب الرضا
للمامون سرّ به المامون ووضع للرضا وسادتین عظیمتین فجلس علیهما
حضرتؑ کے قبول فرمانے سے مامون نے بہت مسرور ہو کر مسند اور دو تکیے بڑے بڑے منگوا کر رکھے اور حضرتؑ
نے وہاں جلوس فرمایا فامر المامون ان یبایعوه فبایعه اولا العباس بن مامون ثم
بایعه اکابر العلویین والعباسیین ثم سائر الناس پس مامون نے لوگوں کو حکم کیا کہ حضرتؑ
سے بیعت کریں بمجرد حکم کے پہلے اسکے بیٹے عباس نے بیعت کی بعد اسکے بزرگان قوم علوی و عباسی نے بعد
اسکے سب آدمیوں نے حضرتؑ سے بیعت کی روی عن بعض خواصه قال لما جلس الرضاؑ قام الشعراء
والخطباء ففرحت فرحا شدیدا فنظر واشار الیّ فدنوت منه حضرتؑ کے بعض
خواص سے منقول ہے کہ جب حضرت امام رضاؑ نے مسند ولی عہدی پر جلوس فرمایا اور شعرا نامدار اور
خطبا بلاغت شعار قصائد اور خطب تہنیت آمیز پڑھنے لگے میں یہ حال دیکھکر بہت مسرور ہوا جب حضرتؑ نے
مجھے بہت خوش دیکھا تو اشارہ سے بلایا میں قریب گیا فقال لی سرا لا تشغل بهذا الامر ولا
تستبشر له فانه لا یتم آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ اس امر سے دل نہ لگاؤ اور خوشی نکر کہ یہ اتمام کو نہیں پہنچیگا
وکان فیمن ورد علیه من الشعراء دعبل بن علی الخزاعی فانشده قصیدة مدارس
آیات ومطلع تلك القصیدة هذا البیت منجملہ ان شاعروں کے جو حضرت کی مداحی میں سبقت گار ہوئے ہیں
دعبل خزاعی ہیں انہوں نے قصیدہ مدارس آیات حضرتؑ کی مدح میں نظم کیا اور مطلع اس قصیدہ کا یہ شعر ہے ع
ذکرت محل الربع من عرفات ؞ فاجریت دمع العین من عبرات یعنی یاد آگیا مجھکو وہ محل
آباد جو عرفات میں تھا اور فیضِ عبرت آنکھوں سے بہنے لگے یعنی خاندان نبوتؑ و امامتؑ جیسا کہ آباد اور
معمور تھا ویسا ہی ویران اور برباد ہو گیا اسکے خیال کرنے سے مجھکو رونا آتا ہے (۳) وذکر العلامة
شمس الدین احمد بن محمد بن ابراهیم الاربلی المعروف بابن خلکان فی تاریخه
اور علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم جو مشہور بابن خلکان ہیں انہوں نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے

انّ بعض اصحاب ابی نواس الحسن ابن هانی الحکمی الشاعر المشهور قال له ما رأیت اوقح
منك ما ترکت شیئاً الا قلت فیه شعراً وهذا علی بن موسی الرضا فی عصرك
لم تقل فیه شیئاً یعنی ابو نواس حسن بن ہانی بڑے جو شاعران نامور میں سے ہے ایکدن اسکو کسی دوست نے
کہا کہ مینے تجھسا نالائق دوسرا نہیں دیکھا اسلئے کہ تونے کسی چیز کو نہیں چھوڑا کہ اسمیں کچھ اشعار نظم کئے ہوں
اور حضرت امام رضا تیرے زمانہ میں امام وقت اور پیشوائے خلق ہیں انکی مدح میں تونے ایک شعر بھی نظم نکیا
فقال والله ما ترکت ذلك الا اعظاماً له ولیس قدر مثلی ان یقول فی مثله
اسنے کہا قسم ہے خدا کی مینے حضرتؑ کی مدح محض اس جناب کی تعظیم کے سبب سے نہیں کی کہ میں کیا حقیقت
رکھتا ہوں کہ ایسے جناب کی مداحی میں زبان کھولوں ثم انشد بعد ساعة الابیات
تھوڑی دیر کے بعد اشعار کو نظم کیا ہے قیل لی انت احسن الناس طراً فی فنون من المقال
النبیه یعنی ایک شخص نے مجھسے کہا کہ تو فن شعر میں سب سے بہتر ہے لك من جید المدیح قریض
یثمر الدر فی یدی مجتنیه یعنی تیرے اشعار ایسے آبدار ہوتے ہیں کہ سننے والے موتی رولتے ہیں۔
فعلی ما ترکت مدح ابن موسی والخصال التی تجمعن فیه کیا سبب ہے کہ تونے مدح فرزند
موسی کاظمؑ کو ترک کیا اور ان حضرتؑ کے اوصاف کو نظم نکیا قلت لا استطیع مدح امام کان
جبریل خادماً لابیه مینے جواب دیا کہ جبریل جسکے باپ کا خادم ہو مجھے کہاں قدرت کہ اس امام عالی مقام
کی مدح کرسکوں (۴) عن ابراهیم بن العباس قال ما رأیت ابا الحسن الرضا جفی احداً بکلامه
قط ولا رأیته قطع علی احد کلامه حتی یفرغ منه ولا رد احداً عن حاجة یقدر
علیها ابراہیم روایت کرتا ہے کہ مینے نہیں دیکھا کہ حضرت امام رضاؑ نے کلام کرنے میں کبھی کسی پر جفا
کی ہو یا کسیکے کلام کو قطع کردیا ہو اور نہیں دیکھا کسی شخص کے سوال کو جسمیں کہ قدرت رکھتے تھے
ولا رأیته شتم احداً من موالیه ومما لیکه قط اور نہیں دیکھا مینے کہ حضرتؑ نے کبھی اپنے نوکروں
کو یا غلاموں کو برا کہا ہو ولا رأیته یقهقه فی الضحك قط بل کان ضحکه التبسم اور مینے
نہیں دیکھا کہ کبھی قہقہہ مارکر ہنستے ہوں بلکہ ہنسنا اس جناب کا تبسم تھا وکان اذا خلا ونصب مائدته
معه ممالیکه وموالیه حتی البواب والسائس اور حضرتؑ کا دستور یہ تھا کہ
جب دسترخوان بچھتا تو اپنے غلاموں اور خدمتگاروں کو یہانتک کہ دربانوں اور سائیسوں کو بھی
دسترخوان پر بٹھاکے کھانے میں شریک کرتے وکان قلیل النوم باللیل کثیر السهر یحیی اکثر
لیالیه من اولها الی الصبح اور حضرتؑ راتوں کو بہت کم آرام فرماتے تھے یہانتک کہ اکثر صبح تک جاگتے
رہتے تھے وکان کثیر الصیام فلا یفوته صیام ثلثة ایام فی الشهر ویقول ذلك صوم الدهر اور حضرتؑ روزے بہت

رکھتی تھے خصوصاً تین روز ہر مہینہ کے کبھی ناغہ نہوتے تھے اور اُن روزوں کو صوم دہر تعبیر فرماتے تھے وکان
کثیر المعروف والصدقة فی السّر واکثر ذلک ویکون منه فی اللیالی المظلمة اور اکثر احسان و صدقات
کو مخفی بلکہ شبہائے تاریک میں بجالاتے تھے فمن زعم انه رأی مثله فی فضله فلا تصدقه پس اگر
کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اُسنے کسی شخص کو فضل اور بزرگی میں مثل حضرت کے دیکھا ہے تو میں اُس شخص کو سچا
نہیں جانتا (۵) عن احمد بن علی الانصاری قال سئلت ابا الصلت الهروی فقلت له
کیف طابت نفس المامون بقتل الرضا مع اکرامه ومحبته له وما جعل له من ولایة العهد
احمد بن علی روایت کرتا ہے کہ مینے ابا صلت ہروی سے پوچھا کہ کیونکر گوارا ہوا مامون کو قتل امام رضاؑ کا باوجودیکہ
وہ حضرتؑ سے محبت رکھتا تھا اور حضرتؑ کو بزرگ جانتا تھا اور اپنا ولی عہد کیا تھا فقال ان المامون
انما کان یکرمه ویحبه لمعرفته بفضله وجعل له ولایة العهد من بعده لیری الناس
رغبته فی الدنیا فیسقط محله من نفوسهم ابا صلت ہروی نے جواب دیا کہ چونکہ وہ حضرتؑ کے فضل و
بزرگی سے آگاہ تھا اسلئے اس جناب کو دوست رکھتا تھا اور اُنکی تعظیم کرتا تھا اور ولی عہد کرنیکا یہ باعث تھا
کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت دنیا کی طرف رغبت رکھتے ہیں اور اس جہت سے لوگ حضرت سے بداعتقاد ہو جاویں
جبکہ یہ مکر اُنکا مفید نہوا اور لوگ اپنے عقائد اور ارادت پر قائم رہے جلب علیه المتکلمون من البلدان
طمعاً فی ان یقطعه واحد منهم فیسقط محله عند الفقهاء ویشتهر نقصه عند العامة
مامون نے متکلموں کو ہر ایک شہر سے طلب کیا کہ آکر حضرتؑ سے گفتگو کریں غرض اُنکی یہ تھی کہ اگر کوئی
اُنمیں سے حضرتؑ پر غالب ہو تو فقہا کے نزدیک حضرتؑ کا محل و مرتبہ پست ہو جاوے اور عوام میں حضرتؑ کا
نقص مشہور ہو جاوے فکان لا یکلمه خصم من الیهود والنصاری والمجوس والصابئین و
الملحدین والدهریه ولا خصم من فرق المسلمین المخالفین الا قطعه والزمه بالحجة
برعکس زعم مامون جو شخص کہ فرقہ یہود و نصاری و مجوس و صابئین و براہمہ و ملحدین و دہریہ سے یا فرقہ اسلام
سے کہ جو مخالفین حق ہیں حضرتؑ سے ہمکلام ہوا حضرتؑ نے اُسکو حجتہائے بالغہ سے ملزم و پشیمان کیا
کان الناس یقولون والله انه اولی بالخلافة من المامون وکان اصحاب الاخبار یرفعون
ذلک الیه فیغتاظ من ذلک ویشتد حسده له جب لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا اسقدر
حضرتؑ سے گرویدہ ہوئے کہ علانیہ بیان کرتے تھے کہ بخدا سزاوار منصب خلافت حضرتؑ ہیں نہ مامون گوئندے
اُن خبروں کو اُس سے بیان کرتے تھے اُسے سنکر وہ غصہ میں آتا تھا اور حسد اور رشک اُس دشمن دین کا نسبت
حضرتؑ کے روز بروز زیادہ ہوتا تھا یہانتک کہ بفریب و دغا اُس جناب کو زہر سے شہید کیا (۶) عبد السلام بن
صالح ہروی سے روایت ہے کہا اُنہوں نے کہ داخل ہوا دعبل خزاعی خدمت اقدس جناب امام رضا علیہ السلام میں

جبکہ شہر مرو میں تشریف رکھتے تھے فقال لہ یا ابن رسول اللہ انی قد قلت فیکم قصیدۃ عرض کیا
خدمتِ شریف میں کہ یا حضرت میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ نظم کیا ہے حضرت نے فرمایا پڑھ یہ حکم سُنکے
دعبل نے پڑھا مدارس آیات خلت من تلاوۃ ؛ ومنزل وحی مقفر العرصات یعنی وہ
مدرسے جنمیں آیاتِ قرآنی کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہو گئے اور وہ منزلیں جنمیں نزولِ وحی ہوتا تھا ویران و
خراب ہو گئیں مراد ان مدارس و منازل سے خانۂ نبوت و رسالت ہے ؎ اری فیئہم فی غیرہم متقسما
وایدیہم من فیئہم صفرات دیکھتا ہوں میں کہ فئے اور غنائم جو حق اہلبیت کا تھا انکو غیروں نے باہمیں تقسیم
کر لیا اور ہاتھ انکے فئے اور غنائم سے خالی ہیں بکی ابو الحسن وقال لہ صدقت یا خزاعی
حضرت اس شعر کو سنکر رونے لگے اور فرمایا سچ کہا تو نے اے خزاعی ؎ افاطمۃ قومی یا ابنۃ الخیر واندبی
نجوم سموات بارض فلات ؛ قبورہم بکوفان واخری بطیبۃ ؛ واخری بفخ نالہا
صلوات اے جناب فاطمہ دخترِ بہترین خلق اٹھو اور نوحہ کرو اپنے عزیزوں کے حال پر جو ستارے
ہیں آسمانِ جلالت و شرافت کے گردش فلک سے جنمیں ایسا تفرقہ پڑ گیا کہ بعد مرنے کے قبریں بھی انکی ایک مقام پر نہیں
بعضے کوفہ میں اور بعضے مدینہ میں اور بعضے مقام فخ میں ہیں ان قبروں پر رحمت نازل ہو وقبور ببطن النہر
من جنب کربلا ؛ معرسہم فیہا بشط فرات ؛ وقبر ببغداد لنفس زکیۃ ؛ تضمنہا الرحمن
فی الغرفات بعض قبریں نہرِ کربلا پر واقع ہیں اور خوابگاہ ان شہیدوں کی شطِ فرات ہے اور بعض قبر
بغداد میں ہے صاحبِ نفسِ زکیہ کی جسکی روح اطہر کو خداوند برتر نے اپنی رحمتِ کاملہ سے جنت کے غرفوں میں جگہہ
دی ہے قال لہ الرضا افلا الحق لک بہذا الموضع بیتین بہما تمام قصیدتک فقال بلی
یا ابن رسول اللہ فقال ؎ وقبر بطوس یا لہا من مصیبۃ ؛ توقد بالاحشاء بالحرقات
الی الحشر حتی یبعث اللہ قائما ؛ یفرج عنا الہم والکربات جب اس شعر تک
دعبل پہنچے اُسوقت امام رضا علیہ السلام نے انسے فرمایا کہ میں اپنے دو شعر اس مقام پر ملحق کروں کہ اس سے تمہارا قصیدہ
پورا ہو جائے دعبل نے عرض کیا کہ بہتر ہے حضرت نے فرمایا کہ یعنی قبر طوس میں ہے جس مصیبت سے کہ دل و جگر میں
آتشِ غم تا حشر سوزاں رہیگی یہانتک کہ خدا تعالی قائم آل محمد کو ظاہر کریگا اور ہمارے رنج والم سے دل بشر ر
راحت ہو جائیگی یہ سنکر دعبل نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ قبر جو طوس میں ہے یہ کسکی قبر ہوگی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ
وہ قبر میری ہوگی اور بہت دن نہ گزرینگے کہ طوس جائے آمد و رفتِ مومنین ہو جائیگا (۷) روی الشیخ عن
الحسین بن زید قال سمعت ابا عبد اللہ الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام
یقول یخرج رجل من ولد ابنی موسی اسمہ اسم امیر المومنین فیدفن فی ارض طوس
وہی بخراسان یقتل فیہا بالسم فیدفن فیہا غریبا شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے حسین بن زید سے

کہا انہوں نے کہ سنا میں نے جناب صادقؑ سے فرماتے تھے وہ جناب کہ میرے فرزند ارجمند موسیٰ کاظمؑ کے فرزندوں میں ایک شخص میرے جد نامدار علی ابن ابیطالبؑ کا ہمنام ہوگا وہ زمین طوس میں دفن ہوگا اور طوس خراسان میں ہے زہر دغا سے وہ شہید کیا جائیگا حالت غربت میں وہ مدفون ہوگا من زارہ عارفاً بحقہ اعطاہ اللہ عز وجل اجر من انفق قبل الفتح وقاتل جو شخص کہ آپکی زیارت کریگا اور انکو مرتبہ سے واقف ہوگا تو خدائے برتر اس زائر کو اجر اور ثواب عطا کریگا اس شخص کے برابر جس نے کہ فتح مکہ کی پیشتر کہ اسوقت تک اہل اسلام بہت محتاج تھے مسلمانوں کو نفقہ پہنچایا ہو اور کافروں سے جہاد کیا ہو عن جابر بن عبد اللہ الجعفی قال سمعت وصی الاوصیاء و وارث علم الانبیاء اباجعفر محمد بن علی علی ابن الحسین بن علی ابن ابیطالبؑ عن سید الاوصیاء امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہم السلام قال قال رسول اللہؐ ستدفن بضعۃ منی بخراسان مازارہ مکروب الا نفس اللہ کربتہ ولا مذنب الا غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد البحر ؛ جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ سنا میں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا حضرتؑ نے کہ ارشاد کیا مجھ سے جناب سید الساجدین امام زین العابدین نے فرمایا اس جنابؑ نے کہ بیان کیا مجھ سے جناب سید الشہداؑ نے فرمایا اس جنابؑ نے کہ سنا میں نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ سے فرمایا حضرتؑ نے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ ایک پارۂ جگر میرا زمین خراسان میں مدفون ہوگا جو کوئی آپکی زیارت کریگا اگر وہ زائر مبتلائے کرب ہوگا تو جناب احدیت اسکی کرب و الم رفع کریگا اور اگر گناہ گار ہوگا تو غفور رحیم اسکے گناہوں کو بخش دیگا (۸)

عن علی بن ابراھیم قال حدثنی یاسر الخادم قال لما کان بیننا و بین طوس سبعۃ منازل اعتل ابوالحسن علیہ السلام فدخلنا طوس وقد اشتدت بہ العلۃ فبقینا بطوس ایاما علی بن ابراہیم نے یاسر خادم سے روایت کی ہے کہ طوس میں پہنچنے کو سات منزل راہ باقی تھی کہ حضرت امام رضاؑ علیل ہوئے اور جب ہم سب طوس میں پہنچے تو حضرتؑ بہت شدت سے بیمار ہوگئے اسی سبب سے ہم لوگ کچھ دنوں تک طوس میں ٹھیرے رہے وکان المامون یاتیہ کل یوم مرتین مامون روز دو مرتبہ حضرتؑ کی عیادت کے لئے حاضر ہوتا تھا فلما کان فی اخر یوم الذی قبض فیہ کان ضعیفاً فی ذلک الیوم جب دن اس جنابؑ نے انتقال فرمایا اس دن حضرتؑ پر غش طاری تھا فقال لی بعد ما صلی الظہر یا یاسر ما اکل الناس شیئاً جب حضرتؑ کو غش سے افاقہ ہوا مجھ سے فرمانے لگے کہ دیر ہوئی کہ نماز ظہر ہو چکی اور لوگوں نے ابتک کچھ کھایا نہیں کہا میں نے عرض کی کہ حضرتؑ کا یہ حال دیکھکر کس شخص کو کھانے کی طرف رغبت ہوگی فانتصب ثم قال ھاتوا المائدۃ ولم یدع من حشمہ احداً الا اقعدہ علی المائدۃ یتفقد واحداً واحداً میرے کلام کو سنکر حضرتؑ سیدھے ہو کر بیٹھے اور خادموں کو ارشاد

یقول حدثنی سید العابدین علی ابن الحسینؑ سید الشہداء الحسین بن علی ابن ابیطالبؑ

کہا کہ دستر خوان بچھاؤ جب دستر خوان آراستہ ہوا ہر ایک کو اپنے ساتھ بٹھایا تا اینکہ کوئی شخص باقی نہ رہا اور ایک
ایک پر تفقد اور عنایت فرماتے تھے فلما اکلوا قال ابعثوا الی النساء بالطعام وحمل
الطعام الی النساء جب سب کھانے سے فارغ ہوچکے حضرتؑ نے ارشاد کیا کہ عورتوں کیلئے کھانا بھیجا جاوے
موافق ارشاد عورتوں کے لئے بھی کھانا بھیجا گیا فلما فرغوا من الاکل اغمی علیہ فصعق فرفع
الصیحۃ وجاءت جواری المامون ونساءہ حافیات حاسرات جب سب لوگ کھانے سے فارغ
ہوچکے حضرتؑ پھر بیہوش ہوگئے لوگوں نے یہ حال دیکھکر صدائے فریاد و نالہ بلند کی آواز شور و غل سنکر
مامون کی عورتیں اور کنیزیں بے تابانہ پا برہنہ دوڑیں وجاء المامون حافیا حاسرا یضرب علی راسہ
وتفیض لحیتہ دموعہ ویتاسف ویبکی وتسیل الدموع علی خدیہ ووقف علی الرضا وقد افاق
مامون بھی بیتاب ہوکر ننگے پاؤں سر پیٹتا ہوا باہر نکلا اور تمام ڈاڑھی آنکی آنسوؤں سے تر تھی اور بقدر
روتا تھا کہ تمام رخساروں پر جاری تھے اسی حال سے حضرتؑ کے قریب آکر کھڑا ہوا اور اس جناب کو
انکے افاقہ ہوا وقال یا سیدی واللہ ما ادری ای المصیبتین اعظم علی فقدی لک و
فراقی ایاک وتہمۃ الناس لی انی قتلتک وقتلتک مامون عرض کرنے لگا کہ اے مولا قسم بخدا کہ
میں دو مصیبتوں میں مبتلا ہوگیا کہ ایک سے ایک بڑھی ہوئی ہے ایک تو آپکا جدا ہونا دوسرے یہ کہ لوگ مجھپر
تہمت کرینگے کہ میں نے مکر و دغا سے قتل کیا قال فرفع طرفہ الیہ ثم قال احسن یا امیر المومنین
معاشرۃ ابی جعفر فانک وعمرہ ھکذا وجمع بین سبابتیہ راوی کہتا ہے کہ جسوقت مامون کی آواز
حضرتؑ کی گوش مبارک میں پہنچی انکے غش سے افاقہ ہوا حضرتؑ اسکی طرف مخاطب ہوگئے فرمایا کہ اے امیر المومنین
میرے فرزند ابوجعفر یعنی امام محمد تقیؑ سے بحسن و خوبی سلوک کرنا کیونکہ تیری زندگی اور اسکی اسطرح ہے اور
دونو ہاتھ کی انگشت شہادت کو حضرتؑ نے ملایا یعنی زندگانی دنیا دو روزہ ہے قال فلما کان فی
تلک اللیلۃ قضی علیہ بعد ما ذھب من اللیل بعضہ منقول ہے کہ بعد اسکے حضرتؑ نے کچھ کلام
نہیں کیا اور ساعت بساعت مرض حضرتؑ کا شدت کرتا تھا جب تھوڑی سی رات گزری حضرتؑ اس جہان
فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لیگئے جب وقت صبح ہوا خلائق نے ہجوم کیا سبھوں کی زبان پر یہی کلمہ
جاری تھا کہ مامون نے حضرتؑ کو مکر و فریب سے قتل کیا وقالوا قتل ابن رسول اللہ واکثروا
القول والجلبۃ جب مامون نے یہ شور و غوغا سنا مضطرب و پریشان ہوکر لوگوں سے عذر کرنے لگا
کہ کیا میں فرزند رسول خدا کو قتل کرونگا ہر چند لوگوں کو سمجھایا لیکن لوگ قیل و قال سے باز نہ آئے
وکان محمد بن جعفر بن محمد مستامنا الی المامون وجاء الی خراسان وکان عم ابی
الحسن فقال المامون یا ابا جعفر اخرج الی الناس واعلمہم ان ابا الحسن لا یخرج الیوم

جب لوگوں نے شور و غوغا بہت کیا وہ مضطرب ہو کر حضرتؑ کے چچا محمد بن جعفر سے کہنے لگا کہ آپ جا کر لوگوں سے کہو ویجئے کہ
تم سب اس وقت رخصت ہو آج کے دن حضرت امام رضا باہر تشریف نہ لائینگے وکرہ ان یخرج الیوم
فتقع الفتنۃ انکو یقین ہو گیا تھا کہ اگر حضرتؑ کا جنازہ دن کو نکالو نگا تو فتنہ عظیم برپا ہو گا فخرج محمد
بن جعفر الی الناس فقال یا ایھا الناس تفرقوا فان ابوالحسن لا یخرج الیوم فتفرق
الناس انہوں نے موافق حکم دروازے پر آ کے لوگوں سے بیان کیا کہ اے گروہ خلائق تم لوگ
اس وقت رخصت ہو کہ حضرت آج باہر تشریف نہ لائینگے چونکہ وہ حضرتؑ کے چچا تھے سبھوں نے انکے کلام کو باور
کیا اور وہاں سے متفرق ہو گئے وغسل ابوالحسن فی اللیل ودفن جب رات شب ہوا انہوں نے لوگوں سے
مخفی حضرتؑ کو غسل اور کفن دیکر مدفون کیا (۹) ثقۃ المحدثین صاحب کافی نے بہت سی حدیثیں لکھی ہیں کہ
امام رضائے غریب علیہ السلام کی امامت پر نص جلی ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے
امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے داؤد رقی سے فرمایا کہ ھذا صاحبکم من بعدی یعنی
میرے بعد یہ تمہارا امام ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا ان ابنی علی اکبر ولدی
وابرھم عندی واحبھم الی وھو ینظر معی فی الجفر ولا ینظر فیہ الا نبی او وصی نبی
یعنی میرا فرزند علی رضا میرے سب فرزندوں سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور سب سے
زیادہ میں اسے چاہتا ہوں میرے ساتھ یہ بھی جفر میں نظر رکھتا ہے جس میں کہ سوائے نبی یا وصی نبی کے کوئی
نظر نہیں کر سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرتؑ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ تم سب شاہد رہو کہ یہ فرزند
میرا یعنی امام رضا علیہ السلام میرا وصی ہے اور میرے بعد میرا جانشین ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جناب
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے امام رضا علیہ السلام کے باب میں فرمایا من ظلم ابنی ھذا حقہ
وجحد امامتہ من بعدی کان کمن ظلم علی ابن ابیطالب وجحد امامتہ بعد رسول
اللہ یعنی جو شخص کہ میرے اس فرزند کے حق کو بظلم لیوے اور اسکی امامت کا انکار کرے وہ بھی اس
شخص کی مثل میں ہے جس نے حق جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کو بظلم لیا اور ان جناب کی امامت کا انکار کیا

حضرت امام جواد علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام فی شہر
رمضان فی سنۃ خمس وتسعین ومائۃ شیخ الرئیس ملا محمد یعقوب کلینی نے کتاب اصول کافی میں
روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سن ایک سو پچانوے ۱۹۵ ہجری ماہ مبارک رمضان میں متولد
ہوئے وقبض علیہ السلام سنۃ عشرین ومائتین فی اخر ذی القعدۃ وھو ابن خمس

وعشرين سنة وشهرين وثمانية عشر يومًا اور وفات اُن حضرتؑ کی سن دو سو بیس ہجری آخر ماہ
ذیقعدہ میں واقع ہوئی اور سن مبارک اس معصوم کا پچیس برس دو مہینے دس دن کا تھا ودفن ببغداد
في مقابر قريش عند قبر جده موسى وقد كان المعتصم اشخصه الى بغداد في اول هذه
السنة التي توفي فيها عليه السلام مزار مطہر حضرتؑ کا بغداد میں اپنے جد بزرگوار امام موسیٰ
کاظم علیہ السلام کی قبر کے پاس مقابر قریش میں واقع ہے جس سال حضرتؑ کی وفات ہوئی اُسی سال کے شروع
میں معتصم نے جو کہ خلفاء بنی عباس میں سے تھا اُس جناب کو مدینہ سے بلا کر شہر بغداد میں رکھا تھا
وامه ام ولد يقال لها سبيكة نوبية وقيل ايضا ان اسمها كان خيزران وروي انها
كانت من اهل بيت مارية ام ابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وآله اور مادر گرامی اُن
حضرتؑ کی ام ولد تھیں قوم نوبی سے اسم اقدس انکا سبیکہ ہے اور بعض کے قول کی بنا پر خیزران ہے اور بعض
روایتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مخدومہ خاندان ماریہ قبطیہ سے تھیں جو کہ ابراہیم بن رسول خداؐ کی ماں تھیں
(۲) ولد رضي الله عنه بالمدينة يوم الجمعة التاسع عشر من رمضان سنة خمس و
تسعين ومائة وقيل بعشر خلون من رجب اور کتاب مناقب آل عباس میں کہ مصنف اُسکا سنی ہے یوں
مرقوم ہے کہ وہ حضرتؑ مدینہ میں جمعہ کے دن رمضان کی سترھویں تاریخ سن ایک سو پچانوے ہجری میں اور ایک
روایت میں ہے کہ دسویں رجب کی پیدا ہوئے وكنيته ابو جعفر وهو سمي جده الباقر لذا يقال له
ابو جعفر الثاني ولقبه بالتقي والجواد والقانع والمرتضى والمنتجب کنیت حضرتؑ کی ابو جعفر ہے اور
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بھی یہی کنیت تھی اس سبب سے اُس جناب کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں اور لقب حضرتؑ کا
تقی اور جواد اور قانع اور مرتضے اور منتجب ہے وامه ام ولد اسمها سكينة المريسية وقيل
النوبية وقيل اسمها خيزران وقيل ريحانة وقيل سبيكة وقيل درة وقال ابن الاخضر
كانت من اهل مارية القبطية اور والدہ ماجدہ حضرتؑ کی ام ولد تھیں نام انکا سکینہ مریسیہ ہے اور بعضوں نے
کہا نوبیہ اور بعض روایت میں خیزران اور بعض میں ریحانہ اور بعض میں سبیکہ بعض میں درہ ہے اور ابن خضر
قائل ہوا ہے کہ خانوادہ ماریہ قبطیہ سے تھیں (۳) ابو ہاشم جعفری روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں نے امام
محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ مسجد مسیب میں نماز ادا کی اُس مسجد میں ایک بیری کا درخت تھا کہ وہ خشک
ہو گیا تھا اور پتے اُسکے بالکل گر گئے تھے پس امام خاص و عام علیہ السلام نے اُسکے نیچے بیٹھ کر وضو کیا حضرتؑ
کے وضو کی برکت سے وہ درخت تر و تازہ ہوا اور شاخیں اور پتیاں نکل آئیں اور اُسی سال ثمر بھی لایا
(۴) وكان رضي الله عنه كبير القدر رفيع الذكر قد شغف به المامون لما رأى من
من فضله وعلمه مع صغر سنه واراد ان ينكحه ابنته ام الفضل کتب اہلسنت میں

مذکور ہے کہ وہ حضرت بہت عالی مرتبہ تھے حضرتؑ کے فضل و کمال کا آوازہ بہت بلند تھا جب مامون نے دیکھا کہ
باوجودیکہ حضرتؑ بہت کم سن ہیں اور فضل و علم حضرتؑ کا بدرجۂ اتم پہنچا ہوا ہے تو حضرتؑ پر فریفتہ ہوا اور
چاہا کہ اپنی بیٹی ام الفضل کا حضرتؑ سے نکاح کر دیوے فشق ذلک علی العباسیین وخافوا ان ینتھی
الامر معہ الی ما انتھی مع الرضا رضی اللہ عنہ فمنعوا من ذلک جب قوم عباسی مامون کے ارادے
سے مطلع ہوئی تو انکو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ جیسے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ولیعہد کیا تھا
مبادا حضرتؑ کو بھی اپنا جانشین قرار دیوے اس خیال سے مامون کو منع کیا کہ اپنے ارادے سے باز آوے تب ان لوگوں کو
جواب دیا کہ میں نے جو حضرتؑ کو تجویز کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرتؑ باوصف کم سن ہونے کے جمیع صاحبان فضل و
علم سے بہتر ہیں فنازعوا فی اتصاف ابی جعفر بذلک وقالوا قد رضینا لک یا امیر المومنین
ولا نفسنا بامتحانہ پس بنی عباس نے مامون سے حضرتؑ کے باب میں منازعت کی اور
اس سے کہا کہ اگر تیری مرضی یوں ہی ہے تو ہم بھی راضی ہیں مگر ہماری اتنی خاطر کر کہ پہلے انکا امتحان لی
فخل بیننا وبینہ لنرسل الیہ من یسالہ بحضرتک عن شیء من فقہ الشریعۃ پس ہم
لوگوں کو اجازت دے کہ ہم ایک شخص کو بھیجیں کہ تیرے سامنے کچھ مسائل فقہیہ ان سے استفسار کرے فان اصاب
فی الجواب لم یکن لنا اعتراض فی امرہ وان عجز عن ذلک فقد کفینا الخطب فی معناہ
پس اگر انہوں نے ان مسائل کا جواب باصواب دیا تو پھر ہمکو کچھ اعتراض نہیں ہے اور اگر انکو جواب میں عاجز ہوئے تو
تو ہم انکی باب میں دعوی کرتے ہیں وہ صحیح ہے فقال لھم المامون شانکم وذلک متی
اردتم مامون نے انسے کہا کہ اس باب میں تمکو اختیار ہے جب چاہو امتحان کرو فخرجوا من عندہ
واجمع رایھم علی یحیی ابن اکثم وھو یومئذ قاضی القضاۃ علی ان یسالہ مسئلۃ لا
یعرف عن جوابھا انکی التماس کو مامون نے قبول کیا تو وہ سب بہت خوش خوش اسکے پاس سے رخصت
ہوئے اور سبھوں نے اتفاق کیا کہ یحیی بن اکثم جو ان دنوں وہاں کا قاضی القضاۃ تھا اس سے کہیں کہ وہ آنحضرتؑ
سے ایسا مسئلہ پوچھے کہ حضرتؑ اسکا جواب نہ دے سکیں فاجتمعوا فی یوم الموعود وحضر معھم یحیی
وجلس المامون وابو جعفر فی مکانھما پس بنی عباس روز موعود جمع ہوئے اور یحیی بن
اکثم بھی حاضر ہوا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور مامون بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے فسال یحیی ابا جعفر
عن مسائل واجابہ ابو جعفر باحسن جواب پس یحیی نے حضرتؑ سے بہت سے مسئلے
پوچھے حضرتؑ نے سب مسئلوں کا جواب باصواب بہتر من وجہ ارشاد کیا فقال المامون یا ابا جعفر ان اردت
ان تسئل یحیی ولو مسئلۃ جب یحیی سب مسئلے پوچھ چکا اسوقت مامون نے حضرتؑ سے عرض کی کہ آپ
بھی کچھ اس سے سوال کیجئے اگرچہ ایک ہی مسئلہ ہو مامون کے کہنے سے حضرتؑ نے یحیی سے فرمایا کہ میں کچھ تجھ سے

سوال کروں اُنہوں نے عرض کی کہ میں آپ پر فدا ہوں آپکو اختیار ہے اگر میں جانتا ہونگا تو عرض کرونگا نہیں تو اُسمیں بھی آپ سے استفادہ حاصل کرونگا فقال ابو جعفرؑ ما تقول فی رجل نظر الی امرءة فی اول النهار فکان نظره الیها حراما فلما ارتفع النهار حلت له فلما زالت الشمس حرمت علیه فلما کان وقت العصر حلت له فلما غربت الشمس حرمت علیه فلما دخل وقت العشاء حلت له فلما کان نصف اللیل حرمت علیه فلما طلع الفجر حلت له ما حال هذه المرأة وبماذا حلت و حرمت علیه پس حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اے یحییٰ کیا کہتا ہے تو اُس شخص کے باب میں جسنے نظر کی ایک عورت کی طرف صبح کی وقت سو وقت اُسکا نظر کرنا حرام تھا جب تھوڑا دن چڑھا سو وقت وہ عورت اُس پر حلال ہوگئی جب زوال کا وقت ہوا پھر وہ عورت اُس شخص پر حرام ہوگئی جب عصر کا وقت داخل ہوا تو دوبارہ وہ عورت پھر حلال ہوئی اور جب آفتاب غروب ہوا پھر حرام ہوگئی جب عشا کا وقت داخل ہوا پھر حلال ہوگئی جب آدھی رات ہوئی پھر وہ عورت اُس مرد پر حرام ہوگئی اور جب صبح طالع ہوئی پھر حلال ہوئی پس ایک شبانہ روز میں ایک عورت کا ایک مرد پر چار مرتبہ حلال اور چار مرتبہ حرام ہونا اسکے معنی کیا ہیں اور اس عورت کا کیا حال ہے اور اس حرمت و حلت کی کیا وجہ ہے قال یحیی واللہ لا یهتدی الی هذه المسئلة ولا اعرف الوجه فیه فان رایت ان تفیدنا یحییٰ اس مسئلہ کو سنکر بہت متحیر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں اس مسئلہ کے جواب میں عاجز ہوں اور حلت و حرمت کی وجہ مجھکو معلوم نہیں ہے اگر مرضی اقدس ہو تو مجھکو اسکے جواب سے بھی بہرہ مند فرمائیے فقال له ابو جعفرؑ هذه امة لرجل من الناس نظر الیها اجنبی فی اول النهار فکان نظره الیها حراما علیه فلما ارتفع النهار ابتاعها من مولاها فحلت له فلما کان الظهر اعتقها فحرمت علیه فلما کان العصر تزوجها فحلت له فلما کان وقت المغرب ظاهر منها فحرمت علیه فلما کان وقت العشاء الآخرة کفر عن الظهار فحلت له فلما کان نصف اللیل طلقها واحدة فحرمت علیه فلما کان وقت الفجر راجعها فحلت له پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورت کسی شخص کی لونڈی تھی کسی شخص اجنبی نے صبح کی وقت اسکی طرف دیکھا پس اُسکا نظر کرنا حرام تھا جب آفتاب بلند ہوا تو اُسنے اس لونڈی کو اُسکے مالک سے مول لے لیا تو پھر حلال ہوگئی جب ظہر کا وقت ہوا اُسنے اس جاریہ کو آزاد کر دیا سو وقت پھر حرام ہوگئی جب عصر کا وقت ہوا تو اُسنے اُس عورت سے نکاح کر لیا اس جہت سے پھر حلال ہوئی جب مغرب کا وقت ہوا تو اُسی شخص نے اُس عورت سے ظہار کیا پس حرام ہوگئی اور ظہار کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے ظہرک کظهر امی و اختی یعنی تو میری ماں یا بہن کے برابر ہے تو یہ کہنے سے وہ عورت اُسپر

حرام ہوجاتی ہو اور جب تک کہ کفارہ نہ دی حلال نہیں ہوتی اور ظہار کا کفارہ بھی وہی ہو جو فطار صوم
کا کفارہ ہو یعنی ایک بندہ آزاد کرے یا دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے خلاصہ یہ کہ
جب عشا کا وقت ہوا تو اسنے ظہار کا کفارہ دیدیا اور وہ کنیز پھر حلال ہوگئی جب آدھی رات ہوئی تو اسنے
اس عورت کو طلاق دیدی پھر وہ حرام ہوگئی جب صبح کا وقت ہوا تو اسنے رجوع کیا یعنی پھر زوجیت میں لے لیا
وہ پھر حلال ہوگئی فلما فرغ ابو جعفر من کلامه اقبل المامون علی العباسیین فقال
قد عرفتم ما تنکرون ثم زوجه فی ذلک المجلس ابنته ام الفضل واجازله
ان یسکن بالمدینة جب حضرتؑ اس مسئلہ کے جواب سے فارغ ہوئے اسوقت مامون نے حضرتؑ کے علم و
کمال کا عباسیوں سے اقرار لیا اور کہا جسکا تم انکار کرتے تھے وہ اب ثابت ہوگیا بعد اسکے اسی مجلس میں اپنی بیٹی
ام الفضل کو حضرتؑ سے منعقد کیا اور اجازت دی اس امر کی کہ حضرتؑ اپنی زوجہ کے ساتھ مدینہ میں سکونت فرماویں
فمضی مع زوجته ام الفضل الی المدینة وکان المامون یرسل الیه فی کل سنة الف
الف درهم پس حضرتؑ مع ام الفضل مدینہ کو تشریف لیگئے اور دس لاکھ درہم سالانہ حضرتؑ کو صرف
کیلئے مامون مدینہ میں بھیجا تھا ثم ان ام الفضل کتبت الی ابیها من المدینة تشکو ابا جعفر
وتقول انه یتسری علی چند دن کے بعد ام الفضل نے مدینہ سے مامون کو حضرتؑ کی شکایت
لکھی کہ حضرتؑ میرا لحاظ نہیں کرتے اور میرے اوپر سوتیں لاتے ہیں فکتب الیه المامون انا لم نزوجک
ابا جعفر لنحرم علیه حلالا فلا تعاودی لذکر ما ذکرت بعدها مامون نے ام الفضل
کے جواب میں لکھا کہ میں نے حضرتؑ سے تیرا نکاح نہیں کیا کہ جو چیز حلال ہے اسی پر میں حرام کردوں
خبردار پھر اسطرح کا ذکر کبھی نہ کرنا (۵) عن محمد بن ریان قال احتال المامون علی ابی جعفر
علیه السلام بکل حیلة فلم یمکنه شیء محمد بن ریان روایت کرتا ہے کہ مامون نے حضرت
امام محمد تقی علیہ السلام کے فریب دینے کے لئے بہت سے حیلے کئے مگر کوئی حیلہ اسکا چل نہ سکا جب وہ مبتلائے مرض
ہوا اور چاہا کہ اپنی لڑکی کو حضرتؑ سے منسوب کرے تو ایک نیا کرشمہ دکھلایا کہ دو سو خواصوں کو کہ ایک ایک
انمیں سے نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی بہت سا آراستہ و مزین کرکے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک کاسہ جواہرات
سے بھر کے حضرتؑ کی خدمت میں بھیجا مگر اس جنابؑ نے مطلق کسی کی طرف توجہ نفرمائی وکان بجل
یقال له مخارق صاحب صوت وعود وضرب طویل اللحیة خلفائے عباسیہ کے یہاں
مخارق ایک مشہور گویا تھا اور دراز ریش تھا اسکو مامون نے اپنے پاس بلا کے یہ ماجرا بیان کیا
فقال یا امیر المومنین ان کان فی شیء من امر الدنیا فانا اکفیک امره مخارق
بیچیا اس حال کو سنکر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین اگر اس جناب کو کچھ بھی لذات دنیا کی خواہش رغبت ہے تو

عنقریب میں انکو غیرت دیتا ہوں یہ کہکر حضرتؑ کے سامنے جا کر بیٹھا اور گانے بجانے میں مصروف ہوا اسکی آواز سنتے ہی جتنے اشخاص اس مکان میں تھے اسکے نزدیک جمع ہو گئے اور اسکا گانا باشتیاق تمام سننے لگے مگر اس جناب نے ہرگز سر نہ اٹھایا بلکہ جسطرح بیٹھے تھے اسیطرح یاد خدا میں مصروف رہے ثم رفع الیہ راسہ وقال اتق اللہ یا ذا العثنون قال فسقط المضراب من یدہ ایک ساعت کے بعد اس امام جلیلؑ نے سر اٹھا کے اسکو گھرکا کہ او دراز ریش خدا سے ڈر اس کہنے سے اسقدر خوف اسپر غالب ہوا کہ مضراب ہاتھ سے گر پڑی بعد اسکے پھر کبھی مرتے دم تک بجانے پر قادر نہوا قال فسئلہ المامون عن حالہ قال انہ لما صاح بی ابی جعفر فزعت فزعا لا افیق بعدھا ابدا مامون نے جب اس سے حال پوچھا تو یہی اسنے بیان کیا کہ جوقت سے جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھسے ارشاد کیا کہ اے دراز ریش خدا سے ڈر جب سے اسقدر دہشت میرے اوپر غالب ہوئی ہے کہ اب کبھی نہیں نکلیگی (۶) کتاب عیون المعجزات میں منقول ہے کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مع ام الفضل بنت مامون جو کہ حضرتؑ کی زوجہ تھی حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے تو حضرتؑ نے اپنے فرزند ارجمند امام علی نقی علیہ السلام کو کہ بہت کم سن تھے اپنا جانشین کیا اور جو چیزیں کہ مواریث انبیا سے بواسطہ آبا کرام اس جناب تک پہنچی تھیں سب حضرت کو سونپے ہیں اور اکثر خواص شیعہ و ثقہ لوگوں کے سامنے ارشاد فرمایا کہ بعد میرے یہ فرزند میرا امام و پیشوا ہے تمہاری امت کے بعد اسکے حضرتؑ بسمت عراق تشریف لیگئے یہ ماجرا سن دو سو اٹھارہ ہجری میں واقع ہوا اسی سال لوگوں نے معتصم سے بیعت کی تھی یعنی اسکو خلیفہ کیا تھا جوقت حضرتؑ وارد بغداد ہوئے تو اسنے ظاہرا حضرتؑ کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور باطن میں حیلے اور تدبیریں کرتا تھا کہ حضرتؑ کو شہید کرے چونکہ اسکو معلوم تھا کہ ام الفضل حضرت سے منحرف ہے اس خیال سے اسکے پاس پیام بھیجا کہ حضرتؑ کو بزہر دغا شہید کرے وہ بھی اس امر قبیح پر راضی ہوئی چونکہ حضرت امام محمد تقی امام علی نقی علیہما السلام کی والدہ کو اسپر ترجیح دیتے تھے اس سبب سے وہ بدبخت حضرت سے بغض رکھتی تھی خلاصہ یہ کہ اس بجیلہ نے انگور رازقی کو زہر آلودہ کر کے حضرتؑ کے سامنے لا کر رکھا جب حضرت نے وہ انگور تناول فرمائے اور آثار زہر ظاہر ہوئے تو وہ شامت زدہ اپنی کردار ناشائستہ پر پشیمان ہو کر رونے لگی حضرتؑ نے ارشاد کیا کہ کیوں روتی ہے تو قسم بخدا حق تعالیٰ تجھکو ایسے مرض میں مبتلا کریگا کہ جسکی کچھ دوا نہیں ہے اور جیسا حضرتؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ وہ بہت بڑے مرض میں مبتلا ہو کر ہلاکت کے پاس پہنچی (۷) بصائر الدرجات میں حضرتؑ کے دربان کی زبانی منقول ہے کہتا ہے وہ کہ جس زمانہ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بغداد میں تشریف رکھتے تھے جناب امام علی نقی علیہ السلام مدینہ میں ایک معلم کے پاس کہ نام اسکا ابو زکریا تھا دست اطہر میں لوح لئے ہوئے پڑھ رہے تھے دفعتہ حضرت نہایت بیتابی سے رونے لگے معلم نے ہر چند رونیکا سبب پوچھا مگر حضرتؑ نے کچھ جواب نہ دیا اٹھکر حرم سرا میں تشریف لیگئے اور صدائے گریہ و شیون بلند ہوئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ حضرت کیوں اسقدر

محزون و غمناک ہیں اور حرم سرا میں نوحہ و ماتم کس لئے برپا ہے ارشاد کیا کہ میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت فرمائی میں نے عرض
کی یہ حال کیونکر آپ کو معلوم ہوا حضرت علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس وقت عظمت جلال الٰہی سے مجھ پر ایک کیفیت منکشف و آشکار ہوئی
ہے کہ اس سے پیشتر وہ نہ تھی آپ سے میں نے دریافت کیا کہ حضرتؑ نے وفات پائی راوی کہتا ہے کہ میں نے اس روز اور ساعت کو
لکھ رکھا بعد چند روز کے خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہی روز اور یہی ساعت میں حضرتؑ نے انتقال فرمایا تھا حضرتؑ
کی مدت امامت اٹھارہ برس تھی اما اولاده فکان له ابنان وابنتان علی و موسی و فاطمة و امامة
وعقبه من کلام الاثنین الا ان عقب موسی لیس بکثیر و من کلام ابن طلحة انهم لم یترك ولدا
غیر علی علیه السلام اولاد امجاد میں اس جنابؑ کے دو صاحبزادے تھے اور دو صاحبزادیاں علی اور
موسی اور فاطمہ اور امامہ اور نسل حضرتؑ کی انہیں دو صاحبزادوں سے ہے مگر موسی کی نسل سے بہت کم لوگ ہیں
اور ابن طلحہ کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرتؑ نے سوا امام علی النقی علیہ السلام کے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی (۸)
عن صفوان بن یحیی قال قلت للرضا علیه السلام قد کنا نسئلك قبل ان یهب الله لك
ابا جعفر فکنت تقول یهب الله لی غلاما و قد وهبك الله و اقر عیوننا فلا اَرانا الله
یومك فان کان کون فالی من صفوان بن یحیی سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ
عرض کیا میں نے خدمت اقدس جناب امام رضاؑ میں کہ قبل ولادت باسعادت جناب ابوجعفر کی جب ہم لوگ حضرتؑ
سے سوال کرتے تھے کہ آپکا جانشین کون ہے تو آپ یہی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو ایک فرزند عطا فرمائیگا اب
حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے آپکو فرزند عطا کیا اور انکی جمال باکمال کی زیارت سے ہماری آنکھیں روشن
ہوئیں خدا ہمکو ایسا دن نہ دکھلائے کہ آپکا سایہ ہمارے سر پہ نہ ہو اگر خدانخواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم کس سے رجوع
کریں فاشار بیده الی ابی جعفر علیه السلام وهو قائم بین یدیه فقلت له جعلت فداك
وهذا ابن ثلث سنین قال وما یضره من ذلك وقد قام عیسی بالحجة وهو
ابن اقل من ثلث سنین حضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے ابوجعفر کی طرف کہ حضرتؑ کے سامنے اس وقت
حاضر تھے اشارہ فرمایا یعنی بعد میرے یہ فرزند میرا رہنمائے خلق ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں
یہ صاحبزادہ کل تین برس کا ہے حضرتؑ نے جواب دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے جب حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام بدرجہ
رفیعہ نبوت فائز ہوئے تین برس سے بھی انکا سن کم تھا (۹) فی الکافی عن احمد بن ادریس عن محمد بن
حسان عن علی بن خالد و قال محمد و کان زیدیا کتاب کافی میں علی بن خالد سے روایت ہے اور محمد بن
حسان کہتا ہے کہ یہ شخص مذہب زیدی رکھتا تھا قال کنت بالعسکر فبلغنی ان هناك رجل محبوس اُتی به
من ناحیة الشام مکبولا و قالوا انه تنبّأ علی بن خالد کہتا ہے کہ میں عسکر میں تھا
کہ سنا وہاں ایک شخص شام سے اسیر ہو کر آیا ہے اور لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے تئیں پیغمبر بتاتا ہے یہ واقعہ سنکر میں نے اس

قیدی سے ملاقات کی کے اُسکا حال پوچھا اُسنے کہا کہ میں شام میں رہتا تھا او مقام سر حسین ایک جگہہ کا نام ہے وہاں
عبادت کیا کرتا تھا ایکدن میں عبادت میں مشغول تھا کہ ایک بزرگ وہاں تشریف لائے اور فرمایا قم بنا یعنی ہمارے
ساتھ آؤ یہ سنکر میں اُنکے ساتھ ہولیا کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کوفہ میں کھڑا ہوا ہوں اُنہوں نے مجھسے فرمایا
تعرف هذا المسجد یعنی اس مسجد کو تو پہچانتا ہے مینے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں یہ مسجد کوفہ ہے بعد اسکے
انکے ساتھ مینے اس مسجد میں نماز پڑھی پھر میں انکے ساتھ ہی ساتھ تھا کہ یکایک مدینہ میں مسجد رسول خدا میں پہنچ گیا
اُن بزرگوار نے جناب رسول خدا پر درود و سلام بھیجا اور نماز پڑھی اور مینے بھی اُن حضرت پر درود و سلام بھیجا
اور اُن بزرگ کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں اُنکے ساتھ ہی ساتھ تھا کہ یکایک ہم دونو آدمی مکہ میں جا پہنچے اور اُنہوں
نے مناسک ادا کئے اور اُنکے ساتھ مینے بھی ادا کئے بعد اسکے پھر میں انکے ساتھ ہی تھا کہ اپنے مقام پر آگیا اور وہ بزرگ
تشریف لیگئے سال آئندہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا اور اب کی مرتبہ جب مجھے شام میں پہنچا کر وہ تشریف لیجانے لگے تو مینے
عرض کی کہ آپکو حق سبحانہٗ تعالی کا واسطہ دیتا ہوں آپ کو جسنے آپ کو یہ قدرت عطا کی ہے یہ بتا دیجئے کہ آپ کون
شخص ہیں یہ سنکر اُنہوں نے فرمایا انا محمد ابن علی بن موسی یعنی میں محمد تقی فرزند علی بن موسیٰ ہوں
بعد اسکے یہ خبر پھیلی یہانتک کہ محمد بن عبد الملک تک پہنچی اُسنے مجھے طوق و زنجیر میں گرفتار کرکے عراق میں
بھیجدیا ہے یہ بیان اسکا سنکر مینے اس سے کہا کہ ایک عرضی میں اپنا حال لکھکر محمد بن عبد الملک کے پاس بھیجدو
اور مینے ایسا ہی کیا اُسکی عرضی پر محمد بن عبد الملک نے یہ دستخط کیا کہ جو شخص کہ راتوں رات تجھے شام سے کوفہ
اور کوفہ سے مدینہ اور مکہ میں لیگیا اور مکہ سے پھر شام میں لے آیا اُسی سے کہہ کہ تجھے قید سے بھی چھڑا دے علی بن خالد
کہتا ہے کہ یہ دستخط دیکھکر مجھے بہت رنج ہوا اور اُسکی حال پر ترس آیا اور اس سے مینے کہا کہ اب صبر و شکر کرنا چاہیے اسکے
دوسرے دن پھر میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سپاہی اور تھانے کے لوگ اور داروغہ زندان و عوام الناس سب جمع ہو رہے
ہیں مینے پوچھا کیا ماجرا ہے فقال المحمول من الشام الذی تنبأ افتقد البارحة فلا یدری
اخسفت به الارض او اختطفته الطیر جواب یا کہ وہ شخص جو شام سے قید ہو کر آیا تھا اور اپنے تئیں پیغمبر کہتا تھا رات
کو غائب ہو گیا نہ جانے زمین میں سما گیا یا مرغان ہوا اُسکو لے اُڑے مومنین یہ معجزہ امام محمد تقی علیہ السلام کا مثلہ کیلئے
عبد الملک نے اُسکو متہم بدعوی نبوت کیا تھا یعنی جس طرح جناب رسالتمآب نے اپنی معراج کی کیفیت میں بیت المقدس اور
بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھنے کا حال بیان فرمایا تھا اُسی کے مشابہ یہ شخص بھی کہتا ہے گویا دعوت نبوت کرتا ہے

حضرت امام ہادی علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو الحسن علی ابن محمد علیہما السلام النصف من
ذی الحجہ سنۃ اثنی عشرۃ و مائتین رئیس المحدثین محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں

رقم کیا ہے کہ ولادت با سعادت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی اوسط ذیحجہ میں دوسو بارہ ہجری میں واقع
ہوئی اور بعض روایات کافی سے معلوم ہوتا ہے کہ سن دوسو چودہ ہجری رجب کے مہینہ میں وہ جناب متولد ہوئے
ومضی علیہ السلام لاربع بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ اربع وخمسین ومأتین یعنی دوسو چون
ہجری چھبیسویں جمادی الثانی کو اس امام عالی مقام نے دار دنیا سے رحلت فرمائی ولہ احد واربعون
سنۃ وستۃ اشہر اس وقت حضرت کا سن مبارک اکتالیس برس چھ مہینے کا تھا (۲) کتاب کافی میں
اسمٰعیل بن مہران سے روایت ہے کہتے ہیں وہ کہ پہلی دفعہ جب امام محمد تقی بغداد میں جانے لگے تو میں جاتے وقت
عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں بغداد میں آپ کے تشریف لیجانے سے مجھے آپکی جان کا خوف ہے یہ
فرما دیجیے کہ بعد آپ کے امر امامت کسکے لئے ہے یہ سنکر حضرت نے ہنسکے میری طرف دیکھا اور فرمایا
لیس الغیبۃ حیث ظننت فی ہذہ السنۃ ۔ یعنی اس سال جانے میں ایسا نہیں ہے جیسا تجھے
گمان ہوا راوی کہتا ہے کہ جب دوبارہ معتصم کے پاس حضرت تشریف لیجانے لگے تو پھر میں خدمت میں گیا
اور عرض کیا کہ میں آپ سے فدا ہو جاؤں آپ تو تشریف لیے جاتے ہیں بعد آپ کے امام کون ہے یہ سنکر حضرت
اتنا روئے کہ ریش مبارک بھیگ گئی اور فرمایا عند ہذا یخاف علی الامر من بعدی الی
ابنی علی ۔ یعنی اب کی دفعہ سفر کے جانے میں البتہ خوف ہے اور امامت میرے بعد میرے فرزند علی نقی
کے لئے ہے (۳) قال العلامۃ الطبرسی فی الاحتجاج عن ابی عبد اللہ الزیادی
قال لما سم المتوکل نذر للہ ان رزقہ اللہ العافیۃ ان یتصدق بمال کثیر علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کتاب احتجاج میں ابو عبد اللہ
زیادی سے نقل کیا ہے کہ جب متوکل کو زہر دیا گیا تو اس نے اسی حالت میں نذر کی کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ اسکو
مہلکہ سے نجات دیوے تو مال کثیر راہ خدا میں تصدق کرونگا فلما سلم وعوفی سال الفقہاء عن
حد المال الکثیر کم یکون جب اسنے صحت پائی تو فقہا علما کو جمع کرکے پوچھا کہ میں نے نذر کے
وقت کچھ مال کی تعداد نہیں کی تھی فقط مال کثیر کہا تھا اب بتاؤ کہ مال کثیر کا اطلاق کس مقدار پر ہوتا ہے
تاکہ میں اتنا دیکر نذر سے سبکدوش ہوں واختلفوا علیہ فقال بعضہم الف درہم وقال
بعضہم عشرۃ آلاف درہم وقال بعضہم مائۃ الف درہم فاشتبہ ہذا علیہ بعضوں نے کہا کہ
ہزار درہم پر مال کثیر کا اطلاق ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا دس ہزار بعضوں نے کہا کہ نہیں بلکہ سو ہزار
جب لوگوں نے اس بیان میں اختلاف کیا تو متوکل اشتباہ میں پڑ کے متردد ہوا کہ کس کے کہنے پر عمل کرے
فقال لہ الحسن حاجبہ ان اتیتک یا امیر المومنین من خلق برجل یخبرک بالصواب فما لی
عندک اسکے حاجب نے کہ نام اسکا حسن تھا عرض کی کہ اے امیر المومنین اگر میں ایسے شخص کو تیرے پاس
لاؤں کہ جو تجھکو اس مسئلہ میں جواب با صواب دیوے تو تو مجھکو کیا انعام دیگا فقال لہ المتوکل ان اتیتنی بالحق

فلک العشرة الف درهم والا اضربک مائة مقرعة ۔ متوکل نے اپنی خادم کو جواب دیا کہ اگر تو
ایسے شخص کو لاوے جو مجھے ٹھیک ٹھیک بتادے تو اس خدمت کی عوض میں تجھکو دس ہزار درہم دونگا نہیں تو
سو کوڑے تجھے مارونگا قال قد رضیت حاجب نے کہا میں راضی ہوں فاتی الحاجب ابا الحسن الهادی
علیه السلام فسأله عن ذلک فقال له ابو الحسن علیه السلام قل له یتصدق بثمانین درهما
جب حاجب میں اور متوکل میں اس طرح پر شرط ہو گئی تو حاجب حضرت علی النقی علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت حال عرض کرکے طالب جواب ہوا حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ خلیفہ سے کہدے کہ
اسی درہم راہ خدا میں تصدق کرے فرجع الی المتوکل فاخبره حاجب نے آکر یہ جواب متوکل سے
بیان کیا فقال له سله ما العلة فی ذلک متوکل نے کہا کہ حضرتؑ سے استفسار کر کہ اسکا سبب کیا ہے کہ
اسی پر اطلاق کثیر کا ہو فاتاه فسأله فقال ان الله عزوجل قال لنبیه صلی الله علیه وآله وسلم
ولقد نصرکم الله فی مواطن کثیرة فعددنا مواطن رسول الله صلی الله علیه و
آله فبلغت ثمانین موطنا ؛ حاجب نے آکر پھر حضرتؑ سے پوچھا حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ
اسکا سبب اور علت آیۂ قرآنی ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیبؐ سے خطاب کرکے فرمایا کہ خدا نے مقامات کثیر
میں تمہاری مدد کی اور جب ہمنے حضرتؐ کی لڑائیوں کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ سب اسی مقامات ہیں جنکو
حق تعالی نے اسی کو کثیر فرمایا ہے فرجع الیه فاخبره ففرح واعطاه عشرة الف درهم
جب حاجب نے آکر اس جواب باصواب کو بادلیل قرآنی متوکل سے بیان کیا تو وہ نہایت خوش ہوا اور وعدہ
کے موافق اسے دس ہزار درہم دیدئے) کان المتوکل اشخصه مع یحیی بن هرثمة بن
اعین من المدینة الی سر من رای متوکل نے یحیی بن ہرثمہ کی وساطت سے حضرتؑ کو مدینہ سے شہر سامرہ میں
جو کہ پای تخت اسکا تھا طلب کیا چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں حضرتؑ کے بلانے کا سبب
اس طرح سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن محمد حاکم مدینہ اس جنابؑ سے عداوت رکھتا تھا اس سبب سے وہ حضرتؑ کی
ایذا رسانی میں مشغول رہتا تھا اور متوکل کو ہمیشہ حضرتؑ کی شکایت لکھا کرتا تھا جب اذیتیں اسکی حد سے
زیادہ ہوئیں تو حضرتؑ نے ایک نامہ لکھکر متوکل کے پاس روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ عبد اللہ ہمکو بہت
اذیتیں پہنچاتا ہے اور ہم پر تہمتیں دروغ کیا کرتا ہے چنانچہ اسنے جو جو امور بہ نسبت ہمارے خلیفہ کو لکھے ہیں محض
دروغ اور افترا ہے جب متوکل نے اس نامہ کو پڑھا تو اس طرح سے جواب اسکا رقم کیا بسم الله الرحمن الرحیم
اما بعد فان امیر المومنین عارف بحقک راع لقرابتک موجب لحقک یقدر من
الامور فیک وفی اهل بیتک ما اصلح الله به حالک وحالهم وثبت به عزک وعزهم
یعنی میں آپکے مرتبہ کو جانتا ہوں اور آپکی قرابت کی رعایت رکھتا ہوں اور آپکے ادائے حق کو واجب سمجھتا

ہوں اور آپکے بارہ میں اور آپکی اہلبیتؑ کے باب میں اس امر کی نیت کہتا ہوں جسمیں آپکے لئے اور انکے لئے بہتری ہو اور آپکی اور انکی عزت و جلالت باقی رہے وقد رای امیر المومنین صرف عبد اللہ بن محمد عما کان یتولاہ من الحرب والصلوٰۃ بمدینۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ کان علی ما ذکرت من جہالتہ بحقک واستخفافہ بقدرک اور عبد اللہ بن محمد کو جو کہ جمعہ وجماعت کے لئے اور انتظام ملک کے واسطے مدینہ رسول خدا میں میرا نائب تھا چونکہ اس جاہل نے آپکے حفظ مراتب میں قصور کیا ہے اسلئے میں نے اسکو اس منصب عالی سے معزول کر کے محمد بن فضل کو اسکی جگہہ پر منسوب کیا اور اسکو حکم کر دیا ہے کہ آپکی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے بلکہ ہمیشہ آپکی اطاعت میں سرگرم رہے اور ہر امر میں آپکی مرضی کے موافق رفتار کرے وان امیر المومنین مشتاق الیک فان نشطت لزیارتہ والمقام قبلہ فترحل اور میں آپکی زیارت کا نہایت مشتاق ہوں اگر آپ بھی میری ملاقات کی خواہش رکھتے ہوں اور میرے پاس رہنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لائیے میں نے یحیی بن ہرثمہ کو آپکی خدمت میں روانہ کیا ہے اور اسکو تاکید کی ہے کہ ہر وقت آپکی فرمانبرداری میں حاضر رہے آپ جہاں چاہیں منزل کریں اور جہاں سے چاہیں کوچ فرماویں وہ کسی وقت آپکی اطاعت سے باہر نہوگا اور آپ جس وقت یہاں داخل ہونگے تو اس وقت آپ میرے بھائیوں سے اور فرزندوں سے بڑھکر میرے نزدیک عزیز و محبوب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ والسلام وعلیک رحمۃ اللہ وبرکاتہ متوکل نے اس نامہ کو لکھکر یحیی بن ہرثمہ کے حوالہ کیا اور تین سو آدمی اسکے ہمراہ کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا یحیی کہتا ہے کہ میں اس زمانہ میں مذہب حشویہ رکھتا تھا اور میرے رفیقوں میں دو شخص تھے ایک ان میں سے محب اہلبیتؑ رسالت اور دوسرا دشمن خاندان نبوت تھا یہ دونوں آپس میں مباحثہ کیا کرتے تھے میں بھی ان کی باتوں کو سنا کرتا تھا ایک دن ایک صحرا میں پہنچے کہ آبادی سے بہت دور واقع تھا وہاں پر اس ناصبی نے مرد شیعہ پر اعتراض کیا کہ آیا تیرے صاحب یعنی علی بن ابیطالبؑ نے نہیں کہا ہے کہ زمین میں کوئی بقعہ نہیں ہے کہ قبر سے خالی ہو میں تجھسے سوال کرتا ہوں کہ اس صحرا میں کہ آدمی کا نام و نشان نہیں ہے کون شخص دفن کیا جائیگا یحیی کہتا ہے کہ میں نے بھی اس اعتراض میں اس ناصبی کی طرفداری کی اور اس شیعہ نے مجھے اس بات کا جواب دیا غرض قطع منازل و مراحل کرتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوگئے جب میں خلیفہ کا نوشتہ حضرتؑ کی خدمت میں لیگیا تو بعد ملاحظہ کرنے کے اس جناب نے ارشاد فرمایا کہ میں خلیفہ کے حکم سے باہر نہیں ہوں آج تو آرام کر انشاء اللہ کل میں سامان سفر میں مشغول ہونگا دوسرے روز جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا وہ جناب جامہ ہائے پشمی بارانی سلوا رہے ہیں چونکہ وہ فصل گرمی کی تھی مجھے اس حرکت سے بہت تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ حضرتؑ نے کبھی سفر نہیں کیا ہے بسبب ناتجربہ کاری کے یہ احتیاط کر رہے ہیں غرض بار بار میرے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا تھا کہ رافضیوں سے نہایت تعجب ہے کہ ایسے شخص کو

امام و پیشوا جانتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک روز جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ خیاط کپڑے سی کر لایا اور حضرتؑ وہ کپڑے اپنے رفیقوں کو اور خادموں کو تقسیم فرما رہے ہیں اس سے میرا تعجب اور زیادہ ہوا کہ یہ لوگ گرمیوں میں اس لباس کو کس مصرف میں لائیں گے پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ اے یحییٰ ہم آمادہ ہیں تم بھی اپنی کوچ کی تیاری کرو غرض اس ساز و سامان کے بعد حضرتؑ مدینہ سے روانہ ہوئے جب اس صحرا میں پہنچے جہاں اس ناصبی نے مردِ مومن پر اعتراض کیا تھا دفعتہً ابرِ سیاہ و برق و باد ظاہر ہوا اور بہتیرے آدمی ہمارے رفیقوں میں سے شدتِ سرما سے ہلاک ہو گئے جب ہم لوگ انکی دفن سے فارغ ہوئے اس وقت حضرتؑ نے میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ اے یحییٰ تم نے دیکھا کہ خداوند تعالیٰ زمین کو کس طرح مُردوں سے معمور کرتا ہے اس بات کے سننے سے مجھے تنبیہ ہوئی اس وقت میں نے حضرتؑ کے قدمِ مبارک پر گر کے عرض کیا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله وانكم خلفاء الله فى ارضه یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی قابلِ پرستش مگر خدائے یکتا اور تصدیق کرتا ہوں اس امر کی کہ بلاشک محمدؐ بندہ و فرستادہ خدا ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ بلاشک تم لوگ روئے زمین پر نائبانِ خدا ہو اور اب تک میں کافر تھا الحمد للہ کہ آپکی ہدایت سے مسلمان ہوا بعد اسکے میں ہمیشہ حضرتؑ کی امامت کا مقر رہا روایت ہے کہ جب حضرتؑ سامرہ میں پہنچے تو متوکل نے ایک ذلیل سے مکان میں اتارا عن صالح بن سعيد قال دخلت على ابى الحسن عليه السلام فقلت له جعلت فداك فى كل الامور ارادوا اطفاء نورك والتقصير بك حتى انزلوك هذا الخان الاشنع خان الصعاليك کافی میں صالح بن سعید سے منقول ہے کہ میں ایک روز حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے مولا آپ پر سے فدا ہو جاؤں ان ظالموں نے آپکے نور کے بجھانے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہمیشہ آپ کے تذلیل کے درپے رہتے ہیں آپکو ایسے گھر میں اتارا ہے جو فقیر و مساکین کے رہنے کا ہے فقال ههنا انت يا ابن سعيد ثم اومى بيده فقال انظر حضرتؑ نے فرمایا اے ابن سعید تو ادھر ہے پھر اسکے بعد اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھ فنظرت فاذا انا بروضات انقات وروضات باسرات فيهن خيرات عطرات و ولدان كانهن اللؤلؤ المكنون واطيار وظباء جب میں نے دیکھا تو کیا دیکھا کہ باغہائے دلکشا ہیں اور چمنستان شگفتہ ہیں کہ ان میں حور و غلمان مثلِ گوہرِ غلطاں ہیں اور غزالان خوش رفتار و مرغانِ خوش الحان ہیں فحار بصری وحسرت عينى یہ دیکھ کر آنکھیں میری خیرہ ہو گئیں پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ابن سعید جہاں کہیں ہم رہتے ہیں خداوند کریم یہی نعمتیں ہمارے لئے مہیا فرماتا ہے (۵) سید ابن طاؤس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک سال متوکل ایام گرما میں کہ بڑی شدت کی دھوپ تھی سوار ہوا اور حکم کیا کہ جتنے امراء و علماء و رؤسا و سادات و اشراف ارکان دولت شہر میں موجود ہیں سب پیادہ پا ہمراہ رکاب رہیں

از انجملہ جناب امام علی النقی علیہ السلام بھی تھے زرافہ حاجب متوکل کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرتؑ کو پیادہ چلنے سے نہایت تعب تھا اور بسبب حرارت آفتاب کے تمام جسم اقدس سے پسینا جاری تھا یہ حال دیکھکر میں حضرتؑ کے قریب گیا تو حضرتؑ نے مجھسے ارشاد کیا کہ اسوقت سوار ہونے سے اور پیچھا اسکی غرض نہیں ہے بجز میری اہانت کے لیکن میری حرمت خدا تعالیٰ کے نزدیک ناقہ صالحؑ سے کم نہیں ہے بلکہ میرے ناخن کا ایک ریزہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ناقۂ صالح سے گرامی تر ہے راوی کہتا ہے کہ ایک معلم میرے لڑکوں کو پڑھاتا تھا میرے گمان میں وہ شیعہ تھا میں نے اسکو حضرتؑ کا ارشاد اس سے بیان کیا انہوں نے مجھے قسم دیکر پوچھا کہ تو سچ کہتا ہے حضرتؑ نے اسیطرح فرمایا جیسا تو بیان کرتا ہے میں نے قسم کھائی کہ جو اس جناب نے فرمایا ہے بے کمی و زیادتی میں تجھسے بیان کرتا ہوں یہ سنکر معلم نے مجھسے کہا کہ اب تو اپنی فکر سے غافل نہ رہ کہ تین دن کے اندر متوکل ہلاک ہو جائیگا اب ایسی تدبیر کر کہ تجھے کچھ ضرر نہ پہنچے میں نے اس سے پوچھا کہ تو کیونکر جانتا ہے جو غیب کی خبر دیتا ہے معلم نے کہا کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرتؑ دروغگو نہیں ہیں اور جناب احدیت قوم صالحؑ کے قصہ میں فرماتا ہے کہ قل تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام یعنی کہدو کہ چین کرلو اپنے اپنے گھروں میں تین دن تک اور قوم صالح نے جب ناقہ کو پے کیا تین دن کے بعد انپر عذاب نازل ہوا اور وہ لوگ ہلاک ہوئے معلم سے یہ سنکر میں غضبناک ہوا اور اسکو گالیاں دیں اور اپنے گھر سے نکال دیا بعد اسکے میں نے غور کیا کہ ایسا نہو کہ بیان اسکا ٹھیک ہو بہر حال احتیاط لازم ہے یہ سوچکر میں نے اپنا مال و اسباب جا بجا پراگندہ کر دیا اور انتظار کرتا تھا کہ تین دن گزر جائیں تو خاطر جمع ہو جب تیسرا دن ہوا تو متوکل کا بیٹا منتصر باللہ چند ترکوں کو لیکر کہ اسکے غلام خاص تھے متوکل کی مجلس میں گیا اور متوکل کو اور اسکے وزیر فتح بن خاقان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھکر میں بھی حضرتؑ کی امامت کا معتقد ہوا بعد اسکے ایکدن خدمت میں مشرف ہو گئے اپنی اور معلم کی سرگذشت حضرتؑ سے عرض کی فرمایا کہ معلم نے سچ کہا تھا میں نے تین دن متوکل کے واسطے نفرین کی تھی حق تعالیٰ نے میری دعا مستجاب کی (۶) فضل بن احمد کاتب کہتا ہے کہ ایکدن معتز باللہ کے ساتھ میں متوکل کی مجلس میں گیا تو دیکھا متوکل کرسی پر بیٹھا ہوا فتح بن خاقان سے جناب امام علی النقی کی شکایتیں کر رہا ہے اور متوکل کا معمول تھا کہ جب معتز اسکے پاس جاتا تو مرحبا کہکر اپنے پاس بٹھا لیتا تھا مگر اسدن اسقدر غصہ میں تھا کہ کچھ اسکی طرف متوجہ نہوا اور جن جن باتوں کی نسبت حضرتؑ کی طرف کرتا تھا فتح اسکو جواب دیتا تھا کہ حضرتؑ نے ہرگز ایسا نہیں کہا غلط ہے اس سے وہ زیادہ غضبناک ہو کر کہتا تھا کہ قسم ہے خدا کی میں اس ریاکار کو قتل کرونگا کہ میری دولت میں رخنہ ڈالتا ہے بعد اسکے چار غلامان ترکی بلا کر انکے ہاتھ میں تلواریں دیں اور حکم کیا کہ جب امام علی النقی علیہ السلام آویں فوراً انکو قتل کرنا اور قسم کھائی کہ میں قتل کے بعد انکو آگ میں جلا دونگا تھوڑی دیر

کے بعد دربانوں نے آنکر حضرتؑ کے آنے کی خبر کی اور حضرتؑ داخل ہوئے اور اسوقت حضرتؑ کے ہونٹھ کچھ ہل
رہے تھے اور خوف و اضطراب کا کچھ بھی اثر حضرتؑ کے بشرہ سے ظاہر نہ تھا چاروں غلاموں نے کہ حضرتؑ
کو دیکھکر منہ کے بھل زمین پر جھک پڑے اور متوکل مارے رعب کے کرسی سے گر پڑا اور استقبال کے لئے دوڑا
اور حضرتؑ سے لپٹ کے دستِ مبارک اور پیشانی نورانی کے بوسے لئے اور عرض کیا کہ ای فرزند رسول خدا
اور ای بہترین بندگان خدا ای پسر عم اور ای مولا آپ نے اسوقت کیوں زحمت فرمائی حضرتؑ نے ارشاد کیا کہ
تیرے قاصد نے مجھے طلب کیا متوکل نے کہا اسنے جھوٹھ کہا آپکا جہاں مزاج مبارک چاہے تشریف لیجائیے
بعد اسکے اُس جنابؑ کو رخصت کیا اور اپنے وزیر کو اور فرزندوں کو حضرتؑ کی مشایعت کے لئے ہمراہ کیا
جب حضرتؑ باہر تشریف لیگئے تو اسوقت متوکل نے اُن غلاموں کو طلب کیا اور مترجم سے کہا کہ انسے
پوچھ کہ انہوں نے کیوں امام علیہ السلام کو سجدہ کیا اور بہت تعظیم سے پیش آئے اُن سبھوں نے
جواب دیا کہ دیکھتے ہی اسقدر رعب اُس جنابؑ کا ہم سبھوں پر غالب ہوا کہ ہم سب بیہوش ہو گئے
جب ہوش ہوا تو ہمارے دلوں میں اسقدر خوف سمایا تھا کہ تیرا حکم ہم بجا نہ لا سکے یہ سنکر متوکل ہنسا اور
فتح بن خاقان سے کہا کہ یہ تیرے امام ہیں اور فتح بھی بہت شاد ہوا کہ حضرتؑ سے یہ بلا دفع ہوئی (۷)
مضی علیہ السلام فی زمن المعتز باللہ ابی عبد اللہ الزبیر ابن المتوکل یوم الاثنین
لخمس لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ اربع وخمسین ومائتین سن دو سو چون (۲۵۴)
ہجری میں پچیسویں تاریخ ماہ جمادی الثانی کی زمان خلافت معتز باللہ بن متوکل میں حضرتؑ نے دنیا سے
رحلت فرمائی وقال الابن الاخضر والمفید والطبرسی مضی علیہ فی رجب من تلک السنۃ
اور ابن خضر اور شیخ مفید اور علامہ طبرسی علیہم الرحمہ قائل ہوئے ہیں کہ سن دو سو چون ہجری ماہ رجب میں
یہ سانحہ واقع ہوا ہے وقال بعض العلماء سمہ المعتز وکان عمرہ اربعین سنۃ الا اشہرا
اور بعض علماء قائل ہوئے ہیں کہ معتز باللہ نے حضرتؑ کو زہر سے شہید کیا اور سن مبارک کچھ کم چالیس برس
کا تھا اور دوسری روایت میں بیالیس برس ہیں دفن علیہ السلام فی دارہ بسر من رای
فی شارع ابی احمد الرشید اور حضرتؑ اپنے ہی مکان میں جو شہر سامرہ میں کوچہ ابی احمد رشید کے
میں واقع ہے مدفون ہوئے وکان مقام الہادی بسر من رای عشر سنین وقیل عشرین
سنۃ اور حضرتؑ کی مدت اقامت شہر سامرہ میں دس برس تھی اور دوسری روایت کے بموجب
بیس برس واما اولادہ فکان لہ ثلثۃ بنین وابنۃ واحدۃ اولاد امجاد میں اس
جنابؑ کے تین صاحبزادے ہیں اور ایک صاحبزادی اسماء بنیہ الحسن والحسین وجعفر واسم
ابنتہ عالیہ وقیل عائشہ صاحبزادوں کا نام حسن اور حسین اور جعفر ہے اور صاحبزادی کا نام

علیہ اور یعقوب نے لکھا ہے کہ عائشہ ہے قال المفید رح اربعۃ بنین و سمی الرابع محمد
اور شیخ مفید علیہ الرحمہ قائل ہوئے ہیں کہ چار صاحبزادے تھے اور چوتھے صاحبزادہ کا نام محمد تھا

حضرت امام عسکری علیہ السلام

(۱) روی ثقۃ الاسلام فی الکافی ولد ابو محمد الحسن بن علی علیہما السلام فی رمضان وفی نسخۃ اخری فی شہر ربیع الآخرۃ سنۃ اثنتین وثلثین ومائتین علامہ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب اصول کافی میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام ماہ مبارک رمضان میں متولد ہوئے اور ایک نسخہ میں ہے کہ سن ۲۳۲ دو سو بتیس ہجری ماہ ربیع الآخر میں حضرت پیدا ہوئے اور علامہ طبرسی اور شیخ مفید نے بھی ربیع الآخر کی آٹھویں کو حضرت کا روز ولادت لکھا ہے وقبض علیہ السلام یوم الجمعۃ لثمان لیال خلون من شہر ربیع الاول سنۃ ستین ومائتین وھو ابن ثمان وعشرین سنۃ ۞ اور آٹھویں کو ماہ ربیع الاول کی سن ۲۶۰ دو سو ساٹھ ہجری میں جمعہ کے دن حضرت نے دار دنیا سے انتقال فرمایا اور سن مبارک اٹھائیس برس کا تھا ودفن فی دارہ فی البیت الذی دفن فیہ ابوہ بسر من رائے اور شہر سر من رائی میں اپنے ہی گھر میں جس میں الآن کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا مزار اقدس واقع ہے وہیں حضرت بھی مدفون ہیں وامہ ام ولد یقال لہا حدیث مادر بزرگوار حضرت کی ام ولد تھیں انکا نام حدیث ہے وکانت مدۃ خلافتہ ست سنین حسب انشاء شیخ مفید علامہ طبرسی علیہما الرحمہ چھ برس حضرت نے خلافت کی ولقبہ الھادی والسراج والعسکری لقب حضرت کا ہادی و سراج و عسکری ہے اور کنیت حضرت کی ابو محمد ہے جو کہ امام حسن کی کنیت تھی و کان علیہ السلام وابوہ وجدہ یعرف کل منہم فی زمانہ بابن الرضا حضرت حسن عسکری اور انکے پدر بزرگوار اور جد نامدار اپنے اپنے زمانہ میں فرزند رضا کہلاتے تھے اور بعض علما نے زکی اور خالص بھی حضرت کا لقب لکھا ہے اور عسکری حضرت کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ سر من رائی کا نام مدینہ عسکر بھی ہے ومات علیہ السلام مسموما وسمہ المعتمد کثر ہمارے علما قائل ہیں حضرت نے زہر دغا سے شہید ہوئے اور معتمد عباسی نے زہر دیا (۲) عن محمد بن اسمعیل ابن ابراھیم بن موسی ابن جعفر بن محمد بن علی بن عبد الغفار قال دخل العباسیون علی صالح بن وصیف عندما حبس ابا محمد محمد بن اسمعیل سے روایت ہے کہا کہ جس زمانے میں حضرت امام حسن عسکری صالح بن وصیف کے پاس قید تھے ان دنوں ایک جماعت بنی عباس صالح کے پاس گئی

اور اُنہوں نے کہا کہ حضرتؑ کو بہت قیدِ شدید میں رکھو تو وہ جناب اذیت میں ہیں فقال لہم صالح وما اصنع
قد وکلت به رجلین اسوء من قدرت علیه فقد صارا من العبادة والصلوٰة والصیام الی امر عظیم
صالح نے اُن لوگوں کے جواب میں کہا کہ میں کیا کروں میں نے دو ایسے شخصوں کو جو میرے آدمیوں میں سب سے
بُرے تھے انتخاب کر کے حضرتؑ پر مقرر کیا مگر حضرتؑ کی عبادت و کثرتِ نماز و روزہ دیکھ کر وہ لوگ خشوع کرنے لگے
فقلت لهما فیه فقالا ما تقول فی رجل یصوم النهار ویقوم اللیل کله لا یتکلم و
لا یتشاغل اُنکا یہ حال دیکھ کر میں نے اُن دونوں سے اس بارہ میں کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسے شخص کے
بارہ میں تو کیا کہتا ہے جو کہ دن کو روزہ رکھے اور تمام رات نماز میں رہتا ہے نہ کسی سے بات کرے اور
نہ کسی جانب مشغول ہووے واذا نظرنا الیه ارتعدت فرائصنا وید اخلنا ما لا نملکه من
انفسنا اور جس وقت ہم لوگ حضرتؑ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہمارے بدن میں رعشہ پڑ جاتا ہے اور
ہمارے دلوں میں ایسی ہیبت سما جاتی ہے کہ ہم از خود رفتہ ہو جاتے ہیں فلما سمعوا ذلک انصرفوا
خائبین ۞ جس وقت بنی عباس نے یہ احوال سُنا تو خائب و خاسر وہاں سے اپنے گھروں کو چلے گئے

(۳) عن الحسین بن محمد الاشعری ومحمد بن یحیی وغیرهما قالوا کان احمد
بن عبید الله ابن خاقان علی الضیاع والخراج بقم فجری فی مجلسه یوما ذکر العلویة
ومذاهبهم وکان شدید النصب کتاب اصولِ کافی میں حسین بن محمد اشعری و محمد بن یحییٰ وغیرہ سے
روایت ہے کہ جس زمانہ میں احمد بن عبید اللہ ضیاع و خراج قم کا عامل تھا ایک روز اُسکی مجلس میں سادات
علویہ کا اور اُنکے مذاہب کا تذکرہ ہوا اور وہ بڑا ناصبی تھا فقال ما رأیت ولا عرفت بسر من رای رجلا
من العلویة مثل الحسن بن علی بن محمد بن الرضا فی هدیه وسکونه وعفافه
ونبله وکرمه عند اهل بیته وبنی هاشم وتقدیمهم ایاه علی ذوی السن
منهم والحظ وکذلک القواد والوزراء وعامة الناس جس وقت سادات علویہ کا چرچا شروع ہوا
احمد باوصف نصب و عداوت کے کہنے لگا کہ شہر سر من رای میں سادات علویہ میں سے کوئی شخص تمکین و
وقار و عفت و کرم میں حسن بن علیؑ کے مثل مجھکو نظر نہیں آیا کہ تمام بزرگانِ بنی ہاشم اور وزرائے خلیفہ
اور امرائے لشکر اور عوام الناس اُس جناب کی تعظیم کرنے میں اپنا فخر و سعادت جانتے تھے اور اپنے اوپر حضرتؑ کو
مقدم رکھتے تھے فانی قد کنت یوما قائما علی رأس ابی وهو یوم مجلسه للناس اذ دخل
علیه حجابه فقالوا ابو محمد بن الرضا بالباب فقال بصوت عال ائذنوا له چنانچہ ایک دن میں اپنے باپ کے
پس پشت کھڑا تھا اور وہ دن اُسکے دربار کا تھا کہ ناگاہ دربانوں نے آکر عرض کی کہ ابو محمد بن الرضا
یعنی امام حسن عسکریؑ دروازہ پر منتظرِ اذن کھڑے ہوئے ہیں سُنتے ہی میرے باپ نے بآوازِ بلند کہا کہ حضرتؑ کو

تشریف لاتے دو فتعجبت مما سمعت منہم انہم جسروا یکون رجلا علی ابی بحضرتہ ولم یکن عندہ
خلیفۃ او ولی عہد او من امر السلطان ان یکنی احمد کہتا ہے کہ دربانوں کی
بے ادبی سے مجھے نہایت تعجب ہوا کہ انہوں نے خلاف دستور میرے باپ کے سامنے حضرتؑ کو بہ کنیت
یاد کیا حالانکہ انکو سوائے خلیفہ یا ولیعہد یا جنکو بادشاہ نے حکم کیا تھا اور کسی کو کنیت سے ذکر نہیں کر سکتے تھے
فدخل رجل اسمر حسن القامۃ جمیل الوجہ جید البدن حدیث السن لہ جلالۃ و
ہیبۃ پس ایک مرد سبزہ رنگ خوش قامت خوب صورت نازک اندام نوجوان کہ ہیبت و جلالت
انکے چہرہ سے نمایاں تھی داخل ہوا فلما نظر الیہ ابی قام یمشی الیہ خطا ولا اعلمہ فعل ہذا
باحد من بنی ہاشم والقواد انکو دیکھکر میرے باپ نے چند قدم استقبال کیا انکو آگے میں نے کبھی
کسی بنی ہاشم یا امراء کی تعظیم کرتے انکو نہیں دیکھا تھا فلما دنی عانقہ وقبل وجہہ وصدرہ
واخذ بیدہ واجلسہ علی مصلاہ الذی کان علیہ جب حضرتؑ قریب پہنچے تو میرے باپ نے
انسے معانقہ کیا اور صورت انور اور پیشانی اطہر کے بوسے لیکر ہاتھ پکڑ کے جس مصلے پر آپ بیٹھا تھا
حضرتؑ کو بھی اسی پر بٹھالیا وجلس الی جنبہ مقبلا علیہ بوجہہ وجعل یکلمہ ویفدیہ
بنفسہ وانا متعجب مما اری منہ اور خود بہ ادب تمام حضرتؑ کیطرف رخ کرکے بیٹھا جب باتیں کرتا تو
کہتا تھا فدا ہوں میں آپ پر اے فرزند رسول خدا یہ حال دیکھ دیکھ کے میں زیادہ متعجب ہوتا تھا
اذ دخل الحاجب فقال الموفق قد جاء وکان الموفق اذا دخل علی ابی تقدم حجابہ
وخاصۃ قوادہ فقاموا بین مجلس وبین باب الدار سماطین الی ان یدخل و
یخرج اس اثنا میں دربان نے آنکر عرض کی کہ موفق یعنی خلیفہ کا بھائی آتا ہے اور انکا یہ معمول تھا
کہ جب میرے باپ پاس آتا تو اسکے خدمتگار اور ملازمان خاص محفل سے لیکر تا در دروازہ دو صفیں باندھکر
کھڑے رہتے تھے جب تک وہ رخصت ہوتا تھا فلم یزل ابی مقبلا علی ابی محمد یحدثہ حتی
نظر الی غلمان الخاصۃ باوجود خبر کے انکو کچھ خیال نہ کیا برابر حضرتؑ سے باتیں
کرتا رہا یہاں تک کہ موفق کے غلامان خاص کو انکی نظر سے دیکھا فقال حینئذ اذا شئت
جعلنی اللہ فداک اسوقت حضرتؑ کی خدمت میں عرض کی کہ خدا مجھکو آپ پر سے فدا کرے اگر آپکی مرضی
ہو تو میں ان سے ملاقات کروں یہ سنکر حضرتؑ نے وہاں سے اٹھنے کا ارادہ کیا ثم قال لحجابہ خذوا
بہ خلف السماطین حتی لا یراہ ہذا یعنی الموفق فقام وقام ابی وعانقہ ومضی
اسوقت دربانوں کو حکم کیا کہ حضرتؑ کو دونو صفوں کے پیچھے سے لیجاؤ کہ موفق کی نگاہ حضرتؑ پر نہ
پڑے غرض جب حضرتؑ کھڑے ہوئے تو انکو کھڑے ہوکر حضرتؑ سے معانقہ کیا اور وہ جناب تشریف لے گئے

فقلت لحجاب ابی وغلمانه ویلکم من هذا الذی کنیتموه وفعل به ابی هذا الفعل
جب حضرت رخصت ہوگئے تو میں نے دربانوں سے اور غلاموں سے پوچھا کہ وائے تم پر کون شخص تھا جسکو تم نے
میرے باپ کے سامنے کنیت سے یاد کیا اور اسنے بھی انکی بہت تعظیم و تکریم کی فقالوا هذا علوی
یقال له الحسن بن علی یعرف بابن الرضا فازددت تعجبا ولم ازل یومی ذلک قلقا متفکرا
فی امره وامر ابی حتی کان اللیل ان سبھوں نے بیان کیا کہ یہ شخص سادات علویہ سے تھا
نام اسکا حسن بن علی ہے اور مشہور ابن الرضاؑ ہے یہ سنکر میرا تعجب اور بھی زیادہ ہوا چنانچہ مجھے
وہ تمام روز غم و غصہ میں بسر ہوا اور میں اسی فکر میں رہا کہ میرے باپ نے اس شخص کی کیوں اسقدر
تعظیم و تکریم کی یہانتک کہ دن تمام ہوا اور رات آئی فلما صلی العتمة وجلس جئت فجلست
بین یدیه ولیس عنده احد فقال لی یا احمد لک حاجة جب میرے باپ نے نماز
عشا سے فراغت پائی اسوقت میں جا کر اسکے سامنے بیٹھا وہاں میرے اور اسکے سوا تیسرا شخص نہ تھا میرے باپ
نے مجھسے پوچھا کہ اے احمد اسوقت تیرے آنے کا کیا سبب ہے کیا کچھ حاجت کہنا ہے قلت نعم یا ابت
فان اذنت سألتک عنها فقال قد اذنت یا بنی فقل ما احببت میں نے
عرض کی کہ ہاں اگر اجازت دیجئے تو میں عرض کروں اسنے کہا جو تیرا جی چاہے سوال کر میں نے اجازت دی
قلت یا ابت من الرجل الذی رأیتک بالغداة فعلت به ما فعلت من الا
جلال والکرامة والتبجیل وفدیته بنفسک وابویک اسوقت میں نے پوچھا
کہ یہ کون شخص تھا جو صبح کو آپ کے پاس آیا تھا اور آپ نے انکی نہایت تعظیم و تکریم کی یہانتک
کہ آپ ہر بات میں اپنے تئیں اور اپنے باپ اور ماں کو اسپر سے فدا کرتے تھے فقال یا بنی
ذاک امام الرافضة ذاک الحسن بن علی المعروف بابن الرضا فسکت ساعة ثم
کہا کہ اے فرزند یہ رافضیوں کے امام ہیں نام انکا حسن بن علیؑ ہے اور مشہور ابن الرضا ہیں یہ کہکر
تھوڑی دیر سکوت کیا ثم قال یا بنی لو زالت الامامة عن خلفاء بنی العباس
ما استحقها احد من بنی هاشم غیر هذا بعد اسکے کہا کہ اے احمد اگر امامت اور خلافت
خلفاء بنی عباس سے زائل ہو جائے تو کوئی شخص بنی ہاشم میں سوا اس شخص کے سزاوار اس منصب کا
نہیں ہے وان هذا لیستحقه فی فضله وعفافه وصیانته وزهده وعبادته وجمیل اخلاقه
وصلاحه ولو رأیت اباه رأیت رجلا جزلا نبیلا فاضلا
اسلئے کہ یہ شخص بسبب عفت اور زہد اور کثرت عبادت اور حسن اخلاق اور صلاح و تقوے
کے سبھوں سے افضل ہے اور اگر دیکھتا تو انکے باپ کو تو نہایت صاحب کرم اور بزرگ و

فاضل پاتا انہیں فازددت قلقاً وتفکراً وغیظاً علی ابی وما سمعت منه واستزدته
فی فعله وقوله فیه ما قال یہ باتیں سنکر میں اپنے باپ سے نہایت ناخوش ہوا اور
ان سب باتوں میں مینے اسکو زیادہ گو سمجھا فلم یکن لی همة بعد ذلک السؤال عن
خبره والبحث عن امره جس وقت سے مینے یہ ماجرا سنا برابر حضرت ع کے اکتشاف حال میں مصروف
رہتا تھا فما سألت احداً من بنی هاشم والقواد والکتاب والقضاة والفقهاء
وسائر الناس الا وجدته عنده فی غاية الاجلال والاعظام والمحل
الرفیع والقول الجمیل والتقدیم له علی جمیع اهل بیته ومشائخه پس مینے ہر ایک بنی ہاشم اور امرار لشکر
اور منشیان دفتر اور قضاة اور فقہا اور عوام الناس سے حضرت ع کے احوال کو استفسار کیا سب کے نزدیک
حضرت کو جلیل اور عظیم پایا اور سب نے بالاتفاق یہی بیان کیا کہ اس مرتبہ کا اور خوبیوں کا کوئی
شخص کسی خاندان میں نہیں ہے فعظم قدره عندی اذ لم ار له ولیاً ولا عدواً الا وهو
یحسن القول فیه والثناء علیه جب مینے ہر ایک دوست و دشمن کو حضرت ع کے
بیان اوصاف مکارم اخلاق میں متفق پایا تو میرے نزدیک بھی حضرت ع کی قدر و منزلت
ثابت ہوئی فقال له بعض من حضر مجلسه من الاشعریین یا ابا بکر فما خبر اخیه
جعفر قال ومن جعفر فیسأل عن خبره او یقرن بالحسن اسی تذکرہ میں ایک شخص
اشعری نے کہ اسی مجلس میں حاضر تھا پوچھا کہ اے ابا بکر انکے بھائی جعفر کا کیا حال تھا احمد نے
اس اشعری کے جواب میں کہا کہ جعفر کیا حقیقت رکھتا تھا کہ کوئی شخص اسکے حال کا سوال کرے
اسکا یہ رتبہ نہیں ہے کہ حضرت ع کے نام کے ساتھ اسکا نام لیا جائے جعفر معلن لفسق فاجر
ماجن شریب للخمور اقل من رایته من الرجال واهتکهم لنفسه خفیف قلیل فی
نفسه جعفر ایک شخص ہے کہ علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے لوگ اسکو بد کہتے
ہیں اسکی پروا نہیں کرتا وہ ام الخمر ہے ذلیل ترین مردم ہے خفیف العقل ہے انواع طرح کے
مناہی کا مرتکب ہوتا ہے ولقد ورد علی السلطان واصحابه فی وقت وفاة الحسن
بن علی ما تعجبت منه وما ظننت انه یکون ذلک حضرت ع کی وفات کے وقت
خلیفہ نے اور اسکے صحاب نے ایسی باتیں کیں کہ مجھکو بہت تعجب ہوا اور ہرگز مجھے گمان نہ تھا کہ
خلیفہ سے ایسی باتیں صادر ہونگی وذلک انه لما اعتل بعث الی ابی ان ابن الرضا قد اعتل
فرکب من ساعته مبادراً الی دار الخلافة پھر حال اسطرح پر ہے کہ جب
حضرت علیل ہوئے تو معتمد نے میرے باپ پاس کہلا بھیجا کہ ابن الرضا علیہ السلام علیل ہوئے ہیں

یہ سنتے ہی میرا باپ فوراً سوار ہوکر دار الخلافہ کو روانہ ہوا ثم رجع مستعجلا ومعہ خمسۃ
من خدم امیر المومنین کلھم من ثقاتہ وخاصتہ فیھم نحریر بعد اسکے بہت
جلد دار الخلافہ سے مراجعت کی اور پانچ شخص اور بھی معتمدان و مقربانِ خلیفہ میں سے اسکی ساتھ
تھے از انجملہ نحریر خادم تھا جو کہ معتمد کا مقرب خاص تھا فامرھم بلزوم دار الحسن وبعث
الی نفر من المطببین فامرھم بالاختلاف الیہ وتعاھدہ صباحا ومساءً میرے باپ نے
اُن پانچ شخصوں کو اُس جنابؑ کی خدمت کے لئے معین کیا اور کئی طبیبوں کو بلا کر حکم دیا کہ
صبح و شام حضرتؑ کے معالجہ میں مصروف سرگرم رہیں فلما کان بعد ذلک بیومین او
ثلثۃ اخبر انہ قد ضعف فامر المطببین بلزوم دارہ ۞ دو تین دن کے
بعد یہ خبر آئی کہ اب حضرتؑ پر بہت ضعف طاری ہوا ہے تو خلیفہ نے حکیموں کو حکم کیا کہ ہر وقت و
ہر لحظہ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر رہیں وبعث الی قاضی القضاۃ فاحضرہ واجلسہ
وامرہ ان یختار من اصحابہ عشرۃ ممن یوثق بہ فی دینہ وامانتہ وورعہ فاحضرھم
فبعث بھم الی دار الحسن وامرھم بلزومہ لیلا ونھارا اور قاضی القضاۃ کو بھی حکم
کیا کہ دس شخصوں کو اپنے اصحاب میں سے جو امین و متدین ہوں اپنی ہمراہ لیکر شب و روز حضرتؑ
کے دولت خانہ میں حاضر رہے مومنین یہ سب تدبیریں اسلئے کی گئی تھیں کہ لوگ جانیں کہ معتمد
حضرتؑ سے محبت رکھتا ہے اور زہر دینا ثابت نہو فلم یزالوا ھناک حتی توفی رحمۃ اللہ
علیہ ورضوانہ فصارت سر من رای ضجۃ واحدۃ یہ سب اشخاص حضرتؑ کی
خدمتِ اقدس میں حاضر رہے یہاں تک کہ اُس جنابؑ نے دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت
فرمائی جب حضرتؑ کی وفات کی خبر شہر سر من رائے میں مشتہر ہوئی تو ایک ہنگامہ محشر بپا ہوگیا
اور صدائے نوحہ و شیون بلند ہوئی فبعث السلطان الی دارہ من فتشھا وفتش
حجرھا وختم علی جمیع ما فیھا ۞ یہ سنتے ہی معتمد نے چند شخصوں کو مامور کیا کہ
وہ لوگ فوراً حضرتؑ کی دولتسرا میں گئے ہر ایک کوٹھری اور حجرہ میں جا کر پہلے خوب تجسس کیا
بعد اسکے دروازوں کو مقفل کرکے اسباب پر مہریں کردیں وطلبوا اثر ولدہ وجاؤا بنساء
یعرفن الحمل فدخلن الی جواریہ ینظرن الیھن ۞ اور ان دائیوں کو جو شناخت
حمل میں ماہر تھیں بلا کر حضرتؑ کی محلسرا میں بھیجا وہ سب حضرتؑ کی کنیزوں کے پاس گئیں اُنکو دیکھا
فذکر بعضھن ان ھناک جاریۃ بھا حمل فجعلت فی حجرۃ ووکل نحریر
الخادم واصحابہ نسوۃ معھم ایک دایہ نے آکر کہا کہ فلانی کنیز میں اثر حمل پایا جاتا ہے نام

اُس جاریہ کا صیقل تھا تو وہ کنیز ایک حجرہ میں بند کی گئی اور نحریر خادم اور اُسکے صحاب اور چند
عورتیں وُہاں پر مقرر کی گئیں ثم اخذوا بعد ذلک تھیئة وعطلت الاسواق
ورکبت بنو هاشم والقواد ابی وسائر الناس الی جنازته
بعد اسکے حضرتؑ کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئی ہمدن تمام بازار شہر کے بند ہو گئے تھے اور سب
بنی ہاشم اور امرا اور میرا باپ بلکہ تمام وضیع و شریف حضرتؑ کے جنازے کے ساتھ حاضر تھے
فكانت سر من رئ یومئذ شبیہا بالقیامة ؛ ہمدن تہمت
آہ و بکا سے شہر سامرہ میں قیامت برپا تھی فلما فرغوا من تھیئتہ بعث السلطان
الی ابی عیسی بن متوکل فامرہ بالصلوٰۃ جب غسل و کفن سے فراغت ہوئی سُوقت
خلیفہ نے ابو عیسی بن متوکل کو کہلا بھیجا کہ حضرتؑ کے جنازہ پر نماز پڑھو فلما وضعت الجنازۃ
للصلوٰۃ علیہ دنی ابو عیسی منہ فکشف عن وجھہ فعرضہ علی بنی ہاشم
من العلویۃ والعباسیۃ والقواد والکتاب والقضاۃ والمعدلین
جب جنازہ اقدس نماز کے لئے زمین پر رکھا گیا تو ابو عیسی نے حضرتؑ کے روئے اطہر سے کفن کو ہٹا کے
بنی ہاشم علویہ و عباسیہ اور سب امیروں اور منشیوں اور قاضیوں کو اور کل شہر اف و اعیان کو دکھا دیا
وقال هذا الحسن بن علی بن محمد ابن الرضا مات حتف انفه علی فراشه ؛
اور کہا کہ دیکھو تم لوگ یہ حسنؑ بن علیؑ فرزند امام رضاؑ ہیں کہ فرش خواب پر اپنی موت
سے وفات کی کسی شخص نے کچھ آسیب و ضرر انکو نہیں پہنچایا حضرہ من حضرہ من خدم
امیر المومنین وثقاته فلان وفلان ومن القضاۃ فلان وفلان ومن
المتطببین فلان وفلان اور انکی بیمار داری میں فلانے شخص اور فلانے شخص
کہ خلیفہ کے نزدیک معتبر و ثقہ ہیں موجود تھے اور فلانے قاضی اور فلانے عالم اور فلانے طبیب
حضرتؑ کی خدمت میں برابر حاضر رہے ثم غطی وجهه وامر بحمله فحمل من
وسط داره ودفن فی البیت الذی دفن فیه ابوه جب سب لوگ دیکھ چکے تو روئے اطہر کو پھر کفن
سے چھپا دیا اور حکم کیا کہ جنازہ اٹھایا جاوے پس صحن مکان سے اٹھا کے دالان میں لے گئے
جہاں حضرت علی النقی علیہ السلام مدفون ہیں وہیں حضرتؑ کو بھی دفن کیا فلما دفن اخذ السلطان
والناس فی طلب ولده وكثر التفتيش فی المنازل والدور
وتوقفوا عن قسمة ميراثه جب حضرتؑ مدفون ہو چکے تو خلیفہ اور انکے ملازمین
حضرتؑ کے فرزند کی تلاش میں مصروف ہوئے اور ہر ایک منزل و مکان میں آپکی جناب کو ڈھونڈھا

اور تھوڑے دن تک تقسیم میراث میں توقف کیا ولم یزل الذین وکلوا بحفظ الجاریۃ التی توہم
علیہا الحمل لازمین حتی تبین بطلان الحمل اور جو لوگ کہ حفاظت جاریہ کے لئے مقرر
کئے گئے تھے برابر حفاظت میں مصروف رہے یہانتک کہ ثابت ہوگیا کہ حمل نہیں ہے فلما بطل
الحمل منہن قسم میراثہ بین امہ واخیہ جعفر جب بطلان حمل ثابت
ہوگیا تو حضرتؑ کے متروکات کو جعفر پر اور حضرت کی ماں پر تقسیم کردیا وادعت لہ وصیۃ
ثبت ذلک عند القاضی والسلطان علی ذلک یطلب اثر ولدہ حضرت کی ماں
نے وصیت کا دعویٰ کیا بلکہ قاضی کے نزدیک ثبوت بھی ہوگیا مگر خلیفہ باوصف اسکے بھی حضرت
صاحب الامر کی تلاش میں رہا فجاء جعفر بعد ذلک الی ابی فقال اجعل لی مرتبۃ اخی و
اوصل الیک فی کل سنۃ عشرین الف دینار اسکے بعد جعفر میرے باپ پاس آیا
اور کہا کہ اگر تو مجھے میرے بھائی کے منصب پر سرفراز کردے تو اسکی عوض میں بیس ہزار دینار
سال بسال میں تجھے دیا کرونگا فزجرہ ابی واسمعہ قال لہ یا احمق السلطان جرد سیفہ
فی الذین زعموا ان اباک واخاک ائمۃ لیردہم عن ذلک فلم یتہیأ لہ ذلک
میرے باپ نے جسوقت جعفر سے یہ کلام سنا تو اسکو جھڑک دیا اور میں نے انکو یہ کہتے سنا کہ ای احمق جو لوگ کہ
تیرے باپ اور بھائی کو امام جانتے ہیں انکے قتل کے لئے خلیفہ ہمیشہ شمشیر برہنہ رہا تاکہ انکو اس عقیدہ سے
پھیرے مگر یہ بات خلیفہ کو ممکن نہوئی فان کنت عند شیعۃ ابیک واخیک اماما فلا
حاجۃ بک الی السلطان یرتبک مراتبہما ولا غیر السلطان اگر تو اپنے باپ اور بھائی
کے شیعوں کے نزدیک قابل امامت ہے تو اسوقت میں بادشاہ یا غیر بادشاہ کی کچھ حاجت نہیں
ہے کہ تجھے اس مرتبہ پر سرفراز کریں وان لم تکن عندہم بہذہ المنزلۃ لم تنلہا بنا
اور اگر تو انکے نزدیک قابل امامت نہیں ہے تو ہماری اعانت سے اس منزلت کو حاصل نہیں کرسکتا
واستقلہ ابی عند ذلک واستضعفہ وامر ان یحجب عنہ اسوقت میرے باپ نے
اسکو بہت ذلیل وحقیر سمجھکر اپنے دربانوں کو حکم کردیا کہ کبھی اسے آنے نہ دیویں (۴)

روی ان البہلول رای الحسن علیہ السلام وہو صبیؑ یبکی والصبیان
یلعبون فظن انہ یتحسر علی ما فی ایدیہم فقال اشتری لک ما تلعب بہ
منقول ہے کہ ایکدن کچھ لڑکے کھیل رہے تھے اور حضرتؑ وہاں کھڑے ہوئے روتے تھے بہلول ادھر
سے گذرے اور حضرت کو روتے دیکھکر وہ یہ سمجھے کہ سب لڑکوں کے پاس جو کھلونے ہیں اور حضرتؑ
کے پاس کوئی چیز کھیلنے کی نہیں ہے اس سبب سے رو رہے ہیں یہ خیال کرکے انہوں نے

حضرتؑ سے پوچھا کہ تمہارے لئے بھی کوئی کھلونا میں مول لے دوں کہ اُس سے تم کھیلو فقال یا
قلیل العقل ما للّعب خلقنا فقال البہلول فلماذا خلقنا قال للعلم والعبادۃ
حضرتؑ نے فرمایا کہ اے کم عقل ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں بہلول نے عرض کی کہ پھر
ہم کس لئے خلق کئے گئے ہیں حضرتؑ نے ارشاد کیا کہ علم و عبادت کے لئے فقال له من این لک
ذلک قال من قول الله عز وجل اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ
بہلول نے سوال کیا کہ کہاں سے آپ ثابت کرتے ہیں کہ ہم لوگ علم اور عبادت کے لئے
ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ قول خدائے برتر سے جناب احدیت قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ کیا تم
یہ سمجھے ہوئے ہو کہ ہمنے تمکو بیکار ہی پیدا کیا ہے اور پھر تم ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آؤگے
ثم سأله ان یعظه فوعظه بابیات ثم خر الحسن مغشیاً علیه بعد اسکے بہلول نے
سوال کیا کہ یا حضرتؑ کچھ وعظ و نصیحت کیجئے حضرتؑ نے حسب التماس کچھ اشعار نصائح آمیز
ارشاد فرمائے اور غش کھا کے گر پڑے فلما افاق قال له بهلول ما نزل بک وانت
صغیرۃ لا ذنب علیک جب حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو بہلول نے عرض کی کہ
آپ کا کیا حال ہے آپ تو ابھی صغیر سن ہیں آپ سے کوئی معصیت بھی صادر نہیں ہوئی فقال
الیک عنی یا بهلول انی رایت والدتی توقد النار بالحطب الکبار فلا
تضرم الا بالصغار وانی اخشی ان اکون من صغار حطب جهنم حضرتؑ نے فرمایا کہ اے
بہلول میں نے اپنی والدہ کو دیکھا کہ بڑی بڑی لکڑیاں چولھے میں جلاتی تھیں تو وہ نہ جلتی تھیں جب
تک چھوٹی چھوٹی چپٹیاں نہ لگاتی تھیں تب تک آنچ نہ ہوتی تھی مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں میں
بھی جہنم کی چپٹیوں میں نہ ہوں (۵) عن جماعة من بنی هاشم منهم الحسن
ابن الحسین القنطیس انهم حضروا یوم توفی علی بن محمد فی دار ابی الحسن علیه
السلام وقد بسط له فی صحن داره والناس حوله جلوس فقالوا قدرنا ان یکون حوله
من آل ابی طالب وبنی العباس وقریش مائة وخمسون رجلاً سوی موالیه وسائر الناس ایک جماعت بنی ہاشم
کہ ایک انہیں سے حسن بن حسین قنطیس ہیں ناقل ہے کہ جسدن جناب امام علی النقی علیہ السلام
انتقال فرما گئے اُسدن ہم لوگ حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ ایک صحن میں فرش بچھا ہے
وہاں حضرتؑ تشریف رکھتے ہیں اور گرد پیش جناب کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہمنے اندازہ کیا کہ آل ابی
طالب بنی عباس و قریش میں سے غلاموں اور عوام الناس کے علاوہ ڈیڑھ سو آدمی
ہونگے اذ نظر الی الحسن بن علی بعد ساعة من قیامه وقد جاء

الجیب وقد وقف علی یمینہ ونحن لا نعرفہ فقال یا بنی احدث للہ شکرا فقد احدث فیک امرا۔ کہ ناگاہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام چاک گریبان تشریف لائے اور اپنے والدِ ماجد کی دہنی طرف آکر کھڑے ہوئے ہم لوگ حضرتؑ کو اُسوقت تک نہ پہچانتے تھے تہوڑی دیر کے بعد جناب امام علی النقی علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند کی طرف دیکھکر فرمایا اے فرزند خدا یتعالیٰ کا شکر کر بتحقیق اُسنے تیرے لئے ایک امر حادث کیا فبکی الحسن واسترجع فقال الحمد للہ رب العالمین وایاہ اسال تمام نعمہ یہ سنکے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام رونے لگے اور کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون زبان اقدس پر جاری کیا اور فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا اور میں اُس سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی نعمتیں مجھے عطا فرمائے فسالنا عنہ فقیل لنا ھذا الحسن بن علیؑ راوی کہتا ہے کہ ہمنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو سب نے کہا کہ یہ حضرتؑ کے صاحبزادے حسن عسکری علیہ السلام ہیں وقدرنا لہ فی ذلک الوقت عشرین سنۃ ونحوھا فیومئذ عرفناہ وعلمنا انہ اشار الیہ بالامامۃ فاقامہ مقامہ۔ ہمنے حضرتؑ کی سن کا اندازہ کیا تو بیس برس یا قریب قریب اسکے حضرتؑ کا سن معلوم ہوا اُسدن ہمنے حضرتؑ کو پہچانا اور یہ سمجھے کہ امام علی النقیؑ نے یہ جو کلمہ فرمایا یہ اشارہ ہے جناب امام حسن عسکریؑ کی امامت پر اور حضرتؑ نے اُس جنابؑ کو اپنا قائم مقام کیا (۶) عن ابی ھاشم الجعفری قال شکوت الی ابی محمد الحسن بن علی علیہما السلام الحاجۃ فحک بسوطہ الارض فاخرج منہا سبیکۃ نحو الخمس مائۃ دینار فقال خذھا یا اباھاشم واعذرنا ابو ہاشم جعفری کہتا ہے کہ مینے ایک دن جناب امام حسن عسکریؑ کی خدمتِ شریف میں اپنے افلاس کا حال عرض کیا اُسوقت حضرتؑ کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا آپ نے اُس کوڑے سے تہوڑی سی مٹی کریدکے ایک ڈلا سونے کی کئی سو دینار بھر کی نکال کر مجھے عطا کی اور فرمایا کہ ای ابوہاشم مجھے معاف کر (۷) عن ابی حمزۃ الخادم قال سمعت ابا محمد علیہ السلام غیر مرۃ یکلم غلمانہ بلغاتہم وفیہم ترک وروم وسقالبۃ فتعجبت من ذلک وقلت ھذا ولد بالمدینۃ ولم یظہر لاحد حتی مضی ابوالحسن ولا راہ احد فکیف ھذا احدث نفسی بذلک۔ ابو حمزہ خادم سے روایت ہے کہتا ہے وہ کہ مینے بارہا سنا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو کہ حضرتؑ اپنے غلاموں سے اکثر انہیں کی زبانوں میں گفتگو کیا کرتے تھے اور اُن غلاموں میں بعضے ترکی بعضے رومی بعضے سقلبی تھے

مجھکو اس امر سے بہت تعجب ہوا کہ حضرتؑ تو مدینہ میں پیدا ہوئے اور جب تک جناب امام علی النقی
علیہ السلام زندہ رہے حضرتؑ کو لوگوں سے اتفاق ملاقات و صحبت کا بھی نہیں ہوا یہ زبانیں
حضرتؑ نے کس سے سیکھیں یہ باتیں میں اپنے دل میں کرتا تھا فاقبل علیّ وقال ان اللہ
عزوجل اسمہ بین حجتہ من سائر خلقہ واعطاہ معرفۃ کل شیٔ فہو یعرف اللغات
والاسباب والحوادث ولولا ذلک لم یکن بین الحجۃ والمحجوج فرق
ابو حمزہ کہتا ہے کہ حضرتؑ نے میرے قریب آ کر فرمایا کہ جناب اقدس الٰہی نے اپنی حجت کو تمام
مخلوقات سے ممتاز کیا ہے اور انکو ہر چیز کی معرفت عطا کی ہے یعنی اماموں کو اور وہ سب زبانوں کو
جانتا ہے اور جو اسباب و حوادث کہ عالم میں ہوتے ہیں اس سے بھی آگاہ ہے اور ایسا نہ ہوتا تو حجت
خدا میں اور سب لوگوں میں کیا فرق ہوتا (۶) شیخ شہاب الدین قلیوبی نے کتاب غرائب و عجائب
میں جہاں اور اپنے ہم مذہب صوفیوں کے خوارق عادات و کرامات لکھی ہیں ہاں ایک روایت
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بھی لکھی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہل سنت بھی
اگرچہ حضرتؑ کو حجۃ اللہ نہ سمجھیں لیکن اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں چنانچہ کتاب مذکور میں
مسطور ہے کہ متوکل نے ایک مرتبہ حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا تو بڑا قحط
پڑا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تمام اہل اسلام نے صحرا میں جا جا کر بارش کے لئے تین دن تک
نماز پڑھی اور دعا کی مگر مینہ نہ برسا آخر کو متوکل نے حکم دیا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ
بھی شریک ہو کر دعا کے لئے صحرا میں جائیں ان لوگوں کے ساتھ ایک راہب بھی انکے یہاں کا
صحرا میں گیا اور تمام خلائق نے دیکھا کہ جب اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً ابر آیا اور
مینہ برسا اور دوسرے دن بھی تمام خلقت مسلمان و یہود و نصاریٰ دعا کے لئے صحرا میں
گئے اور یہی دیکھا کہ جس وقت اس راہب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً ابر آ گیا اور مینہ برسنے لگا
اس ماجرے سے ایک فساد عظیم لوگوں کے عقیدہ میں پیدا ہوا اور اسلام کی طرف سے بدظن و بداعتقاد
ہو گئے اور بعض لوگ تو مرتد ہو گئے متوکل یہ خبر سنکر بے حواس ہو گیا اور حضرت حسن عسکری
علیہ السلام کو قیدخانہ میں سے طلب کیا اور کہا کہ یا حسن ادرک امۃ جدک یعنی
یا حضرتؑ اپنے نانا کی امت کی خبر لیجیے کہ لوگ گمراہ ہوئے جاتے ہیں یہ سنکے حضرتؑ نے فرمایا
یامرھم بالخروج غدا و یزول الاشکال انشاء اللہ ؛ یعنی کل بھی ان
لوگوں کو دعا کے لئے بھیج انشاء اللہ تعالیٰ سب کے شبہہ دفع ہو جائینگے اس روز حضرتؑ بھی تشریف
لے گئے اور جب اس راہب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ابر چھا گیا تو حضرتؑ نے حکم کیا کہ جا

اسکا ہاتھ پکڑ لیں اور حسب ارشاد لوگوں نے راہب کا ہاتھ جلدی سے پکڑ لیا تو دیکھا کہ اسکے ہاتھ میں ایک ہڈی ہے جب وہ ہڈی اُس سے لے لی گئی تو پھر انکو دعا کے لئے حکم کیا گیا اور اُسنے ہاتھ اُٹھائی تو ابر پھٹ گیا اور دھوپ نکل آئی متوکل نے جب حضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی نبی کی ہڈی ہے کہ اسکے ہاتھ لگ گئی تھی بعد اس واقعہ کے متوکل نے حضرت کو رہا کر دیا اور پھر مرتے دم تک حضرت کی تعظیم و تکریم کرتا رہا (۹) شیخ قلیوبی نے باوجود تعصب کے کتاب غرائب و عجائب میں ایک معجزہ جانی اسلام خلیفہ رسولؐ امام امام عسکری علیہ السلام کا لکھا ہے کہ ایک عورت نے متوکل عباسی کے سامنے اپنے سیدہ ہونے کا دعویٰ کیا تو متوکل نے حضرت کو بلا کر اس بات کی تحقیق چاہی آپ نے فرمایا ان اللہ حرم علی السباع ان تاکل لحم اولاد الحسنین علیہ السلام فالقوھا لھا فان لم تاکلھا فھی صادقۃ یعنی خداوند عالم نے اولاد حسنین علیہما السلام کا گوشت درندوں پر حرام کیا ہے اس عورت کو درندوں کے آگے ڈال دو اگر وہ اسے نہ کھائیں تو وہ عورت سچی ہے جب یہ مضمون متوکل نے اُس عورت سے بیان کیا اُسنے ڈر کے مارے قبول کیا کہ میں جھوٹ کہتی تھی بعد اسکے بعض امرا نے جو حضرتؑ سے عداوت رکھتے تھے متوکل کو مشورہ دیا کہ خود حضرت عسکریؑ تو اولاد حسنینؑ میں سے ہیں انکو درندوں کے آگے ڈال کر اس بات کا امتحان کرنا چاہئے چنانچہ اس مشورہ کے موجب متوکل نے اپنی مکان کے صحن میں تین درندے جانور منگوا کر چھوڑ دئے اور آپ کوٹھی پر ایک کمرہ میں جا کر بیٹھا اور حضرتؑ کو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو دربانوں نے حضرت کو صحن میں کر کے جلدی سے ڈیوڑھی کا پھاٹک بند کر دیا متوکل اوپر سے دیکھ رہا تھا کہ جوں ہی حضرت کو اُن جانوروں نے دیکھا بے اختیار دوڑ کر قدموں سے منہ ملنے لگے اور گرد پھرنے لگے اور حضرتؑ نے دست مبارک اُنکی پیٹھ پر پھیرا بعد اسکے کوٹھی پر چڑھ کے چلے گئے خلیفہ نے بہت تعظیم سے حضرت کو اپنے پاس بٹھایا اور دو چار باتیں کر کے حضرت رخصت ہوئے پھر اسکے رفقا نے کہا کہ تجھے بھی تو سیادت کا دعویٰ ہے تجھکو درندے ہرگز نہ کھائینگے تو اُسنے جواب دیا کہ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور بعد اسکے سب کو تاکید منع کر دیا کہ اس واقعہ کا ذکر کہیں نہ کریں تا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کا علم لوگوں کو نہ ہو جائے

(۱۰) حدث ابو ہاشم داؤد ابن القسم قال کنت فی المحبس فی الجوسق الاحمر انا و الحسن ابن محمد العقیقی و محمد ابن ابراھیم العمری و فلان و فلان اذ دخل علینا ابو محمد الحسن فخففنا به و کان المتولی لحبسه صالح ابن وصیف و کان معنا

فی الحبس رجل جمحی یقول جمحی انہ علوی قال فالتفت ابو محمد فقال لولا ان فیکم رجل لیس منکم لاعلمتکم متی الفرج عنکم واومی الی الجمحی ان یخرج فخرج بیان کیا ابو ہاشم داؤد بن قاسم نے کہ میں قید تھا اُس قید خانہ میں جو قصر جوسق احمر میں واقع تھا جسے مقتدر باللہ نے بنایا ہی اور حسن بن محمد عقیقی و محمد بن ابراہیم عمری اور فلانے فلانے شخص بھی میرے ساتھ قید تھے ناگاہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے ہم سبھوں نے حضرت کو گھیر لیا اور صالح بن وصیف حضرتؑ پر معین تھا اور ہم لوگوں کے ساتھ ایک شخص جمحی تھا کہ اپنے تئیں علوی قرار دیتا تھا حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر تمہارے ساتھ یہ شخص کہ جو تم میں سے نہیں ہے نہ ہوتا تو میں تمکو خبر دیتا کہ تم لوگوں کو راحت کب حاصل ہوگی بعد اسکے اُس جمحی سے اشارہ فرمایا کہ تو باہر جا حضرتؑ کے حکم سے وہ شخص باہر چلا گیا فقال ابو محمد ھذا الرجل لیس منکم فاحذروہ فان فی ثیابہ قصۃ قد کتبھا الی السلطان خبرہ بما تقولون فیہ فقام بعضھم ففتش ثیابہ فوجد القصۃ یذکرنا فیھا بکل عظیمۃ وہ باہر گیا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ شخص تم میں سے نہیں ہے بلکہ جاسوس ہے تم لوگ جو باتیں کرتے ہو یہ شخص خلیفہ کو لکھو بھیجتا ہے اس سے ڈرتے رہو چنانچہ اسکے کپڑوں میں ایک رقعہ ہے کہ اسمیں تمہاری برائیاں لکھی ہیں حضرتؑ سے یہ سنکر بعض شخص اٹھے اور اُسکے کپڑوں کو دیکھا تو اسمیں ایک رقعہ نکلا کہ ہم لوگوں کی برائیوں سے بھرا ہوا تھا وکان الحسن یصوم فاذا افطر اکلنا معہ من طعام کان یحملہ غلامہ الیہ فی جونۃ مختومۃ وکنت اصوم معہ اُس قید خانہ میں حضرتؑ روزے رکھتے تھے ابو ہاشم کہتا ہے کہ میں بھی حضرتؑ کے ساتھ روزہ رکھتا تھا وقت افطار حضرتؑ کا غلام ایک ظرف میں کھانا لاتا تھا کہ وہ سربمہر ہوتا تھا اُس کھانے میں میں بھی حضرتؑ کا شریک ہوتا تھا فلما کان ذات یوم ضعفت فافطرت فی بیت اخر علی کعکۃ وما شعر واللہ فی احد ثم جئت فجلست معہ فقال لغلامہ اطعم اباھاشم شیئا فانہ مفطر ایک دن مجھے بہت ضعف تھا اس جہت سے روزہ کی تاب لا سکا ایک دوسرے مکان میں جاکر ایک سوکھی ہوئی روٹی کھا لی قسم بخدا کہ میرے روزہ توڑنے پر کوئی شخص آگاہ نہ تھا بعد اسکے میں جو آکر حضرتؑ کے پاس بیٹھا تو آپ نے غلام سے فرمایا کہ ابو ہاشم کو کچھ کھانا کھلا دے کہ وہ روزہ سے نہیں فتبسمت فقال ما یضحکک یا اباھاشم اذا اردت القوۃ فکل اللحم فان الکعک لا قوۃ فیھا فقلت صدق اللہ ورسولہ وانتم ابو ہاشم کہتا ہے کہ جب حضرتؑ نے اپنے غلام سے اسطرح ارشاد کیا تو

تو میں مسکرانے لگا حضرتؑ نے فرمایا کہ ای ابو ہاشم ہنسی کیوں آئی اگر تو چاہتا ہے کہ قوت ہو تو گوشت کھا سوکھی روٹی میں کچھ قوت نہیں ہے میں نے عرض کی کہ سچا ہی خدائے پاک اور اسکا رسول اور آپ لوگ راست گو ہیں فقال لی افطر ثلثا فان ثلثه لا یرجع اذا انهکها الصوم فی اقل من ثلث پھر فرمایا مجھسے کہ تو تین دن روزہ نہ رکھ کہ جب روزہ رکھنے سے آدمی کو ضعف ہو جاتا ہے تو بے تین دن کے طاقت عود نہیں کرتی ہے فلما کان فی الیوم الذی اراد اللہ ان یفرج عنه جاءه الغلام فقال یا سیدی احمل فطورک فقال احمل وما احسب انا ناکل منه فحمل الغلام الطعام الظهر واطلق عنه عند العصر وهو صائم وقال کلوا هنا کم الله جب وہ دن آیا کہ خدا نے چاہا کہ حضرتؑ قید سے رہا ہوں اس دن غلام نے پوچھا کہ یا حضرتؑ شام کے لئے کھانا حاضر کروں حضرتؑ نے فرمایا لا مگر مجھے گمان نہیں ہے کہ وہ کھانا میں کھاؤں گا پس غلام نے قریب وقت ظہر کھانا لا کر حاضر کیا اور حضرتؑ افطار کے پہلے یعنی وقت عصر قید سے رہا ہوئے چلتے وقت ہم لوگوں سے فرمایا کہ یہ کھانا تم لوگ کھاؤ اور تمکو گوارا ہو وکان مرضه الذی توفی فیه اول شهر ربیع الاول سنة ستین ومائتین وتوفی ع یوم الجمعة لثمان خلون من هذا الشهر حضرتؑ ربیع الاول کی پہلی کو سن دو سو ساٹھ میں مبتلائے مرض الموت ہوئے اور آٹھویں کو اسی مہینہ کی دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی وخلف ولده الحجة القائم المنتظر لدولة الحق وکان قد اخفی مولده لشدة طلب سلطان الوقت له واجتهاده فی البحث عنه و عن امره فلم یره الا الخواص من شیعته بعد اس جناب کے حجت خدا حضرت صاحب العصر و الزمان اس جناب کے قائم مقام اور امام برحق ہیں مومنین چونکہ خلیفہ وقت کو اخبار و احادیث سے معلوم تھا کہ بارہویں امام مالک شرق و غرب عالم ہونگے اور زمانے کو کفر و نفاق سے پاک کرینگے اور دنیا میں کوئی ظالم و جابر باقی نہ رہیگا کہ حضرتؑ کی تیغ آبدار سے داخل جہنم نہ ہو اس جہت سے وہ ہمیشہ حضرتؑ کی ولادت کا متفحص اور جویا رہتا تھا اس خیال سے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرتؑ کی ولادت کو بہت مخفی رکھا اور سوائے چند دوستان خالص کے اور لوگ حضرتؑ کی زیارت سے مشرف نہ ہوئے

حضرت امام زمان علیہ السلام

(۱) فی الکافی فی باب مولد صاحب الزمان ولد علیه السلام النصف من شعبان

کتاب کافی میں منقول ہو کہ سن دو سو سنۃ خمس وخمسین ومائتین پچپن ہجری نیمہ شعبان میں بادشاہِ دین پناہ ملائک سپاہ ظلِ سبحان خلیفۃ الرحمٰن جگر بند رسولؐ نور چشم بتولؑ صاحب العصر علیہ الصلوٰۃ والسلام وعجل اللہ فرجہ پیدا ہوئے محمد بن یعقوب کلینیؒ و محمد بن بابویہ قمی وشیخ ابوجعفر طوسی وسید مرتضےٰ وغیرہ علیہم الرحمہ نے حضرت حکیمہ خاتون عمۂ صاحب الامرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ ختنہ کردہ وناف بریدہ پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی قبلہ کی طرف سجدہ کیا اور کلمہ کی دونو انگلیاں اٹھا کر فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المومنین اسیطرح سے تمام آئمۂ ہدیٰ کا نام لیا اور شہادت ادا کی بعد اسکے فرمایا کہ خداوندا میرے وعدہ کو وفا کر اور میری خلافت کو پورا کر اور میرے قدم کو استوار کر اور میرے ہاتھوں زمین کو عدل و داد سے بھر دے اور حضرتؑ کے قبضے بازو پر لکھا ہوا تھا کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی حق موجود ہوا اور باطل نابود ہوا بلا شبہہ باطل نیست و نابود ہونے والا ہی اور آئمہ کی طرح حضرتؑ کی تاریخ ولادت میں بھی اختلاف ہے مگر یہی تاریخ جو صاحب کافی نے لکھی ہے معتبر و مختار ہے آخوند مجلسی علیہ الرحمہ حق الیقین میں فرماتے ہیں کہ کتب معتبرۂ شیعہ میں ہزار حدیثوں سے زیادہ اس مضمون کی ہیں جنہیں حضرت صاحب الامرؑ کی ولادت وغیبت و امامت کا بیان ہے اور بہت سے مخالفین مثل صاحب فصول مہمہ ومطالب السئول وشواہد النبوۃ وابن خلکان وغیرہ نے بھی حضرتؑ کی ولادت کا حال اکثر ایسے ہی خصوصیات کے ساتھ جیسا کہ کتب شیعہ میں ہے تحریر کیا ہی اور حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ علیہما السلام کی طرح حضرتؑ کی ولادت بھی معاندین سے پوشیدہ رہی کنیت ابو القاسم ولقب بالخلف الصالح والحجۃ والمنتظر والقائم والمہدی وصاحب الزمان ابو القاسم حضرتؑ کی کنیت ہے اور خلف صالح وحجت ومنتظر وقائم ومہدی وصاحب زمان حضرتؑ کے القاب ہیں وعلمہ اللہ الحکمۃ وفصل الخطاب فی الطفولیۃ کما اتاھا یحییٰ وجعلہ اماما فی المھد کما جعل عیسیٰ نبیا جناب احدیت نے کم سنی میں حضرتؑ کو علم وحکمت اور امتیاز حق و باطل تعلیم کیا جسطرح حضرت یحییٰؑ کو بچپنے میں ان سب امور سے ماہر کیا تھا اور گہوارہ ہی میں حضرتؑ کو امام بنایا جس طرح حضرت عیسےٰؑ کو نبوت عطا کی تھی اس سبب سے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے دارِ دنیا سے باغِ رضوان کی طرف انتقال فرمایا تو حضرتؑ کا سن دو برس کا تھا اور ایک روایت کے بنا بر چار برس اور ایک قول کے بنا بر پانچ برس کا تھا اور مادرِ گرامی حضرتؑ کی ام ولد تھیں

مالکِ روم کی شاہزادی تھیں اُنکے نام میں اختلاف ہے مگر مشہور نرجس ہے اور غیبتِ صغریٰ کا زمانہ آخوند علیہ الرحمہ نے تقریباً چوہتر برس لکھے ہیں اِس زمانہ میں حضرتؑ کے نائب اور سفیر بہت سے تھے کہ لوگوں کی عرضیاں اور مالِ خمس امام تک پہنچاتے تھے اور حضرتؑ کے حکم سے فقراء مساکین شیعہ کو اُنمیں سے وظیفہ دیا کرتے تھے ان سب سفیروں کے ہاتھ سے معجزاتِ عظیم ظاہر ہوئے ہیں چار سفیر حضرتؑ کے جو بہت مشہور و معروف ہیں پہلے اُن میں عثمان بن سعید علیہ الرحمہ ہیں کہ امامِ ہادی و امامِ عسکری علیہما السلام نے انکے عادل و امین ہونے کی تصریح فرمادی ہے انکے بعد انکے فرزند ابو جعفر محمد علیہ الرحمہ مرتبہ سفارت سے مشرف ہوئے انکے بعد ابو القاسم حسین بن روح علیہ الرحمہ قائم مقام ہوئے انکے بعد شیخ جلیل علی بن محمد سمری علیہ الرحمہ نائب و سفیر امامِ عصرؑ ہے ان بزرگوار نے نیمۂ شعبان سن تین سو انتیس ہجری میں جوارِ رحمت کیطرف انتقال کیا اور اسی سال اکثر علماء مثل ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی اور رئیس المحدثین علی بن بابویہ رحمتِ حق سے ملحق ہوئے اور غیبتِ کبریٰ شروع ہوگئی (۲) علی بن محمد عن جعفر بن محمد الکوفی عن جعفر بن محمد المکفوف عن عمرو الاھوازی قال ارانی ابو محمد ابنہ ؓ کتاب کافی میں عمرو اہوازی سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کو مجھے دکھایا وقال ھذا صاحبکم من بعدی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ تمہارا امام ہے اور محمد بن اسمٰعیل بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام جو کہ عراق میں تمام بنی فاطمہ سے مسن تھے بیان کرتے ہیں کہ رایتہ بین المسجدین وھو غلام یعنی صاحب العصر علیہ السلام کو میں نے دونوں مسجدوں کے درمیان میں دیکھا تھا اور وہ لڑکے سے تھے اور فتح نے کہا ہے کہ سمعت ابا علی ابن مُطھر یذکر انہ قد راٰہ ووصف لہ قدہ یعنی ابو علی بن مطہر کو میں نے ذکر کرتے سنا کہ انہوں نے حضرتؑ کو دیکھا تھا اور حضرتؑ کا قد بیان کیا کہ اس قدر تھا اور ابو عبد اللہ بن صالح سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرتؑ کو سنگِ اسود کے پاس دیکھا تھا اور ابن ادریس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رایتہ علیہ السلام بعد مُضی ابی محمد حین ایفع وقبلت یدیہ ورأسہ یعنی بعد انتقال حسن عسکری علیہ السلام میں نے حضرت صاحب الامر کو دیکھا تھا جن دنوں میں کہ حضرتؑ نے کچھ قد نکالا تھا اور میں نے انکے دستہائے اطہر کو چوما اور پیشانی انور کا بوسہ لیا اور حق الیقین میں مذکور ہے کہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ رحمہ نے بسند صحیح احمد بن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور یہ پوچھنے کو تھا کہ آپ کے بعد

امام کون ہوگا حضرت نے میرے سوال کرنے سے پہلے ہی فرمایا کہ اے احمد بن اسحٰق آدم سے آج تک حق تعالیٰ نے زمین کو حجت سے خالی نہیں رکھا اور نہ قیامت تک کبھی خالی رکھیگا حجت خدا کی سبب سے اہلِ زمین سے بلائیں دفع ہوتی ہیں اور اسکی برکت سے آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین سے نعمتیں اُگتی ہیں میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ کے بعد امام و خلیفہ کون ہوگا یہ سنکر حضرت حرم سرا میں تشریف لے گئے اور ایک چاند سے لڑکے کو دوش مبارک پر لئے ہوئے باہر آئے کہ کوئی تین برس کی عمر معلوم ہوتی تھی اور فرمایا کہ میرے بعد یہ امام ہے اور اگر تو خدا اور آئمہ ہدیٰ کے نزدیک محترم نہوتا تو میں تجھے نہ دکھاتا اس فرزند کا نام و کنیت رسولِ خدا کی نام و کنیت سے موافق ہے یہ زمین کو عدل سے بھر دیگا جب کہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی اے احمد اس امت میں اسکی وہ مثال ہے جو خضر و ذوالقرنین کی تھی قسم بخدا کہ یہ غائب ہوجائیگا اسکی غیبت میں ہلاکت و گمراہی سے وہی بچ سکتا ہے جسکو دل کو خدا اسکی امامت پر ثابت رکھتے اور اسکے لئے دعائے کشائش کی توفیق دے الیٰ آخر الحدیث اور ابو الادیان سے روایت کی ہے کہ جس روز جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے انتقال کیا میں نے دیکھا کہ جعفر کذاب ڈیوڑھی میں بیٹھا ہے شیعہ اسکے گرد جمع ہیں اور بھائی کے مرنیکا پرسا اور اسکے امام ہونے کی مبارک باد دے رہے ہیں یہ دیکھکر میں نے دل میں کہا کہ یہ فاسق کب امامت کی قابلیت رکھتا ہے کیونکہ میں اسے پہلے سے جانتا تھا کہ وہ شراب پیتا تھا اور جوا کھیلتا تھا اور طنبور بجاتا تھا تھوڑی دیر بعد خادم نے آکر کہا کہ آپ کے بھائی کو کفن پہنا چکے چل کر نماز پڑھیئے یہ سنکر جعفر اٹھا اور اسکے ساتھ ساتھ سب شیعہ بھی نماز کے لئے اٹھے اور جعفر سب کے آگے کھڑا ہوا ناگاہ ایک چاند سا لڑکا گندم گوں پیچیدہ مو کشادہ دندان نکل آیا اور جعفر کو پیچھے ہٹا کر کہا کہ اے عمو میں اپنے باپ پر نماز پڑھنے کا تمسے زیادہ مستحق ہوں اور آگے کھڑے ہوکر اس طفل نے نماز پڑھی نماز کے بعد حاجز نے امام حجت کے لئے باہر جعفر سے آکر پوچھا کہ یہ لڑکا کون تھا تو جعفر نے کہا کہ واللہ میں نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا تھا اور میں اسے نہیں پہچانتا تھا انتہیٰ ملخصاً (۳) علی بن محمد عن علی بن قیس عن بعض جلاوزۃ السواد قال شاهدت سیما آنفا بسر من رئی وقد کسر باب الدار کافی میں علی بن قیس اودی سے روایت ہے کہ خلیفہ کے لشکر کا ایک سپاہی کہتا تھا کہ میرے سامنے سیمائی جو کہ خلیفہ کا غلام تھا سُرّمن رائے میں جاکر امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا فخرج علیہ وبیدہ طبرزین فقال

لہ ما تصنع فی دارے حضرت صاحب العصرؑ طیر زنں ہاتھ میں لئے ہوئے نکل آئے
اور فرمایا ہمارے گھر سے تجھے کیا کام ہے فقال سیما ان جعفر تزعم ان اباک مضی
ولا ولد لہ فقد کانت دارک فقد انصرفت عنک سیما نے عرض کی کہ جعفر کذاب
تو اس زعم میں ہے کہ آپ کے پدرِ بزرگوار نے کوئی فرزند نہیں چھوڑا اگر یہ گھر آپکا ہے تو میں
ہٹے جاتا ہوں خرج عن الدار یہ کہکر سیما وولت سرائے امام زمانؑ سے باہر آیا قال علی
بن قیس فخرج علینا خادم من خدم الدار فسالتہ من ھذا الخبر
علی بن قیس کہتے ہیں کہ اُس مکان کے خادموں میں سے ایک خادم ہمارے پاس آیا تو ہمنے
اُس سے وہی خبر جو کہ سپاہی سے سُنی تھی دریافت کرنا چاہی فقال لی من حدثک بھذا
خادم نے مجھسے پوچھا کہ آپ سے یہ خبر کسنے بیان کی فقلت لہ حدثنی بعض جلاوزۃ
السواد میں نے جواب دیا کہ مجھسے خلیفہ کے ایک سپاہی نے بیان کی فقال لا یکاد یخفی
علی الناس شیء یہ سُنکر وہ کہنے لگا کہ کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ لوگوں سے چھپ سکے
یعنی باوجودیکہ خلیفہ وقت ایسی خبروں کو چھپانا چاہتا ہے مگر پھر بھی نہیں چھپ سکتیں اور شیخ
طوسی علیہ الرحمہ سے ایک روایت آخوند مجلسی نے حق الیقین میں لکھی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ
رشیق کہتا ہے کہ معتضد عباسی نے دو شخص میرے ساتھ کرکے سامرہ میں بھیجا کہ امام حسن
عسکری علیہ السلام کے مکان میں جاکر دیکھو جو شخص ہو اُسکا سر میرے پاس لے آؤ جب ہم لوگ
سامرہ میں پہنچکر مکان کے اندر داخل ہوئے حجرہ کا پردہ اُٹھایا تو اُسکے اندر ایک دریا نظر آیا
اور دیکھا کہ حجرہ کے اُدھر وار یہی دریا پر ایک بوریا بچھا ہے اُسپر ایک بزرگوار مشغول نماز ہیں
احمد بن عبداللہ نے اندر جانے کے لئے پاؤں بڑھایا قریب تھا کہ ڈوب جاوے اُسکو مضطرب دیکھکر
مینے ہاتھ بڑھا کر کھینچ لیا باہر آتے ہی وہ بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد جب اُسے افاقہ ہوا تو
دوسرے شخص نے اندر جانے کا ارادہ کیا اُسپر بھی یہی ماجرا گزرا یہ حال دیکھکر مینے بہت کچھ
معذرت اور توبہ کی مگر حضرتؑ کچھ متوجہ نہوئے اور ہم لوگ خائف وہراساں پلٹ کر رات
کے وقت معتضد کے پاس پہنچے اور سارا حال بیان کیا کہنے لگا کہ یہ کیفیت کسی اور سے تو تمنے
نہیں بیان کی ہم لوگوں نے کہا کہ نہیں اُسپر شدید وغلیظ قسمیں کھا کر کہنے لگا کہ اگر مینے سنا کہ تمنے
کسی سے ایک حرف بھی بیان کیا تو تم سب کی گردن مارونگا اور جب تک معتضد زندہ رہا
ہم کسی سے یہ حال نہ بیان کر سکے اور بروایت ابن بابویہ علیہ الرحمہ محمد بن عبداللہ کوفی نے
اُن لوگوں کا شمار کیا ہے کہ جو حضرتؑ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں یا حضرتؑ کا کوئی

معجزہ دیکھہ چکے ہیں یہ روایت اور ساُن لوگوں کے نام و نشان بہ تفصیل حق الیقین میں مذکور ہیں مختلف شہروں کے سب لوگ ہیں ثقہ و معتمد شمار ہیں ساٹھہ آدمیوں سے زیادہ ہیں اور کتب معجزات میں جو لوگ مذکور ہیں وہ ستر سے زیادہ ہیں (۴۴) شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ اور محدثین نے روایت کی ہے کہ رئیس المحدثین علی بن بابویہ قمی نے حسین بن روح کے ہاتھہ ایک عرضی حضرت صاحب الامرؑ کو بھیجی کہ حضرتؑ میرے لئے دعا کریں کہ حق تعالیٰ کوئی فرزند مجھے عطا فرمائے حضرتؑ نے جواب میں لکھا کہ میں نے تیرے لئے دعا کی حق تعالیٰ تجھے دو فرزند سعادت مند عطا کریگا اور اس کے بعد خداوند عالم نے ایک کنیز کے بطن سے علی بن بابویہ کو دو فرزند عطا کئے ایک شیخ صدوق محمد بن بابویہ جنکی تصنیفات میں سے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مشہور ہے یہ ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں امام زمانؑ کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اور انکے اساتذہ انکی وصف میں کہا کرتے تھے کہ جو امام زمانؑ کی دعا سے پیدا ہو وہ کیوں نہ ایسا ہو اور دوسرے فرزند کا نام حسین ہے کہ انکی نسل میں بہت سے محدّث اور فاضل پیدا ہوئے اور ابن قولویہ استاد شیخ مفید علیہما الرحمہ بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے لوگ کعبہ سے سنگِ اسود اکھاڑ لائے تھے اور مسجد کوفہ میں لاکر اسے نصب کیا تھا بعد اسکے جس زمانہ میں لوگوں نے چاہا کہ سنگِ اسود کو پھر کعبہ میں لیجا نصب کریں تو میں نے صاحب الامر علیہ السلام کے شوقِ زیارت میں حج کا ارادہ کیا کیونکہ احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ سنگِ اسود کو معصومؑ کے سوا کوئی اور نہیں نصب کر سکتا جب میں بغداد میں پہنچا تو مرضِ شدید مجھے عارض ہوا کہ خود میں حج کو نہ جا سکا اور ابن ہشام کو اپنا نائب کیا اور حضرتؑ کی خدمت میں ایک عرضی سربمہر ابن ہشام کے ہاتھہ روانہ کی اور میں نے اُنسے بس یہہ کہدیا کہ تمہیں اسی لئے بھیجتا ہوں کہ جو شخص سنگِ اسود کو نصب کرے اُسکے ہاتھہ میں یہہ رقعہ دیکر جواب لے لینا اور مضمونِ عریضہ یہہ تھا کہ یا حضرتؑ مجھے اس مرض سے نجات ہوگی یا نہیں اور میری زندگی کس قدر ہے ابنِ ہشام کہتے ہیں کہ مکہ مشرفہ میں پہنچکر خانہ کعبہ کے خادموں کو میں نے کچھہ دیا کہ جس وقت سنگِ اسود نصب ہونے لگے تو مجھکو قریب کھڑا رہنے دیں چنانچہ جسدن سنگِ اسود نصب ہونے لگا خدامِ کعبہ نے میری اعانت کی میں نے دیکھا کہ جو کوئی سنگِ اسود کو نصب کرتا ہے وہ اپنی جگہہ پر اچھی طرح جمتا نہیں اور ہلتا ہے ناگاہ ایک جوان خوش رو گندم رنگ کو دیکھا کہ انہوں نے آکر اُن لوگوں کے ہاتھہ سے پتھر کو لیکر نصب کر دیا اور وہ

ٹھیک بیٹھ گیا بعد اسکے وہ شخص وہاں سے جانے لگے اور میں لوگوں کو ہٹاتا ہوا انکے پیچھے پیچھے دوڑا اور ایک ساں انہیں دیکھے جاتا تھا کہ آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائیں وہ بہت آہستگی و اطمینان سے چلتے تھے اور میں دوڑتا ہوا جاتا تھا مگر جب بھی اُن تک نہ پہنچ سکتا تھا جب اتنی دور نکل آئے کہ وہاں میرے اور انکے سوا کوئی اور نہ تھا تو مڑکر فرمایا جو خبر تیرے پاس ہے لا دیدے میں نے رقعہ انکے ہاتھ میں دیدیا انکو کھولا بھی نہیں اور فرمایا کہدینا کہ اس مرض سے تو اچھا ہو جائیگا اور تیری موت اب سے تیس ۳۰ برس بعد ہوگی یہ حال دیکھکر اور یہ کلام معجز نظام سنکر ایسا مجھپر طاری ہوا کہ میں بے حس و حرکت رہ گیا اس خبر کے سننے سے ابن قولویہ کو اپنی زندگی کا یقین حاصل ہوا اسکے تیس ۳۰ برس بعد کچھ یوں ہی سا بیمار ہوئے تو وصیت ادا کی اور کفن و حنوط منگایا اور ضروریات سفرِ آخرت میں اہتمام تمام کیا کرتے تھے اسپر لوگوں نے اُنسے کہا کہ بیماری تو کچھ ایسی نہیں ہے پھر آپ کو اسقدر تعجیل و اضطراب کس لئے ہے فرمایا یہ وہی سال ہے جسمیں کہ میرے آقا نے خبرِ مرگ مجھے دی ہے اور اسی مرض میں بہشتِ عنبر سرشت کی طرف انتقال فرمایا الحقہ اللہ بموالیہ الاطہار فی دار القرار اور سید علی بن طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سامرہ میں ماہِ ذیقعدہ سن چھ سو اڑتیس کی تیرھویں تاریخ صبح کے وقت میں نے خود حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی آواز سنی کہ شیعیان زندہ و مردہ کے لئے دعا کر رہے تھے اور بعض فقرات دعا بھی انہوں نے لکھدیے ہیں کہ جو انہیں یاد رہ گئے تھے (۵) قطب راوندی رحمۃ اللہ نے خرائج الجرائح میں روایت کی ہے کہ حسن بن مسروق کہتا ہے کہ میں ایک دن ناصر الدولہ کی صحبت میں بیٹھا تھا کہ وہاں ناحیہ صاحب الامرؑ کا کچھ ذکر چھڑا اور حضرتؑ کی غیبت کا تذکرہ ہوا تو میں اس بات پر استہزا کرنے لگا اسیوقت میرے چچا حسین وہاں وارد ہوئے اور حضرتؑ کی غیبت پر مجھے استہزا کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ اے فرزند پہلے میرا بھی ایسا ہی کچھ اعتقاد تھا جس زمانہ میں اہلِ قم نے خلیفہ سے بغاوت کی کہ جو کوئی یہاں سے حاکم ہو کر جاتا تھا اسے مار ڈالتے تھے اور اطاعت نہ کرتے تھے مجھکو بھی حکومت قم حاصل ہوئی اور ایک فوج ساتھ لیکر میں قم کی طرف روانہ ہوا ناحیہ طرز میں پہنچکر میں شکار کے لئے نکلا اور بہت دور نکلا چلا گیا وہاں ایک نہر میں نے دیکھی اور اسکے پار اُتر جانے کا ارادہ کیا مگر جسقدر کہ میں نہر کو عبور کرتا جاتا تھا اور بھی اُسکا پاٹ بڑھتا چلا جاتا تھا اسی عالم میں میں نے ایک سوار کو دیکھا کہ اشہب پر سوار ہے اور عمامہ خز سبز رنگ سر پر ہے کہ آنکھیں سو ا آنکھوں کی

چہرہ نہیں دکھائی دیتا اور سرخ موزے پاؤں میں ہیں اس سوار نے نہ مجھے امیر کہا نہ میری کنیت میرے نام کے ساتھ ذکر کی بلکہ توہین و تحقیر سے کہا کہ اے حسین کیوں تو میری غیبت کیا کرتا ہے اور میرے ناحیہ پر ستم اختیار کرتا ہے اور خمس میرے سفیروں کو نہیں دیتا حسین کہتا ہے کہ میں کبھی کسی چیز سے نہیں ڈرا مگر اس کلام سے لرزنے لگا اور ڈر گیا اور میں نے عرض کیا کہ جیسا آپ نے فرمایا اب ایسا ہی ہوگا کہا کہ جہاں تو جاتا ہے وہاں بے لڑے بھڑے آسانی سے تو داخل ہو جائیگا اور بہت کچھ حاصل کریگا جو کچھ کہ حاصل کرنا اسکا خمس مستحقوں کو پہنچا دینا میں نے کہا کہ سمعاً و طاعتاً فرمایا کہ اب رشد و صلاح کے ساتھ پلٹ جا اور شہب کی باگ موڑی اور وہاں سے روانہ ہوئے اور میری نظر سے پوشیدہ ہوگئے نجانے کدھر کو گئے میں نے داہنے بائیں بہت دیکھا مگر نہ پایا اس سے رعب و خوف اور بھی مجھ پر طاری ہوا اور میں لشکر کی طرف پلٹ آیا یہ ذکر میں نے کسی سے نہیں کیا اور دل سے بھلا دیا جب میں قم میں پہنچا اور مجھے گمان یہی تھا کہ لڑنا پڑیگا اہل قم شہر سے باہر آئے اور سب نے مجھ سے کہا کہ ہمارے مخالف مذہب جو حاکم آتا تھا اس سے ہم لڑتے تھے اور تو تو ہمیں میں سے ہے تجھ سے ہمیں کچھ مخالفت نہیں شہر میں داخل ہو اور جسطرح جی چاہے انتظام کر میں مدت تک قم میں رہا اور اپنی توقع سے زیادہ وہاں سے مال حاصل کیا کہ ارکان دولت مجھ سے حسد کرنے لگے اور خلیفہ سے کہہ سنکر معزول کرا دیا بغداد میں پہنچکر پہلے میں خلیفہ کے سلام کو گیا بعد اسکے اپنے گھر آیا لوگ میری ملاقات کیلئے آنے لگے کہ اسی اثنا میں محمد بن عثمان عمروی بھی وہاں وارد ہوئے اور سب لوگوں کو پھاند کے میری مسند پر آکر بیٹھ گئے اور میری پشت پر تکیہ کر کے بیٹھے کہ اس حرکت سے میں بہت ناخوش ہوا لوگ آیا کئے اور جایا کئے وہ اسیطرح بے تکلف بیٹھے رہے اور دمبدم میرا غصہ زیادہ ہوتا گیا جب محفل ختم ہو چکی تو مجھ سے کہا کہ تم سے ایک راز کہنا ہے میں نے کہا کہ کہو کہنے لگے صاحب شہب و نہر نے کہلا بھیجا ہے کہ ہمنے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا یہ سنکر وہ قصہ مجھے یاد آیا اور میں لرز گیا اور میں نے کہا کہ میں نے سنا اور قبول کیا اور ممنون ہوا اسکے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا اور محمد بن عثمان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور اپنے خزانوں کو کھول کر تمام مال کا خمس انکے حوالہ کیا بعض مال کو میں بھولا ہوا تھا تو انہوں نے مجھے یاد دلایا اور اسکا خمس بھی لیا جب سے آج تک صاحب الامر علیہ السلام کے باب میں مجھ کو کبھی شک نہیں ہوا ناصر الدولہ نے کہا کہ جب سے یہ ذکر اپنے چچا سے میں نے سنا میرے دل سے شک زائل ہوا اور ان حضرتؑ کے باب میں یقین حاصل ہوا اور شیخ ابن بابویہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو علی بغدادی نے ذکر کیا کہ میں بخارا میں تھا وہاں ابن جاوشیر نے دس شمش طلائی دیکر مجھ سے کہ بغداد میں جاکر حسین بن روح کو

و دینار رستہ میں ایک شمس کھو گیا تو مینے اُسی وزن کا ایک شمس مول لیکر اُسکے بدلے رکھہ دیا
جب حسین بن روح کے پاس لے گیا تو میرے والے شمس کی طرف اشارہ فرمایا کہ عوض میں جو
تو نے مول لیکر ملا دیا ہے اُسے اُٹھالے کہ وہ ہمکو پہنچ گیا اور ہاتھہ بڑھا کر وہی شمس جو کھو گیا
تھا مجھے دکھا دیا اور میں نے اُسے پہچان لیا (۶) ابن بابویہ و شیخ طوسی وغیرہ رحمہم اللہ نے
روایت کی ہے کہ حسن بن احمد نے کہا جس سال علی بن محمد سمری سفیر صاحب الامر علیہ السلام
رحمتِ الٰہی سے ملحق ہوئے ہم بغداد میں تھے اُنکی انتقال کے کئی دن پیشتر ہم لوگ اُنکی
خدمت میں گئے تو اُنہوں نے صاحب الامر علیہ السلام کا ایک فرمان نکالا کہ اُسمیں مضمون
تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اے علی بن محمد سمری تیرے ماتم میں خداوند عالم
تیرے بھائیوں کو اجرِ عظیم عطا کرے چھٹے دن کے بعد تو دنیا سے مفارقت کریگا اپنے امور
کی درستی کرلے اور اپنے بعد کسی کو اپنا وصی اور قائم مقام نہ کرنا کہ اب غیبت تامہ واقع
ہوئی اور اب سے میں کسی پر ظاہر نہ ہونگا جب تک کہ اذنِ حق تعالیٰ نہو اور ظہور جب
ہوگا کہ مدتِ غیبت بہت طولانی ہوجائیگی اور دل سخت ہوجائینگے اور زمین ظلم و جور
سے بھر جائیگی بعد اسکے کچھہ شیعہ لوگ میرے دیکھنے کا دعویٰ کرینگے اور جو کوئی کہ سفیانی
کے خروج کرنے سے اور آسمانی آواز آنے سے پہلے میرے دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ
دروغ گو اور مفتری ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ حسن بن احمد
کہتے ہیں کہ ہم سب لوگوں نے اُس فرمان کی ایک ایک نقل اُتار لی اور چلے آئے اُسکے
چھٹے دن پھر اُنکی خدمت میں گئے تو اُنہیں حالتِ احتضار میں پایا اور اُسی عالم میں ایک
شخص نے پوچھا کہ آپ کے بعد وصی آپکا کون ہوگا تو سمری نے فرمایا کہ خداوند عالم
کی ایک مصلحت ہے وہ پوری ہوگی یعنی غیبتِ کبریٰ یہ کہکر عالمِ قدس کی طرف رحلت فرمائی
اور اصول کافی میں محدثِ جلیل علی بن ابراہیم اور حسین بن احمد سے دو طریق سے روایت
ہے کہ زرارہ نے بیان کیا کہ مینے حضرت صادق علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا کہ اِنَّ
الْغُلَامَ غَیْبَةً قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ یعنی خروج کرنے سے پہلے بلا شبہہ اُس لڑکے کی غیبت
ہوگی زرارہ کہتے ہیں مینے پوچھا کہ کیوں تو حضرت نے فرمایا یَخَافُ وَاَوْمٰی بِیَدِہٖ
اِلٰی بَطْنِہٖ یعنی سبب غیبت خوف ہے یہ فرماکر حضرت نے اپنی شکم مبارک کی طرف ہاتھ
سے اشارہ کیا اس سے محدثین نے خوف قتل مراد لیا ہے ثُمَّ قَالَ یَا زُرَارَةُ وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ
وَهُوَ الَّذِیْ یُشَکُّ فِیْ وِلَادَتِهٖ مِنْهُمْ مَنْ یَّقُوْلُ مَاتَ اَبُوْهُ بِلَا خَلَفٍ

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ حَمْلٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ اِنَّهٗ وُلِدَ قَبْلَ مَوْتِ اَبِيْهِ بِسَنَتَيْنِ الخ بعد اسکے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا اے زرارہ وہی لڑکا منتظر ہے اسکی پیدائش میں لوگ شک کرینگے کوئی کہیگا کہ اسکے باپ نے کوئی فرزند نہیں چھوڑا اور کوئی حمل کا قائل ہوگا اور کوئی یہ عتقاد رکھیگا کہ اپنے باپ کے انتقال سے دو برس پیشتر وہ پیدا ہوگا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے لیکر امام حسن عسکری علیہ السلام تک اکثر معصومین نے غیبت صاحب الامر علیہ السلام کی خبر دی گئی ہیں اور اکثر احادیث میں غیبت صغریٰ و غیبت کبریٰ کی تفصیل واقع ہے اور محض طولِ حیات پر استبعاد کرنا بھی بیجا ہے کیونکہ خضر و مسیح کا طولِ حیات حضرت ؑ سے بہت زیادہ ہے حضرت نوحؑ کی عمر ہزار سال سے زیادہ کی ہوئی اور روایاتِ معتبرہ میں ڈھائی ہزار برس لکھی ہیں لقمان بن عاد کی زندگی تین ہزار برس ہونا مسلم ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ دجال کی طولِ حیات میں تو استبعاد نہو اور مہدی علیہ السلام کی طولِ حیات میں استبعاد ہو (۷) شیخ مفید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صادقِ آلِ اطہر حضرت ابو عبداللہ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب قائم آلِ محمدؐ کے ظہور کا زمانہ آئیگا تو ماہ جمادی الآخر میں اور دس دن تک ماہِ رجب میں یعنی چالیس دن تک ایسا مینہ برسے گا جو کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا خداوند عالم اس مینہ سے قبروں کے اندر مومنوں کا گوشت اگائیگا اور گویا کہ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قبروں کی مٹی اپنے سروں پر سے جھاڑتے ہوئے قبیلہ جہینہ کی طرف سے چلے آتے ہیں علاوہ اسکے احادیث و آیاتِ متعددہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ بعد ظہورِ صاحب الامر علیہ السلام اور قیامت سے پیشتر مومنین کامل اور اکثر آئمہؑ و انبیاء علیہم السلام اور بعض کفار و منافقین زندہ ہونگے چنانچہ آیہ رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ یعنی پروردگار ہمارے دو دفعہ تو نے ہمکو موت دی اور دو دفعہ تونے ہمکو زندہ کیا ثبوتِ رجعت پر دلالت کرتا ہے یعنی دو دفعہ موت واقع ہوگی اور دو دفعہ مردہ زندہ ہونگے آخوند مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ احادیث میں اس آیہ کی تفسیر اس طرح ہے کہ ایک زندہ ہونا زمانہ رجعت کا اور دوسرا زندہ ہونا قیامت کا مراد ہے اور ایک موت دنیا کی اور دوسری زمانہ رجعت کی مراد ہے اور اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ یعنی بلاشبہ اپنے رسولوں کی اور مومنین کی ہم ضرور نصرت کرینگے زندگانی دنیا میں اور جس دن گواہی

دینے گواہ کھڑے ہونگے اس آیہ کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ زندگی
دنیا کی نصرت سے زمانۂ رجعت میں نصرت کرنا مراد ہے کیا یہ بات نہیں معلوم کہ بہت
سے پیغمبروں کی دنیا میں نصرت نہیں ہوئی یہانتک کہ وہ قتل ہوگئے بلکہ انکی نصرت رجعت
میں ہوگی اور كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنی بلاشبہہ تم جانوگے
پھر بلاشبہہ تم جانوگے اس آیہ میں بھی موافق تفسیر جناب صادق علیہ السلام کے
پہلی دفعہ جاننے سے رجعت میں جاننا مراد ہے اور دوسری دفعہ جاننے سے قیامت
میں جاننا مراد ہے اور وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِآيَاتِنَا
یعنی جس دن کہ ہر امت میں سے ایک فوج کو ہم اٹھائینگے ان لوگوں میں سے
ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے تھے یہ آیہ بھی حسب تفسیر جناب صادق علیہ السلام رجعت
کی خبر دیتا ہے اور یہ آیہ قیامت نہیں ہے بلکہ آیہ قیامت یہ ہے وَحَشَرْنَاهُمْ
فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا اور محشور کرینگے ہم انکو تو ایک کو بھی بے زندہ کئے نہ چھوڑینگے
اور علی بن ابرہیم علیہ الرحمہ نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیہ
تفسیر میں روایت کی ہے کہ جتنی قومیں عذاب حق تعالیٰ سے ہلاک ہوئے ہیں انکے لئے
رجعت نہوگی اور آیہ وافی ہدایہ وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ
کی یہی معنی ہیں یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ لوگ محروم
ہیں ہرگز وہ رجعت نہ کرینگے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا رجعت کرنا متواترات
میں سے ہے کہ سنی و شیعہ کی کتب احادیث بھری ہوئی ہیں اس مضمون سے کہ آیہ
وَأَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ میں دابۃ الارض سے حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام مراد ہیں کہ قریب قیامت ظہور کرینگے چنانچہ ابن ہیار نے اصبغ بن نباتہ سے
روایت کی ہے کہ معاویہ نے مجھ سے کہا کہ تم شیعہ لوگ یہ گمان رکھتے ہو کہ دابۃ الارض
علی ہیں میں نے جواب دیا کہ فقط ہمیں نہیں کہتے ہیں بلکہ یہودی بھی ایسا ہی کہتے ہیں اس
بات پر معاویہ نے یہودیوں کے ایک بڑے عالم کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کہ تم
اپنے یہاں کی کتابوں میں دابۃ الارض کا ذکر دیکھا ہے اسنے کہا ہاں دیکھا ہے معاویہ
نے پوچھا وہ کیا چیز ہے اسنے جواب دیا کہ وہ ایک مرد ہے معاویہ نے کہا نام اسکا
جانتے ہو اسنے کہا کہ ایلیا یہ سنکر معاویہ نے کہا کہ ایلیا اور علی کس قدر ملتا ہوا
نام ہے اور اسی طرح سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا مع انصار شہدا رجعت

اور انکی رجعت پر اپنا اعتقاد رکھنا حضرت صادق علیہ السلام نے کثیر زیارتوں میں ذکر فرمایا ہے اور کتب حدیث میں معتبر سندوں سے منقول ہی چنانچہ کتاب انوار مضیئہ میں مذکور ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کیا رجعت حق ہے فرمایا کہ ہاں پھر انہوں نے پوچھا جو شخص کہ پہلے رجعت کریگا وہ کون ہے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کہ وہ ظہور قائمؑ کے بعد نکلینگے مع تمام انصار جو کہ انکے ساتھ شہید ہوئے ہیں اور انکے ساتھ ستر پیغمبر ہونگے جس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونگے پس حضرت قائم علیہ السلام اپنی انگوٹھی انکو دیکر دنیا سے رحلت کرینگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام انکو غسل دینگے اور کفن پہنائینگے اور حنوط کرینگے اور دفن کرینگے

تمت

خاتمة الطبع

الحمد للہ رب العالمین کہ کتاب مستطاب تذکرۃ المعصومین متضمن حالات ولادت و مصائب و شہادت حضرات معصومین علیہم السلام من تصنیفات جناب مولانا و مقتدانا الحاج مولوی سید علی نقی صاحب جونپوری اعلی اللہ مقامہ و درجاتہ کمال صحت و صفائی سے باہتمام کارپردازان مطبع یوسفی دہلی سنہ ۱۳۲۱ ہجری نبوی صلعم میں چھپکر باعث بصیرت و آگہی حالات حضرات ممدوحین ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر ایک مومن باتمکین کو اسکے مطالعہ کا شوق و ذوق عطا فرمائے آمین ثم آمین بحق نبی کریم و آئمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہ اجمعین

فقط

Library
5893 New Sers
12-11-1973

اعلان واجب الاذعان

ازآنجاکہ کتاب مستطاب تذکرۃ المعصومین کا حق تالیف جناب مشفقی اشفقی مولانا مولوی سید حسن عسکری صاحب سلمہ خلف الصدق جناب مولانا مولوی حاجی السید علی نقی صاحب اعلی اللہ مقامہ و درجاتہ نے بذریعہ تحریر مطبع ہذا کو ہبہ کر دیا ہے۔ لہٰذا بخدمات اہلِ مطابع گزارش ہے کہ کوئی صاحب اِس کتاب کے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نہ فرمائیں اور بجائے نفع کے ضررِ عظیم نہ اُٹھائیں۔ کیونکہ یہہ کتاب بموجب قانونِ المستم ۱۸۶۷ء کے داخلِ فہرست رجسٹری گورمنٹ ہوچکی ہے۔ بر رسولاں بلاغ باشد وبس فقط

KBOPL
5893

العبد

سید علی حسین مالکِ مطبع یوسفی دہلی۔

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۴۵	بنیان الایمان	۸ر	۷۰	فوائد ذہبیہ	۳ر
۴۶	تحفۃ القدیر	۳ر	۷۱	سراج الایمان	۱۰ر
۴۷	جنگ نامہ محمد حنفیہ	۱ر	۷۲	مجموعۂ وظائف مترجم	۴ر
۴۸	نو رنامہ اثنا عشریہ	۰ر	۷۳	اعجاز حسینی در معجزات جابورہ	عـہ ۴ر
۴۹	علی بند	۰ر	۷۴	مشارق الانوار	۸ر
۵۰	تنبیہ الاطفال	۰ر	۷۵	مسکت المخالفین	۳ر
۵۱	ہفت بند کاشی	۰ر	۷۶	حسن اعتقاد	۴ر
۵۲	رد الا بالسنۃ	۵ر	۷۷	تحفۃ العوام مطبوعہ غیر مطابع	۴ر
۵۳	ادعیۃ الصلوٰۃ	۲ر	۷۸	حیات القلوب اردو جلد اول	عـہ ۸ر
۵۴	ضیاء العیون ترجمہ نور العیون	۲ر	۷۹	موج کوثری	۸ر
۵۵	مرأۃ العرفان	۳ر	۸۰	نزہۃ اثنا عشری — جلد دوم	عـہ
۵۶	تاریخ امام ہدا علیہ السلام	۱ر	۸۱	دیوان رطب العرب	عـہ
۵۷	حیات القلوب جلد سوم	۸ر	۸۲	سفینۃ النجات در علم کلام	۱۲ر
۵۸	عین الیقین	۰ر	۸۳	حیات القلوب مجلد ہر سہ جلد	عمہ
۵۹	مودت الاسلام	۱۰ر	۸۴	حق الیقین فارسی	عـہ
۶۰	رسالۂ قربت	۱ر	۸۵	ابواب الجنان ہر دو جلد	عـہ ۸ر
۶۱	فرحت المومنین	۱ر	۸۶	اخلاق احمدی	۸ر
۶۲	زینت العباد	۰ر	۸۷	مجمع الحسنات	عـہ ۸ر
۶۳	رسالۂ استخارہ	۰۲ر	۸۸	مجموعۂ ہفت رسائل	۴ر
۶۴	درۃ التحقیق	۱ر	۸۹	خواب انتقام	۰۲ر
۶۵	تحفۃ الابرار در اعمال عاشورہ	۱ر	۹۰	ثابت نامہ	۱۲ر
۶۶	صفاح العقیان	۱۰ر	۹۱	شرح ہفت بند ملا کاشی	۱ر
۶۷	قران السعدین	۲ر	۹۲	عین الیقین لنفی رویت رب العالمین	۲ر
۶۸	زاد المسافرین	۰ر	۹۳	حد تحقیق مشرب سنی	عـہ ۸ر
۶۹	قول حق	ـر	۹۴	تنقید الکلام	عـہ

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۹۵	من لا یحضرہ الطبیب	۶ر
۹۶	تخریج الآیات	۸ر
۹۷	رسالہ رجعت	۳ر
۹۸	صراط النجاۃ	۴ر
۹۹	تحفہ جوادیہ	[illegible]
۱۰۰	واقعہ ستم	۶ر
۱۰۱	سرو غم	۱ر
۱۰۲	جلد اول مرزا فصیح	۱۳ر
۱۰۳	دفتر ماتم مرزا دبیر	[illegible]
۱۰۴	بحور الغمۃ ہر دو جلد	[illegible]
۱۰۵	بحر البکار	۲ر
۱۰۶	مجالس الشیعہ	[illegible]
۱۰۷	کار آمد ذاکرین	۵ر
۱۰۸	اعجاز حسینی عرف دہ مجلس	۴ر
۱۰۹	دفتر غم	۱۰ر
۱۱۰	رسالہ حدود	۸ر
۱۱۱	عین الحیات	[illegible]
۱۱۲	شرح خطبہ امام رضا علیہ السلام	۱ر
۱۱۳	موعظہ عظیم آبادیہ	۲ر
۱۱۴	تحفۃ المومنین	۴ر
۱۱۵	اثبات الغدیر فی حدیث غدیر	۲ر
۱۱۶	منہج الوصول فی الاصول	۴ر
۱۱۷	سیف صارم	۱۲ر
۱۱۸	تفسیر عفت	۴ر
۱۱۹	محاربہ حق	۵ر
۱۲۰	قرآن شریف مترجم جلی قلم مع تفسیر	زیر طبع

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱۲۱	مرثیہ امام متضمن اثبات تعزیہ	[illegible]
۱۲۲	تحفہ مرزا محمد حسن مجتہد کربلائی	۳ر
۱۲۳	ماہ مغرب عرف کعبہ نما	۸ر
۱۲۴	جلاء العیون کامل دو جلد	[illegible]
۱۲۵	جلاء العیون جلد دوم	[illegible]
۱۲۶	مجموعہ مرثیہ ہائے متفرقہ	۶ر
۱۲۷	بشارت احمدی	[illegible]
۱۲۸	رسالہ اسرار حکمت و آثار قدرت	۴ر
۱۲۹	نور کے تڑکے کی دعا	۱ر
۱۳۰	منازل الفرقان	۱ر
۱۳۱	اعتقادیہ فی لسان العربیہ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ	۴ر
۱۳۲	متوسط مناجات	[illegible]
۱۳۳	مناقب اہلبیت ع	۱ر
۱۳۴	قصہ ملکہ و فقیہ ہر دو جلد	۳ر
۱۳۵	محاربہ صفدری ترجمہ حملہ حیدری	[illegible]
۱۳۶	تحفۃ الاحباب	[illegible]
۱۳۷	نجوم السماء	[illegible]
۱۳۸	مزاج ہوا کلام دو نثر اکا۔ بے نقط	۱ر
۱۳۹	نام حسین لیتا ہوں جاؤ دربدر دیکھیے	۳ر
۱۴۰	رن میں لڑے نوشاہ قاسم جری	۱۰ر
۱۴۱	زنداں میں جب حسین کے اہل حرم گئے	۱۰ر
۱۴۲	جب شہر میں حرم قید سے چھٹ کر آئے	۱۰ر
۱۴۳	ابجد جدید ہندی	۱ر
۱۴۴	رسالہ کیمیائے زراعت	۲ر
۱۴۵	موجز البیان فی ترتیل القرآن و ترجمہ	زیر طبع